قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفریں، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

ثمر بارِ واقعات

تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

ثمربار واقعات

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب .... ثمر بار واقعات

مؤلف .... الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

پروف ریڈنگ .... پیر طریقت حضرت مولانا قاری محمد اصغر نورانی

خصوصی دعا .... پیر سیّد طاہر حسین شاہ کاظمی، پاک پتن شریف

حسبِ فرمائش .... پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی قادری، رہنما سنی تحریک لاہور

الحافظ القاری محمد اختر سیالوی، گڑھی شاہو لاہور

تحریک وتشویق .... حضرت مولانا قاری خدا بخش بصری

حضرت مولانا قاری ریاض احمد فاروقی

حضرت مولانا محمد عبد الرشید قادری عطاری

صفحات 696

تعداد 600

کمپوزنگ .... آصف حفیظ

اشاعت .... فروری 2015ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت .... 450 روپے

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر

اردو بازار لاہور

Marfat.com

انتساب

اپنے پیارے نانا جان میاں محمد شریف آف پناہ کے شریف ضلع فیصل آباد کے نام جو ساری زندگی دین اسلام کی خدمت اور لوجہ اللہ امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حافظ قرآن نہ ہونے کے باوجود عرصہ دراز تک ان کا یہ معمول رہا کہ رمضان شریف میں سحری کر کے مسجد میں چلے جاتے اور افطاری سے پہلے پہلے پورے قرآن مجید کی تلاوت مکمل کر لیتے۔

اور

اپنے نانی جان کے نام جو قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے ساری زندگی مصروف رہیں اور میرے استاذ محترم فقیر سلطانی مولانا غلام رسول قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ مجھے اکثر فرمایا کرتے جس نے زندہ ولیوں کی جوڑی دیکھنی ہو وہ تیرے نانا نانی کو دیکھ لے۔

خدا کی ان پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو
دعا میری سدا یہ ہے انہیں جنت کی راحت ہو

الاھداء

اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کی بارگاہ میں جنہوں نے اپنے والدین کے مشن کو زندہ رکھتے ہوئے پچپن سال کا عرصہ، آخری عمر میں نظر نہ ہونے کے باوجود نہ صرف اپنے گاؤں میں بلکہ ساتھ والے تین گاؤں میں بھی قرآن مجید کی روشنی پھیلائی اور آج ہزاروں خواتین وحضرات جنہیں ان سے شرف تلمذ حاصل ہے ان کے لئے دعا گو ہیں اور ساتھ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی یہ کتاب ثمر بار واقعات اسم بامسمی پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے دعا ہے

مرقد پہ تری رحمت حق کا نزول ہو
حامی ترا خدا اور خدا کا رسول ہو

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
شرفِ انتساب	۳
الاھداء	۴
خطبہ	۱۱
(1) فضائل قرآن کریم	۱۲
(2) والدین' قرآن وسنت کی روشنی میں	۲۱
(3) ویران پہاڑیاں اور زرد رنگ والا	۳۰
(4) علامہ مقدسی' انصاری' صرصری اور بونینی علیہم الرحمۃ	۳۳
(5) کرامت کے بارے میں ایک تحقیق	۳۷
(6) سرکارِ دو عالم ﷺ کی پریشانی	۴۷
(7) دنیا آزمائش کا گھر ہے	۵۰
(8) حضرت عبدالملک بن ابجر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۳
(9) یمن وشام کے حاجیوں کا گروہ	۵۵
(10) ظالم بیٹے کا عبرتناک انجام	۵۷
(11) صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عظیم کارنامہ	۶۰
(12) حضرت رابعہ بصریہ کے شب وروز	۶۵
(13) عطیہ خداوندی	۶۸
(14) صحابی کون ہوتا ہے؟	۷۱
(15) رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دیئے ہیں	۷۳
(16) دنیا کے بارے میں دینداروں کی رائے	۷۷
(17) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ	۷۹
(18) بزرگوں کے مشاہدات	۸۳
(19) اور بیڑیاں ٹوٹ گئیں	۸۶
(20) عیسائیوں کا قرآن سن کر رونا	۸۹
(21) حضرت ابو مسلم خولانی کی کرامت	۹۴
(22) حافظ ابن حجر عسقلانی کا حافظہ	۹۶
(23) کرامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۹۹
(24) روزِ محشر فکرِ اُمت	۱۱۲
(25) یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے	۱۱۵
(26) محسنین امت محدثین کرام	۱۱۷
(27) وہ جو بیچتے تھے دوائے دل	۱۲۱
(28) ماں کے ساتھ حسن سلوک	۱۲۵
(29) دعا کی برکت	۱۲۹
(30) ایک اللہ والے کی درد بھری مناجات	۱۳۸
(31) اللہ والوں کے حافظے	۱۳۹
(32) ہے اللہ کی تلوار فاروقِ اعظم	۱۴۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
(33) میری باقی اُمت کا کیا بنے گا؟...	۱۵۴
(34) دنیاوی زندگی کا حال	۱۵۶
(35) عبداللہ بن ادریس اور عبداللہ بن وہب	۱۵۸
(36) غلامِ حق آگاہ..........................	۱۶۱
(37) حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وفضیلت کا راز	۱۶۴
(38) علاج المصائب بذریعۂ دم	۱۶۷
(39) نافرمان پاؤں کی سزا............	۱۷۰
(40) سراج الہند کی قوت یادداشت ..	۱۷۳
(41) کفار کا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجیدہ کرنا................	۱۷۴
(42) دیکھنا' کہیں دنیا تمہیں دھوکہ نہ دے	۱۷۷
(43) وارثانِ علومِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم.........	۱۸۰
(44) عارفہ کنیز	۱۸۶
(45) ماں کی دعا سے ایک بڑی مصیبت سے نجات	۱۹۰
(46) توبہ واستغفار........................	۱۹۲
(47) سب سے بڑا عبادت گزار	۱۹۵
(48) زمانہ اس قابل نہیں..................	۱۹۷
(49) حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ	۱۹۹
(50) ہمارے پیارے نبی کے پیارے دادا جان	۲۰۸
(51) پرہیزگاروں کے لئے اچھی آخرت ہے	۲۱۰
(52) نبی کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے	۲۱۳
(53) قرآن کی تاثیر سے لونڈی کی کایا پلٹ گئی..............................	۲۱۶
(54) شاندار صلہ' ایک قرآنی واقعہ	۲۱۹
(55) یا اللہ! میری توبہ	۲۲۶
(56) چھوٹی مصیبت نے بڑی مصیبت سے بچالیا	۲۳۷
(57) علم کے قدردان.......................	۲۴۱
(58) اہل نجد کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ	۲۴۵
(59) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طویل وعبرت انگیز خطبہ	۲۴۷
(60) حق آشنا تحفہ..........................	۲۵۰
(61) جیسی کرنی ویسی بھرنی...............	۲۵۶
(62) حضرت کعب بن مالک کی توبہ کا تفصیلی واقعہ	۲۵۹
(63) چاند جیسا نورانی چہرہ...............	۲۷۰
(64) معمول کا حال........................	۲۷۲
(65) مولائے کائنات اوران کی کرامات	۲۷۴
(66) وہ روتے تھے تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی	۲۸۵

عنوان	صفحہ

(67) اے لوگو! عبرت حاصل کرو ۲۸۸
(68) سنن دارمی کے مؤلف ۲۹۱
(69) سورۂ الشمس کی برکت ۲۹۳
(70) جب کرم ہوتا ہے ۲۹۵
(71) حضرت عثمان ؓ کا آخری درد انگیز طویل خطبہ ۳۰۰
(72) حضرت قاضی عیاض ؒ ۲
(73) دنیا ہی بدل گئی ۳۰۵
(74) آسمان کا فیصلہ صادر ہوگیا ۳۰۷
(75) صدقات وزکوٰۃ ۳۱۰
(76) مال کا وبال ۳۱۴
(77) حاضر جواب بچے ۳۱۷
(78) حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ ۳۱۸
(79) خصائص مصطفیٰ ﷺ ۳۲۱
(80) دنیا کی حرص خطرناک دشمن ۳۲۳
(81) حضرت امام علی بن حسین ؓ ۳۲۶
(82) اہل مراقبہ ۳۲۹
(83) خدا تجھ پر راضی ہوچکا ہے ۳۳۱
(84) راہِ علم کی مشقتوں میں صبر پر انعام ۳۳۳
(85) ہر بات پر قرآن پڑھنے والی خاتون ۳۳۸
(86) حضرت زبیر بن العوام ؓ ۳۴۹
(87) حضور ﷺ کی ایک ضرب سے کالم کا منکشف ہونا ۳۵۳
(88) عمر ثانی ؒ کا خط ۳۵۵
(89) عظیم محدث حضرت غندر ؒ .. ۳۵۷
(90) حقیقی انسان اور ظن کی شکستگی ۳۵۸
(91) زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام ۳۶۰
(92) حضرت سیدنا عیسیٰ ؑ کے پند و نصائح ۳۶۲
(93) عورتوں کی ذہانت کے واقعات ۳۶۶
(94) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ ۳۶۹
(95) شانِ رسالت ﷺ ۳۷۳
(96) دنیا مختصر مدت کے لئے ہے ... ۳۷۷
(97) حضرت فضیل بن عیاض ؒ ۳۷۹
(98) خدا سے تعلق والے ۳۸۱
(99) جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے .. ۳۸۴
(100) شاید اسی میں بھلائی ہو! ۳۸۷
(101) نرالی تدبیر ۳۸۹
(102) حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ .. ۳۹۰
(103) بحیرہ راہب کا حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا ۳۹۸
(104) زہر والی بکری کے گوشت نے آپ ﷺ کو مطلع کیا ۴۰۴
(105) حسن ابن ابوالحسن کا خطاب ... ۴۰۵
(106) قاسم نام کے چند محدثین کرام ۴۰۶
(107) احسان کے بدلے احسان عظیم ۴۰۹
(108) غزوۂ تبوک میں حضرت عثمان ؓ

Marfat.com

عنوان — صفحہ

کا جذبہ ۴۱۱
(109) منزل ملی مراد ملی مدعا ملا ۴۱۲
(110) صنف نازک کی ذہانت وچالاکی
کے واقعات ۴۱۳
(111) وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے ۴۱۷
(112) یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے ۴۱۹
(113) شیخ شبلی، طبیب روحانی ۴۲۱
(114) ستر سالہ ماں بیٹے کے انتظار میں ۴۲۳
(115) صدقہ جاریہ اور مال کا حساب .. ۴۲۵
(116) قصاب کی توبہ ۴۲۸
(117) ایک عرب لڑکی کی ذہانت اور
عقل مندی کا واقعہ ۴۳۰
(118) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ ۴۳۲
(119) حلم خداوندی اور حکم موسوی ۴۳۴
(120) فضل بن عیسیٰ علیہ السلام کا نصیحت
بھرا طویل خط ۴۳۶
(121) قابل رشک لوگ یعنی محدثین
کرام ۴۳۸
(122) حضرات ابدال' مردانِ بے نفس ۴۴۲
(123) دعا کی برکت سے زنجیریں
ٹوٹ گئیں ۴۴۴
(124) سخی اللہ کا دوست ہے ۴۴۸
(125) شہوت پرست بادشاہ اور لالچی
عورت پر قہر الٰہی ۴۵۲
(126) ایک عورت کی دور اندیش باتیں ۴۵۷
(127) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ۴۵۷
(128) ایک بے مثال فیصلہ ۴۶۰
(129) کوچ کا طبل بج چکا ۴۶۱
(130) حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ ۴۶۴
(131) خدا رسیدہ غلام ۴۶۶
(132) تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ ہی
کا تو ہے ۴۶۸
(133) روزہ اور رمضان ۴۷۱
(134) شیطان کا جال ۴۷۸
(135) حافظہ اور ذہانت کے لئے ۴۸۰
(136) حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ۴۸۴
(137) بعثت نبوی اور جنات و یہود ... ۴۸۸
(138) ہائے میری بربادی ۴۹۲
(139) حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۹۴
(140) ولیوں کی باتیں ۴۹۶
(141) بوڑھی ماں کی جان بچانے کا صلہ ۴۹۹
(143) حج بیت اللہ شریف ۵۰۲
(143) عورت کا فتنہ ۵۰۵
(144) عم المصطفیٰ ﷺ حضرت
عباس رضی اللہ عنہ ۵۱۰
(145) ہم جہاں میں تیری تصویر
لیے پھرتے ہیں ۵۱۲
(146) سکندر ذوالقرنین کی فرشتے

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سے ملاقات	۵۱۵	(165) چند نصیحتیں	۵۶۹
(147) مردوں سے کلام کرنے والا محدّث	۵۱۶	(166) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۵۷۱
(148) بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن	۵۱۸	(167) اُمّ معبد کے گھر پر برکتوں کا ظہور	۵۷۵
(149) بہترین پانی' زمزم شریف	۵۲۷	(168) دنیا میں انسان نشانے پر ہے	۵۷۲
(150) سادات سے محبت پر دگنا انعام	۵۳۰	(169) یہ اللہ کے پاک بندے کہاں ہیں؟	۵۸۱
(151) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۵۳۲	(170) تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں	۵۸۴
(152) کنکریوں کا حضور ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنا	۵۳۴	(171) حضور ﷺ کی ازدواجی زندگی کا ایک اہم واقعہ	۵۸۶
(153) دنیا کے بارے میں اہل اللہ کیا فرماتے ہیں؟	۵۳۵	(172) اخلاص فروش مسلمان	۵۹۳
(154) ابوبکر محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ	۵۳۷	(173) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	۵۹۵
(155) نگاہِ کشف	۵۳۹	(174) دودھ اور کھانے میں برکت	۵۹۸
(156) دیدۂ عبرت نگاہ کے لئے	۵۴۰	(175) حضور ﷺ کو کس بات کا اندیشہ تھا؟	۶۰۲
(157) میں اس شادی پر راضی ہوں	۵۴۶	(176) حضرت محمد ین رحمۃ اللہ علیہما	۶۰۳
(158) سفید محل	۵۴۸	(177) حضرت مالک بن دینار کی توبہ کا سبب	۶۰۵
(159) حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ	۵۵۴	(178) حقوق والدین	۶۰۹
(160) حضور اکرم ﷺ کی خصوصیات	۵۵۷	(179) حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت	۶۱۱
(161) اے دنیا کے متلاشی	۵۵۸	(180) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ	۶۱۵
(162) حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ	۵۶۰		
(163) شان درویش اور ترک ماسوی اللہ	۵۶۲		
(164) نکاح میری سنت ہے	۵۶۷		

Marfat.com

عنوان	صفحہ
(181) شانِ مصطفیٰ ﷺ کے جلوے...	۶۱۸
(182) ایک صحابیٔ رسول ﷺ کا سبق آموز واقعہ	۶۲۱
(183) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ	۶۲۳
(184) جیسا جینا ویسا مرنا	۶۲۷
(185) جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا	۶۳۰
(186) والدین کے ساتھ بھلائی کرنا..	۶۳۷
(187) ایک ناشپاتی سے چار دن کی بھوک جاتی رہی	۶۴۵
(188) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ......	۶۴۷
(189) چاند اشارے سے ہو چاک	۶۴۸
(190) کہیں تم دنیا میں کھو نہ جاؤ	۶۵۰
(191) حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ	۶۵۲
(192) ایصال ثواب کا فائدہ.........	۶۵۵
(193) مشرک والدین سے کیا سلوک کیا جائے؟..................	۶۵۹
(194) اولاد کے حقوق	۶۶۱
(195) گدڑی میں لعل	۶۶۶
(196) خالق کا بندہ خلق کا مولیٰ کہوں تجھے	۶۶۷
(197) ایک صحابیٔ رسول ﷺ کا عجیب خواب............	۶۶۹
(198) اُمت کے محسن محدثین کرام.	۶۷۰
(199) مومن کا دل اور مقامات قبر...	۶۷۶
(200) اندھے منکر دیکھ لے برکت رسول اللہ ﷺ کی	۶۸۰

Marfat.com

خطبة الكتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ○ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ وَاخْتَارَهٗ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِهٖ صَغِیْرًا وَّكَبِیْرًا ○ وَاَنْزَلَ عَلَیْهِ كِتَابَهُ الْمُهَیْمِنَ عَلَی الْكُتُبِ مُنَوِّرًا تَنْوِیْرًا ○ فَسُبْحَانَ مَنِ اخْتَصَّ بِالتَّوْفِیْقِ وَالْهِدَایَةِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ مَنًّا مِّنْهُ وَّتَیْسِیْرًا ○ وَحَكَمَ عَلٰی مَنْ شَآءَ بِالْحِرْمَانِ فَكَانَ حَظُّهٗ نُفُوْرًا وَّتَنْفِیْرًا ○ اَحْمَدُهٗ سُبْحٰنَهٗ اِذْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ اِحْسَانًا مِّنْهُ وَلَمْ یَزَلْ سُبْحَانَهٗ بِالْاِحْسَانِ جَدِیْرًا ○ وَاَشْكُرُهٗ اِذَا اَسْبَلَ عَلَیْنَا مِنْ سَحَآئِبِ كَرَمِهٖ وَابِلًا عَزِیْرًا ○ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاُكَبِّرُهٗ تَكْبِیْرًا ○ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ یُكَسِّرُ اَصْنَامًا وَّ یَهْدِمُ اَوْثَانًا وَّیَمْحُوْ شِرْكًا مَخْذُوْلًا حَقِیْرًا ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَوْضَحَ مَنْهَجَ الْحَقِّ حَتّٰی اَضْحٰی مُشْرِقًا مُّنِیْرًا ○ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَمَنْ كَانَ لَهٗ عَلَی الْحَقِّ ظَهِیْرًا ○ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

Marfat.com

(۱)

فضائل قرآن کریم

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہداء کو اس طرح کفن دیا کہ دو دو شہیدوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دے کر دفن کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھتے:

اَیُّھُمْ اَکْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْآنِ ۔ (بخاری المغازی 79/4)

''ان میں سے زیادہ عالم قرآن کون ہے۔''

پھر جب کسی ایک کی جانب اشارہ کر کے بتایا جاتا کہ یہ قرآن کے علم اور حفظ میں زیادہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لحد میں مقدم کر دیتے اور فرماتے:

اَنَا شَھِیْدٌ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ۔

''قیامت کے دن میں ان لوگوں (کے ایمان و شہادت) پر گواہ ہوں گا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون سمیت تمام شہیدوں کو دفن کرنے کا حکم دیا یعنی خون آلود کپڑوں میں ہی دفن کیا گیا' جس کے لئے چھوٹی یا بڑی کوئی چادر مل گئی اس پر بطور کفن ڈال دی جس کے لئے نہ ملی خون آلود لباس ہی اس کا کفن ہے۔ یہ اعزاز ہے شہید کا۔

☆...... حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَالْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَّطَعْمُھَا طَیِّبٌ

''اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ ترنجبین (نارنگی) جیسی ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور اس کا ذائقہ بھی اچھا ہے۔''

Marfat.com

وَالَّذِیْ لَایَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَالتَّمْرَۃِ لَارِیْحَ لَھَا وَطَعْمُھَا حُلْوٌ ۔

''اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ہے۔ کھجور جیسی ہے اس کی خوشبو نہیں لیکن اس کا ذائقہ میٹھا ہے۔''

وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ رِیْحُھَا طَیِّبٌ وَّطَعْمُھَا مُرٌّ ۔

''اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ خوشبو دار پودے (جیسے گلاب وغیرہ) کی طرح ہے کہ جس کی خوشبو اچھی ہے اور ذائقہ تلخ ہے۔''

وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَایَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ لَیْسَ لَھَا رِیْحٌ وَّطَعْمُھَا مُرٌّ ۔

''اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ہے' اندرائن (تمہ) جیسی ہے جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے۔''

(صحیح بخاری' فضائل القرآن علی سائر الکلام' 5020' صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' 797)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن کے حافظ اور ماہر سے کہا جائے گا کہ اب تو پڑھ اور جنت کی منازل طے کرتا جا اور اس طرح ترتیل کے ساتھ پڑھ جس طرح کہ تو دنیا میں اطمینان اور سکون سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ تیرا مقام وہ جگہ ہے جہاں پہنچ کر تو آخری آیت پڑھے گا۔''

(ابوداؤد' الصلوٰۃ' باب استحباب الترتیل فی القراۃ' 1464' الترمذی 1790' الترغیب' 1326)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں۔'' حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: ''ہاں تمہارا نام لیا ہے۔''

حضرت اُبی رضی اللہ عنہ یہ سن کر (خوشی سے) آبدیدہ ہو گئے۔

(صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' 345' 246)

جنوں کا قرآن سننا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ''سوق عکاظ'' کے قصد سے روانہ ہوئے۔ شیاطین اور آسمان کی خبر کے درمیان حجاب ہو چکا تھا (یعنی آسمان کی خبروں کا ملنا موقوف ہو گیا تھا اور ان پر چنگاریاں پھینکی جانے لگیں) جب شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس ہوئے تو ان لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان کوئی چیز حائل ہو گئی ہے اور ہم پر چنگاریاں پھینکی جاتی ہیں' اس قوم نے کہا: تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان کوئی چیز حائل ہو گئی ہے' اس لئے زمین کے مشرق و مغرب میں چل کر دیکھو کہ وہ کون سی نئی بات ظہور میں آئی ہے چنانچہ وہ لوگ روانہ ہوئے اور زمین کے مشرق و مغرب میں چل کر دیکھنے لگے کہ کون سی نئی بات ان کے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہو گئی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے تہامہ کی طرف رخ کیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نخلہ میں پہنچے۔ اس وقت آپ سوق عکاظ کا قصد کر رہے تھے۔ آپ صحابہ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے' جب انہوں نے قرآن سنا تو اس کی طرف کان لگایا۔ یہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہی ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہے۔ یہیں سے یہ لوگ اپنی قوم کے پاس لوٹ گئے اور کہا کہ اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے پس ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ نازل فرمائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کے قول کی بذریعہ وحی اطلاع دی گئی۔

(72' الجن' 1' بخاری' التفسیر' تفسیر سورۃ الجن' باب قل اوحی الی' 4921)

قرآن پڑھنے والا کیسا ہو؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

''حافظ قرآن کے لائق یہ ہے کہ جب لوگ کھا پی رہے ہوں یہ روزہ دار ہو۔ جب

Marfat.com

لوگ ہنس رہے ہوں یہ فکر میں ہوتے جب لوگ باہمی الجھ رہے ہوں' یہ خاموش ہو۔ جب لوگ غرور کر رہے ہوں تو یہ خشوع میں ہو' حافظ قرآن کے لائق یہ ہے کہ وہ رونے والا اور غمزدہ ہو۔ بردبار اور خاموش طبیعت ہو۔ حافظ قرآن میں یہ خوبی ہو کہ وہ بداخلاق نہ ہو' غافل نہ ہو' نہ شور کرے نہ چلائے' نہ سخت مزاج ہو' نہ دھتکارنے والا ہو۔''

(حلیہ' 130/1 'صفوۃ الصفوۃ' 412-413)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو (اس کے بعد) اس کی تلاوت کرتے رہو' یاد رکھو! قرآن پاک کی مثال جب کوئی اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے پھر تلاوت کرتا ہے اور اس کے ساتھ قیام کرتا ہے اس تھیلے کی مانند ہے جو کستوری سے بھرا ہوا ہے اور اس کی خوشبو ہر جگہ مہک رہی ہے اور اس شخص کی مثال جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ پھر وہ (غافل ہو کر) سویا رہا حالانکہ قرآن مجید اس کے دل میں اس تھیلے کی مانند ہے جو کستوری سے بھرا ہوا ہے لیکن اس کا منہ (اسی سے) باندھا گیا ہے''۔

(ترمذی' فضائل القرآن' باب ماجاء فی سورۃ البقرۃ' وآیۃ الکرسی' 2876' ابن ماجہ' 217' حدیث صحیح)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: ایک روز جناب جبرائیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اوپر سے دروازہ کھلنے کی زوردار آواز سنی' اپنا سر اٹھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ یہ آسمانوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا' اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہیں ہوا' اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو نور مبارک ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ نور کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے۔ (وہ یہ ہیں):

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ ۔ سورۂ فاتحہ

وَخَوَاتِيمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ۔ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات۔

مزید کہا: ''جو شخص یہ دو آیات پڑھے گا اسے اس کی مانگی ہوئی چیز ضرور دی جائے گی۔'' (مسلم' فضائل القرآن' باب فضل الفاتحہ وخواتیم سورۃ البقرۃ' 1877)

Marfat.com

وہ جس کو لحن داؤدی دی گئی

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن مجید اس قدر خوبصورت آواز میں کرتے تھے کہ دل میں اتر جاتی تھی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ لحن داؤدی دیئے گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا:

لَقَدْ اُوْتِیَ اَبُوْ مُوْسٰی مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ ۔

"ابوموسیٰ کو آل داؤد کا سوز و آواز عطا کیے گئے ہیں۔"

(دارمی' فضائل القرآن' باب التغنی بالقرآن' بخاری' 5048)

یعنی داؤد علیہ السلام جیسی خوبصورت اور سریلی آواز ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دی گئی ہے جس کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح کیا کرتے تھے۔

☆......ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ رضی اللہ عنہا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے' وہ اپنے گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے' دونوں کھڑے ہو کر ان کی قرأت کان لگا کر سننے لگے۔ پھر چلے گئے۔ صبح ہوئی تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا:

"اے ابوموسیٰ! کل رات میں تمہارے پاس سے گزرا اور میرے ساتھ عائشہ بھی تھیں۔ تم اس وقت اپنے گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ ہم نے کھڑے ہو کر تمہارا قرآن سنا۔"

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اَمَا اِنِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! لَوْ عَلِمْتُ لَحَبَّرْتُ لَکَ تَحْبِیْرًا ۔

"اے اللہ کے رسول! اگر مجھے معلوم ہو جاتا تو میں آپ کی خاطر قرآن کو بہت ہی مزین کر کے پڑھتا۔" (مسند ابویعلی' 7342-401/6)

☆......حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ

Marfat.com

طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَّتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَّلَا تَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ ۔

’’زہراوین کی تلاوت کرو اور وہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران ہیں (روز قیامت یہ اپنے پڑھنے والے کے پاس روشنی کی شکل میں) اس کے آگے آگے ہوں گی گویا وہ دو بادل ہیں یا سیاہ رنگ کے دو سائبان ہیں جن سے روشنی چمکتی ہے یا صف بستہ پرندوں کی دو قطاریں ہیں (سایہ کئے ہوئے) اپنے پڑھنے (یا یاد کرنے) والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کو لینا (حفظ کرنا) باعث برکت ہے اور اسے چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔‘‘

(بخاری' فضائل القرآن' باب فضل قراۃ القران وسورۃ البقرۃ' 804' ابن ماجہ' 116' صحیح الجامع الصغیر' 1176)

تحفۂ معراج:

صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے' جو چیز آسمان کی طرف چڑھتی ہے وہ یہیں تک ہی پہنچتی ہے اور یہاں سے ہی لے جائی جاتی ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے وہ بھی یہیں تک پہنچتی ہے' پھر یہاں سے آگے لے جائی جاتی ہے اور اسے سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں۔

فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا اُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتِ ۔

’’وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں' پانچ وقت کی نمازیں' سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی آیتیں اور توحید والوں کے تمام گناہوں کی بخشش۔‘‘

(صحیح مسلم' الایمان' باب فی ذکر سدرۃ المنتہیٰ' 173)

افضل ترین و پسندیدہ ترین سورت

ابو سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

Marfat.com

انہوں نے کہا: میں نماز پڑھ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا' میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا' یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا: جب بھی اللہ ورسول تمہیں پکاریں تو جواب جلد دو۔'' فرمایا: ''میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک سورہ بتلاؤں گا جو قرآن مجید کی تمام سورتوں سے افضل ہے۔'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' جب ہم باہر نکلنے لگے تو میں نے درخواست کی یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا میں تمہیں قرآن کی سب سے افضل سورہ بتلاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ سورت الحمد للہ رب العالمین ہے اسی کا نام سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی۔

(صحیح بخاری' فضائل القرآن' باب فضل فاتحہ الکتاب' 5006' احمد' 211/4)

☆...... زید بن اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں رات کے وقت چل رہے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کچھ پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب نہیں دیا۔ پھر پوچھا۔ پھر جواب نہیں دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' آپ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا: اے عمر! تیری ماں تجھ پر روئے تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا مگر آپ نے ایک بار بھی جواب نہیں دیا' شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے اونٹ کو ہٹا کر لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور میں ڈر رہا تھا کہ کہیں میرے حق میں قرآن کا کوئی حکم نازل نہ ہو جائے۔ میں تھوڑی دیر بھی ٹھہرنے نہیں پایا تھا کہ میں نے سنا کہ کوئی مجھے پکار رہا ہے' میں ڈر گیا کہ کہیں میرے حق میں قرآن نہ اترا ہو پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر سلام کیا تو آپ نے فرمایا: ''آج کی رات مجھ پر ایک سورہ اتری ہے جو مجھے سب دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند ہے۔'' پھر حضور نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پڑھی۔

(صحیح بخاری' فضائل القرآن' باب فضل سورۃ الفتح' 5012' احمد 215/3)

Marfat.com

قرآن پاک کے فیوض و برکات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آرام فرماتے تو روزانہ رات کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان پر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے تمام بدن پر پھیر لیتے' پہلے اپنے سر اور چہرۂ مبارک پر پھیرتے اس کے بعد اپنے تمام اوپر کے جسم پر جہاں تک کہ آپ کا ہاتھ پہنچتا اور یہ فعل آپ تین مرتبہ کرتے تھے۔

(صحیح بخاری' فضائل القرآن' باب المعوذات)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حسد (رشک) صرف دو شخصوں پر (جائز) ہے' ایک اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے اور وہ اسے دن رات پڑھتا ہے اور اس کا پڑوسی اسے سن کر کہتا ہے کہ کاش! مجھے بھی اس کی طرح پڑھنا نصیب ہوتا تو میں بھی اسی طرح عمل کرتا' دوسرے اس شخص پر جسے اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے' پھر کوئی اس پر رشک کرتے ہوئے کہے کہ کاش! مجھے بھی یہ مال میسر آتا تو میں بھی اسے اسی طرح صرف کرتا۔''

(بخاری' فضائل القرآن' باب اغتباط صاحب القرآن' 5026)

قرآن کا قاری کا گورنر بنا گیا:

عامر بن واثلہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے: نافع بن حارث رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عسفان میں ملاقات کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا امیر مقرر کرنے کا حکم دیا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلٰی اَهْلِ الْوَادِیْ .

''کہ تم نے مکہ میں کسے امیر بنایا ہے؟''

فَقَالَ ابْنَ اَبْزٰی .

''تو اس نے عرض کیا: ابن ابزیٰ کو۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

وَمَنْ ابْنُ أَبْزٰی؟

''کہا ابن ابزیٰ کون آدمی ہے؟''

اس نے جواب میں کہا کہ ہمارے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے ایک غلام کو ان کا امیر بنا دیا ہے؟

اس نے کہا:

اِنَّهٗ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنَّهٗ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ .

''وہ اللہ کی کتاب کا قاری ہے اور اس کے احکامات پر عمل بھی کرتا ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ .

''اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔'' (صحیح مسلم' فضائل القرآن' 1897)

قاریٔ قرآن کی عزت افزائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَاُسْرِجَ لَهٗ سِرَاجٌ فَاَخَذَهٗ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں (تحقیق کے لئے) رات کے وقت اترے تو آپ کے لئے چراغ سے روشنی کی گئی آپ نے میت کو قبلے کی طرف سے پکڑا اور فرمایا:

رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتَ لَاَوَّاهًا تَلَّاءً لِّلْقُرْاٰنِ .

''اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم بہت نرم دل اور قرآن کی اکثریت سے تلاوت کرنے والے تھے۔''

آپ نے اس کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھیں۔ (جامع ترمذی' جنائز' 1057)

Marfat.com

(2)

والدین، قرآن وسنت کی روشنی میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرو۔'' (النساء، 36)

امام ابن کثیر نے والدین کے ساتھ احسان کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان کی وصیت فرمائی ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے والدین کو تمہیں عدم سے وجود بخشنے کا سبب بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے مقامات پر جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہاں اس کے ساتھ ہی والدین سے حسن سلوک کا بھی حکم دیا ہے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

''کہہ دیجئے آؤ میں پڑھ کر سناتا ہوں جو کچھ تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔''

(الانعام، 151/6)

اللہ رب العزت نے والدین کے حقوق کے حوالے سے یوں ارشاد فرمایا:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا

Marfat.com

وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کرنا نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ بات چیت کرنا۔'' (بنی اسرائیل' 23/17)

ربوبیت الٰہی اور اطاعتِ والدین

مفسرین بیان کرتے ہیں: ربوبیت الٰہی کے تقاضوں کے ساتھ اطاعت والدین کے تقاضے پورے کرنا بھی اشد ضروری ہے۔

بڑھاپے میں بطور خاص ان کے سامنے ''ہوں'' تک کہنے کی بھی ممانعت کی گئی ہے اور ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے سے منع کیا گیا ہے۔ بڑھاپے میں والدین کمزور' بے بس اور لاچار ہو جاتے ہیں جبکہ اولاد جوان اور وسائل معاش پر قابض ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جوانی کے الھڑ اور دیوانے جذبات اور بڑھاپے کے سرد وگرم چشیدہ تجربات میں تصادم ہوتا ہے۔ یہ بڑا نازک مرحلہ ہوتا ہے۔ ان حالات میں والدین کے ادب واحترام کے تقاضوں کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھنا اور ہر وقت بہرحال والدین کی خدمت اور اطاعت کرنا اولاد کے لئے فرضِ لازم کی حیثیت رکھتا ہے۔

☆...... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں۔ خیر کے کاموں میں پیش پیش رہنے والے ہیں' نیکی میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہے ہیں:

اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی؟

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟''

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَلصَّلَاۃُ عَلٰی وَقْتِھَا '' نماز اپنے وقت پر...... عرض کیا: اس کے بعد کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیکی کرنا' ان کی اطاعت اور فرماں برداری کرنا۔'' (صحیح البخاری' مواقیت الصلاۃ' حدیث 527)

ذرا غور فرمائیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد جس نیک کام کو دوسرے نمبر پر رکھا وہ والدین کی اطاعت اور فرماں برداری ہے۔

اللہ رب العزت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے' انہوں نے ان سوالات کے ذریعے اسلام کی راہوں کو مزید روشن کر دیا۔

بات والدین کے حقوق' ان کی عزت اور توقیر کے حوالے سے ہو رہی تھی تو چلئے ایک اور واقعہ پڑھتے ہیں۔

جنت ماں کے قدموں میں ہے

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت جاہمہ بن عباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نہایت ادب سے عرض کیا میں غزوہ میں شرکت کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ کی خدمت میں مشورہ کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پوری امت کے خیر خواہ اور معلم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ھَلْ لَّکَ مِنْ اُمٍّ ''کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟''

جاہمہ عرض کرتے ہیں جی ہاں! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں زندہ ہے۔ کائنات کی سب سے سچی ہستی نے ارشاد فرمایا:

''فالزمھا فان الجنۃ تحت رجلیھا''

''جاؤ اپنی والدہ کی خدمت کرو کہ جنت اس کے قدموں تلے ہے''

(سنن النسائی' الجہاد' حدیث 3106' مسند احمد 429/3)

عربی زبان میں والدین کی اطاعت اور فرماں برداری کو برالوالدین کہا جاتا ہے۔

البر کا لغوی مفہوم صدق' اطاعت اور اصلاح ہے اس کا الٹ عقوق ہے۔

Marfat.com

البر کا شرعی مفہوم وسیع ہے۔ اس میں والدین کے ساتھ احسان کرنا' جن معروف کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو پورا کرنا' والدین کی عزت کرنا' ان کی اطاعت کرنا' ان کی خوشنودی کا آرزومند رہنا' اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لئے وقف رکھنا' ان کے ساتھ نرمی کرنا' ان کی دیکھ بھال کرنا' ان کی نافرمانی سے بچنا اور ان کو جو تکلیف اور پریشانی لاحق ہو اسے دور کرنا بھی شامل ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ ۔

''نیکی کرنا حسن اخلاق میں سے ہے۔'' (صحیح مسلم' البر والصلۃ' حدیث 2553)

بنیادی وسنہری اصول:

والدین کے ساتھ حسن سلوک اور خصوصاً والدہ کی اطاعت اور فرماں برداری پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زور دیا ہے۔ خاص طور پر جب والدین بوڑھے ہو جائیں تو ان کی عزت واحترام اور ان کے احکام کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اولاد ان کے سامنے جھک جائے اور ان کی فرمائش پوری کرے۔

حقوق والدین تو کبھی پورے ہو ہی نہیں سکتے البتہ بعض ایسے طریقے ضرور ہیں جن پر عمل کر کے آپ ان کی رضا حاصل کر سکتے ہیں' ان کو خوش کر سکتے ہیں مثلاً مختلف مواقع' جیسے عید الفطر' عید الاضحیٰ یا رمضان مبارک کے آغاز پر ان کی خوشیوں کا خیال رکھا جائے۔ بیٹے یا بیٹی' پوتی' بہن یا بھائی کی شادی کے موقع پر ان سے پوچھیں کہ اس موقع پر ان کا مشورہ' رائے اور خواہشات کیا ہیں؟ آپ شادی کے اس موقع پر کون سا لباس پسند کریں گے' ان سے مشورہ کریں کہ شادی شدہ نئے جوڑے کو کیا چیز تحفے کے طور پر دی جائے۔ اگر آپ کسی دوسرے شہر میں ہیں تو یہ باتیں فون پر بھی ہو سکتی ہیں۔ اگر کمپیوٹر وانٹرنیٹ کی سہولت موجود ہو تو سکائیپ (Skype) کے ذریعے سے ایک دوسرے کے روبرو بیٹھ کر مشورہ کر لیں۔

والدین کو محسوس کرائیں کہ وہ ہر معاملے اور مشورہ میں شریک ہیں مثلاً گرمی کا موسم آ رہا ہے یا سردی کا موسم شروع ہونے والا ہے۔ آپ والدہ صاحبہ سے یا والد صاحب سے کہیں کہ چلیں بازار چلتے ہیں' وہاں سے آپ کی مرضی کے کپڑے خریدتے ہیں۔ اگر وہ کسی

Marfat.com

وجہ سے جانے پر راضی نہ ہوں تو ان کی پسند اور مرضی کے مطابق کپڑے خرید کر پیش کر دیں۔اس طرح آپ دیکھیں گے کہ ان کو کتنی خوشی ہوتی ہے اور ان کے منہ اور دل سے آپ کیلئے کتنی دعائیں نکلتی ہیں۔

والدین کو خوش رکھنے کا طریقہ

آپ موقع کی مناسبت سے ان کو سرپرائز بھی دیں۔اچانک ان کے سامنے ان کی پسند یا ضرورت کی چیزیں رکھ دیں۔نہایت ادب اور احترام سے بتائیں کہ اماں جان یا ابا جان میں بازار میں تھا' آپ کی ضرورت اور پسند کی چیزیں میرے دل کو بھا گئیں اس لئے میں نے آپ کے لئے خرید لیں'انہیں قبول فرمائیں۔اس قسم کے کاموں سے والدین کو بے حد خوشی ہوتی ہے۔اس سلسلہ میں ایک صاحب اپنا ذاتی واقعہ لکھتے ہیں کہ میں ایک کام کی غرض سے امریکہ میں مقیم تھا۔ہیوسٹن شہر میں پرانی کاروں کا ایک شوروم تھا۔وہاں سات سیٹوں والی ایک گاڑی میرے دل کو بھا گئی۔میں نے اسے خرید لیا۔میں نے والدہ صاحبہ کو فون کیا۔انہیں گاڑی خریدنے کی اطلاع دی اور کہا کہ اس میں ایک سیٹ آپ کے لئے مخصوص ہے۔پس پھر کچھ نہ پوچھئے ان کو میری بات سے اس قدر خوشی ہوئی کہ وہ کئی دن تک میرے اس فون کا چرچا کرتی رہیں۔اپنے ملنے اور جاننے والوں کو بتاتی رہیں کہ میرے بیٹے نے گاڑی خریدی ہے جس میں ایک سیٹ میرے لئے بھی رکھی ہے۔میں نے بلاشبہ ان سے غلط بات نہیں کہی تھی۔انہیں گاڑی میں بہر حال بیٹھنا تو تھا ہی مگر صرف میری اس بات سے کہ ''ایک سیٹ آپ کی ہے!'' ان کو جو مسرت نصیب ہوئی اس کا مجھے اندازہ ہی نہیں تھا۔یہ واقعہ جب بھی یاد آتا ہے مجھے یہ نازک سا خیال ضرور آتا ہے کہ ماں کی محبت کا پیالہ بھی کتنا اُتھلا ہے جو بیٹے کی ایک ننھی سی بات سن کر ہی خوشی سے لبریز ہو جاتا ہے۔

اگر آپ سفر کے لئے روانہ ہو رہے ہیں تو کوشش کریں کہ سب سے آخر میں جنہیں الوداع کہیں وہ آپ کے والدین ہوں اور آپ کی آنکھوں نے سب سے آخر میں ان کا دیدار کیا ہو۔روانگی سے پہلے ان کے پاس بیٹھ جائیں۔ان کو بتائیں کہ میں سفر پر جا رہا ہوں۔میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب کرے۔سفر کی مشکلات سے محفوظ رکھے۔راستہ میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

خدا کی رضا والدین کی رضا میں ہے

آپ والدین کے چہرے ہی سے محسوس کر لیں گے کہ وہ آپ کی ان ننھی ننھی دلنواز باتوں سے کتنے خوش ہیں اور پھر یقیناً ان کی قبول ہونے والی دعاؤں کے بھی آپ حق دار بن جائیں گے انشاء اللہ۔ اسی طرح جب آپ سفر سے واپس تشریف لائیں تو ممکن صورت میں سب سے پہلے والدین کے پاس جائیں۔ بعض اوقات ہم سوچتے ہیں کہ ملاقات کے لئے مناسب وقت کا انتظار کریں۔ اگر ان کی صحت اجازت دیتی ہو اور وہ سو نہ رہے ہوں تو پھر فوراً ان کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہو جائیں۔ ان کے پاس بیٹھیں' ان کے حالات' ان کی صحت اور دیگر امور کے بارے میں پورے اطمینان اور احترام کے ساتھ ان کی باتیں سنیں۔ انہیں اپنے سفر کے حالات بتائیں۔ اگر اس سفر میں کوئی نمایاں کامیابی ہوئی ہے تو انہیں یہ خوش خبری ضرور سنائیں۔

دوران سفر کوشش کریں کہ روزانہ ایک مرتبہ ان سے بات ضرور ہو جائے۔ یہ دورانیہ چاہے چند منٹ ہی کا ہو کیونکہ ان کی ممتا کو آپ کی آواز سن کر ہی قرار ملے گا۔ آپ کا فون کرنا ان کے لئے کتنی ناقابل بیان مسرت کا سبب بنے گا؟ شاید آپ اس کا تصور بھی نہ کر سکتے ہوں۔

سفر کے علاوہ اگر آپ اس شہر میں مقیم نہ ہوں جہاں آپ کے والدین کا گھر ہے تو اس صورت میں آپ لازماً فون پر ان کی خیریت دریافت کرتے رہا کریں۔ انہیں اپنے حالات اور واقعات کی خبر کرتے رہا کریں۔ اگر آپ اسی شہر میں مقیم ہیں جہاں والدین کا گھر ہے اور کسی وجہ سے وہ آپ کے ساتھ نہیں رہتے تو اس صورت میں آپ کوشش کریں کہ روزانہ ان کی زیارت کے لئے جائیں۔ ممکن ہو تو ان کے ساتھ ایک وقت کا کھانا کھائیں' چائے نوش کریں۔ ان کے ساتھ دل کو خوش کرنے والی باتیں کریں۔ ان کا دل بہلائیں اور ان سے دعائیں لیں۔

والدہ صاحبہ سے ملاقات کے دوران ان کے ہاتھ اور ماتھے پر بوسہ دیں۔ ممکن ہو تو ان کے قدموں کو چومیں۔ راقم الحروف نے بار بار اپنی والدہ کے پاؤں چومنے کی سعادت حاصل کی۔ میں ان کے پاؤں اپنے گالوں پر رکھ لیتا۔ ان کو ہلکا ہلکا تھپتھپاتا' کبھی کبھی

Marfat.com

گدگدی بھی کرتا‘ ان کو چومتا اور لذت لیتا۔

جن لوگوں نے اپنے والدین کی عزت وتوقیر کی‘ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو چوما‘ ان کی اولاد بھی اپنے والدین کی عزت وتوقیر کرتی ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی میں اپنے والدین کی عزت وتوقیر کی۔ ان کے ہاتھوں اور سر کو چوما‘ آج ہماری اولاد ہمارے ہاتھ چومتی ہے۔ عموماً بچے رات کو پاؤں دباتے ہیں۔ خود میرا تجربہ ہے کہ اگر آپ بیمار ہیں یا تھکے ہوئے ہیں تو بچے آپ کو دبانا شروع کر دیتے ہیں جس سے چند ہی منٹ میں آپ کی طبیعت تر وتازہ ہو جاتی ہے۔ آپ کی آدھی سے زیادہ بیماری یا تھکاوٹ ختم ہو جاتی ہے۔

آپ اپنی اولاد کو اپنی دادی جان‘ دادا جان‘ نانا جان‘ نانی جان اور دیگر عزیز واقارب کے بارے میں بتائیں۔ ان کے مقام اور مرتبے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل کیے ہیں ان کو بیان کریں۔ ان کے دل میں ان کی محبت پیدا کریں۔ ان کے سامنے اپنے والدین کی خدمت کریں تاکہ آپ ان کے لئے نمونہ بن سکیں۔

والدین ناراض تو رب ناراض

اپنے والدین کی ضروریات زندگی خود اپنے ہاتھوں سے پوری کریں مثلاً صفائی سے ان کا بستر لگا دیں‘ ان کے جوتے پالش کر کے تیار رکھیں‘ ان کے کپڑے استری کر کے الماری میں لٹکائیں۔ ممکن ہے کہ گھر میں نوکرانی ہو یا آپ کی بیٹی یا بیوی یہ خدمت انجام دے مگر والدین کے یہ ذاتی کام کر کے جو مزہ آپ کو ملے گا وہ دوسروں کے ہاتھوں سے آپ کو کبھی میسر نہیں آئے گا۔ اس طرح آپ دیکھیں گے کہ آپ اپنے والدین کے کس حد تک قریب ہوتے ہیں۔ ان کی چیزوں کو وقت پر ترتیب دیں۔ اگر ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں فلاں وقت آؤں گا تو اسے ہر حالت میں پورا کریں۔ زندگی میں آپ کو یقیناً بہت ساری کامیابیاں ملتی ہیں۔ آپ اس ترقی اور کامیابی کو ہمیشہ اپنے والدین سے منسوب کریں کہ ان کی دعاؤں سے اور ان کی اعلیٰ تربیت کے نتیجہ میں یہ کامیابی ملی ہے۔ والدین کو ان باتوں سے بڑی خوشی اور فخر کا احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچے کی تربیت کے نتائج اپنی زندگی میں دیکھ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اولاد کی تمام تر کامیابیاں والدین کی کامیابی ہوتی ہے۔

والدین کے دل سے محبت کے زمزمے

اپنی کامیابی اور ترقی کی اطلاع سب سے پہلے اپنے والدین کو دیں۔ اپنے راز کی باتیں ان کو بتائیں۔ آپ ان کے دل کے قریب تر ہو جائیں گے۔ ان کو احساس ہوگا کہ ہمارا بیٹا اس عمر میں بھی ہمارا تابع فرمان ہے۔ بوڑھے والدین کے علاج معالجے' ان کے لئے مطلوبہ آلات اور ادویات مہیا کرنا اپنی اولین ذمہ داری سمجھیں۔ اگر ان کو بلڈ پریشر ہے یا شوگر کا مرض لاحق ہے تو اچھے ڈاکٹر سے مناسب وقت پر چیک اپ کرواتے رہا کریں۔ اگر مالی وسائل اجازت دیں تو بلڈ پریشر اور شوگر کے لئے بازار سے مشینیں دستیاب ہیں' ان کو خرید کر گھر میں رکھیں۔ آپ خود ان کے استعمال کا طریقہ سیکھیں۔ ذرا تصور کریں کہ آپ صبح یا شام اپنے والدین میں سے کسی کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں اماں جان' ابا جان میں آپ کا بلڈ پریشر چیک کرنا چاہتا ہوں۔ خاصے دن گزر گئے ہیں آپ کی شوگر چیک نہیں کی۔ لائیے میں آپ کی شوگر چیک کر دوں۔ یہ چند منٹوں کا کام ہے مگر اس سے والدین کے دل و دماغ میں آپ کے لئے محبت و پیار کے زمزمے بہہ اٹھیں گے۔

کہتے ہیں: بڑھاپا خود ایک بیماری ہے۔ آپ والدین کے ماہانہ چیک اپ کا بندوبست کریں۔ ڈاکٹر سے ان کے لئے وقت حاصل کریں۔ ان کا ہر دو یا تین ماہ بعد میڈیکل چیک اپ کروائیں۔ اس سے آپ کو بھی اور آپ کے والدین کو بھی صحت کے حوالے سے اطمینان رہے گا۔

فرض کیجئے والدین کی رپورٹ مثبت آتی ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو اپنی خوشی میں شریک کیجئے۔ انہیں بتائیے کہ الحمد للہ آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ کی رپورٹ بالکل مثبت اور اطمینان بخش ہے۔ آپ کو اللہ کے فضل سے کوئی بیماری نہیں ہے۔ آپ بالکل تندرست ہیں۔ اگر خدانخواستہ ان کی بیماری خطرناک ہے تو پھر ان کو ہر چیز بتانے کی ضرورت نہیں۔ صبح و شام ان پر آیات اور مسنون اذکار پڑھ کر دم کریں۔ جس مقام پر درد ہے یا کوئی تکلیف ہے اس جگہ ہلکی ہلکی مالش کریں' سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کریں۔ انشاء اللہ ان کو راحت ملے گی۔

انہیں تسلی دیں کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں' آپ انشاء اللہ جلد صحت یاب ہو جائیں

Marfat.com

گے۔ ان کو ایسے واقعات نہ سنائیں جن سے ان کی پریشانی میں اضافہ ہو' مثلاً ان سے یہ کہنا قطعاً نامناسب ہے کہ اس بیماری میں ہمارا فلاں رشتہ دار یا دوست وفات پا گیا تھا بلکہ ان کو حوصلہ دیں کہ اسی کا نام تو زندگی ہے۔ یہاں بیماری اور تندرستی ہر ایک کے ساتھ لگی رہتی ہے۔ یہ جو آپ پر بیماری آئی ہے انشاء اللہ یہ آپ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ پس چند دنوں کی بات ہے کہ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

دعوة المظلوم (مظلوم کی پکار)

ودعوة الوالد علی ولده (والد کی اپنے بیٹے کے لئے دعا)

ودعوة المسافر (مسافر کی دعا)

امام حسن بصری سے پوچھا گیا کہ والدین کی اپنی اولاد کے حق میں کیا دعا ہے۔
کہنے لگے کہ اللہ اسے آخرت میں نجات عطا فرمائے۔
سوال کرنے والے نے پوچھا: والدین کی اپنی اولاد کے لئے بددعا کیا ہے؟
جواب دیا کہ اس کی بربادی۔

(جامع الترمذی' البر والصلة' حدیث 1905 وسنن ابی داؤد' الوتر' حدیث 1536)

Marfat.com

(3)

ویران پہاڑیاں اور زرد رنگ والا

حضرت سیدنا محمد بن ابو عبداللہ خزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شام کے رہنے والے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میں ویران پہاڑیوں میں پہنچا' وہ ایسی جگہ تھی کہ لوگ ایسی جگہوں کی طرف کم ہی آتے ہیں' وہاں میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کی بھنویں بھی سفید ہو چکی تھیں' وہ گردن جھکائے بیٹھا تھا اور اس طرح صدائیں بلند کر رہا تھا ''اگر تو نے دنیوی زندگی میں میری محنت ومشقت کو طویل کر دیا اور اخروی زندگی میں بدبختی وشقاوت کو طویل کر دیا تو اے کریم پروردگار پھر میں بالکل بیکار ہو گیا تیری رحمت سے دور ہو گیا۔'' وہ شامی شخص کہتا ہے کہ میں اس بوڑھے شخص کے پاس گیا۔ اسے سلام کیا تو اس نے اپنا سر اوپر اٹھایا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور آنسوؤں نے زمین کو تر کر دیا تھا پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا ''کیا دنیا تمہارے لئے وسیع وعریض نہیں' کیا وہاں کے لوگ تم سے مانوس نہیں؟'' جب میں نے اس کا یہ عقل مندانہ کلام سنا تو میں بہت متاثر ہوا اور کہا: ''اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم نے لوگوں سے دوری اختیار کر لی ہے اور تم اس ویران جگہ آ گئے ہو تم نے ایسا کیوں کیا؟''

یہ سن کر اس نے کہا: ''اے نوجوان! جس راستہ کو تم قربِ الٰہی کے حصول کے لئے بہتر سمجھتے ہو وہی راستہ اختیار کرو اس کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور راستہ نہیں۔''

میں نے پوچھا ''تم کہاں سے کھاتے ہو؟'' کہا مجھے کھانے کی حاجت کم پڑتی ہے بہر حال جب مجھے بہت زیادہ بھوک محسوس ہوتی ہے تو درختوں کے پتے اور گھاس وغیرہ کھا کر گزارا کر لیتا ہوں۔ میں نے کہا: ''اے بزرگ! اگر چاہو تو میں تمہیں اس ویران جگہ سے

Marfat.com

نکال کر سرسبز و شاداب جگہ لے چلتا ہوں؟'' یہ سن کر اس نے روتے ہوئے کہا: ''بہاریں اور سرسبز و شاداب علاقوں میں اس وقت رہنا بہتر ہے جب وہاں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے' اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور مرنے کے قریب ہوں۔ نہ اب مجھے لوگوں کے پاس جانے کی حاجت ہے اور نہ ہی سرسبز و شاداب علاقوں میں جانے کی تمنا۔'' (عیون الحکایات)

ایک موچی ساٹھ سالہ عبادت گزار سے افضل ہو گیا

حضرت سیدنا خلد بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے ایک عابد نے پہاڑ کی چوٹی پر ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ''فلاں موچی تجھ سے زیادہ عبادت گزار ہے اور اس کا مرتبہ تجھ سے زیادہ ہے۔''

جب وہ عابد نیند سے بیدار ہوا تو خواب کے بارے میں سوچا' پھر خود ہی کہنے لگا ''یہ تو محض خواب ہے' اس کا کیا اعتبار'' لہٰذا اس نے خواب کی طرف توجہ نہ دی۔ کچھ عرصہ بعد پھر اسی طرح خواب میں کہا گیا کہ فلاں موچی تجھ سے زیادہ افضل ہے۔ مگر اب کی بار بھی اس نے خواب کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ تیسری مرتبہ پھر اسے خواب میں اسی طرح کہا گیا۔ بار بار خواب میں جب اسے موچی کی فضیلت کے بارے میں بتایا گیا تو وہ پہاڑ سے اترا اور اس موچی کے پاس پہنچا۔ موچی نے جب اسے دیکھا تو اپنا کام چھوڑ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا اور بڑی عقیدت سے اس عابد کی دست بوسی کرنے لگا۔ پھر عرض گزار ہوا ''حضور! آپ کو کس چیز نے عبادت خانے سے نکلنے پر مجبور کیا ہے؟''

وہ عابد کہنے لگا ''میں تیری وجہ سے یہاں آیا ہوں' مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرا رتبہ مجھ سے زیادہ ہے۔ اس وجہ سے تیری زیارت کرنے آیا ہوں۔ مجھے بتا کہ وہ کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے تجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعلیٰ مقام حاصل ہے؟''

وہ موچی خاموش رہا' گویا وہ اپنے عمل کے بارے میں بتانے سے ہچکچاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ پھر کہنے لگا ''میرا اور تو کوئی خاص عمل نہیں' ہاں اتنا ضرور ہے کہ میں سارا دن رزق حلال کمانے میں مشغول رہتا ہوں اور حرام مال سے بچتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ مجھے سارے دن میں جتنا رزق عطا کرتا ہے میں اس میں سے آدھا اس کی راہ میں صدقہ کر دیتا ہوں اور آدھا اپنے

Marfat.com

اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں۔ دوسرا عمل یہ ہے کہ میں کثرت سے روزے رکھتا ہوں اس کے علاوہ اور کوئی چیز میرے اندر ایسی نہیں جو باعث فضیلت ہو۔''

سر بلندی عاجزی میں ہے

یہ سن کر عابد اس نیک موچی کے پاس سے چلا گیا اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر اسے خواب میں کہا گیا ''موچی سے پوچھو کہ کس چیز نے تمہارا چہرہ زرد کر دیا ہے؟'' وہ عابد دوبارہ موچی کے پاس آیا اور اس نے پوچھا ''تمہارا چہرہ زرد کیوں ہے؟ آخر کس چیز کا خوف دامن گیر ہے؟'' موچی نے جواب دیا ''جب بھی میں کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے اچھا ہے، یہ جنتی ہے اور میں جہنم کے لائق ہوں، میں اپنے آپ کو سب سے حقیر جانتا ہوں اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ گنہگار تصور کرتا ہوں اور مجھے ہر وقت جہنم کا خوف کھائے جا رہا ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ میرا چہرہ زرد ہو گیا ہے۔'' وہ عابد واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔

حضرت سیدنا خلد بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس موچی کو اس عبادت گزار شخص پر اسی لئے فضیلت دی گئی کہ وہ دوسروں کے مقابلے میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا تھا اور اپنے علاوہ سب کو جنتی سمجھتا تھا۔'' (ایضاً)

(4)

علامہ مقدسی، انصاری، صرصری اور بوینی علیہم الرحمۃ

باطل کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا اور اس کی غلامی کو قبول نہ کرنا ہمیشہ سے علماء حق کا شعار اور دستور زندگی رہا ہے۔ بخاری زماں شیخ دوراں عبدالغنی مقدسی متوفی 600ھ بھی اس وصف میں کسی سے کم نہ تھے۔ ایک مرتبہ قلعہ جبرون میں گانے بجانے کے آلات جمع کئے گئے اور ایک محفل موسیقی کا اہتمام کیا گیا۔ شیخ وہاں پہنچے اور آلات لہو ولعب کو اپنے ہاتھ سے توڑنا شروع کر دیا۔ منبر پر چڑھ گئے اور سب کو وہاں سے بھگا دیا۔ قاضی کا خط آیا کہ دف اور شبابہ وغیرہ باجوں کے متعلق مناظرہ کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ سب حرام ہیں، میں قاضی کے پاس نہیں جا سکتا، اس کا جی چاہے تو وہ فوراً آ سکتا ہے۔'' پھر قاصد آیا کہ یہ چیزیں بادشاہ کی تھیں جو آپ نے برباد کر دیں۔ یہ سن کر آپ سیخ پا ہو گئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قاضی اور بادشاہ دونوں کی گردن مارے۔''

لوگ ڈر گئے کہ بڑا فتنہ پیدا ہو گیا مگر خدا کے اس شیر کے مقابلہ میں آنے کی ہمت کسی کو نہ ہوئی۔ (اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے، ص 117)

طلاق نہیں ہوئی

حفظ حدیث کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے شیخ کے روبرو ذکر کیا۔ ایک آدمی نے قسم کھائی ہے کہ اگر حافظ عبدالغنی مقدسی ایک لاکھ احادیث کے حافظ نہ ہوں تو میری بیوی کو طلاق! شیخ نے یہ سن کر فرمایا:

''اگر اس سے زیادہ کی بھی قسم کھا لیتا تو پھر بھی حانث نہ ہوتا۔''

کیونکہ شیخ کو اس سے بھی زیادہ احادیث یاد تھیں۔ (تذکرۃ الحفاظ 1375/4)

☆ آپ نے کام کرنے کا ایک ضابطہ بنایا تھا جس پر روزانہ عمل کرتے تھے۔ نماز فجر کے بعد قرآن کی تفسیر یا حدیث کی تشریح فرماتے۔ پھر اٹھ کر وضو کرتے اور تین سو رکعتیں ظہر سے پہلے پہلے پڑھتے' ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور معوذتین پڑھتے تھے۔ اس کے بعد قیلولہ کرتے اور ظہر کی نماز ادا فرماتے اور پھر حدیث سناتے یا کتابیں تصنیف فرماتے۔ مغرب تک یہی مصروفیت رہتی۔ پھر عشاء کی نماز تک نوافل پڑھتے اور نصف شب تک سوتے اور بیدار ہو کر وضو فرماتے۔ بسا اوقات رات بھر میں آٹھ دس مرتبہ وضو کرتے۔ اس کے متعلق فرماتے تھے:

''جب تک وضو کے اعضاء پر تری رہتی ہے نماز میں بڑا مزہ آتا ہے۔''

فجر سے تھوڑا پہلے سو لیتے' آپ کا روزانہ یہی معمول تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ' 1375/4)

بے مثال قوت حافظہ

ابن عینین انصاری کا پورا نام محمد بن نصر الدین بن نصر الحسین بن عینین انصاری متوفی 635ھ ہے۔ شعر و ادب کی تاریخ میں آپ کا شمار نابغہ روزگار اور یکتا شخصیات میں ہوتا ہے۔ انہیں اپنے وقت کا خاتمۃ الشعراء مانا گیا۔ ادب عربی میں کامل دسترس اور کمال حاصل تھا لیکن ہجو گوئی ان کا خاص موضوع سخن تھا' اسی وجہ سے سلطان صلاح الدین ایوبی نے انہیں دمشق سے نکلوا دیا تھا۔ دمشق سے نکلنے کے بعد انہوں نے دنیا کے مختلف ممالک کا سفر کیا۔

اس نادر روزگار ہستی کو حافظہ بھی خوب عطا ہوا تھا' ابن خلکان لکھتے ہیں:

بلغنی انه کان یستحضر کتاب الجمهرة لابن درید فی اللغة۔

''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابن عینین کو ابن درید کی لغت میں لکھی ہوئی کتاب کتاب الجمہرۃ زبانی یاد تھی۔'' (وفیات الاعیان' 26/4)

جمہرہ ابن درید چار جلدوں پر مشتمل لغت عربی کی انتہائی مبسوط اور ضخیم کتاب ہے۔ قرآن و حدیث میں چونکہ ارتباط اور تسلسل ہے جس کی وجہ سے انہیں یاد کرنا آسان ہے لیکن لغت ایک ایسا موضوع ہے جس میں قطعی ربط اور تسلسل نہیں۔ وہ اول سے آخر تک بالکل

غیر مسلسل ہوتا ہے۔ اس کا ایک جملہ دوسرے جملے سے کوئی ربط نہیں رکھتا۔ اس فن کو ازبر کرنا بہت بڑا کمال ہے۔

حسان الوقت کی ذہنی صلاحیت

علامہ یحییٰ بن یوسف صرصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 656) بغداد کے رہنے والے تھے۔ سرور عالم، فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اتنے قصائد تحریر فرمائے کہ ان کا مجموعہ بیس جلدوں تک پہنچتا ہے۔ اسی خصوصیت کی بناء پر آپ کو ''حسانِ وقت'' کہا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں اشعار عرب اور ادب کے ماہرین میں ان کی ذات منتہی مانی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حافظہ بھی بے مثال عطا فرمایا تھا۔ علامہ جوہری کی ''صحاح فی اللغۃ'' کو بتمام وکمال حفظ کر رکھا تھا' شذرات الذہب میں لکھا ہے:

کان یحفظ صحاح الجوھری بکمالھا۔

علامہ صرصری کو جہری کی صحاح اللغۃ پوری یاد تھی۔ (شذرات الذہب' 186/5)

صحاح جوہری بھی لغت کی ایک بہت بڑی' قدیم اور مشہور کتاب ہے۔ ابھی آپ نے حافظ جمہرہ کا حال پڑھا اب حافظ صحاح بھی آپ کے سامنے ہے۔ یہ امت محمدیہ کی وہ نادر روزگار شخصیات ہیں جن کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے۔ اس پر جتنا ناز وفخر کیا جائے' کم ہے۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔

باکمال قوتِ حافظہ

محمد بن الحسن البونینی (متوفی 658ھ) نورانی پروقار چہرہ' صاحب احوال وکرامات' خاشع ومتواضع شخصیت کے مالک اس امام نے خداوند عالم کی طرف سے وہ مقام ومرتبہ پایا کہ شاہان وقت ان کی قدم بوسی کو باعث سعادت سمجھتے تھے۔

جس طرح صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت واخلاق میں ان کے زمانے میں ان کی کوئی نظیر نہ تھی اسی طرح آپ کا حافظہ بھی بے نظیر تھا۔ آپ کے فرزند ارجمند علامہ قطب الدین بونینی فرماتے ہیں:

حفظ والدی الجمع بین الصحیحین واکثر مسند الامام احمد

وحفظ صحيح مسلم فی اربعة اشهر وحفظ سورة الانعام فی یوم واحد وحفظ ثلث مقامات الحویری فی بعض یوم ۔

میرے والد ماجد نے کتاب الجمع بین الصحیحین اور مسند احمد کا اکثر حصہ زبانی یاد فرمالیا تھا۔ مسلم شریف کو صرف چار ماہ میں' سورۂ انعام ایک دن اور مقامات حریری کے تین مقامات صرف چند گھنٹوں میں یاد کر لئے۔

(شذرات الذہب' 294/5)

Marfat.com

(5)

کرامت کے بارے میں ایک تحقیق

زمانۂ نبوت سے آج تک کبھی بھی اس مسئلہ میں اہل حق کے درمیان اختلاف نہیں ہوا کہ اولیاء کرام کی کرامتیں حق ہیں اور ہر زمانے میں اللہ والوں کی کرامتوں کا صدور وظہور ہوتا رہا اور انشاء اللہ قیامت تک کبھی بھی ان کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ اولیاء کرام سے کرامات صادر وظاہر ہوتی ہی رہیں گی۔

اور اس مسئلہ کے دلائل میں قرآن مجید کی مقدس آیتیں اور احادیث کریمہ نیز اقوالِ صحابہ وتابعین کا اتنا بڑا خزانہ اوراقِ کتب میں محفوظ ہے کہ اگر ان سب پراگندہ موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے تو ایک ایسا گراں قدر وبیش قیمت ہار بن سکتا ہے جو تعلیم وتعلم کے بازار میں نہایت ہی انمول ہوگا اور اگر ان منتشر اوراق کو صفحاتِ قرطاس پر جمع کر دیا جائے تو ایک ضخیم وعظیم دفتر تیار ہوسکتا ہے۔

یاد رہے مومن متقی سے اگر کوئی ایسی نادر الوجود تعجب خیز چیز صادر وظاہر ہو جائے جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی تو اس کو ''کرامت'' کہتے ہیں۔ اسی قسم کی چیزیں اگر انبیاء علیہم السلام سے اعلانِ نبوت سے پہلے ظاہر ہوں تو ''ارھاص'' اور اعلان نبوت کے بعد ہوں تو ''معجزہ'' کہلاتی ہیں اور اگر عام مومنین سے اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہو تو اس کو ''معونت'' کہتے ہیں اور کسی کافر سے کبھی اس کی خواہش کے مطابق اس قسم کی چیز ظاہر ہو جائے تو اس کو ''استدراج'' کہا جاتا ہے۔ اوپر ذکر کی ہوئی تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ معجزہ اور کرامت دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے بس دونوں میں فرق صرف اس قدر ہے کہ خلافِ عادت وتعجب خیز چیزیں اگر کسی نبی کی طرف سے ظہور پذیر ہوں تو یہ ''معجزہ'' کہلائیں گی اور اگر ان

چیزوں کا ظہور کسی ولی کی جانب سے ہو تو ان کو ''کرامت'' کہا جائے گا۔ چنانچہ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''نشر المحاسن الغالیہ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ امام محمد غزالی و امام فخر الدین رازی و ناصر الدین ابو بکر باقلانی و محمد بن عبد الملک سلمی و ناصر الدین طوسی و حافظ الدین نسفی و ابو القاسم قشیری ان تمام اکابر علماء اہل سنت و محققین ملت نے متفقہ طور پر یہی تحریر فرمایا۔

معجزہ و کرامت میں فرق

معجزہ اور کرامت میں یہی فرق ہے کہ خوارق عادات کا صدور و ظہور کسی نبی کی طرف سے ہو تو اس کو ''معجزہ'' کہا جائے گا اور اگر کسی ولی کی طرف سے ہو تو اس کو ''کرامت'' کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دس اماموں کے نام اور ان کی کتابوں کی عبارتیں نقل فرمانے کے بعد یہ ارشاد فرمایا: ان اماموں کے علاوہ دوسرے بزرگان دین ملت نے بھی یہی فرمایا ہے لیکن علم و فضل اور تحقیق و تدقیق کے ان پہاڑوں کے نام ذکر کر دینے کے بعد مزید محققین کے ناموں کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین جلد 2 ص 849)

پھر معجزہ اور کرامت میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ہر ولی کے لئے کرامت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ مگر ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ولی کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی ولایت کا اعلان کرے یا اپنی ولایت کا ثبوت دے بلکہ ولی کے لئے تو یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ خود بھی جانے کہ میں ولی ہوں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے بھی ہوئے کہ ان کو اپنے بارے میں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ ولی ہیں بلکہ دوسرے اولیاء نے کشف و کرامت سے ان کی ولایت کو جانا پہچانا اور ان کے ولی ہونے کا چرچا کیا مگر نبی کے لئے اپنی نبوت کا اثبات ضروری ہے اور چونکہ انسانوں کے سامنے اثبات بغیر معجزہ دکھائے ہو نہیں سکتا اس لئے ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

اقسام کرامت

اولیاء کرام سے صادر ہونے والی کرامتیں کتنے اقسام کی ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے

Marfat.com

اس بارے میں علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا: میرے خیال میں اولیاء کرام سے جتنی قسموں کی کرامتیں صادر ہوئی ہیں ان قسموں کی تعداد ایک سو سے بھی زائد ہے۔ اس کے بعد علامہ موصوف الصدر نے قدرے تفصیل کے ساتھ کرامت کی پچیس قسموں کا بیان فرمایا ہے جن کو ہم ناظرین کی خدمت میں کچھ مزید تفصیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

مردوں کو زندہ کرنا

مردوں کو زندہ کرنا: یہ وہ کرامت ہے کہ بہت سے اولیائے کرام سے اس کا صدور ہو چکا ہے۔ چنانچہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ ابو عبید بسری جو اپنے دور کے مشاہیر اولیاء میں سے ہیں ایک مرتبہ جہاد میں تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے وطن کی طرف واپسی کا ارادہ فرمایا تو ناگہاں ان کا گھوڑا مر گیا مگر ان کی دعا سے اچانک ان کا مرا ہوا گھوڑا زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اور وہ اس پر سوار ہو کر اپنے وطن ''بسر'' پہنچ گئے اور خادم کو حکم دیا کہ اس کی زین اور لگام اتار لے۔ خادم نے جوں ہی زین اور لگام کو گھوڑے سے جدا کیا فوراً ہی مر کر گر پڑا۔

اسی طرح حضرت شیخ مفرج جو علاقہ مصر میں ''صعید'' کے باشندے تھے' ان کے دستر خوان پر ایک پرندہ کا بچہ بھنا ہوا رکھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''تو خدا تعالیٰ کے حکم سے اڑ کر چلا جا۔'' ان الفاظ کا ان کی زبان سے نکلنا تھا کہ ایک لمحہ میں وہ پرندہ کا بچہ زندہ ہو گیا اور اڑ کر چلا گیا۔

اسی طرح حضرت شیخ اہدل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مری ہوئی بلی کو پکارا تو وہ دوڑتی ہوئی شیخ کے سامنے حاضر ہو گئی۔

اسی طرح حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دستر خوان پر پکی ہوئی مرغی کو تناول فرما کر اس کی ہڈیوں کو جمع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا: اے مرغی! تو اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جا جو سڑی گلی ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ زبان مبارک سے ان الفاظ کے نکلتے ہی مرغی زندہ ہو کر چلنے پھرنے لگی۔

اسی طرح حضرت شیخ زین الدین شافعی مدرس مدرسہ شامیہ نے اس بچے کو جو مدرسہ کی

Marfat.com

چھت سے گر کر مر گیا تھا زندہ کر دیا۔ (حجتہ اللہ ج2 ص856)

اسی طرح عام طور پر یہ مشہور ہے کہ بغداد شریف میں چار بزرگ ایسے ہوئے جو مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے شفاء دیتے تھے اور اپنی دعاؤں سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ شیخ ابوسعد قیلوی و شیخ بقاء بن بطو و شیخ علی بن ابی نصر ہیتی و شیخ عبدالقادر۔ (بہجتہ الاسرار شریف)

2- مردوں سے کلام کرنا: کرامت کی یہ قسم بھی حضرت شیخ ابوسعید خراز اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہما وغیرہ بہت سے اولیائے کرام سے بارہا اور بکثرت منقول ہے۔

(حجتہ اللہ ج2 ص856)

شیخ علی بن ابی نصر ہیتی کا بیان ہے کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر گیا اور سلام کیا تو قبر انور سے آواز آئی کہ وعلیک السلام یا سید اہل الزمان۔ (بہجتہ الاسرار)

شیخ علی بن ابی نصر ہیتی اور بقاء بن بطو یہ دونوں بزرگ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے تو ناگہاں حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ قبر شریف سے باہر نکل کر آئے اور فرمایا کہ اے عبدالقادر جیلانی! میں علم شریعت و طریقت اور علم قال و حال میں تمہارا محتاج ہوں۔ (بہجتہ الاسرار)

3- دریاؤں پر تصرف: دریا کا پھٹ جانا' دریا کا خشک ہو جانا' دریا کا چلنا بہت سے اولیاء کرام سے ان کرامتوں کا ظہور ہوا۔ بالخصوص سید المتاخرین حضرت تقی الدین بن دقیق العید رحمتہ اللہ علیہ کے لئے تو ان کرامتوں کا بار بار ظہور عام طور پر مشہور خلائق ہے۔

(حجتہ اللہ ج2 ص856)

خالص شراب عمدہ گھی بن گئی

انقلاب ماہیت: کسی چیز کی حقیقت کا ناگہاں بدل جانا یہ کرامت بھی اکثر اولیاء کرام سے منقول ہے۔ چنانچہ شیخ عیسیٰ ہتار یمنی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بطور مذاق کسی بد باطن نے شراب سے بھری ہوئی دو مشکیں تحفہ میں بھیج دیں۔ آپ نے دونوں مشکوں کا منہ کھول کر ایک

Marfat.com

دوسرے برتن میں شراب کو انڈیل دیا۔ پھر حاضرین سے فرمایا: آپ لوگ اس کو تناول فرمائیں۔ حاضرین نے کھایا تو اتنا نفیس اور اس قدر عمدہ گھی تھا کہ عمر بھر لوگوں نے اتنا عمدہ گھی نہیں کھایا۔ (حجۃ اللہ'ج 2'ص 856)

5- زمین کا سمٹ جانا: سینکڑوں ہزاروں میل کی مسافت کا چند لمحوں میں طے ہونا یہ کرامت بھی اس قدر زیادہ اللہ والوں سے منقول ہے کہ اس کی روایات حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ چنانچہ طرسوس کی جامع مسجد میں ایک ولی تشریف فرما تھے۔ اچانک انہوں نے اپنا سر گریبان میں ڈالا اور پھر چند لمحوں میں گریبان سے نکالا تو وہ ایک دم حرم کعبہ میں پہنچ گئے۔ (حجۃ اللہ'ج 2'ص 856)

عابدوں کا انار

نباتات سے گفتگو: بہت سے حیوانات ونباتات اور جمادات نے اولیاء کرام سے گفتگو کی جن کی حکایات بکثرت کتابوں میں مذکور ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کے راستہ میں ایک چھوٹے سے انار کے درخت کے سایہ میں اتر پڑے تو اس درخت نے بآواز بلند کہا کہ اے ابواسحٰق آپ مجھے یہ شرف عطا فرمائیے کہ میرا ایک پھل کھا لیجئے۔ اس درخت کا پھل کھٹا تھا مگر درخت کی تمنا پوری کرنے کے لئے آپ نے اس کا ایک پھل توڑ کر کھایا تو وہ نہایت ہی میٹھا ہو گیا اور آپ کی برکت سے وہ سال میں دو بار پھلنے لگا اور وہ درخت اس قدر مشہور ہو گیا کہ لوگ اس کو رمانۃ العابدین (عابدوں کا انار) کہنے لگے۔ (حجۃ اللہ'ج 2'ص 856)

7- شفائے امراض: اولیائے کرام کے لئے اس کرامت کا ثبوت بھی بکثرت کتابوں میں مرقوم ہے۔ چنانچہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک پہاڑ پر میں نے ایک ایسے بزرگ سے ملاقات کی جو اپاہجوں' اندھوں اور دوسرے قسم قسم کے مریضوں کو خدا کے حکم سے شفایاب فرماتے تھے۔ (حجۃ اللہ'ج 2'ص 857)

8- جانوروں کا فرماں بردار ہو جانا: بہت سے بزرگوں نے اپنی کرامت سے خطرناک درندوں کو اپنا فرمانبردار بنا لیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوسعید بن ابی الخیر مہینی رحمۃ اللہ علیہ نے شیروں کو اپنا اطاعت گزار بنا رکھا تھا اور دوسرے بہت سے اولیاء شیروں پر سواری

Marfat.com

فرماتے تھے جن کی حکایات مشہور ہیں۔ (حجۃ اللہ،ج2،ص 857)

9-زمانہ کا مختصر ہو جانا: یہ کرامت بہت سے بزرگوں سے منقول ہے کہ ان کی صحبت میں لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ پورا دن اس قدر جلدی گزر گیا کہ گویا گھنٹہ دو گھنٹہ کا وقت گزرا ہے۔ (حجۃ اللہ،ج2،ص 857)

اتنی تھوڑی عمر میں اتنی زیادہ تصانیف

زمانہ کا طویل ہو جانا: اس کرامت کا ظہور سینکڑوں علماء ومشائخ سے اس طرح ہوا کہ ان بزرگوں نے مختصر سے مختصر وقتوں میں اس قدر زیادہ کام کرلیا کہ دنیا والے اتنا کام مہینوں بلکہ برسوں میں بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ امام شافعی وحجۃ الاسلام امام محمد غزالی وعلامہ جلال الدین السیوطی وامام الحرمین شیخ محی الدین نووی وغیرہ اور امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے تقریباً ایک ہزار کتب پچاس علوم میں تصنیف فرمائیں) علماء دین نے اس قدر کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں کہ اگر ان کی عمروں کا حساب لگایا جائے تو روزانہ اتنے زیادہ اوراق ان بزرگوں نے تصنیف فرمائے ہیں کہ کوئی اتنے زیادہ اوراق کو اتنی قلیل مدت میں نقل بھی نہیں کرسکتا حالانکہ یہ اللہ والے تصنیف کے علاوہ دوسرے مشاغل بھی رکھتے تھے اور نفلی عبادتیں بھی بکثرت کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح منقول ہے کہ بعض بزرگوں نے دن رات میں آٹھ آٹھ قرآن مجید کی تلاوت کرلی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کے اوقات میں اس قدر اور اتنی زیادہ برکت ہوئی کہ جس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ (حجۃ اللہ،ج2،ص 857)

11-مقبولیت دعا: یہ کرامت بھی بہت زیادہ بزرگوں سے منقول ہے۔

12-خاموشی وکلام پر قدرت: بعض بزرگوں نے برسوں تک کسی انسان سے کلام نہیں کیا اور بعض بزرگوں نے نمازوں اور ضروریات کے علاوہ کئی دنوں تک مسلسل وعظ فرمایا اور درس دیا۔

13-دلوں کو اپنی طرف کھینچ لینا: سینکڑوں اولیائے کرام سے یہ کرامت صادر ہوئی کہ جن بستیوں یا مجلسوں میں لوگ ان سے عداوت ونفرت رکھتے تھے جب ان حضرات نے وہاں قدم رکھا تو ان کی توجہات سے ناگہاں سب کے دل ان کی محبت سے لبریز ہو گئے اور

سب کے سب پروانوں کی طرح ان کے قدموں پر نثار ہونے لگے۔

(حجۃ اللہ' ج 2 'ص 857)

14- غیب کی خبریں: اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ اولیاء کرام نے دلوں میں چھپے ہوئے خیالات و خطرات کو جان لیا اور لوگوں کو غیب کی خبریں دیتے رہے اور ان کی پیش گوئیاں سو فیصدی صحیح ہوتی رہیں۔

15- کھائے پیے بغیر زندہ رہنا: ایسے بزرگوں کی فہرست بہت ہی طویل ہے جو ایک مدت دراز تک بغیر کچھ کھائے پیے زندہ رہ کر عبادتوں میں مصروف رہے اور انہیں کھانا یا پانی چھوڑ دینے سے ذرہ برابر کوئی ضعف بھی لاحق نہیں ہوا۔

16- نظام عالم میں تصرفات: منقول ہے کہ بہت سے بزرگوں نے شدید قحط کے زمانے میں آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر اشارہ فرمایا تو ناگہاں آسمان سے موسلا دھار بارش ہونے لگی اور مشہور ہے کہ حضرت شیخ ابو العباس شاطر رحمۃ اللہ علیہ تو درہموں کے بدلے بارش فروخت کیا کرتے تھے۔ (حجۃ اللہ' ج 2 'ص 857)

17- بہت زیادہ مقدار میں کھا لینا: بعض بزرگوں نے جب چاہا بیسیوں آدمیوں کی خوراک اکیلے کھا گئے اور انہیں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔

حرام کھانے کو دیکھ کر رگ کا پھڑ کنا

حرام غذاؤں سے محفوظ: بہت سے اولیاء کرام کی یہ کرامت مشہور ہے کہ حرام غذاؤں سے وہ ایک خاص قسم کی بد بو محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب بھی کوئی غذا حرام لائی جاتی تو انہیں اس غذا سے ایسی ناگوار بد بو محسوس ہوتی تھی کہ وہ اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے تھے اور یہ بھی منقول ہے کہ حرام غذا کو دیکھتے ہی ان کی ایک رگ پھڑ کنے لگتی تھی۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت شیخ ابو العباس مرسی کے سامنے لوگوں نے امتحان کے طور پر حرام کھانا رکھ دیا تو آپ نے فرمایا: اگر حرام غذا کو دیکھ کر حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک رگ پھڑ کنے لگتی تھی تو میرا یہ حال ہے کہ حرام غذا کے سامنے میری ستر رگیں پھڑ کنے لگتی ہیں۔

(حجۃ اللہ' ج 2 'ص 857)

19-دور کی چیزوں کو دیکھ لینا: شیخ ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مشہور کرامت ہے کہ وہ بغداد شریف میں بیٹھے ہوئے کعبہ مکرمہ کو دیکھا کرتے تھے۔

(حجۃ اللہ ج2، ص 857)

20-ہیبت و دبدبہ: بعض اولیاء کرام سے اس کرامت کا صدور اس طور ہوا کہ ان کی صورت دیکھ کر بعض لوگوں پر اس قدر خوف و ہراس طاری ہوا کہ ان کا دم نکل گیا۔ چنانچہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ہیبت سے ان کی مجلس میں ایک شخص مر گیا۔

(حجۃ اللہ ج2، ص 857)

21-مختلف صورتوں میں ظاہر ہونا: اس کرامت کو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں "خلع ولبس" کہتے ہیں یعنی ایک شکل کو چھوڑ کر دوسری شکل میں ظاہر ہو جانا۔ حضرات صوفیہ کا قول ہے کہ عالم ارواح اور عالم اجسام کے درمیان ایک تیسرا عالم بھی ہے۔ جس کو عالم مثال کہتے ہیں۔ اس عالم مثال میں ایک ہی شخص کی روح مختلف جسموں میں ظاہر ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے قرآن مجید کی آیت کریمہ: فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا سے استدلال کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت بی بی مریم کے سامنے ایک تندرست جوان آدمی کی صورت میں ظاہر ہو گئے تھے۔ یہ واقعہ عالم مثال میں ہوا تھا۔

یہ کرامت بہت سے اولیاء نے دکھائی ہے چنانچہ حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ جن کا اولیاء کے طبقہ ابدال میں شمار ہوتا ہے، کسی نے آپ پر یہ تہمت لگائی کہ آپ نماز نہیں پڑھتے۔ یہ سن کر آپ جلال میں آگئے اور فوراً ہی اپنے آپ کو اس کے سامنے چند صورتوں میں ظاہر کیا اور پوچھا: بتا تو نے کس صورت میں مجھ کو ترک نماز کرتے ہوئے دیکھا۔ (حجۃ اللہ ج2، ص 858)

نورانی شکل میں ظہور

اسی طرح منقول ہے کہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ جو مشائخ نقشبندیہ میں بہت ہی ممتاز بزرگ ہیں جب حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت خواجہ مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ اقدس پر ان کو داغ دھبے نظر آئے جس سے ان کے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی تو اچانک

Marfat.com

آپ ان کے سامنے ایک ایسی نورانی شکل میں ظاہر ہو گئے کہ بے اختیار حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا دل ان کی طرف مائل ہو گیا اور وہ فوراً ہی بیعت ہو گئے۔

(رشحات العیون)

22- دشمنوں کے شر سے بچنا: خداوند قدوس نے بعض اولیاء کرام کو یہ کرامت بھی عطا فرمائی ہے کہ ظالم امراؤ سلاطین نے جب ان کے قتل یا ایذا رسانی کا ارادہ کیا تو غیب سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ وہ ان کے شر سے محفوظ رہے جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ بغداد ہارون رشید نے ایذا رسانی کے خیال سے دربار میں طلب کیا مگر وہ سامنے گئے تو خلیفہ خود ایسی پریشانیوں میں مبتلا ہو گیا کہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

(حجۃ اللہ ج 2 ص 858)

23- زمین کے خزانوں کو دیکھ لینا: بعض اولیائے کرام کو یہ کرامت ملی ہے کہ وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں کو دیکھ لیا کرتے تھے اور اس کو اپنی کرامت سے باہر نکال لیتے تھے۔ چنانچہ شیخ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسے مقام پر جہاں پانی نایاب تھا' زمین پر ایک ٹھوکر مار کر پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ (حجۃ اللہ ج 2 ص 858)

24- مشکلات کا آسان ہو جانا: یہ کرامت بزرگان دین سے بار بار اور بے شمار مرتبہ ظاہر ہو چکی ہے جس کی سینکڑوں مثالیں "تذکرۃ الاولیاء" وغیرہ مستند کتابوں میں مذکور ہیں۔

مینگنیاں سونا بن گئیں

مہلکات کا اثر نہ کرنا: چنانچہ مشہور ہے کہ ایک بدباطن بادشاہ نے کسی خدا رسیدہ بزرگ کو گرفتار کیا اور انہیں مجبور کر دیا کہ وہ کوئی تعجب خیز کرامت دکھائیں ورنہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ آپ نے اونٹ کی مینگنیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ان کو اٹھاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا ہیں؟ جب لوگوں ن ان کو اٹھا کر دیکھا تو وہ خالص سونے کے ٹکڑے تھے۔ پھر آپ نے ایک خالی پیالے کو اٹھا کر گھمایا اور اوندھا کر کے بادشاہ کو دیا تو وہ پانی سے بھرا ہوا تھا اور اوندھا ہونے کے باوجود اس میں سے ایک قطرہ بھی پانی نہیں گرا۔ یہ دو کرامتیں دیکھ کر یہ بدعقیدہ بادشاہ کہنے لگا کہ یہ سب نظر بندی کے جادو کا کرشمہ ہے۔ پھر بادشاہ نے آگ جلانے کا حکم دیا۔ جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو بادشاہ نے مجلس سماع

Marfat.com

منعقد کرائی۔ جب ان درویشوں کو سماع سن کر جوش وجد میں حال آ گیا تو یہ سب جلتی ہوئی آگ میں داخل ہو کر رقص کرنے لگے پھر ایک درویش بادشاہ کے بچے کو گود میں لے کر آگ میں کود پڑا اور تھوڑی دیر تک بادشاہ کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ بادشاہ اپنے بچے کے فراق میں بے چین ہو گیا مگر پھر چند منٹوں میں درویش نے بادشاہ کے بچے کو اس حال میں بادشاہ کی گود میں ڈال دیا کہ بچے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے ہاتھ میں انار تھا۔ بادشاہ نے پوچھا: بیٹا! تم کہاں چلے گئے تھے؟ اس نے کہا: میں ایک باغ میں تھا جہاں سے میں یہ پھل لایا ہوں۔ یہ دیکھ کر بھی ظالم و بدعقیدہ بادشاہ کا دل نہ نہیں پسیجا اور اس نے اس بزرگ کو بار بار زہر کا پیالہ پلایا مگر ہر مرتبہ زہر کے اثر سے اس بزرگ کے کپڑے پھٹتے رہے اور ان کی ذات پر زہر کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

(حجتہ اللہ، ج2، ص858)

مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

کرامت کی یہ وہ پچیس قسمیں ہیں اور ان کی چند مثالیں ہیں جن کو حضرت علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا ہے ورنہ اس کے علاوہ کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں اور ان کی مثالیں اس قدر زیادہ تعداد میں ہیں کہ اگر ان کو جمع کیا جائے تو ہزاروں اوراق کا ایک ضخیم دفتر تیار ہو سکتا ہے مگر بطور مثال جس قدر ہم نے یہاں تحریر کر دیا وہ طالب حق کی تسکین روح و اطمینان قلب کے لئے بہت کافی ہے۔ رہ گئے بدعقیدہ منکرین تو ان کی ہدایت کے لئے دلائل تو کیا دورِ رسالت میں ان کے لئے معجزہ ''شق القمر'' بھی سود مند نہیں ہوا۔ مثل مشہور ہے کہ

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

(کرامات صحابہ! علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

(6)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوئی ہوئی تھی جب میری آنکھ کھلی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ میں حیران ہوگئی اور میرا خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری باری میں شاید دوسری بیویوں کے پاس تشریف لے گئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے گھروں میں تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ پھر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئی اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی دروازہ پر کون؟ میں نے کہا: عائشہ! میں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئی ہوں۔ یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نکلے تو میں نے کہا: حضور کو ہم کہاں تلاش کریں۔ انہوں نے کہا: مسجد میں۔ ہم نے مسجد میں تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کے قبرستان میں گئے ہوں گے۔ جب ہم قبرستان کے قریب آئے تو ایک قبر کے قریب سے روشنی دکھائی دی۔ یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ روشنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی ہے۔ جب ہم قریب آئے تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رو رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے آنے کی خبر نہیں ہوئی اور تضرع فرما رہے ہیں اور سجدہ میں فرما رہے ہیں اے رب اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف کر دے تو تو حکمت والا زبردست ہے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے قریب جا کر چہرہ مبارک کو زمین سے اٹھایا اور عرض کیا: اے میرے ابا کیا کوئی دشمن آنے والا ہے؟ یا کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! نہ دشمن آنے والا ہے اور نہ وحی نازل ہوئی ہے لیکن یہ رات شب برأت ہے اس لئے میں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہوں پھر فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) جب قیامت قائم ہوگی تو اس روز بھی سجدہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کروں گا اور سفارش کروں گا اگر تم میری رضامندی چاہتے ہو تو سب سجدہ کرو اور دعا سے میری مدد کرو پس سب نے سجدہ کیا اور روئے صبح صادق تک۔

(درۃ الناصحین' ج 2' ص 222)

سورۃ القدر کا نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ کیا جس نے ہزار مہینے تک دشمن سے لڑائی کی اور ہزار مہینے تک رات کو قیام کیا اور اللہ کے راستہ میں بڑے بڑے مجاہدے کئے۔ یہ سن کر اصحاب رسول روئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا تو بہت ثواب ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورۃ القدر کے ساتھ نازل کیا اور فرمایا: میں نے تجھے اور تیری امت کو لیلۃ القدر کی عبادت عطا کی۔ لیلۃ القدر کی عبادت شمعون رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت سے افضل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہزار مہینے لڑنے سے افضل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو امت کے فراق میں روئے اور غمگین ہوئے اور فرمایا جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو میری امت پر سلام کون پہنچائے گا اس پر پریشان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر اتار کر آپ کو تسلی دی۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ (الآیۃ) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرشتے سلام پہنچائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان نہ ہوں۔

(ایضاً' ج 2' ص 272)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام کے دروازہ کے پاس ملا۔ بات چیت کی اور پھر کفار کی مجلس میں آیا۔ لوگوں نے پوچھا تو نے کس سے بات چیت کی؟ اس نے کہا: ابتر سے۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر

Marfat.com

رکھا تھا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے اور پریشان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دینے اور کفار کا جواب دینے کے لئے سورۂ الکوثر اتاری اور فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا زندہ رہتا ہے تو دو حال سے خالی نہ ہوتا' یا تو وہ نبی ہوتا یا نبی نہ ہوتا۔ اگر وہ نبی نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی شرف وافتخار کی بات نہیں تھی اور اگر وہ نبی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوتے۔ میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے حکمت میں اذن میں' اقامت میں' نماز میں' تو ابتر کیسے ہوسکتا ہے تیرے دشمن ہی ابتر ہیں۔

(ایضاً' ج2' ص284)

خوفِ خدا کی نعمت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ (الآیۃ) ترجمہ: سو کیا (ایسے خوف کی باتیں سن کر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور (عذاب کے خوف سے) روتے نہیں ہو۔ نازل ہوئی تو اصحاب صفہ اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں سے رخسار تر ہوگئے اور آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ رو دیئے۔ پھر ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ سے روئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جہنم میں داخل نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رویا ہو اور گناہ پر اصرار کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(رواہ البیہقی کما فی الترغیب' ج5' ص190)

(7)

دنیا آزمائش کا گھر ہے

ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن ابومریم نے خبر دی' وہ اپنے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں' وہ اپنے والد سے' وہ وہب بن منبہ سے' وہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں حق بات کہہ رہا ہوں! دنیا دار عبادت کی لذت حاصل نہیں کرسکتا جس طرح کہ بیمار آدمی لذیز کھانے کو تو دیکھتا ہے مگر تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس سے لذت حاصل نہیں کرسکتا۔ دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے وہ عبادت کی حلاوت کہاں پاسکتا ہے؟

میں تمہیں حق بات کہتا ہوں۔ یقیناً جب سواری کو استعمال میں نہ لایا جائے اور اسے خدمت میں نہ رکھا جائے تو وہ اکھڑ مزاج بن جاتی ہے' اس کی طبیعت بدل جاتی ہے' اس طرح اگر قلوب میں موت کے تذکرے سے نرمی نہ پیدا کی جائے اور انہیں عبادت کی مشقت پر نہ ڈھالا جائے تو ان میں فسادات پیدا ہوجاتے ہیں۔ میں تمہیں واضح طور پر حق بات بتا رہا ہوں۔ جب تک مشکیزے کو پھاڑا نہ جائے یا وہ خشک ہوکر قابل استعمال نہ رہے تو اس وقت تک وہ شہد کا برتن بن سکتا ہے' اسی طرح سے جب تک خواہشات نفسانیہ قلوب کو توڑ نہ دیں اور طمع انہیں مکدر نہ بنادے یا نار پروردگی ان میں سختی نہ پیدا کردے اس وقت تک ان میں حکمت سما سکتی ہے۔ (الاحیاء 230/3' الاتحاف 11/8)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی' انہیں محاربی نے خبر دی' وہ سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا:

Marfat.com

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت

اے میرے بیٹے! بلاشبہ دنیا ایک گہرا سمندر ہے، بہت سے لوگ اس میں غرق ہو چکے ہیں چنانچہ تو اسے عبور کرنے کے لئے اللہ کے تقوے کو اپنی کشتی بنا لے اور اللہ کی ذات پر ایمان (کامل) سے اسے بھر لے اللہ کی ذات پر توکل اس کا بادبان بنا لے تو شاید کہ تو اس سے نجات پالے مگر تو مجھے نجات پانے والا نہیں لگتا۔

(کتاب الزہد لابن مبارک، ص 190، الاحیاء 22/3)

☆ ...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے سریج بن یونس نے خبر دی، انہیں ایک شخص نے عبیداللہ بن مسلم سے نقل کر کے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دنیادار کے لئے ہلاکت ہے کس طرح دنیا کو چھوڑ کر چل دیتا ہے، دنیا اسے دھوکہ دے رہی ہے اور وہ اس میں بے خوف ہے وہ اسے رسوا کرنے کی فکر میں ہے اور یہ اس پر اعتماد کئے بیٹھا ہے؟ اس کے دھوکے میں آنے والوں کے لئے ہلاکت ہے! وہ کس طرح انہی مصائب کا سامنا کر وا رہی ہے، کس طرح ان کی مرغوبات ان سے چھوٹ رہی ہیں جن عذابات سے انہیں ڈرایا گیا تھا وہ ان کے سامنے ہیں، ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کی فکر دنیا بنی ہوئی ہو اور نافرمانیاں اس کے اعمال ہوں۔ اسے کل قیامت میں ان گناہوں کے سبب کس طرح رسوا ہونا پڑے گا؟

(الاحیاء 219/3، نہایۃ الارب 245/5)

☆ ...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عون بن ابراہیم نے خبر دی، انہیں احمد بن ابو اسحٰق نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ انطاکی سے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ ہمارے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ دنیا کے ذریعے ہماری آزمائش و امتحان نہ ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم باری تعالیٰ

☆ ...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عون بن ابراہیم نے خبر دی، انہیں احمد بن ابوالحواری نے خبر دی، انہیں ابومروان عبادہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! ظالموں کے گھر سے تجھے کیا واسطہ؟

Marfat.com

تیرا ٹھکانہ یہ نہیں ہے' اس سے اپنی فکر ہٹالے' بڑی ہوشیاری کے ساتھ اس سے علیحدہ ہو جا۔ یہ انتہائی برا ٹھکانہ ہے مگر جو لوگ اس میں رہ کر اچھے اعمال کر رہے ہیں ان کے لئے یہ بہترین ٹھکانہ ہے! اے موسیٰ میں ظالم کی گھات میں ہوں میں اس سے مظلوم کا انتقام لے کر رہوں گا۔ (الاحیاء' 219/3' الاتحاف' 87/8)

Marfat.com

(8)

حضرت عبدالملک بن ابجر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

ان کا نسب نامہ عبدالملک بن سعید بن حیان بن الجبر ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کا وطن کوفہ ہے۔ عکرمہ وامام شعبی وغیرہ تابعی محدثین سے علم حدیث پڑھا اور سفیان ثوری وسفیان بن عینیہ وغیرہ محدثین نے ان سے علم حدیث حاصل کیا ہے۔

سفیان بن ثوری روایت میں جب ان کا نام لیتے تو یوں کہتے کہ حدثنا من لم تر عینك مثله ابن ابجر اور کبھی یوں فرماتے کہ ھومن الابرار یعنی ابن ابجر نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی ہے جس کا مثل تمہاری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور وہ صالح ونیکو کار تھے۔

ان کی عظمت کا اندازہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ سفیان ثوری نے خاص طور پر یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کی نماز ابن ابجر کے سوا کوئی نہ پڑھائے اور سفیان ثوری یہ بھی فرماتے تھے کہ کوفہ میں صرف پانچ آدمی ایسے ہیں کہ جن کی نیکیاں روزانہ زیادہ سے زیادہ بڑھتی چلی جارہی ہیں اور ان ہی پانچ اللہ والوں میں ابن ابجر بھی ہیں۔

یہ بہت ہی حاذق طبیب بھی تھے اور بغیر کسی معاوضہ کے لوجہ اللہ خدمت خلق کے طور پر مریضوں کا علاج بھی فرماتے تھے۔

بیمار ہونے کا نسخہ

ان کے مزاج میں ظرافت ومزاح کا جوہر بھی تھا چنانچہ ایک دن ان کے مطب میں ایک اعرابی آکر بولا کہ میں زندگی میں کبھی بیمار نہیں ہوا ہوں حالانکہ مجھے بیماری کا بڑا شوق ہے تو آپ نے تمام مریضوں کی طرح اس کو تسلی دی اور بڑی سنجیدگی ومتانت کے ساتھ اس

Marfat.com

کو بیماری کا یہ نسخہ لکھوایا کہ تم نمک لگائی ہوئی مچھلی خوب زیادہ کھایا کرو پھر بھر پیٹ سڑی ہوئی نبیذ پی لو پھر اس کے بعد دھوپ میں بیٹھ کر نہایت خلوص کے ساتھ خداوند تعالیٰ سے بیماری طلب کرو۔

امام اعمش اس وقت مطب میں حاضر تھے ان کو بے اختیار ہنسی آ گئی کہ ابن ابجر نے بیمار ہونے کا نسخہ بھی بالکل اسی انداز سے لکھوایا جس انداز سے شفائے امراض کا نسخہ لکھواتے تھے۔

تکلیف پہ خوشی

علوم نافعہ واعمال صالحہ کی ان بے شمار دولتوں کے علاوہ ابن ابجر اس قدر زیادہ صابر وشاکر تھے کہ ان کے صبر وشکر کو اعلیٰ درجے کی کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ منقول ہے کہ ان کے بدن میں اتنا بڑا اور خطرناک پھوڑے کا زخم تھا کہ اگر ایسا زخم کسی اونٹ کے بدن میں ہوتا تو وہ بھی اس کو برداشت نہیں کر سکتا تھا مگر یہ انتہائی تکلیف کے باوجود بالکل پرسکون رہتے تھے اور اگر کوئی پوچھتا کہ آپ کا کیا حال ہے تو فرماتے کہ الحمد للہ اچھا حال ہے۔ خداوند کریم کا شکر ہے میں اپنے اس زخم کی وجہ سے جس قدر اپنے رب سے خوش ہوا ہوں مجھے کسی نعمت پر اتنی خوشی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ یعقوب بن سفیان برملا فرمایا کرتے تھے کہ بلاشبہ ابن ابجر کوفے کے ان محدثین میں سے ہیں جو اپنے دور کے بہترین صاحب خیر اور علم وعمل صالح کے اعتبار سے نہایت ہی اعلیٰ درجے کے عالم ربانی اور اللہ والے بزرگ ہیں۔ (تہذیب التہذیب)

Marfat.com

(9)

یمن و شام کے حاجیوں کا گروہ

یمنی حجاج کا قافلہ ساحل جدہ پر اتر کر حج کے لئے روانہ ہوا۔ جدہ سے کرایہ کے لئے اونٹ لئے گئے اور مکہ مکرمہ کی طرف چلے قافلہ کے ساتھ ایک یمنی بزرگ بھی تھے۔ راستے میں سلطان مکہ کا بڑا سردار اپنا گھوڑا روکے آتے والے حجاج سے ٹیکس وصول کر رہا تھا۔ یمنی شیخ اور ان کے ہمراہیوں کے ٹیکس دینے کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا: ہمارے اونٹ چھوڑ۔ شہزادے نے ترش رو ہو کر ضد کی اس طرح بات آگے بڑھ گئی۔ شہزادے نے کہا "مجھے میرے باپ کے سر کی قسم! اتنا لئے بغیر نہیں جانے دوں گا۔" شیخ نے کہا: "رب ذوالجلال کی قسم ہم کچھ نہیں دیں گے" اور ساربان سے کہا: "اونٹ کو آگے بڑھاؤ۔" شہزادہ اپنے گھوڑے کے ساتھ منجمد ہو گیا۔ اس میں حرکت کرنے کی بھی سکت نہ رہی۔ وہ اور اس کے ساتھی حیران و ششدر رہ گئے۔ یہ دیکھ کر شہزادے نے اپنے غلاموں کے ذریعہ شیخ کی خدمت میں منت سماجت کی۔ اس کے بعد وہ اپنی حالت پر واپس آیا۔

☆......شام کے حجاج کرام کا ایک گروہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا' سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کون؟ انہوں نے جواب دیا ہم شامی ہیں' حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے انہیں قبولیت حج کی دعا دی۔ ان لوگوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ سفر حج میں آپ کے ہمراہ رہیں تاکہ صحبت سے مستفیض ہوں۔ آپ نے انکار کیا۔ وہ لوگ مصر ہونے لگے تو فرمایا: "میں تین شرطوں پر ساتھ جانا منظور کرتا ہوں۔ اپنے ساتھ کوئی توشہ نہ لینا' راستہ میں کسی سے کچھ طلب نہ کرنا اور اگر کوئی راہ میں تمہیں کچھ دے تو اسے قبول نہ کرنا۔" ان لوگوں نے کہا: "پہلی دو شرطیں تو منظور ہیں مگر تیسری یہ کہ باوجود ضرورت کے اگر ہمیں کوئی کچھ

Marfat.com

دے تو قبول بھی نہ کریں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم تو اس پر عمل کرنے سے قاصر ہیں۔''

تین اچھے فقراء

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''لگتا ہے تم گھر سے حج کے لئے دوسروں کے زادِ سفر پر اعتماد کر کے چل رہے ہو۔ اللہ پر بھروسہ نہیں ہے۔ جاؤ اور میرے حال پر مجھے چھوڑ دو۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''فقراء میں اچھے تین ہیں۔ ایک جو سوال نہیں کرتے اور دیا جائے تو قبول نہیں کرتے۔ یہ روحانی فقراء ہیں' پاکباز روحانی لوگوں کے ہمراہ ہیں۔ دوسرا فقیر مانگتا تو نہیں مگر کوئی دے تو لے لیتا ہے اس کے لئے بارگاہ اقدس میں خوان نعمت بچھایا جائے گا۔ تیسرا فقیر سوال کرتا ہے اور اگر دیں تو ضرورت بھر لے لیتا ہے۔ اس کا صدق اس کا کفارہ ہے۔''

آپ کی خدمت میں گدڑی پوش صوفیوں کی ایک جماعت آئی۔ آپ نے فرمایا: ''خدا سے ڈرو اور یہ لباس اتار پھینکو کیونکہ اس سے تمہارا تعارف ہوتا ہے۔'' سب سن کر خاموش ہو رہے۔ مگر ایک جوان بولا ''بخدا ہم تو اسے ضرور پہنیں گے یہاں تک کہ ساری اطاعت خدا کے لئے ہو جائے۔'' آپ نے فرمایا: ''اے جوان صالح! تو نے کیا بہترین بات کی' یقیناً تم جیسے لوگ اسے پہننے کی اہلیت رکھتے ہیں۔'' (روض الریاحین)

Marfat.com

(10)

ظالم بیٹے کا عبرتناک انجام

اس کے انتہائی مالدار والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے پیچھے خاصی دولت چھوڑی تھی۔ والد کے انتقال کے بعد اس کا یہ اکلوتا بیٹا اپنی ماں کا خدمت گزار تھا۔ باپ کے ترکہ میں سے وہ حتی المقدور اپنی ماں کی خدمت کرتا اور اس کی دیکھ بھال پر خاصی رقم خرچ کرتا تھا۔

ایک دن ایسا بھی آیا جب وہ شادی کے بندھن میں بندھ گیا۔ اب وہ شادی شدہ نوجوان تھا۔ اس کے گھر میں ماں کے ساتھ اب ایک بیوی بھی جلوہ افروز ہو چکی تھی۔ اس کی بیوی خوبصورت تو ضرور تھی مگر دوسروں کے حق میں اس کا رویہ بہت بُرا تھا۔ وہ خودغرضی اور مفاد پرستی کی تمام حدیں پار کر چکی تھی۔ اپنے مفاد اور مطلب کے مقابلے میں اسے ہر چیز ہیچ اور ناقابل توجہ نظر آتی تھی۔ اس وجہ سے اس نے اپنی ساس سے بڑا ناروا سلوک کیا اور اس کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ وہ اپنی ساس کے ساتھ زبان درازی سے بھی باز نہیں آتی تھی۔

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اس کی ساس کو مرگی کی بیماری لاحق ہوگئی۔ بس اب کیا تھا' وہ بیچاری بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی اپنی بہو کی بدتمیزی' بے رخی اور بے حسی کا شکار ہوگئی۔ بوڑھی ساس کا وجود بہو کے لئے عذاب بن چکا تھا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا' کشمکش بڑھتی گئی اور ماحول کی تلخی میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک وقت آیا کہ بہو کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ ساس کے ساتھ رہنا اب اس کی برداشت سے باہر تھا۔ ایک دن اس نے اپنے شوہر سے صاف صاف کہہ دیا:

"تمہیں اب دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔ اپنی ماں کے ساتھ رہو یا میرے ساتھ۔ اب میں تمہاری ماں کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔"

بیٹے نے از حد کوشش کی کہ اپنی بیوی کو کسی طرح صبر و رضا پر قائل کر سکے مگر لاکھ سمجھانے بجھانے کے باوجود اس کی رفیقۂ حیات اس کی بات ماننے کو تیار نہ تھی۔ اب اس کے سامنے دو میں سے ایک ہی راستہ تھا۔ ماں کی جدائی یا بیوی سے علیحدگی۔

یہ ایسا پر آشوب اور مشکل وقت تھا کہ اس کے لئے کوئی فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا۔ اس نے کافی دیر غور کیا۔ آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ اسے ماں کے ساتھ نہیں بلکہ بیوی کے ساتھ ہی رہنا چاہئے۔

بیوی کے لئے ماں کو مار دیا

اب کیا تھا' اس پر بیوی کی محبت کا بھوت سوار ہو گیا۔ خبیث شیطان نے اس کے فیصلہ کو اس کی نگاہ میں خوشنما بنا دیا اور وہ اپنی اس ماں کے جدا کرنے پر راضی ہو گیا جس نے نجانے کیسی کیسی تکلیفیں اٹھا کر اس کی پرورش کی تھی۔

وہ شدید سردی کی رات تھی۔ اس نے اپنے شیطانی فیصلے کی تکمیل کے لئے ماں کو چھت پر چڑھایا اور پھر چھت سے نیچے دھکا دے دیا۔ جی ہاں' چھت سے نیچے...... جی ہاں' اپنی ہی ماں کو اوپر سے نیچے پھینک دیا۔ بے چاری بوڑھی ماں اپنی زندگی کے آخری سانسوں کے ساتھ زمین پر پڑی کراہ رہی تھی۔ اپنے پروردگار سے اپنے ہی لخت جگر کی شقی القلبی کی شکایت کر رہی تھی جس نے اسے انتہائی بے دردی سے چھت سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا تھا۔

مجرمین اور منافقین کی یہ عادت ہوا کرتی ہے کہ اپنے کالے کرتوتوں کو نیکی کا نقاب ڈال کر پیش کرتے ہیں۔ اس بد بخت بیٹے نے بھی ایسا ہی کیا۔ ماں کی تجہیز و تدفین کے بعد اس نے مجلس تعزیت منعقد کی تاکہ لوگ اس سے ہمدردی کے لئے آئیں۔ اس سے تعزیت کریں اور اس کو دعائیں دیں مگر وہ ظالم اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ قادر مطلق اللہ رب العالمین اس کے گھناؤنے کرتوت سے بخوبی واقف ہے جسے اونگھ آتی ہے نہ نیند' جو دلوں میں چھپے ہوئے بھید بھی جانتا ہے۔

دن گزرتے گئے' راتیں ڈھلتی رہیں۔ ظالم بیٹا زندگی کی رعنائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ وہ اللہ کی مار سے بے خبر تھا۔ وہ اس بات سے بے خوف ہو چکا تھا کہ اسے اس کی سفاکی کی سزا ملنے والی ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ کی مار دنیا کے مجرمین سے کیسے ٹل سکتی ہے؟ اس

Marfat.com

کے دربار میں انصاف ضرور ملتا ہے چاہے فیصلے کے نفاذ میں کتنا ہی وقت لگ جائے کیونکہ اللہ کا فیصلہ اور انصاف اپنے وقت پر ہی ہوتا ہے۔

انتقام قدرت

آخرکار اللہ کی مار کا وقت آن پہنچا۔ اس ظالم بیٹے کو اچانک وہی بیماری لاحق ہوگئی جس بیماری سے اس کی ماں دوچار تھی۔ اس کے جنون اور مرگی کے دوروں سے اس کی بیوی پریشان ہوگئی۔ اب بیماری لاحق ہونے کے بعد بیوی کا اپنے شوہر کے ساتھ وہی رویہ تھا جو اس کا ماں کے ساتھ تھا۔ اب وہ ظالم بیٹا اپنی پیاری اور چہیتی بیوی کی بے رخی کا شکار ہو چکا تھا جس کی خاطر اس نے اپنی ماں کو چھت سے دھکا دے کر ہلاک کر دیا تھا۔

وہ ایک سرد رات تھی جب وہ عالم جنون میں گھر کی چھت پر چڑھ گیا مگر اس بار وہ کسی کے سہارے چھت پر نہیں چڑھا تھا بلکہ خود ہی ہمت کر کے اوپر گیا تھا۔ اب وہ چھت کے اسی حصے پر پہنچا جہاں اس نے اپنی ماں کو دھکا دے کر نیچے پھینکا تھا۔ اس نے یکدم چھت سے نیچے چھلانگ لگا دی اور چند ہی لمحوں بعد اسے اپنے کالے کرتوت کا پورا پورا بدلہ مل چکا تھا۔

(آئین القلوب' تالیف مصطفیٰ کامل' قصص وناس من عقوق الوالدین' ص 76'77)

Marfat.com

(۱۱)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عظیم کارنامہ

قرآن مجید کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس طرح محفوظ کر کے وعدۂ الٰہی اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ پورا فرمایا' ملاحظہ ہو۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

یمامہ کی خونریزی کے زمانہ میں مجھ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ جنگ یمامہ میں بہت سے قرآن پڑھنے والے شہید ہو گئے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر بہت سے مقامات میں قاریوں کا قتل ہو گا تو بہت سا قرآن جاتا رہے گا اس لئے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عمر سے کہا: تم کیونکر وہ کام کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! یہ بہتر ہے اور عمر مجھ سے بار بار اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میں نے بھی اس میں وہی مناسب خیال کیا جو عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا۔ زید کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: تم ایک جوان آدمی ہو' ہم تم کو متہم بھی نہیں کر سکتے' تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھتے تھے اس لئے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرو۔ خدا کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اٹھانے کی تکلیف دیتے تو قرآن کے جمع کرنے سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا زیادہ وزنی نہ ہوتا۔ میں نے کہا: آپ لوگ کس طرح وہ کام کریں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے کہا: خدا کی قسم! یہ خیر ہے اور بار بار اصرار کر کے مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لئے کھول دیا جس کے لئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے سینے کھولے تھے چنانچہ میں نے قرآن کو کھجور کے پتوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں (حافظ) سے تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سورۂ توبہ کی آخری آیت میں نے ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی جو مجھے کسی کے پاس نہیں ملی اور وہ آیت یہ تھی:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔

سورۂ براءۃ (توبہ) کے آخر تک چنانچہ یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زندگی میں پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

(صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب جمع القرآن، 4986)

قرآن پاک کو جمع کرنے کا مشکل ترین مرحلہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ اس وقت وہ اہل شام و عراق کو ملا کر فتح آرمینیا و آذربائیجان میں جنگ کر رہے تھے۔ قرأت میں اہل عراق و شام کے اختلاف نے حضرت حذیفہ کو بے چین کر دیا چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! اس امت کی خبر لیجئے قبل اس کے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب میں اختلاف کرنے لگیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا کہ تم وہ صحیفے میرے پاس بھیج دو ہم اس کو چند صحیفوں میں نقل کرا کر پھر تمہیں واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تو ان لوگوں نے اس کو مصاحف میں نقل کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان تینوں قریشیوں سے کہا: جب تم میں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم میں کہیں (قرأت) قرآن میں اختلاف

ہوتو اس کو قریش کی زبان سے لکھو اس لئے کہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کر لیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ صحیفہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھجوا دیا اور نقل شدہ مصاحف میں سے ایک ایک تمام علاقوں میں بھیج دیئے اور حکم دے دیا کہ اس کے سوا جو قرآن صحیفہ یا مصاحف میں ہے جلا دیا جائے۔ ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھ سے خارجہ بن زید بن ثابت نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ میں نے مصاحف کو نقل کرتے وقت سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ پائی حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ آیت مجھے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ملی (وہ آیت یہ ہے)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج

(الاحزاب 33'23)

یعنی ”ایمانداروں سے آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا۔“

تو ہم نے اس آیت کو اس سورہ میں شامل کر دیا۔

(صحیح بخاری' فضائل القرآن' باب جمع القرآن' 4987' 3506)

ایک یہودی کی فصاحت و بلاغت

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ سند متصل کے ساتھ ایک واقعہ امیر المومنین مامون کے دربار کا نقل کیا ہے کہ مامون کی عادت تھی کہ کبھی کبھی اس کے دربار میں علمی مسائل پر بحث ومباحثے اور مذاکرے ہوا کرتے تھے جس میں ہر اہل علم کو آنے کی اجازت تھی' ایسے ہی ایک مذاکرہ میں ایک یہودی بھی آ گیا جو صورت' شکل اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا پھر گفتگو کی تو فصیح و بلیغ اور عاقلانہ گفتگو تھی۔ جب مجلس ختم ہو گئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا: تم اسرائیلی ہو؟ اس نے اقرار کیا۔ مامون نے (امتحان لینے کے لئے) کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

اس نے جواب دیا کہ میں اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑتا۔ بات ختم

Marfat.com

ہوگئی۔ یہ شخص چلا گیا پھر ایک سال کے بعد یہی شخص مسلمان ہو کر آیا اور مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر اور عمدہ تحقیقات پیش کیں۔ مجلس ختم ہونے کے بعد مامون نے اس کو بلا کر کہا کہ تم وہی شخص ہو جو سال گزشتہ آئے تھے؟ جواب دیا ہاں وہی ہوں۔ مامون نے پوچھا: اس وقت تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا پھر اب مسلمان ہونے کا سبب کیا ہوا؟

یہودی کے مسلمان ہونے کا سبب

اس نے کہا: میں یہاں سے لوٹا تو میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا۔ میں ایک خطاط اور خوشنویس آدمی ہوں۔ کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں تو اچھی قیمت سے فروخت ہو جاتی ہیں۔ میں نے امتحان کرنے کے لئے تورات کے تین نسخے کتابت کئے، جن میں بہت جگہ اپنی طرف سے کمی بیشی کر دی اور یہ نسخے لے کر میں کنیسہ میں پہنچا۔ یہودیوں نے بڑی رغبت سے ان کو خرید لیا پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے کمی بیشی کے ساتھ کتابت کر کے نصاریٰ کے عبادت خانہ میں لے گیا وہاں بھی عیسائیوں نے بڑی قدر ومنزلت کے ساتھ یہ نسخے مجھ سے خرید لئے پھر یہی کام میں نے قرآن کے ساتھ کیا۔ اس کے بھی تین نسخے عمدہ کتابت کئے، جن میں اپنی طرف سے کمی بیشی کی تھی۔ ان کو لے کر جب میں فروخت کرنے کے لئے نکلا تو جس کے پاس گیا اس نے دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں، جب کمی بیشی نظر آئی تو اس نے مجھے واپس کر دیا۔

اس واقعہ سے میں نے یہ سبق لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ہوئی ہے اس لئے مسلمان ہو گیا۔ قاضی یحییٰ بن اکثم اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں: اتفاقاً اسی سال مجھے حج کی توفیق ہوئی۔ وہاں سفیان بن عیینہ سے ملاقات ہوئی تو یہ قصہ ان کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا: بے شک ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ اس کی تصدیق قرآن میں موجود ہے۔

یحییٰ بن اکثم نے پوچھا قرآن کی کون سی آیت میں؟ فرمایا: قرآن عظیم نے جہاں تورات وانجیل کا ذکر کیا ہے اس میں تو فرمایا بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ یعنی یہود ونصاریٰ کو کتاب اللہ تورات وانجیل کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے یہی وجہ ہوئی کہ

جب یہود و نصاریٰ نے فریضۂ حفاظت ادا نہ کیا تو کتابیں مسخ و محرف ہو کر ضائع ہو گئیں بخلاف قرآن کریم کے اس کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر۹) یعنی ہم اس کے محافظ ہیں۔ (معارف القرآن پارہ 14 تحت الآیۃ)

(12)

حضرت رابعہ بصریہ کے شب و روز

حضرت سیدنا عیسٰی بن مرحوم عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نیک سیرت لونڈی حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا کرتی تھی۔ اس لونڈی نے مجھے حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت کے بارے میں بتایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری رات نماز میں مشغول رہتیں۔ جب صبح صادق ہوتی تو تھوڑی دیر کے لئے اپنے مصلے پر لیٹ جاتیں اور جب ہلکا ہلکا اجالا ہونے لگتا تو فوراً اٹھ کر کھڑی ہوتیں اور اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتیں "اے نفس! تو اس ناپائیدار دنیا میں کب تک سوتا رہے گا؟ یہ دنیا تو تنگی کا گھر ہے، پھر اس میں اتنی نیند کیوں؟ آج کچھ دیر جاگ لے کچھ نیک اعمال کر لے پھر قبر میں خوب میٹھی نیند سو جانا، تجھے قیامت تک کوئی نہیں جگائے گا، عمل یہاں کر کے آرام وہاں کرنا۔"

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہا اٹھ بیٹھتیں اور دوبارہ عبادت میں مشغول ہو جاتیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے پوری زندگی اسی طرح عبادت و ریاضت میں گزاری۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے بلا کر فرمانے لگیں "میری موت کی وجہ سے مجھے اذیت نہ دینا یعنی میرے مرنے کے بعد چیخ و پکار نہ کرنا اور اسی اون کے جبے میں میری تکفین کرنا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہا کی وفات کے بعد ہم نے آپ کو اسی جبہ میں کفن دیا جس کی آپ نے وصیت فرمائی تھی اور وہ چادر بھی کفن میں شامل کر دی جسے اوڑھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہا

عبادت کیا کرتی تھیں۔

وفات کے ایک سال بعد

آپ رحمۃ اللہ علیہا کی وفات کے تقریباً ایک سال بعد ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہا کو خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا جنت کے اعلیٰ درجوں میں ہیں اور آپ نے سبز ریشم کا بہترین لباس زیب بدن کیا ہوا ہے اور سبز ریشم کا دوپٹہ اوڑھا ہوا ہے۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی ایسا خوبصورت لباس نہیں دیکھا جیسا آپ نے پہنا ہوا تھا۔

میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا "اے رابعہ! آپ رحمۃ اللہ علیہا کے اس جبہ اور چادر کا کیا ہوا جس میں ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہا کو کفن دیا تھا؟" تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ لباس مجھ سے لے لیا گیا اور اس کی جگہ یہ بہترین لباس مجھے عطا کیا گیا ہے جسے تم دیکھ رہی ہو اور میرے اس جبے اور چادر کو لپیٹ کر اس پر مہر لگا دی گئی اور اسے مقام علیین میں رکھ دیا گیا ہے تاکہ قیامت کے دن اس کے بدلے مجھے ثواب عطا کیا جائے۔" میں نے پوچھا "آپ رحمۃ اللہ علیہا کو اپنے دنیا کے کیے ہوئے اعمال کے بدلے میں اور کیا کیا نعمتیں عطا کی گئیں؟" آپ رحمۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں "اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ ابھی ان نعمتوں کی ایک جھلک ہی دیکھی ہے، اس کے علاوہ نہ جانے کیا کیا نعمتیں اس نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔"

پھر میں نے پوچھا "عبیدہ بنت ابوکلاب رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ آخرت میں کیا معاملہ پیش آیا؟" فرمانے لگیں "اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ہم سے سبقت لے گئیں اور ہم سے اعلیٰ مرتبوں میں انہیں رکھا گیا ہے۔" میں نے پوچھا "کس وجہ سے انہیں آپ پر فضیلت دی گئی؟ حالانکہ لوگوں کی نظروں میں آپ رحمۃ اللہ علیہا کا مرتبہ ان سے زیادہ تھا۔" آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: "وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھیں اور دنیاوی فکروں سے پریشان نہ ہوتی تھیں۔" پھر میں نے پوچھا "ابو مالک ضیغم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا گیا؟" فرمانے لگیں "اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بڑا انعام عطا فرمایا ہے، وہ جب چاہتے ہیں اپنے پروردگار کی زیارت کر لیتے ہیں، ان کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت مرتبہ و مقام

Marfat.com

ہے۔''

کریں تیری حمد وثنا یا الٰہی

میں نے پوچھا ''حضرت سیدنا بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا ہوا؟'' فرمانے لگیں ''ان کا مرتبہ تو قابل رشک ہے' انہیں تو ایسی ایسی نعمتوں سے نوازا گیا ہے جن کے بارے میں انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا۔''

پھر میں نے عرض کی ''مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتا دیجئے جس کے ذریعے مجھے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا نصیب ہو جائے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ''کثرت سے ذکر اللہ تعالیٰ کرو' ہر وقت اپنے اوپر ذکر اللہ تعالیٰ کو لازم کر لو۔ اگر ایسا کرو گی تو کچھ بعید نہیں کہ تمہاری قبر میں تمہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے کہ تم قابل رشک ہو جاؤ۔''

(عیون الحکایات)

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ
کروں تیری حمد وثنا یا الٰہی

اے ہمارے پاک پروردگار! ہمیں بھی ان بزرگ ہستیوں کے صدقے ایسی زبان عطا فرما جو ہر وقت تیرے ذکر میں مشغول رہے۔ ایسا جسم عطا فرما جو دین کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرے اور ایسا دل عطا فرما جو ہر وقت تیرا شکر ادا کرتا رہے۔

Marfat.com

(13)

عطیہ خداوندی

ائمہ کرام اور بزرگان دین کو عقل وشعور اور قوت حافظہ کی نعمت بھی فراوانی کے ساتھ عطا ہوتی ہے چند کا حال ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ابوسعید الادریسی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں:

کان ابو عیسیٰ یضرب به المثل الحفظ وقال الحاکم سمعت عمر بن مالك یقول مات البخاری رحمة الله علیه فلم یخلف بخراسان مثل ابی عیسیٰ رحمة الله علیه فی العلم والحفظ والورع والزهد۔

حق تعالیٰ جب کسی سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا ہے تو اس کے اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے۔ امام موصوف کو جس طرح اکابر محدثین سے استفادہ کا موقع ملا ویسے ہی خداداد قوت حافظہ بھی عطا کی گئی۔ ابوسعید ادریسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابوعیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی قوت حفظ بھی مثالاً بیان کی جاتی تھی۔

(مقدمہ تحفہ ص 167)

ان کا ایک حیرت انگیز واقعہ گذر بھی چکا ہے اور رجال کی سب ہی کتابوں میں مذکور ہے کہ انہوں نے ایک شیخ سے دو جزء کے بقدر بواسطہ حدیثیں سنیں اور قلم بند کیں۔ حسن اتفاق سے کچھ دنوں کے بعد ان شیخ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے شیخ مذکور سے سماعت حدیث کی درخواست کی۔ شیخ نے سنانی شروع کی اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: لکھ لو۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیاض لے کر بیٹھ گئے مگر قلم میں روشنائی نہیں لی تھی۔ یوں ہی بیاض پر

قلم چلاتے رہے۔ شیخ کو شبہ ہوا کہ یہ لکھ نہیں رہے ہیں بلکہ یوں ہی قلم پھیر رہے ہیں، اٹھ کر دیکھا تو بیاض سادہ تھی، بے حد خفا ہوئے اور فرمایا: تم مذاق کرتے ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا آپ گھبرائیے نہیں! جتنی حدیثیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنائی ہیں، سب مجھے یاد ہیں سن لیجئے! چنانچہ تمام حدیثیں فرفر سنا دیں۔ شیخ کو خیال ہوا کہ شاید یہ ان کو پہلے یاد تھیں۔ انہوں نے باور نہیں کیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسری حدیثیں سنائیے، میں ان کو بھی سنا دوں گا چنانچہ شیخ نے اپنی غرائب الحدیث سے چالیس حدیثیں سنائیں جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ہی دہرایا، تب جا کر شیخ کو ان کی قوت حافظہ کا یقین ہوا۔ (بستان، ص 121)

آدھی سلطنت کے برابر مسئلہ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نہایت ذکی اور ذہین تھے اس لئے جب کوئی بات یا مسئلہ سامنے آتا تو اس کا وہ فوراً جواب دیتے۔ ایک بار ہارون الرشید کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے۔ ظہر یا عصر کے وقت انہوں نے امامت کی چونکہ یہ مسافر تھے اس لئے قصر نماز پڑھائی یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر نمازیوں سے کہا: اپنی نماز پوری کرلو میں مسافر ہوں۔ اہل مکہ میں سے ایک شخص نے نماز ہی میں کہا ہم لوگ یہ مسئلہ تم سے اور جس نے تم کو سکھایا ہے اس سے بہتر جانتے ہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے لیکن اگر تم کو یہ مسئلہ معلوم ہوتا تو نماز میں بات چیت نہ شروع کر دیتے۔ اس جواب پر ہارون الرشید بہت خوش ہوئے اور اس نے کہا: اگر نصف سلطنت کے بدلہ میں مجھے یہ جواب مل جاتا تو بھی پسند کرتا۔ (بحوالہ انتخاب لاجواب، ج 2، ص 140)

☆......امام نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 725ھ) کو تصوف کے ایک بہت بڑے امام اور پیشوا ہونے کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ آغازِ شعور ہی سے آثار رشد وہدایت نمایاں تھے۔ بچپن ہی میں والد بزرگوار کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نے مکتب میں بٹھا دیا۔ 12 سال کی عمر میں لغت کی کتابیں پڑھتے رہے۔ تحصیل علم کے شوق نے دہلی پہنچا دیا۔ یہاں شمس الملک کی خدمت میں علم وادب وحدیث وغیرہ حاصل کیا۔ نہایت ذکی اور فطین ہونے کی وجہ سے ہم سبق طلبہ ان کو ''بحاث'' یعنی بہت بحث کرنے والا

Marfat.com

کہتے تھے۔

ہے جس کی فقیری میں بوئے اسد اللٰہی

علوم باطنی حاصل کرنے کی غرض سے اجودھن میں حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر عوارف المعارف اور تمہید ابوشکور وغیرہ سبقاً سبقاً پڑھیں اور چھ پارے قرآن مجید کے باتجوید حفظ کئے اور فیض باطن سے مستفیض ہو کر نعمت خلافت سے مشرف ہو کر دہلی بھیجے گئے۔ یہاں آپ کے فیوض و برکات سے صدہا آدمی خدا رسیدہ ہو گئے۔ بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ مجاہدہ و ریاضت نفس اور ترک دنیا اختیار فرمایا' نہ کوئی گھر بنایا اور نہ کوئی نکاح کیا۔ امراء و سلاطین سے ملنا پسند نہ فرماتے تھے حالانکہ شیخ کی شہرت سن کر سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے بہت الحاح کے ساتھ ملاقات چاہی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

☆......علم کو شادی پر ترجیح دے کر ساری عمر تجرد میں گزارنے والے امام عز الدین محمد بن ابی بکر فرمایا کرتے تھے:

''میں ایسے تین علوم جانتا ہوں جن کے ناموں سے میرے ہم عصر واقف بھی نہیں ہیں۔''

ابو الفتاح ابو غدہ امام عز الدین کے حاصل کردہ علوم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ فقہ' تفسیر' حدیث' علم عقائد' اصول مناظرہ' اختلاف مذاہب' تجوید' صرف' معانی' بیان' بدیع' منطق' ہیئت' حکمت' طب' شہسواری' نیزہ بازی' تیر اندازی' تلوار چلانے کا فن' آہنی گرزوں سے مقابلہ' نیزے بنانے کی صنعت' رمل' زمین سے مٹی کا تیل نکالنے کا طریقہ' کیمیا' نجوم' علم الحرف' تعویذ اور اس کے علاوہ دیگر علوم کے ماہر تھے۔

(العلماء العزاب' ص255)

قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی سی عمر میں آپ کو محدث صدر میدومی کی مجلس میں بٹھا دیا گیا اور ہر روز آدھے پارے کے حساب سے انہوں نے دو ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔

(العلماء العزاب' شذرات الذھب' 139/7' الضوء اللامع' 171/7' بغیۃ الوعاۃ' 163/1)

Marfat.com

(14)

صحابی کون ہوتا ہے؟

جو مسلمان بحالت ایمان حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے سرفراز ہوئے اور ایمان ہی پران کا خاتمہ ہوا ان خوش نصیب مسلمانوں کو "صحابی" کہتے ہیں۔ان صحابیوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ چنانچہ حضرت امام بیہقی کی روایت ہے: حجتہ الوداع میں ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور بعض دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حجتہ الوداع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ واللہ اعلم

(زرقانی' ج3' ص106 ومدارج' جلد2' ص387)

تمام علماءِ امت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "افضل الاولیاء" ہیں یعنی قیامت تک کے تمام اولیاء اگر چہ وہ درجہ ولایت کی بلند ترین منزل پر فائز ہو جائیں مگر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ کسی صحابی کے کمالات ولایت تک نہیں پہنچ سکتے۔ خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع نبوت کے پروانوں کو مرتبہ ولایت کا وہ بلند و بالا مقام عطا فرمایا ہے اوران مقدس ہستیوں کو ایسی ایسی عظیم الشان کرامتوں سے سرفراز فرمایا: دوسرے تمام اولیاء کے لئے اس معراجِ کمال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس قدر زیادہ کرامتوں کا صدور نہیں ہوا جس قدر کہ دوسرے اولیائے کرام سے کرامتیں منقول ہیں لیکن واضح رہے کہ کثرت کرامت افضیلت ولایت کی دلیل نہیں کیونکہ ولایت درحقیقت قربِ الٰہی کا نام ہے۔ یہ قربِ الٰہی جس کو جس قدر زیادہ حاصل ہوگا اسی قدر اس کی ولایت کا درجہ بلند سے بلند تر ہوگا۔ صحابہ کرام چونکہ نگاہِ

Marfat.com

نبوت کے انوار و فیضانِ رسالت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہیں اس لئے بارگاہِ خداوندی میں ان بزرگوں کو جو قرب و تقرب حاصل ہے وہ دوسرے اولیاء اللہ کو حاصل نہیں اس لئے اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت کم کرامتیں صادر ہوئیں لیکن پھر بھی صحابہ کرام کا درجہ ولایت دوسرے اولیاء کرام سے بہت زیادہ افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔

عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم

یوں تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہت سے صحابیوں کو مختلف اوقات میں جنت کی بشارت دی اور دنیا ہی میں ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا مگر دس ایسے جلیل القدر اور خوش نصیب صحابہ کرام ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے منبر شریف پر کھڑے ہو کر ایک ساتھ ان کا نام لے کر جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ تاریخ میں ان خوش نصیبوں کا لقب "عشرہ مبشرہ" ہے جن کی مبارک فہرست یہ ہے:

1- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
2- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
3- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
4- حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
5- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ
6- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
7- حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ
8- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
9- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
10- حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

(ترمذی، ج 2، ص 216، مناقب عبد الرحمٰن بن عوف)

Marfat.com

(15)

رو رو کے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریا بہا دیئے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کے لئے قرآن پڑھوں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اپنے غیر سے قرآن سنوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سورۂ نساء کی تلاوت کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا "اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر کریں گے" پر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس کافی ہے۔ میں نے جب آپ کی طرف التفات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

(رواہ البخاری کذا فی البدایۃ، ج2، ص52)

☆......ابو حبیب کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن ربیع کے پاس ان کی مرض الموت میں شریف لے گئے۔ وہ موت کی کشمکش میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے اور فرمایا: اگر یہ سنتا تو ضرور جواب دیتا۔ اس پر جو پسینہ ہے یہ موت کی سختی کی وجہ سے ہے۔ یہ سن کر عورتیں رونے لگیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رونے دو۔ (کیونکہ یہ رونا بغیر چیخ و پکار کے تھا)۔

(اسد الغابہ، ج1، ص222)

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد

دو جہاں کے سردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبوت سے دس برس پہلے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تیس برس کی تھی پیدا ہوئیں اور خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے نکاح ہوا۔ ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا سکیں۔ ان کے خاوند بدر کی لڑائی میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور قید ہوئے۔ اہل مکہ نے جب اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے ہدیہ ارسال کئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے خاوند کی رہائی کے لئے مال روانہ کیا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کے وقت اپنی بیٹی کو دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہوگئی، آبدیدہ ہوگئے، آنسو بہانے لگے۔ صحابہ کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ ابوالعاص کو بلا ہدیہ کے اس شرط پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ واپس جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ طیبہ بھیج دیں۔

(فضائل اعمال، ص 143)

☆...... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جب دوسرا روز ہوا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہیں دیکھ کر آج بھی وہی رنج ہوا جو تمہیں کل دیکھ کر ہوا تھا۔

(رواہ ابن ابی شیبہ وابن منیع کذا فی حیاۃ الصحابہ، ج 3، ص 292)

☆...... حضرت خالد بن شمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو شہید کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بلبلا کر روئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی روئے اور یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بھی نکل گئی۔ یہ دیکھ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حبیب کے ساتھ شوق میں رونا ہے۔ (رواہ ابن سعد کذا فی حیاۃ الصحابہ، ج 3، ص 292)

لعاب دہن کی برکت

حضرت ابورافع کہتے ہیں: ہجرت کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ چلے آنا اور تم میرے بستر پر لیٹ جانا کیونکہ جب کفار تجھے بستر پر دیکھیں گے تو ہماری تلاش میں نہیں آئیں گے۔ مشرکین بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر یہ گمان کرتے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب صبح ہوئی تو آپ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پایا اور یہ خیال کرتے رہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاتے تو علی رضی اللہ عنہ بھی ضرور جاتے۔ اسی وجہ سے وہ آپ کی تلاش میں تاخیر کرتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ امانتوں سے فارغ ہو کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ دن کو چھپے رہتے' رات کو سفر کرتے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ آپ سے کہا گیا: وہ چلنے کی طاقت نہیں رکھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سفر اور تھکاوٹ اور پاؤں پر ورم اور خون بہنے کو دیکھا تو بطور شفقت رونے لگے اور لعاب مبارک نکال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دونوں پاؤں پر ملا اور شفاء کی دعا کی پھر کبھی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں ان کے شہادت تک خراب نہ ہوئے۔ (اسد الغابۃ' ج 4' ص 19)

اُمت کے لیے رونا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا قول جو ابراہیم کے بارے میں ہے' تلاوت کیا اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (الآیۃ) اور عیسیٰ علیہ السلام کا قول اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ترجمہ) اے رب بے شک انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو تابع داری کرے میری وہ مجھ سے ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو معاف کر دے تو تو زبردست حکمت والا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ میری امت اے اللہ

میری امت یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمایا: جا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کہ ان کو کس چیز نے رلایا حالانکہ تیرا رب خوب جانتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور پوچھ کر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کو بتلایا حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام جا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دو کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش کر دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسوا نہ کریں گے۔

(رواہ مسلم کذا فی ریاض الصالحین)

Marfat.com

(16)

دنیا کے بارے میں دینداروں کی رائے

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن حسین نے خبر دی، انہیں عون بن عمارہ نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ ابو محرز طفاوی نے فرمایا: لوگ حصولِ دنیا کی مشقت میں پڑے ہوئے ہیں حالانکہ وہ دنیا کو صرف بقدر مقدر ہی پا سکتے ہیں اور آخرت (جو بقدر مشقت ہے) سے اعراض کیے ہوئے ہیں۔ اس (دنیا) کو مقصود بنا کر اپنی نجات چاہتے ہیں (یہ کیسے ہو سکتا ہے؟)

ابو محرز نے یہ بھی فرمایا: جب عقل مندوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ بلند مرتبہ ٹھکانہ کیا ہے تو اس کو اونچے ہی اعمال کے بدلے طلب کرنے لگے کیونکہ انہیں یہ یقین تھا کہ اونچی چیز اونچے اعمال ہی کے ذریعے طلب کی جا سکتی ہے۔ اللہ کی قسم اس پر انہوں نے اپنی زندگی کا بہترین سرمایہ خرچ کر ڈالا تا کہ جو کچھ اللہ کے ہاں ہے اسے حاصل کر سکیں، اور جس دن کوئی طالب محروم نہ ہو گا اس دن کشادگی حاصل کر سکیں۔ (حلیۃ الاولیاء 10/138)

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ہارون بن عبداللہ نے خبر دی، انہیں محمد بن بشر نے، انہیں مسعر نے، وہ ابراہیم بن محمد بن منتشر سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسروق ہر جمعہ اپنے خچر پر سوار ہوتے اور مجھے بھی اپنے پیچھے سوار کرتے حیرہ کے اندر ایک بہت پرانی روڑی تھی اس پر اپنے خچر کو کھڑا کر کے فرمایا: ''ساری دنیا ہمارے نیچے ہے۔''

(حلیۃ الاولیاء 2/92، تاریخ دمشق 24/250)

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی، انہیں عبدان بن عثمان نے، انہیں عبداللہ بن مبارک نے، انہیں ابراہیم بن نشیط نے، انہیں کعب بن علقمہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ سعد بن مسعود تجیبی نے فرمایا:

دنیا کی کل کائنات

جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ اس کی دنیا بڑھتی جا رہی ہے اور آخرت گھٹتی جا رہی ہے اور وہ اس پر راضی اور مطمئن ہے۔ یہ وہ خسارے والا انسان ہے کہ جس پر حملہ ہو رہا ہے مگر اسے اس کا شعور بھی نہیں۔ (کتاب الزہد لابن مبارک' 328 'الاحیاء' 223)

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ نے خبر دی' انہیں عبدان نے' انہیں عبداللہ بن مبارک نے' انہیں وہیب نے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص میں چار باتیں جمع ہوں گی وہ ہمیشہ خوش رہے گا۔ (1) خاموشی جو پہلی عبادت ہے۔ (2) اللہ کے سامنے عاجزی۔ (3) دنیا سے بے رغبتی۔ (4) تھوڑی چیز پر قناعت۔

(حلیہ' 157/8' کتاب الزہد لابن مبارک' 6129)

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی' انہیں عبدان بن عثمان نے' انہیں عبداللہ نے' انہیں ابن سائب نے' انہیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے' وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے کے راستے میں ایک روڑی سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص دنیا کی کل کائنات کو دیکھنا چاہے وہ اس روڑی کو دیکھ لے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا اگر دنیا کی قیمت اللہ کے ہاں مکھی کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو کوئی چیز بھی عطا نہ فرماتا۔

(کنز العمال' 215/3' کتاب الزہد لابن مبارک' 620)

Marfat.com

(17)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ مرو کے رہنے والے تھے اس لئے مروزی کہلاتے ہیں۔ آپ کا سال ولادت 118ھ یا 119ھ ہے۔ آپ کی والدہ چونکہ بہت ہی مالدار تاجر کی صاحبزادی تھیں اس لئے انہیں میراث میں بہت زیادہ مال ملا تھا اور عبداللہ بن مبارک نے بڑے مالدار ماں باپ کی گود میں پرورش پائی تھی اور مالدار والدین نے اپنے اس ہونہار سپوت کو بڑے ناز ونعمت سے پالا تھا۔ عبداللہ بن مبارک نے ساری عمر سفر میں گزاری۔ کبھی علم حدیث کی طلب کے لئے سفر کرتے۔ کبھی حج کے لئے جاتے۔ کبھی جہاد کے لئے مجاہدین کے لشکر میں شامل ہو جاتے اور کبھی تاجروں کے قافلے کے ساتھ تجارت کے لئے روانہ ہو جاتے اور ہمیشہ اسی طرح اسلامی ممالک کا گشت فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے والد نے پچاس ہزار درہم دے کر کہا کہ اس روپے سے تجارت کرو۔ عبداللہ بن مبارک ان درہموں کو لے کر چلے گئے اور سب کو علم حدیث کی طلب میں خرچ کر کے واپس آ گئے۔ جب والد بزرگوار نے پوچھا: ان درہموں سے تم نے کون سا سامان خریدا اور کتنا نفع ہوا؟ آپ نے اس مدت میں جس قدر حدیث کے دفتروں کو لکھ کر جمع کیا تھا وہ باپ کے سامنے پیش کر دیا اور کہا کہ میں نے ایسی تجارت کی ہے جس سے دونوں جہان کا نفع حاصل ہو۔ والد بزرگوار بہت خوش ہوئے اور تیس ہزار درہم اور دیئے اور کہا کہ ان کو بھی علم حدیث کی طلب میں خرچ کر کے اپنی تجارت کو کامل کرلو۔ آپ سب سے پہلے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد ہوئے اور علم فقہ حاصل کیا اور جب امام اعظم کی وفات ہوگئی تو مدینہ منورہ میں امام مالک کی مجلس درس میں حاضر ہو کر علم کی تکمیل فرمائی۔ یہی وجہ

Marfat.com

ہے کہ علمائے حنفیہ ان کو اپنی جماعت میں شمار کرتے ہیں اور مالکیہ ان کو اپنے طبقات میں لکھتے ہیں۔

اشاعت حدیث کا شوق اور اصل حکمرانی

ان دو جلیل القدر اماموں کے علاوہ آپ نے دوسرے بہت سے محدثین سے علمی استفادہ فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا ہے لیکن روایت صرف ایک ہزار شیوخ سے کرتا ہوں۔ آپ کے علم کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ علی بن حسن بن شقیق فرماتے ہیں کہ میں ایک دن عبداللہ بن مبارک کے ہمراہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلا۔ عبداللہ بن مبارک اپنے مکان پر جانا چاہتے تھے کہ میں نے مسجد کے دروازے پر ان سے ایک حدیث کا ذکر کر دیا تو وہ ٹھہر گئے۔ سخت جاڑوں کی رات تھی مگر انہوں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہی کھڑے مجھے جواب دینا شروع کیا تو اسی مقام پر صبح ہو گئی اور موذن نے آ کر فجر کی اذان دے دی۔

عوام و خواص میں آپ کی مقبولیت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن آپ شہر رقہ میں تشریف لے گئے۔ اتفاق سے خلیفہ بغداد ہارون رشید عباسی بھی وہاں موجود تھے۔ عبداللہ بن مبارک کی آمد پر تمام شہر میں شور و غلغلہ بلند ہوا اور ہر طرف سے آدمی دوڑ دوڑ کر استقبال کے لئے آ رہے تھے۔ ہارون رشید کی ایک لونڈی نے چھت پر سے یہ شور و غلغلہ سن کر دریافت کیا کہ آج شہر میں اتنا شور و غوغا کیوں اور کس لئے ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ خراسان کے ایک عالم عبداللہ بن مبارک تشریف لائے ہیں انہیں کی زیارت و استقبال کے لئے یہ مخلوق خدا دوڑتی چلی جا رہی ہے۔ لونڈی نے کہا: درحقیقت بادشاہت یہ ہے جو اس عالم دین کے پاس ہے نہ کہ ہارون رشید کے پاس جو چابک اور ڈنڈوں کے زور سے لوگوں کو اپنے استقبال کے لئے جمع کرتا ہے۔

علمی کمال کے ساتھ ساتھ آپ زہد و تقویٰ اور کثرت عبادت میں بھی بے نظیر و بے مثال تھے۔ سفیان ثوری اپنے علم و عمل کے باوجود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بہت کوشش کی کہ ایک سال ہی عبداللہ بن مبارک کے طریقے پر گزاروں مگر مجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا۔ کبھی کبھی یوں بھی فرماتے تھے کہ کاش! میری تمام عمر عبداللہ بن مبارک کے تین دن اور تین

Marfat.com

رات کے برابر ہوتی۔

اپنے زمانے کا سردار

قتیبہ جو صحاح ستہ کے مصنفین کے شیخ ہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے زمانے کے سب سے افضل و اعلیٰ شخص عبداللہ بن مبارک ہیں پھر امام احمد بن حنبل۔ تاریخ ثقات میں ہے کہ ایک مرتبہ بزرگوں کی جماعت کسی مقام پر جمع ہوئی اور فقہ، حدیث، ادب، لغت، زہد، شعر گوئی، فصاحت، شب بیداری، تہجد گزاری، عبادت، حج، جہاد، شہ سواری، ہتھیار بندی، تقویٰ، انصاف کی پابندی ان تمام صفات حمیدہ میں تمام بزرگوں نے اپنے زمانے کا سردار عبداللہ بن مبارک کو تسلیم کیا۔

عبداللہ بن مبارک کو اپنے استاد اول حضرت امام ابوحنیفہ سے انتہائی عقیدت اور والہانہ محبت تھی۔ چنانچہ انہوں نے امام ممدوح کی منقبت میں ایک طویل قصیدہ لکھا جس کے تین شعر درج ذیل ہیں:

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا
اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ

"یقیناً تمام شہروں اور شہر کے باشندوں کو (علم و عمل) کی زینت بخشنے والے مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ ہیں۔"

فَمَا فِی الْمَشْرِقِيْنَ لَهٗ نَظِيْرٌ
وَلَا فِی الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوْفَه

"لہٰذا نہ تو مشرق ہی میں کوئی ان کا ہمسر ہے نہ مغرب میں اور نہ کوفہ میں۔"

فَاِنَّ النَّاسَ فِیْ فِقْهٍ عِيَالٌ
عَلٰى فِقْهِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِيْفَه

"تمام دنیا کے لوگ فقہ کے معاملے میں امام ابوحنیفہ کی فقہ کے سامنے عیال (محتاج) ہیں۔"

عبداللہ بن مبارک بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور آپ کی تصنیفات میں

Marfat.com

کتاب الزہد والرقائق بہت مشہور اور بڑے پائے کی کتاب ہے۔

قصرِ جنت میں ہوئے مسند نشیں

آپ کی وفات مسافرت کی حالت میں ہوئی۔ جہاد سے واپسی کے وقت جب آپ موصل کے قریب قصبہ ہیت میں پہنچے تو علیل ہو گئے۔ اپنے غلام نصر سے فرمایا: مجھ کو بستر سے اٹھا کر خاک پر لٹا دو۔ غلام رونے لگا تو فرمایا: روتے کیوں ہو؟ خاموش رہو۔ میں ہمیشہ خدا سے یہی دعا مانگا کرتا تھا کہ یا اللہ میری زندگی مثل دولت مندوں کے ہو اور میری موت مثل فقیروں اور خاکساروں کے ہو اس لئے میری خواہش وتمنا ہے کہ میری روح خاک زمیں پر لیٹے لیٹے نکلے اسی حالت میں کہ آپ بغیر بستر کے زمین پر لیٹے ہوئے تھے کہ ماہ رمضان 181ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

انتقال کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ عبداللہ بن مبارک فردوس اعلیٰ میں پہنچ گئے۔ (نووی، طبقات، بستان المحدثین وغیرہ)

(18)

بزرگوں کے مشاہدات

حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے درخواست کی کہ تعجب خیز احوال میں سے کچھ بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا: ''عجب تر شے جو میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ مسجد طرطوس میں ایک سیاہ فام بندے نے اپنا سر کملی میں ڈالا۔ اس کے دل میں زیارت بیت اللہ کا خیال ہوا اور جب گدڑی سے سر باہر نکالا تو وہ صحن حرم میں موجود تھا۔

☆ اسی طرح شیخ ابو عاصم بصری کا واقعہ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حجاج بن یوسف نے جب انہیں اذیت دینے کے ارادے سے بلایا اس وقت اپنے بالا خانے پر تھے۔ اس کے فرستادوں نے آ کر گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر چلے آئے۔ عین اسی وقت انہوں نے اپنے کو یوں ہٹایا کہ بصرہ سے چشم زدن میں مکہ مکرمہ کے جبل ابوقیس پر جا پہنچے۔

حضرت عبدالواحد بن زید نے پوچھا ''وہاں آپ کو کھانا کہاں سے ملتا تھا۔'' شیخ ابو عاصم نے جواب دیا ''بصرہ میں افطار کے وقت جو ضعیفہ مجھے دو روٹیاں لا کر دیا کرتی تھی وہی مکہ میں بھی لایا کرتی تھی۔'' حضرت عبدالواحد بن زید کا فرمان ہے کہ رب تعالیٰ نے دنیا کو حکم فرمایا ہے کہ ابو عاصم کی خدمت کرے۔

☆ ...... شیخ ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہم نشینوں سے فرمایا: ''تم میں کوئی ایسا ہے کہ رب تعالیٰ اس مملکت میں جب کوئی نیا معاملہ ظاہر فرمانا چاہے تو ظہور میں لانے سے قبل اس بندے کو آگاہ کر دے۔''

حاضرین: جی نہیں!

Marfat.com

شیخ حریری: ایسے قلوب پر گریہ وزاری کرو جو رب تعالیٰ سے کچھ نہیں پاتے۔

اولیاء کرام کا علم

بیان کیا گیا کہ ایک بزرگ بیمار ہوئے۔ ان کے لئے پیالہ میں دوا پیش کی گئی۔ انہوں نے فرمایا: ''آج دنیا میں ایک نیا واقعہ پیش ہوا ہے، جب تک اس کا مجھے علم نہ ہو جائے، میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔''

چند روز بعد خبر ملی کہ مکہ میں اسی روز قرمطی فرقہ کے باغیوں نے مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر قتل وغارت مچائی۔ اس واقعہ کے راوی نے کہا: یہ واقعہ میں نے جب ابن کاتب کو سنایا تو انہوں نے کہا: حیرت ہے اور شیخ ابوعثمان مغربی نے کہا۔ اچھا فرمائیے آج مکہ مکرمہ کی کیا خبر ہے؟

شیخ مغربی نے جواب دیا اس وقت طلحہ کا گروہ اور اولاد حسن باہم جنگ کر رہے تھے۔ اول الذکر نے ایک حبشی غلام کو اپنا سردار بنالیا اور اس کے سر پر سرخ عمامہ ہے۔ مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے اوپر بادل چھایا ہوا ہے۔

ابن کاتب نے شیخ مغربی کی ان باتوں کی تصدیق کے لئے مکہ مکرمہ خط لکھا تو ہر بات ہو بہو درست نکلی۔ رضی اللہ عنہم

☆...... شیخ ابو جعفر جو حضرت جنید بغدادی کے استاد ہیں ان کا واقعہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں اقامت گزیں تھے اور ان کے بال بہت بڑھ گئے تھے۔ حجامت ضروری تھی مگر پاس نقد کچھ نہیں تھا۔ شیخ حجامت بنوانے کے ارادے سے ایک حجام کے پاس گئے اور کہا برائے خدا میری حجامت بنادو گے؟ کہا ہاں مزید اعزاز بھی ہوگا وہ اس وقت کسی کے بال بنا رہا تھا۔ شیخ کی بات سن کر اسے چھوڑا اور پہلے ان کے بال درست کر دیئے۔ حجامت سے فارغ ہو کر اس نے کاغذ کا ایک لفافہ دیا اور کہا اسے اپنی ضرورت میں خرچ کیجئے گا۔ شیخ نے لفافہ کھولا تو اس میں چند درہم تھے۔

اس وقت شیخ حداد نے سوچا یہ نہایت نیک حجام ہے۔ مجھے اگر کچھ نقد ہاتھ آیا تو سب سے پہلے اس حجام کو دوں گا۔ واپس آتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک دوست سے ملاقات ہوئی جس نے تین سو دیناروں کی تھیلی پیش کی اور کہا یہ آپ کا ایک چاہنے والا

Marfat.com

بصرہ سے لایا ہے۔ شیخ نے وہ تھیلی ہاتھ میں لی اور سیدھے حجام کے پاس پہنچے اور کہا بھائی یہ تین سو اشرفیوں کی تھیلی لو اپنے کام میں خرچ کرنا۔ حجام نے ترش لہجہ میں کہا: ''شیخ! شرم نہیں آتی مجھ سے تو کہا کہ خدا کے واسطے حجامت بنا دو۔ اب میں اس کی اجرت کیسے لے سکتا ہوں' یہ سب واپس لے جایئے۔ رب تعالیٰ آپ کو عافیت سے نوازے۔''

آنکھوں سے اندھا مگر دل کا بینا

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے دل میں خیال آیا کہ شبلی تو بخیل ہے۔ میں نے انکار کیا' وہی صدا دوبارہ پھر ابھری۔ میں نے پھر تردید کی۔ پھر میں نے ارادہ کیا کہ جو کچھ مجھے اب ملے گا سب سے پہلے ملنے والے فقیر کو دے دوں گا۔ اس بات سے ابھی میرا ذہن خالی بھی نہیں ہوا تھا کہ فلاں شخص نے مجھے لا کر پچاس دینار دیئے۔ میں دینار ہاتھ میں لئے گھر سے نکلا۔ میں نے دیکھا کہ ایک اندھا فقیر حجام کے سامنے بیٹھا حجامت بنوا رہا ہے۔ میں نے وہ دینار اسے دیئے۔ اس نے کہا: مجھے نہیں حجام کو دو۔ میں نے کہا: یہ دینار ہیں۔ فقیر نے سر اٹھایا اور کہا: ''ہم نے تو تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم بخیل ہو۔'' میں نے حجام سے کہا: تم لے لو اس نے کہا: جب یہ فقیر سر منڈانے بیٹھا' اسی وقت میں نے رب تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اس پر اجرت کچھ نہیں لوں گا۔ میں نے وہ دینار لے کر دریا میں ڈال دیئے اور کہا: ''اے دنیا کی دولت خدا تیرے ساتھ یہی معاملہ کرے جس نے تجھے پیار کیا ذلیل ہوا۔'' (روض الریاحین)

Marfat.com

(19)

اور بیڑیاں ٹوٹ گئیں

حافظ ابوبکر طرطوشی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ومعروف عالم دین گزرے ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب میں ماں کی دعا کی برکت کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ ایک خاتون بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ سرزمین اندلس کے رہنے والے تھے۔ان کے علم اور تقوی کا دور دور تک چرچا تھا۔یہ علم کا سمندر اور فراست کا پہاڑ تھا۔فن درایت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔اندلس کے نامور علمائے کرام میں ان کا درجہ بڑا امتیاز تھا۔

مذکورہ خاتون نے بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: میرے بیٹے کو اہل روم نے گرفتار کرلیا ہے۔میرے پاس اسے فدیہ دے کر اہل روم سے چھڑانے کے لئے ایک چھوٹے سے گھر کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور اس گھر کو فروخت کرنے کی بھی مجھ میں طاقت نہیں۔آپ سے گزارش ہے کہ کسی اہل خیر کے بارے میں مجھے بتائیں جو میرے بیٹے کو چھڑانے کے لئے فدیہ کی ادائیگی کرسکے۔جب سے میرا بیٹا گرفتار ہوا ہے مجھے نہ رات کو چین ہے نہ دن کو قرار ہے۔میری آنکھوں سے نیند اڑ چکی ہے۔میں ہر وقت اپنے بیٹے کی رہائی کی دعائیں مانگتی ہوں۔

بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ نے خاتون کی آہ وزاری سن کر فرمایا اس سلسلے میں مجھے کچھ سوچنے کی مہلت دو ان شاء اللہ تعالیٰ جو بن پڑے گا ضرور کروں گا۔اس کے بعد انہوں نے اپنا سر جھکا لیا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگے۔ادھر والدہ بھی مسلسل دعائیں مانگ رہی ہے۔اپنے رب سے آہ وزاری کررہی ہے اور پھر والدہ کی دعائیں رنگ لاتی ہیں۔چند

Marfat.com

دنوں کے بعد وہ خاتون دوبارہ بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ساتھ میں اس کا وہ بیٹا بھی تھا جسے رومیوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹا! ذرا اپنی گرفتاری اور رہائی کی داستان شیخ صاحب کو سناؤ۔ وہ بتانے لگا:

گرفتاری اور رہائی کی داستان

''واقعہ یہ ہے کہ روم کے ایک شہزادے نے مجھے گرفتار کرایا تھا۔ میں اس کے قید خانے میں بند پڑا تھا۔ قیدیوں پر ایک آدمی مامور تھا جس کی ہر ادا ہمیں تکلیف دینے والی تھی۔ قید خانہ میں ہماری حالت یہ تھی کہ ہمیں بری طرح زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ ہم اس کی ایذا رسانی سہتے۔ اس کی زبان درازی برداشت کرتے۔ ایک رات ہم قیدیوں سے انتہائی مشقت کا کام لیا گیا۔ جب ہم کام کر کے قید خانے میں واپس آئے تو اچانک میرے پاؤں کی زنجیر ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی۔''

زنجیر گرنے کا وقت وہی تھا جب اس کی والدہ اور شیخ بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تھا۔ نوجوان نے کلام کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مزید بیان کیا:

''زنجیر گرتے ہی وہ آدمی جو قیدیوں کی نگرانی پر مامور تھا' میری طرف متوجہ ہوا اور کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا: ''تم نے زنجیر توڑ دی؟''

میں نے معذرت خواہانہ انداز میں جواب دیا نہیں نہیں' میں نے اپنی زنجیر کو ہاتھ تک نہیں لگایا بلکہ یہ خود ہی میرے پیر سے ٹوٹ کر گر گئی ہے۔ چنانچہ اسی وقت لوہار کو بلایا گیا اور زنجیر کی مرمت کروا کر میرے پاؤں میں پہنا دی گئی۔ میں ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ یکا یک زنجیر پھر ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی۔ اتنی مضبوط زنجیر کا یکا یک ٹوٹ جانا بڑا تعجب خیز معاملہ تھا۔ سپاہیوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ یہ معمولی واقعہ نہ تھا۔ سپاہی نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلوایا۔ ان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور پھر بات جیل کے بڑے افسروں تک جا پہنچی۔ انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو بلا کر سارا ماجرا سنایا۔

یہ ماں کی دُعا کا اثر ہے

بڑا پوپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس آیا۔ اس نے پوچھا ''کیا تیری ماں

زندہ ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ وہ کہنے لگا:

''تیری والدہ کی دعا نے قبولیت حاصل کر لی ہے، جب اللہ تعالیٰ نے تجھے رہائی دے دی ہے تو پھر ہم کیونکر تجھے پابند سلاسل رکھیں۔''

چند رومی سپاہیوں نے مجھے نہایت عزت و اکرام کے ساتھ مسلمانوں کے قافلے کی طرف روانہ کر دیا۔ (الدعاء الماثور و آدابہ، تالیف حافظ ابوبکر طرطوشی، ص 42)

Marfat.com

(20)

عیسائیوں کا قرآن سن کر رونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو ایک خط دے کر نجاشی (بادشاہ حبشہ) کے پاس بھیجا اور نجاشی نے خط پڑھ کر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ موجود دیگر مہاجرین کو بلا بھیجا اور اپنے علماء اور زاہدوں کو بلا لیا۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی تلاوت کی تو نجاشی اور اس کے تمام ساتھی قرآن پر ایمان لے آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہی لوگوں کی حالت اور ایمانی کیفیت بیان کرنے کے لئے آپ کی مدنی زندگی میں یہ آیات نازل ہوئیں:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○ (المائدہ 83،84)

"اور جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن سنتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ حق کے عرفان کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی اور وہ (اللہ کی جناب میں) عرض کرتے ہیں کہ اے رب! ہم ایمان لے آئے تو ہمیں ماننے والوں میں لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ اللہ پر اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ ہمیں نیک بندوں کے ساتھ (جنت میں) داخل کرے گا۔" (تفسیر ابن کثیر، 2/118، 119)

Marfat.com

قرآن پاک کی اثر انگیزی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت تھے، جب یہ سورہ سنی تو رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے رلایا؟'' انہوں نے عرض کیا مجھے اس سورہ نے رلایا۔

(تفسیر طبری' 263/12' شعب الایمان' 312/9)

☆...... حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کے دوران قرآن پڑھتے وقت عمر رضی اللہ عنہ کی آہوں کی آواز میں نے نماز کی آخری صف میں کھڑے سنی (سورۂ یوسف کی یہ آیت بار بار تلاوت کرتے اور رو رہے تھے)

اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (یوسف' 86)

''انہوں (یعقوب علیہ السلام) نے کہا: میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جن سے تم سراسر بے خبر ہو۔''

(مصنف عبدالرزاق' 114/2' البیہقی فی شعب الایمان' 1895' طبقات ابن سعد' 126/2' سندہ صحیح)

جس دن آسمان لرزنے لگے گا

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رات میں تہجد کے وقت سورۂ طور کی تلاوت کرتے سنا' جب وہ شخص ان آیات پر پہنچا:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ○ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○ یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ○ وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا ○ فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ ○ یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ○ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ج سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ ط اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

Marfat.com

تَعۡمَلُوۡنَ۝

"بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب واقع ہو کر رہے گا' (اور) اس کو کوئی روک نہیں سکے گا' جس دن آسمان لرزنے لگے کپکپا کر اور پہاڑ اڑنے لگیں اون ہو کر' اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے' جو خوضِ (باطل) میں پڑے کھیل رہے ہیں' جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لے جائیں گے' یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے' تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا؟ اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے یکساں ہے جو کام تم کیا کرتے تھے (یہ) انہی کا تم کو بدلہ مل رہا ہے۔"

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' رب کعبہ کی قسم! واقعی سچ ہے۔ آپ اپنے گھر لوٹ آئے اور ایک مہینہ تک بیمار ہوئے اور لوگ آپ کی عیادت کرتے رہے لیکن یہ کسی کو علم نہ تھا کہ آپ کو کیا مرض لاحق ہے۔ (التخویف من النار' ص 29)

وہ تھے کس منزل میں؟

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہا۔ جہاں کہیں بھی پڑاؤ ڈالا تو آدھی رات کے بعد سے وہ عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ فرماتے ہیں مجھ سے ایوب نے پوچھا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ (میں نے) کہا جب اس آیت پر پہنچتے:

وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ (قٓ 19)

"اور موت کی بے یقینی برحق خبر لے کر آ گئی۔"

تو ترتیل سے پڑھتے اور روتے روتے انہیں ہچکیاں آنے لگتیں۔

(حلیۃ الاولیاء' 1/43' سندہ صحیح)

☆..... حضرت نمیر ریاحی رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ٹھنڈا پانی پیا تو رونے لگے اور بہت روئے۔ ان سے دریافت کیا گیا آپ کیوں اتنا روئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے قرآن مجید کی یہ آیت یاد

Marfat.com

آ گئی: وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ ۔ (سبا 54)

''اور ان کے درمیان اور ان کی خواہش کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔''

اور مجھے معلوم ہے کہ اس وقت جہنمی کچھ نہیں چاہیں گے' بس انہیں ایک ہی چیز کی چاہت ہوگی کہ پانی مل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ (الاعراف 50)

''اور اہل جہنم اہل جنت کو پکاریں گے کہ ہمیں کچھ پانی دے دو یا تمہیں اللہ نے جو روزی دی اس میں سے کچھ دے دو۔''

تو جواب دیا جائے گا: قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

''وہ کہیں گے بے شک اللہ تعالیٰ نے ناشکروں (کافروں) پر ان کو حرام کر دیا ہے۔''

(البیہقی فی شعب الایمان' 429' الدر المنثور 633/6' التاریخ الکبیر 52/1/4' رجالہ ثقات)

آیتِ محاسبہ

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سورۃ البقرہ کی ان آیات کی تلاوت کرتے:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝

''اور تمہارے دل میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ' اللہ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا۔ پھر جسے چاہے گا معاف کر دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تو رو دیتے اور فرماتے کہ یہ آیات محاسبہ پر دلالت کرتی ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء 378/3' رجالہ ثقات)

☆......حضرت قیس بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

رواحہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے کہ اچانک رونے لگے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی رونے لگی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کیوں روتی ہو؟ بیوی نے عرض کی آپ کو روتے دیکھا تو میں بھی رونے لگی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا:

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ○ ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا○ (مریم' 71)

''اور تم میں سے ہر کسی نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے' پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔''

اور مجھے معلوم نہیں کہ (پل صراط سے گزرتے ہوئے) ہم بچیں گے یا نہیں؟

(تفسیر عبدالرزاق' 363/2' 1779' تفسیر طبری' 360/8' تفسیر ابن کثیر' 291/4' سندہ صحیح)

تنور کی آگ دیکھ کر بے ہوش ہو گئے

سیدنا ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے: ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے' ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے ایک تنور کے پاس سے گزرے جب اس کے اندر دھکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ ۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا○ (الفرقان' 12)

''جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی (تو غضبناک ہو رہی ہو گی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔''

یہ سن کر ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگ انہیں چارپائی پر ڈال کر گھر لائے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس (صبح سے لے کر) ظہر تک بیٹھ کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے لیکن سیدنا ربیع رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش نہ آیا۔

(تفسیر ابن کثیر' 696/3)

Marfat.com

(21)

حضرت ابو مسلم خولانی کی کرامت

اگر چہ اس کرامت کا ذکر اس سے پہلے بھی کسی مجموعہ میں ہو چکا ہے لیکن اب علامہ ابن جوزی کے قلم سے پڑھیے:

حضرت سیدنا عطاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ زمانے کے مشہور تابعی بزرگ حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ''ہمارے پاس آٹا بالکل ختم ہو گیا ہے اور کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس کچھ رقم وغیرہ ہے جس سے آٹا خرید اجا سکے؟'' تو اس نے عرض کی ''میرے پاس ایک درہم ہے جو اون بیچ کر حاصل ہوا ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''لاؤ وہ درہم مجھے دو' میں آٹا خرید لاتا ہوں۔''

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک درہم اور تھیلا لے کر بازار کی طرف گئے۔ جب دکان سے آٹا خریدنا چاہا تو اچانک ایک فقیر آ گیا اور اس نے کہا: ''اے ابو مسلم خولانی! میں بہت مجبور ہوں' یہ درہم مجھ پر صدقہ کر دو۔'' اسی طرح وہ فقیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے لگا رہا بالآخر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ درہم فقیر کو دے دیا۔ اب سوچنے لگے کہ گھر والوں کو کیا جواب دوں گا' وہ لوگ خالی ہاتھ تھیلا دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔

خالص مٹی عمدہ آٹا بن گئی

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑھئی کی دکان پر گئے اور وہاں سے تھیلے میں لکڑی کا برادہ اور مٹی بھری اور گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا جیسے ہی دروازہ کھلا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تھیلا گھر والوں کے حوالے کر دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر میں داخل

Marfat.com

ہوئے بغیر ہی واپس پلٹ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پریشان تھے کہ جب تھیلا کھولا جائے گا تو اس میں سے مٹی اور برادہ نکلے گا اور گھر والے آٹا نہ ملنے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں گے۔ اسی خوف و پریشانی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ سارا دن گھر نہ گئے۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہ نے تھیلا کھولا تو وہ نہایت ہی عمدہ آٹے سے بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ انہوں نے جلدی جلدی کھانا تیار کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتظار کرنے لگیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ رات گئے چپکے سے گھر میں داخل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ فوراً آپ کے لئے بہترین قسم کی روٹیاں لے کر آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روٹیاں دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھا ''یہ روٹیاں کہاں سے آئیں؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ نے کہا: ''یہ اسی آٹے کی روٹیاں ہیں جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ لے کر آئے تھے۔'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے لاج رکھ لی اور مٹی کو عمدہ آٹے میں تبدیل کر دیا۔ (عیون الحکایات)

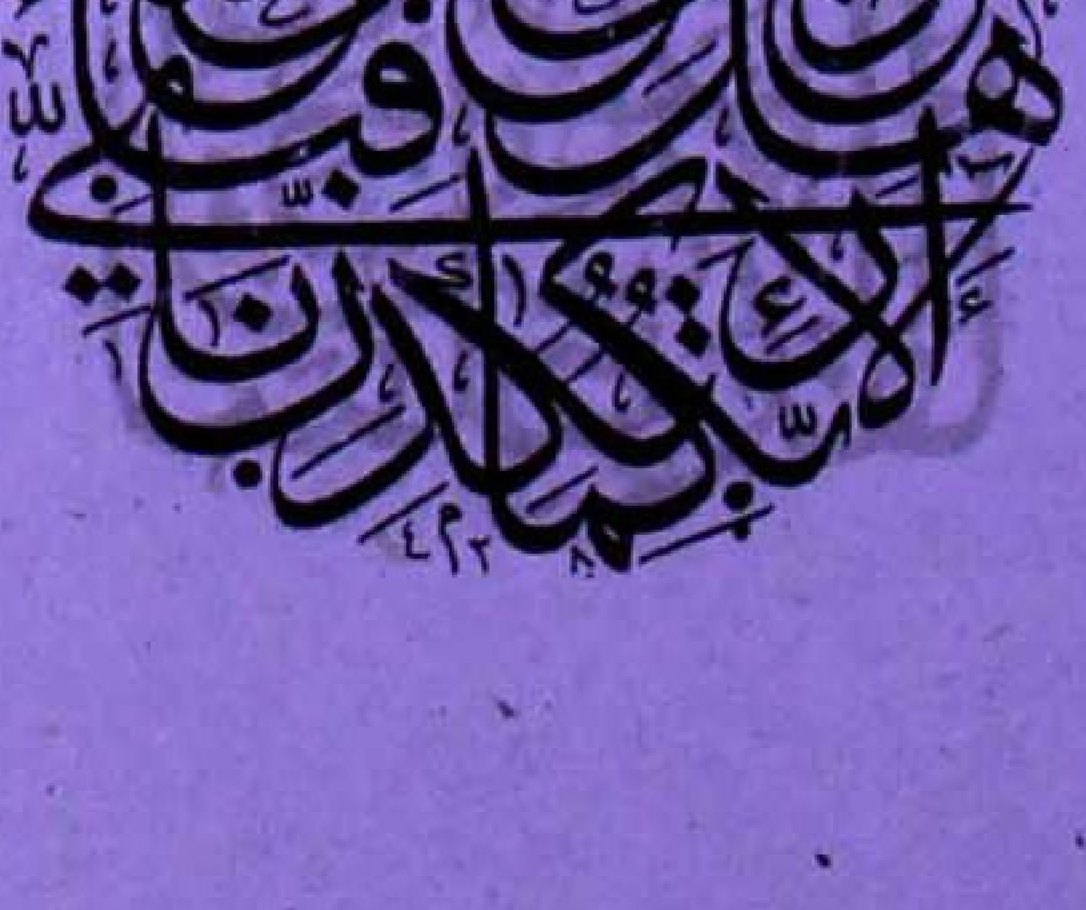

Marfat.com

(22)

حافظ ابن حجر عسقلانی کا حافظہ

علمی دنیا میں ''حافظ ابن حجر عقسلانی'' (متوفی 852ھ) کے نام سے جانی پہچانی اس عظیم شخصیت کا پورا نام ''شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی'' ہے۔ چودہ جلدوں پر مشتمل فتح الباری جیسی بے مثال شرح بخاری آپ کا لازوال علمی کارنامہ ہے اور پوری دنیا میں بخاری کی بہترین شرح ہونے کے اعتبار سے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

چار برس کی عمر میں پدر بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا۔ زکی الدین خروبی نے اس یتیمی کی حالت میں آپ کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا اور بڑے ہونے تک انہیں کے زیر کفالت رہے۔

جب پورے پانچ سال ہوئے تو مکتب میں داخل کئے گئے۔ نو برس کی عمر میں صدر الدین سفطی کے پاس قرآن مجید حفظ کیا۔ قرآن پاک کے علاوہ عمدۃ الاحکام' الحاوی الصغیر' مختصر ابن حاجب' الفیۃ العراقی اور ملحۃ الاعراب وغیرہ کتابیں زبانی یاد کر لی تھیں۔

(کشف الباری' 108/1)

آپ کے علمی ماثرات میں بارہ جلدوں کی تہذیب التہذیب' چار جلدوں کی لسان المیز ان' نو جلدوں میں الاصابہ' پانچ جلدوں میں تغلیق التعلیق کے علاوہ ایک سو پچاس سے زیادہ تصانیف شامل ہیں۔ کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ اپنی تصانیف پر تبصرہ کیا تو فرمایا:

واکثر ذلك مما لاتساوی نسخة لغیرہ لکن جری القلم بذلك۔

''میری اکثر تصانیف دوسرے اہل علم کی ایک کتاب کے برابر نہیں لیکن بس قلم

چل گیا۔"

دعا کی قبولیت

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حافظ ابن حجر کو حافظہ بھی خوب عطا ہوا تھا۔ ابن فہد نے لکھا ہے کہ آپ نے پوری سورۂ مریم ایک دن میں یاد کر لی تھی۔ حاوی صغیر کا پورا صفحہ دو دفعہ کے پڑھنے سے یاد ہو جاتا تھا۔ پہلی دفعہ استاذ سے صحیح کر کے پڑھتے اور تیسری دفعہ زبانی سنا دیتے تھے۔ (کشف الباری' 108/1)

ابن حجر کے لاجواب حافظہ کے بارے میں علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

"ابن حجر کے حفظ و اتقان کی شہادت ہر قریب و بعید اور دوست و دشمن نے دی حتیٰ کہ لفظ حافظ ان کے لئے ایک اجماعی خطاب بن گیا۔"

(ظفر المحصلین باحوال المصنفین' ص 144)

جب پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو آپ نے زمزم پیتے وقت دعا کی:

"یا اللہ مجھے ذہبی جیسا حافظہ عطا فرما۔"

دعا قبول ہوئی' بیس سال بعد پھر حاضری ہوئی' دوبارہ دعا کی' یا اللہ! مجھے مزید حافظہ عطا کر۔"

اس کے بعد اہل نظر علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حافظ ابن حجر کو علامہ ذہبی پر حافظہ میں فوقیت عطا فرما دی تھی۔ (ذیل طبقات الحفاظ للسیوطی' ص 381)

اسی دعا کی قبولیت کا اثر تھا کہ علم حدیث میں مہارت اور حفظ حدیث کی بناء پر علی الاطلاق "حافظ" کے نام سے پہچانے جانے لگے۔

حافظ سیوطی نے "ذیل تذکرۃ الحفاظ" میں ان کے تذکرہ کی ابتداء ان الفاظ میں کی ہے:

ابن حجر رحمة الله عليه شيخ الاسلام وامام الحفظ في زمانه وحافظ الديار المصرية بل حافظ الدنيا مطلقا قاضي القضاة .

"ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام ہیں اور اپنے زمانے میں حفظ کے امام ہیں' دیار

Marfat.com

مصریہ کے بالخصوص اور پوری دنیا کے مطلقاً حافظ تھے' چیف جسٹس کے عہدہ پر فائض رہے۔'' (تذکرۃ الحفاظ للسیوطی' ص 380)

زودخوانی اور زودنویسی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو تیز پڑھنے کی اس درجہ مشق تھی کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ صحیح بخاری کو دس نشستوں میں (جو صرف ظہر سے عصر تک ہوتی تھیں) ختم کر ڈالا۔ اسی طرح صحیح مسلم کو اڑھائی دن میں پانچ نشستوں میں ختم کیا۔ امام نسائی کی سنن کبری کو بھی دس نشستوں میں ختم کیا۔ ہر نشست چار ساعات کی ہوتی تھی۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک دفعہ اپنے شام کے سفر میں علامہ طبرانی کی ''المعجم الصغیر'' (جس میں ڈیڑھ ہزار کے قریب احادیث مع اسناد مروی ہیں) کو صرف ایک مجلس میں ظہر عصر کے درمیان سنا دیا۔ دمشق میں ان کا دو ماہ دس دن قیام رہا تھا۔ اس اثناء میں اپنے ضروری مشاغل میں مصروفیت اور علمی فوائد نقل کرنے کے علاوہ سو جلدوں کے قریب کتاب احادیث کی اہل شام کے لئے قرأت کی تھی۔ حافظ ابن حجر جس طرح زود خواں تھے اسی طرح زودنویس بھی تھے مگر نہایت بدخط تھے اور اس پر طرہ یہ کہ شیوہ خط یکساں نہ تھا جس کی وجہ سے ان کے خط کا پہچاننا اور پڑھنا سخت دشوار تھا۔ (کشف الباری' 111/1)

آپ کی تدریسی زندگی کی ایک خاص بات یہ تھی کہ آپ نے اپنی بے شمار علمی و دینی مصروفیات کے باوجود ایک ہزار سے زائد مجالس میں اپنے حفظ سے امالی بھی لکھوائے۔

(کشف الباری' 110/1)

Marfat.com

(23)

کرامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خلیفہ اول جانشین پیغمبر امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام نامی ''عبداللہ'' ابوبکر آپ کی کنیت اور صدیق وعتیق آپ کے لقب ہیں۔ آپ قریشی ہیں اور ساتویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانی شجرہ سے مل جاتا ہے۔ آپ عام الفیل کے اڑھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ اس قدر جامع الکمالات اور مجمع الفضائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام اگلے پچھلے انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور سفر ووطن کے تمام مشاہد واسلامی جہادوں میں مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ شامل ہوئے اور صلح وجنگ کے تمام فیصلوں میں آپ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ومشیر بن کر مراحل نبوت کے ہر ہر موڑ پر آپ کے رفیق وجاں نثار رہے۔ دوبرس تین ماہ گیارہ دن مسند خلافت پر رونق افروز رہ کر 22 جمادی الاخریٰ 13ھ منگل کی رات وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔ (اکمال وتاریخ الخلفاء)

کھانے میں عظیم برکت:

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت کے تین مہمانوں کو اپنے گھر لائے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے اور گفتگو میں مصروف رہے یہاں تک کہ رات کا کھانا آپ نے دستر خوان نبوت پر کھالیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد مکان پر واپس تشریف

Marfat.com

لائے۔ ان کی بیوی نے عرض کیا: آپ اپنے گھر پر مہمانوں کو بلا کر کہاں غائب رہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اب تک تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی صاحبہ نے کہا: میں نے کھانا پیش کیا مگر ان لوگوں نے صاحب خانہ کی غیر موجودگی میں کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر آپ اپنے صاجزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر بہت زیادہ خفا ہوئے اور وہ خوف ودہشت کی وجہ سے چھپ گئے اور آپ کے سامنے نہیں آئے پھر جب آپ کا غصہ فرو ہو گیا تو آپ مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ گئے اور سب مہمانوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ ان مہمانوں کا بیان ہے کہ جب ہم کھانے کے برتن میں سے لقمہ اٹھاتے تھے تو جتنا کھانا ہاتھ میں آتا تھا اس سے کہیں زیادہ کھانا برتن میں نیچے سے ابھر کر بڑھ جاتا تھا اور جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو کھانا بجائے کم ہونے کے برتن میں پہلے سے زیادہ ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر اپنی صاحبہ سے فرمایا: یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زائد نظر آتا ہے۔ بیوی صاحبہ نے قسم کھا کر کہا واقعی یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا بڑھ گیا ہے پھر آپ اس کھانے کو اٹھا کر بارگاہِ رسالت میں لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو ناگہاں مہمانوں کا ایک قافلہ دربارِ رسالت میں اترا جس میں بارہ قبیلوں کے بارہ سردار تھے اور ہر سردار کے ساتھ بہت سے دوسرے شتر سوار بھی تھے۔ ان سب لوگوں نے یہی کھانا کھایا اور قافلہ کے تمام سرداراور تمام مہمانوں کا گروہ اس کھانے کو شکم سیر کھا کر آسودہ ہو گیا لیکن پھر بھی اس برتن میں کھانا ختم نہیں ہوا۔

(بخاری شریف' ج 1' ص 506 مختصراً)

مافی الارحام کا علم

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض وفات میں اپنی صاجزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمٰن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر

کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ابا جان! میری تو ایک ہی بہن "بی بی اسماء" ہیں، یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بیوی "بنت خارجہ" جو حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری دوسری بہن ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام "ام کلثوم" رکھا گیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص 57)

اس حدیث کے بارے میں حضرت علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: اس حدیث سے امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ آپ کو قبل وفات یہ علم ہو گیا تھا کہ میں اسی مرض میں دنیا سے رحلت کروں گا اس لئے بوقت وصیت آپ نے یہ فرمایا: "کہ میرا مال آج میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے۔"

دوم یہ کہ حاملہ کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی اور ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بلاشبہ و بالیقین پیغمبر کے جانشین حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔ (ازالۃ الخفاء مقصد 2، ص 21، وحجۃ اللہ ج 2، ص 860)

ضروری انتباہ

یاد رہے حدیث مذکورہ بالا اور علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے معلوم ہوا کہ ما فی الارحام (جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے) اس کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہو گیا تھا لہٰذا یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ قرآن مجید کی سورۂ لقمان میں جو یعلم ما فی الارحام آیا ہے یعنی خدا کے سوا کوئی اس بات کو نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ بغیر خدا کے بتائے ہوئے کوئی اپنی عقل و فہم سے نہیں جان سکتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لیکن خداوند تعالیٰ کے بتا دینے سے دوسروں کو بھی اس کا علم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام وحی کے ذریعے اولیائے امت کشف و کرامت کے طور پر خداوند قدوس کے بتا دینے سے یہ جان لیتے ہیں کہ ماں کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی مگر اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی، ازلی و ابدی اور قدیم ہے اور انبیاء و اولیاء کا علم عطائی و فانی اور حادث ہے۔ اللہ اکبر! کہاں خدا و قدوس کا علم اور کہاں بندوں کا علم؟ دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

Marfat.com

نگاہِ کرامت:

حضور اقدس رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کے بعد جو قبائل عرب مرتد ہو کر اسلام سے پھر گئے تھے ان میں قبیلہ کندہ بھی تھا۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس قبیلہ والوں سے بھی جہاد فرمایا اور مجاہدین اسلام نے اس قبیلہ کے سردار اعظم یعنی اشعث بن قیس کو گرفتار کر لیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کو دربار خلافت میں پیش کیا۔ امیر المومنین کے سامنے آتے ہی اشعث بن قیس نے بآواز بلند اپنے جرم ارتداد کا اقرار کر لیا اور پھر فوراً ہی توبہ کر کے صدق دل سے اسلام قبول کر لیا۔ امیر المومنین نے خوش ہو کر اس کا قصور معاف کر دیا اور اپنی بہن حضرت ''ام فروہ'' سے اس کا نکاح کر کے اس کو اپنی قسم قسم کی عنایتوں اور نوازشوں سے سرفراز کر دیا۔ تمام حاضرین دربار حیران رہ گئے کہ مرتدین کا سردار جس نے مرتد ہو کر امیر المومنین سے بغاوت اور جنگ کی اور بہت سے مجاہدین اسلام کا خون ناحق کیا ایسے خونخوار باغی اور اتنے بڑے خطرناک مجرم کو امیر المومنین نے اس قدر کیوں نوازا؟ لیکن جب حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ نے صادق الاسلام ہو کر عراق کے جہادوں میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر ایسے ایسے مجاہدانہ کارنامے انجام دیئے کہ عراق کی فتح کا سہرا انہیں کے سر رہا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ قادسیہ اور قلعہ مدائن وجلولا ونہاوند کی لڑائیوں میں انہوں نے سرفروشی وجانبازی کے جو حیرت ناک مناظر پیش کئے انہیں دیکھ کر سب کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہِ کرامت نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی ذات میں چھپے ہوئے کمالات کے جن انمول جوہروں کو برسوں پہلے دیکھ لیا تھا وہ کسی اور کو نظر نہیں آئے تھے۔ یقیناً یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد نمبر 2، ص 39)

فہم وفراست کے بادشاہ

اس لئے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عام طور پر یہ فرمایا کرتے

Marfat.com

تھے کہ میرے علم میں تین ہستیاں ایسی گزری ہیں جو فراست کے بلند ترین مقام پر پہنچی ہوئی تھیں۔

اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ ان کی نگاہ کرامت کی نوری فراست نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کمالات کو تاڑ لیا اور آپ نے حضرت عمر کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب فرمایا جس کو تمام دنیا کے مورخین اور دانشوروں نے بہترین قرار دیا۔

دوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی حضرت صفوراء رضی اللہ عنہا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے روشن مستقبل کو اپنی فراست سے بھانپ لیا اور اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے عرض کیا: آپ اس جوان کو بطور اجیر کے اپنے گھر پر رکھ لیں جبکہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں فرعون کے ظلم سے بچنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے ہجرت کر کے مصر سے ''مدین'' پہنچ گئے تھے چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اپنے گھر پر رکھ لیا اور ان کی خوبیوں کو دیکھ کر اور ان کے کمالات سے متاثر ہو کر اپنی صاحبزادی حضرت بی بی صفوراء کا ان سے نکاح کر دیا اور اس کے بعد خداوند قدوس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت کے شرف سے سرفراز فرمایا۔

سوم عزیز مصر کہ انہوں نے اپنی بیوی حضرت زلیخا کو حکم دیا کہ اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام ہمارے زرخرید غلام بن کر ہمارے گھر میں آئے ہیں مگر خبردار! تم ان کے اعزاز و اکرام کا خاص طور پر اہتمام و انتظام رکھنا کیونکہ عزیز مصر نے اپنی نگاہ فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کے شاندار مستقبل کو سمجھ لیا تھا کہ گو یہ آج غلام ہیں مگر ایک دن مصر کے بادشاہ ہوں گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص 57 و ازالۃ الخفاء، مقصد نمبر 2، ص 23)

کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار:

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لئے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلہ میں صفر کے برابر تھی مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا نعرہ مارا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آ گیا کہ پورا قلعہ مسمار

ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہو گیا۔ بلاشبہ یہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت ہی شاندار کرامت ہے کیونکہ آپ نے اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو جہاد کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ (ازالۃ الخفاء، مقصد نمبر 2، ص 40)

☆...... ایک شخص نے امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں خون میں پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے انتہائی غیظ و غضب اور جلال میں تڑپ کر فرمایا: تو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرتا ہے لہٰذا اس گناہ سے توبہ کر اور خبردار! آئندہ ہرگز کبھی بھی ایسا مت کرنا۔ وہ شخص اس اپنے چھپے گناہ پر نادم و شرمندہ ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔

(تاریخ الخلفاء، ص 72)

ابو بکر کے لئے روضۂ انور کا دروازہ کھل گیا:

جب حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقدس جنازہ لے کر لوگ حجرہ منورہ کے پاس پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا: السلام علیک یارسول اللہ ھذا ابو بکر یارسول اللہ! یہ ابو بکر ہیں۔ یہ عرض کرتے ہی روضہ منورہ کا بند دروازہ یک دم خود بخود کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور سے یہ غیبی آواز سنی۔

ادخلوا الحبیب الی الحبیب (یعنی حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کر دو)۔ (تفسیر کبیر، ج 5، ص 478)

استقامت کا کوہِ گراں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات اقدس سے صرف چند دن پہلے رومیوں سے جنگ کے لئے ایک لشکر کی روانگی کا حکم فرمایا اور اپنی علالت ہی کے دوران اپنے دست مبارک سے جنگ کا جھنڈا باندھا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں یہ نشان اسلام دے کر انہیں اس لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ ابھی یہ لشکر مقام ''جرف'' میں خیمہ زن تھا اور عساکر اسلامیہ کا اجتماع ہو ہی رہا تھا کہ وصال کی خبر پھیل گئی اور یہ لشکر مقام ''جرف'' سے

Marfat.com

مدینہ منورہ واپس آ گیا۔ وصال کے بعد ہی بہت سے قبائل عرب مرتد اور اسلام سے منحرف ہو کر کافر ہو گئے نیز مسلیمۃ الکذاب نے اپنی نبوت کا دعویٰ کر کے قبائل عرب میں ارتداد کی آگ بھڑکا دی اور بہت سے قبائل مرتد ہو گئے۔

اس انتشار کے دور میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم فرمایا: ''جیش اسامہ'' یعنی اسلام کا وہ لشکر جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت روانہ فرمایا اور وہ واپس آ گیا ہے' دوبارہ اس کو جہاد کے لئے روانہ کیا جائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بارگاہ خلافت کے اس اعلان سے انتہائی متوحش ہو گئے اور کسی طرح بھی یہ معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسی خطرناک صورت حال میں جبکہ بہت سے قبائل اسلام سے منحرف ہو کر مدینہ منورہ پر حملوں کی تیاریاں کر رہے ہیں اور جھوٹے مدعیان نبوت نے جزیرۃ العرب میں لوٹ مار اور بغاوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ اتنی بڑی اسلامی فوج کا جس میں بڑے بڑے نامور اور جنگ آزما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں' ملک سے باہر بھیج دینا اور مدینہ منورہ کو بالکل عساکر اسلامیہ سے خالی چھوڑ کر خطرات مول لینا کسی طرح بھی عقل سلیم کے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتا چنانچہ صحابہ کرام کی ایک منتخب جماعت جس کے ایک فرد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں' بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے جانشین پیغمبر! ایسے مخدوش اور پر خطر ماحول میں جبکہ مدینہ منورہ کے چاروں طرف مرتدین نے شورش پھیلا رکھی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پر حملہ کے خطرات درپیش ہیں۔ آپ حضرت اسامہ کے لشکر کو روانگی سے روک دیں تاکہ اس فوج کی مدد سے مرتدین کا مقابلہ کیا جائے اور ان کو قلع قمع کر دیا جائے۔

مگر صدیق کے قدموں میں جنبش تک نہیں آئی

یہ سن کر آپ نے جوش غضب میں تڑپ کر فرمایا: خدا کی قسم! مجھے پرندے اچک لے جائیں' یہ مجھے گوارہ ہے لیکن میں اس فوج کو روانگی سے روک دوں جس کو اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا۔ یہ ہرگز ہرگز کسی حال میں بھی میرے نزدیک قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور

Marfat.com

اس میں ایک دن کی بھی تاخیر برداشت نہیں کروں گا چنانچہ آپ نے تمام صحابہ کرام کے منع کرنے کے باوجود اس لشکر کو روانہ کر دیا۔ خدا کی شان کہ جب جوش جہاد میں بھرا ہوا عساکر اسلامیہ کا سمندر موجیں مارتا ہوا روانہ ہوا تو اطراف وجوانب کے تمام قبائل میں شوکت اسلام کا سکہ بیٹھ گیا اور مرتد ہو جانے والے قبائل یا وہ قبیلے جو مرتد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے' مسلمانوں کا یہ دل بادل لشکر دیکھ کر خوف ودہشت سے لرزہ براندام ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر خلیفہ وقت کے پاس بہت بڑی فوج ریزرو موجود نہ ہوتی تو وہ بھلا اتنا بڑا لشکر ملک کے باہر کس طرح بھیج سکتے تھے؟ اس خیال کے آتے ہی ان جنگجو قبائل نے جنہوں نے مرتد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا پلان بنایا تھا خوف ودہشت سے سہم کر اپنا پروگرام ختم کر دیا بلکہ بہت سے پھر تائب ہو کر آغوش اسلام میں آ گئے اور مدینہ منوہ مرتدین کے حملوں سے محفوظ رہا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا لشکر مقام ''ابنی'' میں پہنچ کر رومیوں کے لشکر سے مصروف پیکار ہو گیا اور وہاں بہت ہی خوں ریز جنگ کے بعد لشکر اسلام فتح یاب ہو گیا اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بے شمار مال غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اور اب تمام صحابہ کرام انصار ومہاجرین پر اس راز کا انکشاف ہو گیا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرنا عین مصلحت کے مطابق تھا کیونکہ اس لشکر نے ایک طرف تو رومیوں کی عسکری طاقت کو تہس نہس کر دیا اور دوسری طرف مرتدین کے حوصلوں کو بھی پست کر دیا۔

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم کرامت ہے کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات اس پر قبل از وقت منکشف ہو گئے اور آپ نے اس فوج کشی کے مبارک اقدام کو اس وقت اپنی نگاہ کرامت سے نتیجہ خیز دیکھ لیا تھا جبکہ وہاں تک دوسرے صحابہ کرام کا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔

(تاریخ الخلفاء' ص 51 'مدارج النبوۃ' ص 409 تا ص 411 وغیرہ)

مدفن کے بارے میں غیبی آواز:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ آپ کو کہاں دفن

کیا جائے؟ بعض لوگوں نے کہا: ان کو شہدائے کرام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے اور بعض حضرات چاہتے تھے کہ آپ کی قبر شریف جنت البقیع میں بنائی جائے لیکن میری دلی خواہش یہ تھی کہ آپ میرے اسی حجرہ میں سپرد خاک کئے جائیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور ہے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور خواب میں یہ آواز میں نے سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ ضمو الحبیب الی الحبیب (یعنی حبیب کو حبیب سے ملا دو) خواب سے بیدار ہو کر میں نے لوگوں سے اس آواز کا ذکر کیا تو بہت سے لوگوں نے کہا: یہ آواز ہم لوگوں نے بھی سنی ہے اور مسجد نبوی کے اندر بہت سے لوگوں کے کانوں میں یہ آواز آئی ہے۔ اس کے بعد تمام صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ آپ کی قبر اطہر روضہ منورہ کے اندر بنائی جائے۔ اس طرح آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے اقدس میں مدفون ہو کر اپنے حبیب کے قرب خاص سے سرفراز ہو گئے۔ (شواہد النبوۃ، ص 150)

دشمن خنزیر و بندر بن گئے:

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ثقات سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ تین آدمی ایک سا[illegible] جا رہے تھے، ہمارا ایک ساتھی جو کوفی تھا وہ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ [illegible]ن میں بدزبانی کر رہا تھا۔ ہم لوگ اس کو بار بار منع کرتے تھے مگر وہ اپنی اس حرکت [illegible] آتا تھا۔ جب ہم لوگ یمن کے قریب پہنچ گئے اور ہم نے اس کو نماز فجر کے لئے جگایا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ابھی ابھی یہ خواب دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سرہانے تشریف فرما ہوئے اور مجھے فرمایا: ''اے فاسق! خدا تعالیٰ نے تجھ کو ذلیل وخوار فرما دیا اور تو اسی منزل میں مسخ ہو جائے گا۔'' اس کے بعد فوراً ہی اس کے دونوں پاؤں بندر جیسے ہو گئے اور تھوڑی دیر میں اس [illegible] صورت بالکل ہی بندر جیسی ہو گئی۔ ہم لوگوں نے نماز فجر کے بعد اس کو پکڑ کر اونٹ [illegible] پالان کے اوپر رسیوں سے جکڑ کر باندھ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ غروب آفتاب کے وقت جب ہم ایک جنگل میں پہنچے تو چند بندر وہاں جمع تھے۔ جب اس نے بندروں کے غو[illegible] [illegible]ری تڑوا کر یہ اونٹ کے پالان سے کود پڑا اور بندروں کے غول میں شامل ہو گیا۔ ہم لوگ حیران ہو کر تھوڑی دیر وہاں ٹھہر گئے تا کہ ہم

Marfat.com

دیکھ سکیں کہ بندروں کا غول اس کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے تو ہم نے دیکھا کہ یہ بندروں کے پاس بیٹھا ہوا ہم لوگوں کی طرف بڑی حسرت سے دیکھتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ گھڑی بھر کے بعد جب سب بندر وہاں سے دوسری طرف جانے لگے تو یہ بھی ان بندروں کے ساتھ چلا گیا۔ (شواہد النبوۃ' ص 153)

بغض جس سینے میں ہے صدیق کا فاروق کا

اسی طرح حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرد صالح سے نقل کیا ہے کہ کوفہ کا ایک شخص جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ ہر چند ہم لوگوں نے اس کو منع کیا مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ تنگ آ کر ہم لوگوں نے اس کو کہہ دیا کہ تم ہمارے قافلہ سے الگ ہو کر سفر کرو چنانچہ وہ ہم لوگوں سے الگ ہو گیا۔ جب ہم لوگ منزل مقصود پر پہنچ گئے اور کام پورا کر کے وطن واپسی کا قصد کیا تو اس شخص کا غلام ہم لوگوں سے ملا۔ جب ہم نے اس سے کہا: تم اور تمہارا مولیٰ ہمارے قافلہ کے ساتھ وطن جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ یہ سن کر غلام نے کہا: میرے مولیٰ کا حال تو بہت ہی برا ہے۔ ذرا آپ لوگ میرے ساتھ چل کر اس کا حال دیکھ لیجئے۔ غلام ہم لوگوں کو ساتھ لے کر ایک مکان میں پہنچا۔ وہ شخص اداس ہو کر ہم لوگوں سے کہنے لگا کہ مجھ پر تو بہت بڑی افتاد پڑ گئی پھر اس نے اپنی آستین سے دونوں ہاتھوں کو نکال کر دکھایا تو ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے تھے۔ آخر ہم لوگوں نے اس پر ترس کھا کر اپنے قافلہ میں شامل کر لیا لیکن دوران سفر ایک جگہ چند خنزیروں کا ایک جھنڈ نظر آیا اور یہ شخص بالکل ہی ناگہاں مسخ ہو کر آدمی سے خنزیر بن گیا اور خنزیروں کے ساتھ مل کر دوڑنے بھاگنے لگا۔ مجبوراً ہم لوگ اس کے غلام اور سامان کو اپنے ساتھ کوفہ تک لائے۔ (شواہد النبوۃ' ص 154)

شیخین کا دشمن کتا بن گیا:

اسی طرح حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ سے ناقل ہیں کہ میں نے ملک شام میں ایک ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کی جس نے نماز کے بعد حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کے حق میں بددعا کی۔ جب دوسرے سال میں نے اسی مسجد میں نماز پڑھی تو

Marfat.com

نماز کے بعد امام نے حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کے حق میں بہترین دعا مانگی۔ میں نے نمازیوں سے پوچھا: تمہارا پرانا امام کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: آپ ہمارے ساتھ چل کر اس کو دیکھ لیجئے۔ میں جب ان لوگوں کے ساتھ ایک مکان میں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھ کو بڑی عبرت ہوئی کہ ایک کتا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے اس سے کہا: تم وہی امام ہو جو حضرات شیخین کے لئے بد دعا کیا کرتا تھا؟ اس نے سر ہلا کر جواب دیا کہ ہاں! (شواہد النبوۃ، ص 156)

بیچ میں شمع تھی اور چاروں طرف پروانے
ہر کوئی اس کے لئے جان جلانے والا
دعویٰ اُلفت احمد تو سبھی کرتے ہیں
کوئی نکلے تو ذرا رنج اٹھانے والا
کام اُلفت کے تھے وہ جن کو صحابہ نے کیا
کیا نہیں یاد تمہیں ''غار'' میں جانے والا

نتیجہ وما حصل:

کسی کام کے انجام اور مستقبل کے حالات کو جان لینا، ہر شخص جانتا ہے کہ یقیناً یہ غیب کا علم ہے۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا کرامات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ نے کشف والہام کے طور پر ان غیبوں کا علم عطا فرما دیا تھا۔

للہ! انصاف کیجئے کہ جب خلیفہ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے الہام وکشف کے ذریعہ علم غیب کی کرامت عطا فرمائی تو کیا اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مقدس وحی کے ذریعہ علم غیب کا معجزہ نہ عطا فرمایا ہوگا؟ کیا معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو علم غیب بتانے کی قدرت نہیں یا نعوذ باللہ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں علم غیب حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں۔ بتایئے دنیا میں کون ایسا احمق ہے جو خدا کی قدرت اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاحیت سے انکار کر سکتا ہے۔ جب خدا کی قدرت مسلم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاحیت تسلیم ہے تو پھر بھلا نبی

Marfat.com

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟ مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ وہابی علماء جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھٹانے کے لئے لنگر لنگوٹ کس کر بلکہ برہنہ ہو کر میدان میں اتر پڑے ہیں یہ سب کچھ جانتے ہوئے اور سینکڑوں آیاتِ بینات اور دلائل و شواہد کو دیکھتے ہوئے بھی آنکھ میچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا چلا چلا کر انکار کرتے رہتے ہیں اور اپنے پیروؤں اور ہوا خواہوں کو اس درجہ گمراہ کر چکے ہیں کہ ان کے عوام گمراہی کی بھول بھلیوں سے نکل کر صراط مستقیم کی شاہراہ پر آنے کے لئے کسی طرح بھی تیار ہی نہیں ہوتے اور مثل مشہور ہے کہ سوتے کو جگانا بہت آسان ہے مگر جاگتے کو جگانا انتہائی مشکل ہے۔ اس لئے اب ہم ان لوگوں کی ہدایت سے تقریباً مایوس ہو چکے ہیں کیونکہ یہ لوگ جاہل نہیں بلکہ متجاہل ہیں یعنی سب کچھ جانتے ہوئے بھی جاہل بنے ہوئے ہیں اور یہ لوگ طالب حق نہیں ہیں بلکہ معاند ہیں یعنی حق ظاہر ہونے کے بعد بھی حق کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اس لئے ہم اپنے سنی حنفی بھائیوں کو یہی مخلصانہ مشورہ بلکہ حکم دیتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے کے عقیدہ پر خود پہاڑ کی طرح قائم رہیں اور ان گمراہوں کی تقریروں، تحریروں اور صحبتوں سے بالکل قطعی طور پر پرہیز کریں کیونکہ گمراہی کے جراثیم بہت جلد اثر کر جاتے ہیں اور ہدایت کا نور بڑی مشکل اور بے حد جد و جہد کے بعد ملتا ہے۔ خداوند کریم ہمارے برادرانِ اہل سنت کے ایمان و عقائد کی حفاظت فرمائے اور تمام گمراہوں، بددینوں اور بیدینوں کے شر سے بچائے رکھے۔ (آمین)

عبرتناک انجام سے بچو

آخر الذکر مذکورہ بالا تین روایتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی مقدس شان میں بدگوئی اور بدزبانی کا انجام کتنا خطرناک و عبرتناک ہے؟ زمانہ حال کے تبرائی اور روافض کے لئے یہ روایات تازیانۂ عبرت ہیں کہ وہ لوگ اپنی تبرابازیوں سے باز آجائیں ورنہ ہلاکتوں اور بربادیوں کا سگنل ڈاؤن ہو چکا ہے اور قریب ہے کہ عذاب الٰہی کی ریل گاڑی ان ظالموں کو روند کر چور چور کر ڈالے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خبثاء بھی دونوں جہان کی لعنتوں میں گرفتار ہو کر دنیا میں مسخ ہو کر خنزیر و بندر اور کتے بنا دیئے جائیں

Marfat.com

گے اور آخرت میں قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار ہو کر عذابِ نار پا کر ذلیل و خوار ہو جائیں گے۔

حضرات اہل سنت کو لازم ہے کہ تمام گمراہ فرقوں کی طرح روافض و خوارج سے بھی اسی طرح مقاطعہ رکھیں اور ان سے الگ تھلگ رہیں کیونکہ یہ سب فرقے جو شان رسالت و دربارِ صحابیت و بارگاہِ اہل بیت میں گستاخیاں کرتے ہیں یقیناً بلاشبہ یہ سب کے سب جہنمی ہیں اور یہ لوگ جہاں بھی اور جس مجلس میں بھی رہیں گے ان پر خدا کی پھٹکار پڑتی رہے گی اور ظاہر ہے کہ جو ان کے پاس بیٹھے گا اور ان سے میل جول رکھے گا ان پر اترنے والی پھٹکار سے اس کو بھی ضرور کچھ نہ کچھ حصہ مل جائے گا لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ آگ سے دور ہی رہئے ورنہ اگر جلنے سے بچیں گے تو کم از کم اس کی آنچ سے نہ بچ سکیں گے۔ خداوند کریم حضراتِ اہل سنت کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

(کرامات صحابہ از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

Marfat.com

(24)

روزِ محشر فکرِ اُمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو صور کو بھی پیدا فرمایا اور صور کے گیارہ دائرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صور حضرت اسرافیل کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ اس کو منہ میں رکھ کر عرش کی طرف کان لگائے حکم ربانی کے منتظر کھڑے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صور کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بیل کے سینگ کی طرح ایک بہت بڑا سینگ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے' اس کا دائرہ زمین و آسمان کے برابر چوڑا ہے۔ صور تین دفعہ پھونکا جائے گا۔ ایک مرتبہ گھبراہٹ اور خوف کے لئے' ایک مرتبہ موت کے لئے' ایک مرتبہ موت کے بعد اٹھائے جانے کے لئے!

جب اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم کرے گا پہلی مرتبہ صور پھونکنے کا اور وہ پھونکیں گے تو زمین و آسمان کی تمام چیزیں ڈر جائیں گی' عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور حاملہ حمل گرا دیں گی۔ اس خوف سے بچے' بوڑھے ہو جائیں گے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب مر جائیں گے مگر چار مقرب فرشتے اور حملۃ العرش باقی رہ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا میری مخلوق میں سے کوئی باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا بندہ ضعیف باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے میرا قول نہیں سنا کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے؟ پھر ملک الموت جنت اور جہنم کے درمیان آئیں گے تاکہ وہ اپنی روح قبض کرے اور جب وہ اپنی روح نکالیں گے تو اس قدر سخت چلائیں گے کہ اگر مخلوق زندہ ہوتی تو اس آواز سے سب مر جاتی۔ اس وقت کہیں گے اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ شدت موت کی اس قدر ہے تو میں مومنین

Marfat.com

کی ارواح کو نرمی اور سہولت سے نکالتا پھر ملک الموت مر جائیں گے۔ چالیس سال تک زمین خراب اور ویران پڑی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کا دنیا اور اہل دنیا سے خطاب

پھر اللہ تعالیٰ دنیا سے مخاطب ہوگا۔ ایتھا الدنیا الدنیۃ اے کمینی دنیا! این الجبارۃ این الذین یاکلون رزقی ویعبدون غیری تیرے بادشاہ کہاں ہیں کہاں ہیں تیرے چاہنے والے کہاں ہیں ظالم اور متکبر اور سرکش اور نافرمان وہ لوگ جو رزق میرا کھاتے تھے اور عبادت دوسروں کی کرتے تھے؟ پھر فرمائے گا آج کس کی بادشاہت ہے؟ کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی جواب دے گا آج ملک خالص ایک اللہ کے لئے ہے جو قہار اور جبار ہے کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ریح عقیم جو قوم عاد پر بھیجی تھی خزانہ غیب سے سوئی کے سوراخ کے برابر کھولے گا جو سب پہاڑوں اور ٹیلوں کو برابر کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا کا یہی مطلب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش اتارے گا جو مسلسل چالیس روز تک برستی رہے گی۔ پھر مخلوقات کے جسم اگیں گے جیسے گھاس اگتی ہے پھر تمام مکمل ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ حملۃ العرش کو زندہ کرے گا پھر جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا پھر اللہ تعالیٰ رضوان جنت کو حکم دے گا کہ ان کو براق اور تاج' عزت کے پوشاک دے۔ یہ لے کر فرشتے زمین وا ٓسمان کے درمیان کھڑے ہوں گے۔ جبرائیل علیہ السلام زمین سے مخاطب ہوں گے اے زمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کہاں ہے؟ زمین کہے گی قسم اس ذات کی جس نے تجھے بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر سخت ہوا چلائی تھی اس نے مجھے ریزہ ریزہ کر دیا اس لئے میں نہیں جانتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کہاں ہے۔ پھر ایک نور کا ستون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے آسمان کی طرف بلند ہوگا جس سے جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پہچان لیں گے۔

قبر انور سے جلوہ گری

پھر جبرائیل علیہ السلام قبر شریف کی طرف جائیں گے۔ قبر شریف حرکت کرے گی اور

Marfat.com

پھٹنے لگے گی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے اپنے سر سے مٹی جھاڑیں گے اور اپنے دائیں بائیں دیکھیں گے آپ کو کوئی چیز نظر نہیں آئے گی صرف چار مشہور فرشتے نظر آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اے جبرائیل علیہ السلام یہ کون سا دن ہے؟ وہ عرض کریں گے یہ حسرت' ندامت' افسوس اور قیامت کا دن ہے اور آپ کی شفاعت کا دن ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے اے جبرائیل علیہ السلام میری امت کہاں ہے؟ شاید کہ تم اس کو جہنم کے کنارے چھوڑ کر مجھے اطلاع دینے آئے ہو۔ وہ عرض کریں گے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ ابھی تک کسی کی قبر نہیں پھٹی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاج سر پر رکھ کر لباس پہن کر براق پر سوار ہو کر پوچھیں گے اے جبرائیل میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کہاں گئے' یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم یہ فوراً حکم خداوندی سے زندہ ہو جائیں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم روتے ہوئے سجدہ میں گر جائیں گے اور امتی امتی پکاریں گے۔ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دے گا وہ صور پھونکیں گے جس سے سب لوگ زندہ ہو جائیں گے۔ ارشاد رب تعالیٰ ہے:

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (درۃ الناصحین' ج 2' ص 47)

(25)

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ابو بکر فرماتے ہیں کہ کسی عقل مند و دانا نے یہ اشعار کہے ہیں:
ترجمہ: تو کبھی ایسے کھنڈرات سے نہیں گزرا جن میں کبھی گندگی کی روڑیاں ہوتی تھیں اور تو نے دنیا اور اس کی آرائش کی طرف نہیں دیکھا جو دھوکہ دینے کے لئے ملمعہ سازی کئے ہوئے مزین بیٹھی ہے۔ وہ انسان کتنا احمق ہے جو اس کے حوادثاتِ دہر کا شکار ہو جائے' اللہ اس آنکھ کو کبھی ٹھنڈا نہ کرے جو دنیا سے سکون حاصل کرتی ہے جس کی بناوٹ ہی کدورت پر ہے۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن صالح نے مجھے یہ خط لکھوایا۔ اما بعد! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس گھر کے شر سے عافیت میں رکھے جو پیٹھ پھیر کر جا رہا ہے' نفوس جس پر فریفتہ ہیں اور مجھے اور آپ کو اس گھر کی بھلائی عطا فرمائے جو ہماری طرف آ رہا ہے مگر لوگ اس سے غفلت برت رہے ہیں۔ اس گھر (دنیا) کا جو حصہ (اوامر سے) آباد تھا وہ اپنے اہل (آباد کرنے والوں) سمیت کوچ کر گیا اور اس کا غفلت زدہ حصہ اپنے اہل (غفلت زدہ لوگوں) سمیت مقیم ہو چکا ہے' کمانے والا کما گیا' نادم ہونے والا پشیمان وحیران ہے' سامنے ایسا دائمی ٹھکانہ ہے جس پر زوال نہیں' جس میں فصیل عدل ایسا ملک جبار ہو گا جو ذرا برابر ظلم نہیں کرے گا۔ وہاں پر عام پریشانیاں وغم غلط ہو جائیں گے اور اس دھوکے کے گھر کی حقارت وذلت خوب واضح ہو جائے گی۔ والسلام

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی' انہیں ابو معاویہ نے' وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں' وہ عمارہ سے' وہ یزید بن معاویہ نخعی سے' وہ فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ بلاشبہ دنیا تو بنائی ہی تھوڑی گئی تھی' اب تو اس قلیل سے بھی قلیل سا حصہ باقی ہے۔

انتہائی بُری دُلہن

عبداللہ فرماتے ہیں کہ احمد بن موسیٰ ثقفی نے مجھے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: ایک نوجوان کو دنیا نے اپنے جال میں پھانس لیا اور اسے اپنی چمک دمک سے فریب میں مبتلا کر دیا۔ وہ اس کے فریب میں آ کر اس سے معانقہ کرنے لگا' یہ اپنی عاشق کی انتہائی بری دلہن ہے۔ ایک روز وہ اس کی اصلاح اور دیکھ بھال کے لئے اپنے کھیت کی طرف گیا' جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں دھوپ نے ایک پر رونق فضا بنائی ہوئی ہے' اس کے باغات کی کیاریاں بنی ہوئی ہیں اور آگے بڑھا تو اس باغ نے اپنی بہترین کھجوروں کا تحفہ پیش کیا اور اپنے بہترین اور عمدہ ذائقہ پھلوں کا ہدیہ پیش کیا جن کے ذائقے مختلف تھے اور ہر طرح کے کھانے تھے جن میں عمدہ قسم کی ثرید اور بے چربی کا صاف ستھرا گوشت تھا۔ اتنے میں خالص میوہ پیش کیا گیا جسے دوشیزہ اٹھائے ہوئے تھی جس کے گلے میں عمدہ موتیوں والے ہار تھے۔ یکا یک وہ اپنے آپ کو جھوٹی اور بے بنیاد امیدوں میں الجھانے لگا اور اس کے مصائب وحوادثات سے آنکھیں بند کر کے اس میں ہمیشہ رہنے کی تمنائیں کرنے لگا۔ اچانک دیکھا تو وہ اس کے ایک ادنیٰ سے تکیے سے ٹکرا کر مرا پڑا تھا' اس کی نعش کو ایک جماعت اپنے کندھوں پر اٹھالے جا رہی تھی' اسے بوسیدگی اور تنگی کے گھر میں تن تنہا د اکیلا چھوڑ کر آ رہے تھے' خبردار! تمام کاموں کی حقیقت کل قیامت میں کھل جائے گی۔

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: دنیا کو اس کے عاشق ہی کے لئے چھوڑ دو تا کہ وہ اس کے ہاتھوں ذبح ہو جائے اور اس کی چمک سے بھی بچ کر رہنا' کہیں وہ بھی تجھے نقصان نہ پہنچا دے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ دنیا کتنی حسین وجمیل کیوں نہ ہو مگر اس کا انجام ہلاکت و بربادی ہے جو اس کے عیوب بتاتا ہے' اس کی تصدیق کرتی ہے اور تعریف کرنے والے کو جھٹلاتی ہے۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Marfat.com

(26)

محسنین امت' محدثین کرام

حضرت عبدالعزیز بن ابی حازم رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوتمام اور لقب فقیہ ہے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے۔ ہشام بن عروہ وغیرہ محدثین کے شاگرد اور علی بن مدینی وحمیدی وغیرہ محدثین کے شیوخ میں سے ہیں۔

مدینہ منورہ میں امام مالک کے بعد ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں تھا۔ امام مالک ان کے بے حد مداح تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس قوم میں عبدالعزیز بن ابی حازم ہوں اس قوم پر کبھی عذاب نہیں آسکتا۔ یہ بہت کثیر احادیث والے استاد تھے۔ ابن حبان نے ان کو ثقہ' فقیہ اور صالح الحدیث فرمایا۔ یہ سلیمان بن بلال کے ہم سبق تھے اور دونوں میں بے حد محبت تھی۔ چنانچہ سلیمان بن بلال نے وصیت کی تھی کہ میری موت کے بعد میری ساری کتابیں عبدالعزیز بن ابی حازم کو دے دی جائیں۔ 184ھ میں ان کی وفات ہوئی اور وفات بھی کیسی شاندار و باکرامت ہوئی کہ مسجد نبوی کے اندر سجدے میں سر رکھے ہوئے تھے کہ طائر روح عالم بالا کو پرواز کر گیا۔ (تہذیب التہذیب)

☆...... حضرت عمری زاہدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ونسب عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہے اور عمری زاہدی کے لقب سے مشہور ہیں۔ مدینہ منورہ ان کا وطن ہے اور یہ علم حدیث میں اپنے والد نیز دوسرے محدثین کے شاگرد رشید ہیں اور سفیان بن عیینہ و عبداللہ بن مبارک جیسے ائمہ حدیث کے شیخ الحدیث ہیں۔ ابن سعد و ابن شاہین و ابن حبان وغیرہ نے ان کو اپنے زمانے کا سب سے بڑا زاہد' سب سے بڑھ کر عابد اور علم وعمل میں بے نظیر بزرگ بتایا یہاں تک کہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ یہ جو حدیث

شریف میں وارد ہوا ہے کہ

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مدینے کے عالم سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں رہے گا اور لوگ دور دور سے اونٹوں کا جگر مارتے ہوئے اس کی خدمت میں آئیں گے اس عالم سے مراد عمری زاہدی ہی ہیں۔

ان کا دستور تھا کہ امراء و سلاطین کو ان کی خلاف شرع باتوں پر ڈانٹ دیتے تھے اور ان کی علمی جلالت کی وجہ سے ان کی حق گوئی پر امراء و سلاطین دم نہیں مار سکتے تھے۔ مشہور بزرگ و نامور محدث حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ میرے پاس آنے والے ہزاروں انسانوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور پیارے دو ہی شخص ہیں۔ ایک عمری زاہد دوسرے عبداللہ بن مبارک۔ 184ھ میں 66 برس کی عمر پا کر انہوں نے وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب)

مجھے یہ طعنہ سننا گوارا نہیں

حضرت عیسیٰ بن یونس بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو عمرو یا ابو محمد ہے۔ کوفہ ان کا اصلی وطن تھا لیکن شام میں سکونت اختیار کر لی تھی اس لئے شامی بھی کہلاتے ہیں۔ یہ حدیث میں اپنے دادا اسحاق سبیعی و سلیمان تیمی و سفیان ثوری و شعبہ وغیرہ بڑے بڑے کامل محدثوں کے شاگرد ہیں اور ان کے شاگردوں کی فہرست بھی بہت لمبی ہے جن میں حماد بن سلمہ و اسماعیل بن عیاش و ابوبکر بن ابی شیبہ و علی بن مدینی و اسحاق بن راہویہ وغیرہ ماہرین حدیث بھی ہیں۔

محدثین وقت ان کے علم و عمل کی وجہ سے ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ سلیمان بن داؤد کہتے ہیں: ہم لوگ سفیان بن عینیہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ بالکل اچانک عیسیٰ بن یونس آ گئے تو سفیان بن عینیہ نے یہ کہہ کر استقبال فرمایا: ''مرحبا بالفقیہ بن الفقیہ بن الفقیہ۔''

سلطنت بغداد کے وزیر اعظم جعفر بن یحییٰ برمکی کا قول ہے کہ میں نے عیسیٰ بن یونس کا مثل تمام عالموں میں کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے ان کی خدمت میں ایک سو دینار نذرانہ پیش کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ اگر تم حدیث سننے سے پہلے مجھے یہ پیش کرتے تو میں

Marfat.com

قبول کر لیتا لیکن مجھ سے حدیث سن کر اگر تم مجھے ایک گھونٹ پانی بھی پلاؤ گے تو میں نہیں پیوں گا کیونکہ مجھے لوگوں کا یہ طعنہ سننا گوارا نہیں ہے کہ عیسیٰ بن یونس حدیث سنانے کی اجرت لیا کرتے تھے۔

عجلی نے ان کو کوفہ کا ایک ثقہ محدث لکھ کر یہ بھی تحریر فرمایا: یہ اسلامی سرحد کے قریب جانباز مجاہدین میں سے بھی تھے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری) کا بیان ہے کہ ایک سال حج کرتے تھے اور ایک سال جہاد کرتے تھے۔

علی بن عثمان بن نفیل بیان کرتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کے سامنے یہ ذکر کیا کہ ابو قتادہ حرانی نے عیسیٰ بن یونس و عبداللہ بن مبارک و وکیع کے بارے میں کچھ کلام کیا ہے تو امام ممدوح نے خفا ہو کر بڑے جلال میں فرمایا: جو شخص ان سچوں کو جھوٹا بتائے وہ خود سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ احمد بن جناب کا قول ہے کہ عیسیٰ بن یونس کا سال وفات 187ھ ہے۔

(تہذیب التہذیب)

شانِ استغناء

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم عتقی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ یہ مصر میں مالکی مذہب کے مشہور فقیہ بلکہ اس مذہب کے مدون اول ہیں۔ امام مالک کے مشہور شاگردوں اور موطا امام مالک کے نامور راویوں میں سے ہیں۔ امام مالک کے بتائے ہوئے فتاویٰ کو یہ لکھتے رہتے تھے چنانچہ ایسے فتاویٰ کی تین سو جلدیں ان کے پاس موجود تھیں۔ انہوں نے علم حدیث کی طلب میں بہت زیادہ مال خرچ کیا تھا اور بڑی محنت و جانفشانی سے علم دین حاصل کیا تھا۔

زہد و تقویٰ اور شان استغنا میں یکتائے زمانہ تھے۔ کبھی کسی بادشاہ یا امیر کا ہدیہ و نذرانہ قبول نہیں فرمایا اور اکثر یہ دعا کرتے رہتے تھے کہ یا اللہ! تو مجھ کو دنیا کی طرف رغبت کرنے سے روک دے اور دنیا کو میری طرف آنے سے منع فرما دے۔ انہوں نے سال کے مہینوں کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ چار مہینے اسکندریہ میں رہ کر روم و بربر و زنگ کے کافروں سے خدا کی راہ میں جہاد فرماتے اور تین مہینے سفر حج و زیارت مدینہ منورہ میں صرف کرتے اور پانچ مہینے اپنی درس گاہ میں علم حدیث کی تعلیم دیتے۔

ایک مرتبہ امام مالک کی مجلس میں عبداللہ بن قاسم کا ذکر آیا تو امام موصوف نے فرمایا: وہ تو میرے شاگردوں میں سے ایک مشک سے بھری ہوئی تھیلی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عافیت کے ساتھ رکھے۔

یہ ہمیشہ روزانہ دو ختم قرآن مجید پڑھتے تھے مگر جب ان کے دوستوں نے ان کو تعلیم حدیث کی طرف توجہ دلائی تو ایک ختم موقوف کر دیا اور آخر عمر تک ایک ہی ختم روزانہ پڑھتے رہے۔ وفات کے بعد کسی بزرگ نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اس دنیا کے کون سے عمل نے سب سے زیادہ آپ کو فائدہ دیا؟ آپ نے جواب دیا کہ اسکندریہ کی ان چند رکعات نمازوں نے جن کو میں نے جہاد کی حالت میں پڑھا تھا۔

یہ 130ھ میں پیدا ہوئے اور 191ھ میں وفات پائی اور مصر کی زمین میں مدفون ہوئے۔ (بستان المحدثین)

Marfat.com

(27)

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل

ویرانوں اور جنگلوں میں ایک مرتبہ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عیسائی ملا جو کمر میں زنار باندھے ہوئے تھا۔ اس نے ساتھ رہنے کا سوال کیا۔ چنانچہ ہم لوگ متواتر سات روز متواتر چلتے رہے۔ نصرانی نے کہا: ''اے مسلمان عابد و زاہد! ہم لوگ بھوکے ہیں اس وقت کچھ اپنی کرامت دکھایئے۔''

شیخ ابراہیم خواص نے نہایت لجاجت سے دعا کی ''بار الہا! مجھے اس مذہب کے روبرو رسوا نہ کرنا'' اور پھر غیب سے ایک طباق ظاہر ہوا جس میں روٹی، گوشت، تازہ کھجور اور پانی تھا۔ ہم دونوں نے کھایا اور پھر سفر شروع ہو گیا۔ اس طرح سات دن اور گزر گئے۔ اب شیخ خواص نے کہا: ''اے نصرانی راہب! اب تو تمہاری باری ہے۔'' نصرانی نے اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائی اور دعا کرنے لگا اور تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ غیب سے دو خوان ظاہر ہوئے جن میں میرے طباق سے کئی گنا زیادہ اور لذیز غذائیں تھیں۔ شیخ حیرت زدہ ہو گئے اور کھانے سے کترانے لگے۔ نصرانی نے اصرار کیا اور کہا کہ آپ کھائیں میں آپ کو دو بشارتیں سناتا ہوں۔ ایک یہ کہ میں نصرانیت سے تائب ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر نصرانیت کی علامت اتار پھینکی اور پڑھا: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور کہا: اے شیخ! دوسری یہ کہ میں نے اس طرح دعا کی تھی۔ بار الہا! اگر تیری بارگاہ میں میرے ہم سفر مسلمان عابد کا کچھ حصہ ہے تو ہم پر اپنے کرم کا دروازہ کھول دے۔ یہ سب اسی کا اثر ہے۔

شیخ خواص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ مل کر کھانا کھایا پھر وہ حج کے لئے ساتھ مکہ مکرمہ آیا۔ اس کے بعد ایک سال تک وہاں قیام پذیر رہا اور وہیں وفات پا

Marfat.com

کر مدفون ہوا۔

حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے ''دل کی دوا پانچ چیزوں میں ہے۔ فکر و تدبیر کے ساتھ قرآن کی تلاوت، نماز شب، خلو باطن، وقت سحر گریہ وزاری، صالحین کی ہم نشینی۔''

جس کا حامی ہو خدا

حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی عظیم کرامت دیکھی ہو تو فرمائیں۔ انہوں نے کہا: ان سب سے عجیب کرامت یہ ہے کہ ہم لوگ مکہ مکرمہ کے راستے میں کئی روز چلتے رہے، کھانے کو کچھ نہیں ملا، کوفہ پہنچ کر ہم لوگوں نے ایک ویران مسجد میں پناہ لی۔ حضرت ابراہیم بن ادہم نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ حذیفہ! تم بھوکے لگتے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور کا خیال بجا ہے۔ انہوں نے فرمایا: قلم دوات اور کاغذ لاؤ۔ رقعہ تحریر کیا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ہر حال میں تو ہی مقصود ہے اور ہر طرح تیری ہی جانب اشارہ ہوتا ہے۔'' تین شعر بھی لکھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

میں حامد میں شاکر میں ذاکر ہوں۔ میں بھوکا، میں قانع، میں برہنہ ہوں، یہ چھ ہوئے جن میں سے نصف کا ضامن میں ہوں تو اے میرے خالق باقی نصف کا ضامن تو ہو جا۔ تیرے سوا کسی اور کی مدح آگ کے شعلوں میں پڑنے کے مترادف ہے اور تو اپنے بندوں کو آگ میں جانے سے بچا۔

یہ رقعہ مجھے دے کر فرمایا۔ جاؤ خدا کے علاوہ کسی سے دل نہ لگانا اور راستے میں جو شخص تمہیں پہلے ملے یہ رقعہ اسے دے دینا۔ میں مسجد سے رقعہ لے کر چلا۔ کچھ دور پر ایک شخص ملا جو دراز گوش پر سوار تھا۔ میں نے اسے رقعہ دیا تو وہ پڑھ کر رونے لگا اور پوچھا اس کا لکھنے والا کہاں ہے؟ میں نے کہا: فلاں مسجد میں مقیم ہے۔ اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں چھ سو دینار تھے اور چلا گیا۔ ایک دوسرے شخص سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ خچر سوار نصرانی ہے۔

وہ دیناروں بھری تھیلی لے کر حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں لوٹ آیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا: درہموں کو ہاتھ نہ لگانا۔ اس کا مالک ابھی آئے گا۔ کچھ دیر بعد وہ راہب حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں حاضر ہو کر قدموں میں گرا اور اپنے

Marfat.com

باطل مذاہب سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

خونخوار درندے نے جان بچالی

سفر حج کے دوران ایک ویران علاقے سے گزرتے ہوئے شیخ ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ رہ گزر کے کنویں میں جا گرے۔ مقرب الٰہ عارف حق موحد تھے۔ خیال آیا کہ آواز دے کر کسی کو مدد کے لئے پکاروں مگر پھر عہد کیا کہ بخدا کسی غیر سے مدد نہ مانگوں گا۔ اسی اثناء میں کنویں کے دہانے پر دو شخص آئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ یہ کنواں سر راہ ہے اور نہایت خطرناک ہے۔ اس میں کوئی اجنبی گر سکتا ہے۔ لاؤ اسے بند کر دیا جائے۔ شیخ کے دل میں پھر خیال آیا کہ ان لوگوں سے کہہ کر جان بچاؤں مگر اپنا عہد یاد کر کے خاموش رہے۔ ان لوگوں نے کنویں کا منہ بالکل بند کر دیا اور چلے گئے۔ شیخ ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے رگ و جاں سے قریب تر ذات کی طرف توجہ کی اور اسی پر اعتماد کئے بیٹھے رہے۔ پھر کچھ دیر کے بعد انہیں آہٹ ملی جیسے کوئی کنویں کا منہ کھول رہا ہے اور اس کے بعد اپنی ٹانگیں کنویں میں لٹکا دیں۔ شیخ نے تائید غیبی سمجھ کر ٹانگ پکڑ کر خود کو کنویں سے نکال لیا۔ باہر آ کر انہوں نے دیکھا کہ یہ تو ایک خونخوار درندہ ہے۔ اسی وقت کانوں میں آواز آئی۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ ایک جان لیوا مخلوق کے ذریعہ ہم نے تمہاری جان بچادی۔

چھ دشوار گزار پہاڑیاں

ایک سپاہی کوڑا سنبھالے باغ میں داخل ہوا اور باغباں سے کہا: لاؤ کچھ میوہ کھلاؤ۔ باغباں نے کہا: میں خادم ہوں مالک نہیں اور مالک کی امانت میں خیانت مجھ سے ممکن نہیں۔ سپاہی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور باغباں کے سر پر کوڑے مارنے لگا۔ باغبان نے کہا: اس سر نے خدا کی نافرمانی کی ہے اسے مار ہی چاہئے۔ کسی نے دور سے دیکھا تو چیخا' نادان! تو کسے مار رہا ہے یہ تو حضرت ابراہیم بن ادہم ہیں۔ سپاہی نے آپ کو پہچانا تو دست بستہ معافی مانگنے لگا۔ آپ نے فرمایا: جس سر کو معذرت کی خواہش تھی وہ تو میں بلخ میں چھوڑ آیا ہوں۔ آپ نے ایک شخص کو مصروف طواف دیکھا تو فرمایا۔

نادان! چھ دشوار گزار پہاڑیاں طے کئے بغیر نیکوں کا مقام نہیں حاصل کر پائے گا۔

Marfat.com

1- یہ کہ اپنے اوپر خوش حالی کا دروازہ بند کرلے اور مصیبت وآفات کا دروازہ کھول لے۔

2- عزت کا دروازہ بند کرلے ذلت کا دروازہ کھول لے۔

3- راحت کا دروازہ بند کرلے مشقت کا دروازہ کھول لے۔

4- نیند کا دروازہ بند کرلے بیداری کا دروازہ کھول لے۔

5- غذا کا دروازہ بند کرلے فقر کا دروازہ کھول لے۔

6- آرزوؤں اور خواہشات کا دروازہ بند کرلے موت کی تیاری کا دروازہ کھول لے۔

(روض الریاحین)

Marfat.com

(28)

ماں کے ساتھ حسن سلوک

اس واقعے کے راوی یحییٰ بن ابی کثیر ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں: جب سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوعامر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: **ما فعلت امرأة منكم تدعى كذا و كذا؟**

''تمہارے قافلے میں ایک خاتون تھی جسے فلاں نام سے پکارا جاتا تھا' اس کا کیا حال ہے؟''

انہوں نے عرض کیا ہم نے اس خاتون کو اس کے خاندان والوں میں چھوڑ دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **فانه قد غفر لها**۔

''واقعہ یہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگئی۔''

انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آخر کس وجہ سے اس کی مغفرت ہوگئی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **ببرها والدتها**۔

''ماں کے ساتھ اس کے حسن سلوک کی بناء پر۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَتْ لَهَا أُمٌّ عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ فَجَاءَ هُمُ النَّذِيرُ: اَنَّ الْعَدُوَّ يُرِيدُ اَنْ يُغِيرُوا عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ فَجَعَلَتْ تَحْمِلُهَا عَلٰى ظَهْرِهَا، فَإِذَا أَعْيَتْ وَضَعَتْهَا، ثُمَّ اَلْزَقَتْ بَطْنَهَا بِبَطْنِ أُمِّهَا وَجَعَلَتْ رِجْلَيْهَا تَحْتَ رِجْلَىْ أُمِّهَا مِنَ الرَّمْضَاءِ حَتّٰى نَجَتْ۔

Marfat.com

''اس کی ماں بہت بوڑھی تھی، ایک ڈرانے والے منادی نے اس کی قوم میں آواز لگائی کہ دشمن تم پر آج رات حملہ کرنے والا ہے (اس لئے تم بستی چھوڑ کر نکل بھاگو) چنانچہ وہ اپنی بوڑھی ماں کو پیٹھ پر لاد کر نکل پڑی۔ جب وہ تھک کر چور ہو جاتی تو اپنی ماں کو نیچے بٹھا دیتی۔ پھر اپنا پیٹ ماں کے پیٹ سے چپکا دیتی۔ ماں کے پیروں تلے اپنے دونوں پیر رکھ دیتی تاکہ ماں کے پاؤں شدید گرمی سے جھلسنے نہ پائیں چنانچہ وہ عورت اپنے اس عمل کی وجہ سے نجات پا گئی (اور اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی)''۔

(مصنف عبدالرزاق، 133/11، حدیث 20124 وشعب الایمان للبیہقی، 208/6، حدیث 7924)

باپ کی دعا

یہ اس آدمی کا تذکرہ ہے جس کی روزمرہ کی زندگی عیش وعشرت سے بالکل خالی تھی۔ وہ معاشی تنگی کا شکار رہتا تھا۔ وہ دن میں جو کچھ بھی کماتا اپنے بوڑھے والد کے ہاتھ پر لاکر رکھ دیتا۔ اس کا معمول تھا کہ دن میں کام کی تلاش میں نکل جاتا اور جو کچھ بھی آمدنی ہوتی لے کر گھر واپس آجاتا اور اپنے بوڑھے والد کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھ دیتا۔ اس کے خیال کے مطابق اگر وہ خود اپنے ہاتھ سے یہ روپیہ اپنے والد کی طرف بڑھاتا تو اسے لینے کے لئے لامحالہ والد کا ہاتھ بھی آگے بڑھتا اس لئے وہ والد کے ہاتھ کا اپنی طرف بڑھنا اپنے والد کی شان میں گستاخی سمجھتا تھا۔ دراصل وہ یہ سب کچھ اپنے بوڑھے والد کے احترام واکرام میں کرتا تھا۔ وہ جب بھی والد کے سامنے اپنی آمدنی لاکر رکھتا، والد کی زبان سے یہ دعا نکلتی:

''الہ العالمین! میرے بیٹے کو قرآن کریم سکھلا دے اور اسے قرآن کریم کا عالم بنا دے۔''

بیٹے کی عمر کوئی بیس سال ہو چکی تھی۔ وہ رات دن محنت ومشقت کے ذریعے حصول رزق کے لئے کوشاں رہتا تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے کام سے واپس گھر آرہا تھا کہ اتفاق سے اس کی ملاقات ایک عالم دین سے ہوگئی۔ عالم دین اسی کے شہر کا رہنے والا تھا۔ شہر کے لوگ فتویٰ کے لئے اسی عالم کا رخ کرتے تھے کیونکہ اسے علم فتویٰ میں کمال

حاصل تھا۔ عالم دین نے نوجوان سے دریافت کیا ''ان دنوں تم کیا کر رہے ہو؟''

نوجوان نے جواب دیا حصول رزق کے لئے کوشاں ہوں۔

عالم دین نے فرمایا:

''کیا تم تعلیم و تعلم کے لئے ہفتہ میں ایک دن مجھے دے سکتے ہو؟''

نوجوان نے جواب دیا یقیناً میں ہفتہ میں ایک دن آپ کو دے سکتا ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ تعلیم و تعلم سے مجھے دلی سکون ملے گا۔

اے اللہ میرے بیٹے کو قرآن کا عالم بنادے

نوجوان نے عالم دین کی خدمت میں ہفتہ میں ایک بار حاضر ہونا شروع کر دیا اور کسب فیض کرنے لگا۔ تھوڑے دن ہی گزرے تھے کہ وہ نوجوان ایک محنتی اور ذہین طالب علم کی شکل میں سامنے آیا۔ ایک عرصہ تک وہ تعلیم حاصل کرتا رہا۔ وہ علم کے حصول کا شیدائی تھا۔ اس کا بیشتر وقت پڑھنے میں گزرتا تھا۔ قرآن کریم سے اسے خصوصی شغف تھا۔ وہ بتدریج علم حاصل کرتا چلا گیا۔ پہلے اس نے بی اے کیا اور پھر ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے والد کی دعائیں:..... اس کے رب نے سن لی تھیں۔ اب اس کی آخری منزل پی ایچ ڈی تھی۔ اس نے اپنے مقالہ کا موضوع سوچنا شروع کیا۔ اسے اپنے والد کی دعا یاد آ گئی کہ اللہ اسے قرآن کا عالم بنادے۔ پھر اس نے قرآن کریم کی تفسیر کو اپنے مقالہ کے لئے منتخب کیا۔

وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ وہ دن بھی آ گیا جب اس نے یونیورسٹی کے حکام کو اپنا (Thesis) پیش کر دیا۔

طالب علم کے لئے وہ دن بڑا اہم ہوتا ہے جب اس کا حتمی امتحان ہوتا ہے۔ جیوری کے ارکان بیٹھتے ہیں۔ طالب علم گویا کٹہرے میں کھڑا ہے۔ اس سے سوال و جواب ہوتے ہیں، بحث مباحثہ ہوتا ہے۔ جیوری کے ارکان دوسرے کمرے میں جاتے ہیں اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر اپنے فیصلے کا اعلان کرتے ہیں۔

آج اس نوجوان کو بھی اس کی محنت کا صلہ ملنے والا تھا۔ وہ صبح سویرے ہی مکالمے کے ہال میں پہنچ گیا۔ اس کے دوست احباب بھی موجود تھے۔ جیوری کے ارکان تشریف لائے۔ اس نے نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جیوری کے ارکان میں

Marfat.com

وہ شخصیت بھی شامل تھی جنہوں نے سب سے پہلے اسے علم کے حصول کی طرف توجہ دلائی تھی اور وہ اس کے اولین اساتذہ میں سے تھے۔

جیوری کے ارکان نے اپنی نشستیں سنبھالیں۔ عموماً طالب علم سے لمبی بحث ہوتی ہے۔ وہ کئی گلاس پانی پی جاتا ہے۔ مگر یہ کیا؟

اس کے استاد اٹھے۔ انہوں نے کوئی سوال جواب کئے بغیر اپنے مایہ ناز شاگرد کا ہاتھ پکڑا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں شروع دن سے اس نوجوان میں علم کا شوق دیکھ رہا تھا۔ اس نے بڑی محنت سے قرآن کریم کی تفسیر پر اپنا مقالہ لکھا ہے۔ میں اسے بغیر نقد و نظر پی ایچ ڈی کی ڈگری دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ ہم سب کو اس کی تعظیم و تکریم کرنی چاہیے۔

خوشی کے آنسو

نوجوان نے اپنے استاد کا فیصلہ سنا تو بے اختیار رو دیا۔ یہ خوشی کے آنسو تھے۔ اللہ رب العزت کے حضور شکرانے اور عجز کے آنسو تھے۔ یہ کوئی معمولی ڈگری نہ تھی۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس کامیابی کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا؟ یہ اس کے والد گرامی کی دعائیں تھیں جو اس نے اپنے بیٹے کے لئے کی تھیں۔

استاد نے اپنے شاگرد کی طرف دیکھا...... اس کی آنکھیں پرنم تھیں۔ آپ رو رہے ہیں۔ وہ بولے۔ ہم تو آپ کی عزت و تکریم کر رہے ہیں۔ کیا یہ وقت رونے کا ہے؟

نوجوان کہنے لگا: اس وقت مجھے اپنے مرحوم والد کی دعا یاد آ رہی ہے جو وہ بارہا میرے لئے کیا کرتے تھے۔ وہ دعا یہ تھی:

> ''الٰہ العالمین! میرے بیٹے کو قرآن کریم سکھلا دے اور اسے قرآن کریم کا عالم بنا دے۔''

نوجوان نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے قرآن کریم کے علم کی بدولت اسے اس قدر عظیم مقام و مرتبہ پر فائز فرمایا۔

(یہ واقعہ کتاب ''نوادر و عجائب'' ص 155 سے نوٹ کیا گیا ہے جبکہ اس کتاب کے مؤلف نے شیخ محمد شنقیطی کی کیسٹ سے اسے نقل فرمایا ہے۔ میں نے اس میں معمولی تصرف کیا ہے مگر مفہوم وہی ہے۔)

Marfat.com

(29)

دعا کی برکت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین بندے ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی:

اَلصَّائِمُ حَتّٰی یُفْطِرَ۔ ''روزہ دار حتیٰ کہ وہ افطار کرے۔''

وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ۔ ''عادل حکمران۔''

وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ۔ ''مظلوم کی دعا۔''

اس کو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت بادلوں کے اوپر اٹھائے گا اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت کی قسم! میں ضرور تمہاری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد ہی کروں۔

(ترمذی' الدعوات' باب فی سبق المفردون' 3598' ابن ماجہ' 1752)

☆...... حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں دمشق سے زیدانی کرائے پر خچر چلاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص سوار ہوا۔ ہم چلے ایک جگہ دوراستے آئے۔ اس نے مجھے ایک راستے کی طرف چلنے کا کہا۔ میں نے کہا: میں اس راستے کا واقف نہیں ہوں۔ اس نے کہا: میں جانتا ہوں' یہ بڑا قریب کا راستہ ہے' میں تھوڑی دور گیا تو آگے راستہ ختم ہو گیا اور جنگل آ گیا وہاں لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں۔ میں گھبرا گیا۔ اس نے کہا: مجھے اتار دو۔ میں نے اتارا تو وہ چھری نکال کر مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں دوڑا لیکن اس نے مجھے پکڑ لیا۔ میں نے بڑی منت سماجت کی لیکن وہ نہ مانا۔ میں نے کہا: یہ خچر اور سامان لے لو اور مجھے چھوڑ دو۔ کہنے لگا یہ تو میرا ہی ہے تجھے بھی نہیں چھوڑوں گا۔ میں نے اس کو آخرت کے عذابوں کا خوف دلایا لیکن اس پر کسی بات کا اثر نہ ہوا۔ میں نے کہا: مجھے دو

Marfat.com

رکعت نماز ادا کر لینے دو وہ اس پر رضامند ہو گیا۔ میں نے نماز شروع کی تو میری زبان سے کوئی لفظ نہ نکلے۔ اچانک میری زبان پر یہ آیت آ گئی اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ یعنی اللہ ہی مجبور و بے بس کی فریاد کو سن کر اس کی فریاد رسی کرتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ جنگل میں سے ایک گھڑ سوار ہاتھ میں نیزہ لئے آیا۔ میرے دشمن کے پیٹ میں مار کر اسے قتل کر دیا۔ وہ واپس پلٹنے لگا تو میں نے پوچھا جناب مجھے بتائیے آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: میں اسی کا بھیجا ہوا ہوں جس سے آپ فریاد کر رہے تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، (351/68

جنگل کے درندے مدد کو آ گئے

ایک جنگ میں مسلمانوں نے کفار سے شکست کھائی۔ لشکر واپس پلٹا تو ان میں سے ایک شخص بڑا نیک اور سخی تھا۔ اس کا گھوڑا راستہ میں اڑ گیا۔ اس نے کہا: میں نے کیا تجھے ایسے ہی موقع کے لئے پالا نہ تھا؟ گھوڑا بحکم خدا انسانی زبان میں بولا کہ آپ کا ملازم مجھے خوراک بہت کم دیتا تھا۔ اس نے کہا: میں وعدہ کرتا ہوں آج کے بعد میں تجھے اپنی گود میں چارہ کھلایا کروں گا چنانچہ وہ اسے گود میں ہی کھلاتے۔ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ یہ واقعہ سننے کے لئے لوگوں کا آنا جانا اس کے پاس عام ہو گیا۔ رومی عیسائی بادشاہ تک جب یہ خبر پہنچی تو وہ مسلمان کی عزت سے حسد کی آگ میں جل گیا۔ قرآن سچ کہتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرک مسلمانوں کے سخت حاسد ہیں۔

مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○ (البقرۃ: 105)

"جو لوگ کافر ہیں، اہل کتاب یا مشرک، وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے خیر (و برکت) نازل ہو اور اللہ تعالیٰ تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے۔"

Marfat.com

دوسرا مقام:

اَمۡ یَحۡسُدُوۡنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ

''اہل کتاب اور مشرک عزت وفضل والے لوگوں پر بڑا حسد کرتے ہیں۔''

رومی بادشاہ نے اس کو اپنے پاس لانے کی بڑی کوشش کی لیکن کوششیں ناکام رہیں پھر اس نے ایک مرتد آدمی تیار کیا۔ اس نے یہاں آ کر کلمہ پڑھا اور بڑا عامل شخص بن کر رہنے لگا اور اس مومن کو مکمل اعتماد میں لے لیا۔ اس نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ فلاں وقت فلاں جگہ دریا کے کنارے کسی طاقت ور شخص کو بھیج دینا۔ وعدے کے مطابق مومن شخص کو لے کر وہاں پہنچا تو اس طاقت ور شخص نے اچانک حملہ کیا۔ ادھر اس منافق نے گرفتار کرنا چاہا۔ مومن نے اللہ سے فریاد کی۔ اللہ نے اس طرح دادرسی کی کہ جنگل سے دو درندے آئے اور دونوں کو پھاڑ کر چلے گئے۔ وہ صحیح واپس گھر آ گیا۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر' 9/70' ترجمہ فاطمہ بنت الحسن ام احمد العجلیہ' 29' العنکبوت' 65)

ابوجہل کا بیٹا آغوش اسلام میں

فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کے دشمنوں کی ہمت جواب دے گئی۔ مقابلے کی طاقت نہ رہی تو بعض کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔ بھاگنے والوں میں حضرت عکرمہ بن ابی جہل بھی تھے۔ وہ یمن کے ارادہ سے نکلے۔ ان کی بیوی ام حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لئے امان لے کر ان کی تلاش میں نکلی۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ یمن جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے تو سلامتی سے پار اترنے کے لئے لات منات کا نعرہ لگایا۔

فَاِذَا رَكِبُوۡا فِى الۡفُلۡكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمۡ اِلَى الۡبَرِّ اِذَا هُمۡ يُشۡرِكُوۡنَ ۝ (العنکبوت)

''پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے (اور) خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو جھٹ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔''

Marfat.com

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے یہی تو ہمارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین اختلاف ہے۔ اس کی دعوت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اگر یہ ہمارے معبودان کٹھن اور دشوار حالات میں ہماری مشکل کشائی نہیں کر سکتے تو انہیں معبود بنانے کا مقصد کیا ہے؟ یہی سوچ ان کی ہدایت کا سبب بن گئی۔ یہیں سے واپس پلٹے، راستے میں بیوی ام حکیم ملی۔ امان محمدی کی خبر سنائی۔ بیوی سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ خوشی سے اچھل کر کھڑے ہوئے۔ بڑی محبت سے مرحبا کہا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ام حکیم سے معلوم ہوا کہ آپ نے مجھے امان دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں۔ بالکل میں نے تجھے امان دی ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و تعلیم سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

(بالاختصار موطا امام مالک، النکاح، ص 408، بالتفصیل مستدرک حاکم، 241/3)

غیبی مدد کا عجیب واقعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص (غربت کا ستایا ہوا) اپنے گھر داخل ہوا، گھر والوں کو بھوکا پایا تو ندامت سے جنگل کی طرف نکلا (تا کہ اللہ سے دعا کرے) جب اس کی بیوی نے یہ منظر دیکھا تو اٹھی اور چکی کو چلانے کے لئے تیار کیا پھر تنور میں آگ جلائی پھر اللھم ارزقنا کہہ کر دعا کرنے لگی۔ فارغ ہو کر چکی کے پاس گئی تو دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی ہے اور چکی کا حلقہ آٹے سے بھر گیا ہے۔ پھر وہ عورت تنور کے پاس آئی تو تنور روٹیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اتنے میں اس کا خاوند بھی دعا کر کے آ گیا۔ پوچھا اصبتم بعدی شیئا میرے بعد تمہیں کچھ ملا ہے؟ عورت نے کہا: نعم من ربنا ہاں ہمارے ربّ کی طرف سے ہمیں رزق مل گیا ہے۔ پھر وہ شخص تعجب سے چکی کے پاس گیا اور اوپر والا حصہ اٹھایا (تا کہ حقیقت معلوم کرے) تو چکی رک گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر وہ چکی کا پاٹ نہ اٹھاتا تو چکی قیامت تک چلتی رہتی۔'' (مسند احمد، 421/2)

نماز کے ذریعے استعانت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے ایک ایسی آبادی (یعنی مصر) میں پہنچے جس کا بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ اس کو بتایا گیا کہ ابراہیم ایک خوبصورت عورت لے کر آئے ہیں۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کرنے کے لئے آدمی بھیجا۔ اس کے پوچھنے پر جناب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: یہ میری بہن ہے اور ساتھ ہی جلد سارہ کو بتایا کہ میں نے ان سے تجھے اپنی بہن بتایا ہے کیونکہ روئے زمین پر تیرے اور میرے سوا کوئی مومن نہیں اس لئے تو دینی رشتے سے میری بہن ہے۔ اگر تجھے پوچھے تو میری تکذیب نہ کرنا بلکہ تصدیق کرنا۔ خیر اس ظالم بادشاہ نے سارہ کو جبراً بلوایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو نماز میں کھڑے ہوئے۔ طریقہ استعانت بالصلوٰۃ اپنایا یعنی نماز کے ذریعے مدد مانگی اور حضرت سارہ کے پاس جب یہ بادشاہ ارادہ بد سے آیا: فَقَامَتْ تَوَضَّاتُ وَتُصَلِّیْ ۔

تو حضرت سارہ نے اپنی اس پریشانی اور دکھ کا علاج نماز سے کروایا نماز پڑھی اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ اٰمَنْتُ بِکَ وَبِرَسُوْلِکَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِیْ اِلَّا عَلٰی زَوْجِیْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَیَّ ھٰذَا الْکَافِرَ ۔

”اے اللہ! بے شک میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو اپنے خاوند کے علاوہ تمام لوگوں سے محفوظ رکھا، تو اے اللہ! آج بھی میری عزت کو اس کافر سے محفوظ فرما اور اس کو مجھ پر مسلط نہ کر۔“

جب نماز کے ذریعے مدد مانگی تو اللہ پاک نے ان کی اس طریقے سے مدد فرمائی کہ کافر بے ہوش ہو کر گر پڑا اور ایڑیاں رگڑنے لگا تو حضرت سارہ نے پھر دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنْ یَّمُتْ یُقَالُ ھِیَ قَتَلَتْہُ ۔

”اے اللہ اگر یہ کافر مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس عورت نے اسے قتل کر دیا۔“

Marfat.com

اس دعا کے ساتھ وہ ہوش میں آیا تو اس نے پھر ارادہ بد کیا تو بے ہوش ہو گیا پھر سارہ کی دعا سے ہوش میں آیا حتیٰ کہ تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا تو اس نے کہا: یہ تم میرے پاس کوئی جنی لے آئے ہو' پھر بادشاہ نے سارہ کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا اور ساتھ ایک خادمہ ہاجرہ نامی بھی دے دی۔ بعض نے کہا: ہاجرہ اس بادشاہ کی بیٹی تھی اور بعض نے کہا: لونڈی تھی۔

(بخاری' البیوع' باب شراء المملوک من الحربی' 290' 2104' الانبیاء' باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا' 473)

مقبول دعا:

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا میں اس حدیث کو نقل کیا ہے:

حضرت صفوان حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔ وہ گھر پر موجود نہیں تھے اور آپ نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں اور میں نے سنا ہے کہ آپ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت صفوان نے جواب دیا ہاں میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں' تو ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ ''ہمارے لئے خیر کی دعا کرنا۔''

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ وَعِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ آمِينَ.

(صحیح مسلم' الذکر والدعا' 2733)

''جب مسلمان اپنے بھائی جو موجود ہو یا نہ ہو اس کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کے سر پر ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتے ہیں اور جب یہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اس کی اپنے بھائی کے بارے میں دعا قبول فرما جو یہ نعمت مانگ رہا ہے اس کو بھی عطا فرما۔''

کسی کے لئے نام لے کر دعا کرنا:

حضرت اُمّ درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے تین

Marfat.com

سو سے زائد دوست تھے اور آپ ان کا نام لے لے کر ان کے لئے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ حضرت ابو درداء فرماتے:

اَفَلَا اَرْغَبُ اَنْ تَدْعُوَ لِیَ الْمَلَائِکَةُ ۔ (سیر اعلام النبلا' 35/2)

''کیا یہ بات مجھے خوش نہیں کرتی کہ میرے لئے فرشتے دعائیں کریں۔''

☆...... اعلیٰ ظرف لوگ اپنے پیاروں اور محسنوں کو کبھی فراموش نہیں کرتے' جب وہ اللہ کی وجہ سے پیاروں کو ان کی عدم موجودگی میں دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی نیک ملائکہ کو ان کی بہتری و برتری کی دعاؤں پر مامور فرما دیتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سِتَّةٌ اَدْعُوْلَهُمْ بِسَحَرٍ اَحَدُهُمُ الشَّافِعِیُّ ۔ (الطیوریات' 268/2)

''میں چھ اشخاص کے لئے بوقت سحر دعا کرتا ہوں اور ان میں سے ایک استاد محترم حضرت امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔''

ہمارے پیارے نبی کی ایک پیاری سی دعا:

حضرت عبید اللہ بن رفاعہ الزرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: احد کی جنگ کے بعد مشرک واپس چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

''برابر ہو جاؤ تاکہ میں اپنے پروردگار کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاؤں۔''

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں بنائے کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے یوں باتیں کرنے لگے:

☆ - ''اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لئے۔

☆ - اے اللہ! تو جس کے لئے فراخی پیدا کر دے اس فراخی کو کوئی سکیڑ نہیں سکتا۔

☆ - اے اللہ! جس شخص کے لئے تو تنگی پیدا کر دے' اس تنگی کو کوئی دور نہیں کر سکتا۔

☆ - اے اللہ! جسے تو گمراہ کر دے' اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

☆ - اے اللہ! جسے تو ہدایت سے نواز دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

☆ - اے اللہ! جس شخص سے تو کوئی نعمت روک لے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔

☆ - اے اللہ! جس کو تو عطا کر دے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔

☆ - اے اللہ! جس کو تو اپنے سے دور کر دے اسے کوئی تیرے قریب نہیں کر سکتا۔

☆ - اے اللہ! جس کو تو قریب کر لے اسے کوئی تجھ سے دور نہیں کر سکتا۔

☆ - اے اللہ! ہم پر اپنی برکتیں پھیلا دے۔

☆ - اے اللہ! اپنی رحمتیں سایہ فگن کر دے۔

☆ - اے اللہ! اپنے فضل کا سائبان بنا دے۔

☆ - اے اللہ! اپنے رزق کی کشائش کر دے۔

☆ - اے اللہ! تجھ سے ایسی نعمت کا سوالی ہوں جو سدا برقرار رہے' نہ ہٹے اور نہ ٹلنے پائے۔

☆ - اے اللہ! کوئی فقیری کا دن آ جائے تو مدد کا سوالی ہوں۔

☆ - اے اللہ! کوئی خوف کا دن آ جائے تو امن کا بھکاری ہوں۔

☆ - اے اللہ! تو نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس کے نقصان سے میں تیری حفاظت مانگتا ہوں۔

☆ - اے اللہ! جو ہمیں عطا نہیں فرمایا اس کے شر سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔

☆ - اے اللہ! ایمان کو ہمارا محبوب بنا دے۔

☆ - اے اللہ! اسے ہمارے دلوں کا حسن بنا دے۔

☆ - اے اللہ! ناشکری سے ہمیں نفرت دلا دے۔

☆ - اے اللہ! حق سے ہٹنے اور نافرمانی کرنے کو ناپسند بنا دے۔

☆ - اے اللہ! ہدایت والے لوگوں میں ہمیں شامل فرما دے۔

☆ - اے اللہ! ہم مریں تو مسلمان ہو کر۔

☆ - اے اللہ! اگر زندہ رہیں تو فرماں بردار ہو کر۔

☆ - اے اللہ! اخروی ملاقات کریں تو نیکو کاروں سے۔

☆ - اے اللہ! نہ ہم رسوائیوں میں پڑیں اور نہ فتنوں سے دوچار ہوں۔

Marfat.com

☆ -اے اللہ! کافروں کو ہلاک کر، جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں۔

☆ -اے اللہ! انہیں برباد کر گہ جو تیرے راستے سے روکتے ہیں۔

☆ -اے اللہ! ان کو دھمکا اور ان پر اپنا عذاب مسلط فرما۔

☆ -اے اللہ! اے معبودِ برحق! ان کافروں کو بھی تباہ و برباد کر جن کو تو نے کتاب دی ہے۔"

(مسند احمد، 424/3، 14598، مستدرک حاکم، 23/3، 4308، الادب المفرد للبخاری، 154/2، 699، السنن الکبریٰ للنسائی، 56/6، 10445، اس روایت کی سند صحیح ہے)

(30)

ایک اللہ والے کی درد بھری مناجات

حضرت سیدنا احمد بن سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم ولی حضرت سیدنا ابوفروہ سائح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ایک مرتبہ بعض ویران پہاڑیوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک پہاڑ کے پیچھے سے مجھے کسی کی آواز سنائی دی۔ میں نے کہا: یہاں ضرور کوئی خاص بات ہے لہٰذا میں اسی سمت چل دیا جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ جب وہاں پہنچا تو ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ التجا کر رہا تھا ''اے وہ پاک ذات جس نے اپنے پاک ذکر سے مجھے انسیت بخشی اور مخلوق کی محبت میرے دل سے نکال دی! اے ارحم الراحمین! مجھے تیری یاد میں آنسو بہانا بہت محبوب ہے' اے میرے مولیٰ! مجھے اپنی ایسی معرفت عطا فرما کہ مجھے تیرا قرب نصیب ہو جائے' اے اپنے محبین پر احسان کرنے والے! مجھے بھی اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے۔''

پھر میں نے ایک زوردار چیخ سنی لیکن آس پاس کوئی بھی موجود نہ تھا۔ میں اسی سمت چلتا رہا جہاں سے آواز آ رہی تھی۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص بے ہوش پڑا ہے' اور اس کا جسم کپکپا رہا ہے۔ کافی دیر وہ اسی حالت میں رہا۔ میں بھی وہیں کھڑا رہا۔ پھر جب اسے افاقہ ہوا تو مجھ سے پوچھا ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں بنی آدم کا ایک فرد ہوں۔'' پھر اس نے کہا: ''جاؤ مجھ سے دور ہو جاؤ' میں انسانوں سے دور رہو نے ہی میں عافیت سمجھتا ہوں۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے اور روتے ہوئے ایک جانب چل دیئے۔ میں نے ان سے عرض کی ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' مجھے راستہ تو بتاتے جائیں۔'' تو انہوں نے آسمان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اصل منزل وہاں ہے' اصل منزل وہاں ہے۔'' (عیون الحکایات)

Marfat.com

(31)

اللہ والوں کے حافظے

شیخ عبدالوہاب متقی (متوفی 1001ھ) حدیث وفقہ میں تعمق کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ علم تصوف میں بھی امامت کا درجہ رکھتے تھے، بیس سال کی عمر میں مکہ مکرمہ پہنچے اور صاحب کنز العمال شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بارہ سال رہ کر فقہ، حدیث اور تفسیر وغیرہ میں کمال دسترس حاصل کی۔

اپنے شیخ متقی کی وفات کے بعد ان کے جانشین اور خلیفہ ہوئے اور 26 سال تک مکہ معظمہ میں علوم ظاہری و باطنی کا درس دیتے رہے۔ 40 سال تک دیار پروردگار میں قیام پذیر رہے اور کسی سال کا حج فوت نہیں ہوا۔ تلامذہ میں جو جس ملک کا رہنے والا ہوتا اس کو اس کی زبان میں سبق سمجھاتے۔

مکہ میں قیام کے زمانہ میں ہندوستان کے معروف محدث عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے حلقہ درس میں شامل رہے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کو کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے ''اخبار الاخیار'' میں آپ کا تذکرہ نہایت بسط وتفصیل سے کیا۔ حافظہ کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''قاموس لغت مبالغہ می تواں گفت کہ گویا ہمہ یادداشت وفقہ وحدیث نیز ہمیں حکم دارد۔'' (اخبار الاخیار ص 272)

لغت میں قاموس زبانی یاد تھی اور یہی حال فقہ وحدث میں تھا۔

Marfat.com

عالی ہمت لوگ

مولانا فرخ شاہ سرہندی (متوفی 1122ھ) معقول ومنقول اور فقہ وتصوف میں ید طولیٰ رکھتے تھے' نسبت بھی عالی تھی۔ شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے تھے۔ تمام علوم کی تکمیل اپنے والد محترم شیخ محمد سعید کی خدمت میں کی۔

حج وزیارت سے فارغ ہونے کے بعد درس وتدریس میں لگ گئے' بہت سے علماء نے ان سے استفادہ کیا۔ حافظہ غضب کا تھا۔ ان کی قوت یادداشت وحافظہ کے متعلق صاحب نزہۃ الخواطر فرماتے ہیں:

انه كان يحفظ سبعين الف حديث متنا واسنادا وجرحا وتعديلا ونال بمنزلة الاجتهاد في الاحكام الفقية ۔

''ستر ہزار احادیث کو مع ان کی اسناد' راویوں کے جرح وتعدیل کے یاد کیا تھا اور احکام فقہ میں درجہ اجتہاد حاصل ہوگیا تھا۔'' (نزہۃ الخواطر' 222/6)

ہمارا کام ہو راتوں کو رونا یادِ دلبر میں

محمد بن یوسف بدر الدین الحسینی مغربی مراکشی (متوفی 1135ھ) کی ولادت دمشق میں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس وتدریس وعبادت کے سوا دنیا سے قطع تعلق کر لیا۔ نہایت پرہیزگار اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو راز ونیاز کے ذریعہ قیمتی بناتے:

ہمارا کام ہو راتوں کو رونا یاد دلبر میں
ہماری نیند ہو محو خیال یار ہو جانا

حدیث کے بہترین عالم ہونے کی وجہ سے ''محدث شام'' کے لقب سے مشہور تھے' دنیا اور اہل دنیا سے بے تعلق ہونے کی وجہ سے اہل شام اور حکام وقت کی نگاہوں میں ان کی بڑی قدر ومنزلت تھی یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب ترکوں اور اتحادیوں میں جنگ چھڑی تو عوام نے بالاتفاق ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی کہ آپ خلیفۃ المسلمین ہو جائیں مگر آپ نے

Marfat.com

انکار کر دیا اور اپنی عزلت نشینی کو تیز کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حافظہ بھی غضب کا عطا فرمایا تھا۔ علامہ زرکلی بڑی صراحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں:

فحفظ الصحيحين غبا باسانيدهما ونحو 20 الف بيتامن متون العلوم المختلفة ۔

''آپ کو بخاری شریف اور مسلم شریف احادیث کی اسناد کے ساتھ حفظ تھیں اس پر بس نہیں بلکہ مختلف علوم کے بیس ہزار اشعار بھی از بر تھے۔''

(العلوم للزرکلی، ص33)

یہ واقعہ منکرین حدیث اور ان نام نہاد روشن خیالوں کے لئے رد بلیغ ہے جو بخاری و مسلم کے حفظ کو محض افسانہ سمجھتے ہیں۔

قال الله تعالى في كتابه الكريم

في بيوت أذن الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه يسبح له فيها بالغدو والآصال

١٣٨٥

Marfat.com

(32)

ہے اللہ کی تلوار فاروقِ اعظم

خلیفہ دوم، جانشین پیغمبر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوحفص'' اور لقب ''فاروق اعظم'' ہے۔ آپ اشرافِ قریش میں اپنی ذات وخاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز ہیں۔ آٹھویں پشت میں آپ کا خاندانی شجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے ملتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے تیرہ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلانِ نبوت سے چھٹے سال 27 برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے جبکہ ایک روایت میں آپ سے پہلے کل انتالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا یہاں تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ کی مسجد میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی۔

آپ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح وجنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں حضور سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ومشیر کی حیثیت سے وفادار ورفیق کار رہے سا میہ المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد آپ کو خلیفہ منتخب فرمایا اور دس برس چھ ماہ چار دن آپ نے تخت خلافت پر رونق افروز ہو کر جانشینی رسول کی تمام ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ انجام دیا۔ 26 ذی الحجہ 23ھ چہار شنبہ کے دن نماز فجر میں ابولولو فیروز مجوسی کافر نے آپ کے شکم میں خنجر مارا اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن شرف شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ وقت وفات آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ حضرت صہیب

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ مبارک کے اندر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلوئے انور میں مدفون ہوئے۔

(تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ)

آپ کی کرامات کا سلسلہ:

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک نوجوان صالح کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: اے فلاں! اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (یعنی جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں) اے نوجوان! بتا تیرا قبر میں کیا حال ہے؟ اس نوجوان صالح نے قبر کے اندر سے آپ کا نام لے کر پکارا اور باآواز بلند دو مرتبہ جواب دیا کہ میرے رب نے یہ دونوں جنتیں مجھے عطا فرمادی ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ج 2، ص 860 بحوالہ حاکم)

مدینہ کی آواز نہاوند تک:

امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی سرزمین میں جہاد کے لئے روانہ فرما دیا۔ آپ جہاد میں مصروف تھے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے ناگہاں یہ ارشاد فرمایا: يَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کرلو) حاضرین مسجد حیران رہ گئے کہ حضرت ساریہ تو سرزمین نہاوند میں مصروف جہاد ہیں اور نہاوند مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر ہے۔ آج امیر المومنین نے انہیں کیونکر اور کیسے پکارا؟ لیکن نہاوند سے جب حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا تو اس نے یہ خبر دی کہ میدان جنگ میں جب کفار سے مقابلہ ہوا تو ہمیں شکست ہونے لگی۔ اتنے میں ناگہاں ایک چیخنے والے کی آواز آئی جو چلا چلا کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے ساریہ! تم پہاڑ کی طرف پیٹھ کر لو۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔ یہ کہا اور فوراً ہی انہوں نے اپنے لشکر کو پہاڑ کی طرف پشت کر کے صف بندی کا حکم دیا اور اس کے بعد جو ہمارے لشکر کی کفار سے ٹکر ہوئی تو ایک دم اچانک جنگ کا پانسہ ہی

پلٹ گیا اور دم زدن میں اسلامی لشکر نے کفار کی فوجوں کو روند ڈالا اور عساکر اسلامیہ کے قاہرانہ حملوں کی تاب نہ لا کر کفار کا لشکر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور فوج اسلام نے فتح مبین کا پرچم لہرا دیا۔

(مشکوٰۃ' باب الکرامات' ص 546 وحجۃ اللہ' ج 2' ص 860 وتاریخ الخلفاء' ص 85)

روشن حقائق

حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کرامت سے چند باتیں معلوم ہوئیں جو طالب حق کے لئے روشنی کا مینارہ ہیں۔

1- یہ کہ حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے سپہ سالار دونوں صاحب کرامت ہیں کیونکہ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر آواز کو پہنچا دینا یہ امیر المومنین کی کرامت ہے اور سینکڑوں میل کی دوری سے کسی آواز کو سن لینا یہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔

2- یہ کہ امیر المومنین نے مدینہ طیبہ سے سینکڑوں کی دوری پر نہاوند کے میدانِ جنگ اور اس کے احوال وکیفیات کو دیکھ لیا اور پھر عساکر اسلامیہ کے مشکلات کا حل بھی منبر پہ کھڑے لشکر کے سپہ سالار کو بتا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کے کان اور آنکھ اور ان کی سمع وبصر کی طاقتوں کو عام انسانوں کے کان وآنکھ اور ان کی قوتوں پر ہرگز ہرگز قیاس نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ ایمان رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے کان اور آنکھ کو عام انسانوں سے بہت ہی زیادہ طاقت عطا فرمائی ہے اور ان کی آنکھوں' کانوں اور دوسرے اعضاء کی طاقت اس قدر بے مثل اور بے مثال ہے اور ان سے ایسے کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

3- حدیث مذکورہ بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی حکومت ہوا پر بھی تھی اور ہوا بھی ان کے کنٹرول میں تھی اس لئے کہ آوازوں کو دوسروں کے کانوں تک پہنچانا درحقیقت ہوا کا کام ہے کہ ہوا کے تموج ہی سے آوازیں لوگوں کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا کر سنائی دیا کرتی ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب چاہا اپنے قریب والوں کو اپنی آواز سنا دی اور جب چاہا تو سینکڑوں میل دور

Marfat.com

والوں کو بھی سنا دی اس لئے کہ ہوا آپ کے زیر فرمان تھی جہاں تک آپ نے چاہا ہوا سے آواز پہنچانے کا کام لے لیا۔

سبحان اللہ! سچ فرمایا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ (یعنی جو خدا کا بندہ فرماں بردار بن جاتا ہے تو خدا اس کا کارساز و مددگار بن جاتا ہے) اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

یعنی تو خدا کے حکم سے سرتابی نہ کرتا کہ تیرے حکم سے دنیا کی کوئی چیز روگردانی نہ کرے۔

دریا کے نام خط:

روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ مصر کا دریائے نیل خشک ہو گیا۔ مصری باشندوں نے مصر کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے فریاد کی اور یہ کہا کہ مصر کی تمام تر پیداوار کا دار و مدار اسی دریائے نیل کے پانی پر ہے۔ اے امیر! اب تک ہمارا یہ دستور رہا ہے کہ جب کبھی بھی یہ دریا سوکھ جاتا تھا تو ہم لوگ ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو اس دریا میں زندہ دفن کر کے دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے تو یہ دریا جاری ہو جایا کرتا تھا۔ اب ہم کیا کریں؟ گورنر نے جواب دیا کہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اور رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ کا رحمت بھرا دین ہمارا اسلام ہرگز ہرگز کبھی بھی اس بے رحمی اور ظالمانہ فعل کی اجازت نہیں دے سکتا لہٰذا تم لوگ انتظار کرو۔ میں دربارِ خلافت میں خط لکھ کر دریافت کرتا ہوں۔ وہاں سے جو حکم ملے گا ہم اس پر عمل کریں گے۔

چنانچہ ایک قاصد گورنر کا خط لے کر مدینہ منورہ دربارِ خلافت میں حاضر ہوا۔ امیر المومنین نے گورنر کا خط پڑھ کر دریائے نیل کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس کا مضمون یہ تھا:

"اے دریائے نیل! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہمیں تیری کوئی

Marfat.com

ضرورت نہیں ہے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہو جا۔"

امیر المومنین نے اس خط کو قاصد کے حوالہ فرمایا اور حکم دیا کہ میرے اس خط کو دریائے نیل میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق گورنر مصر نے اس خط کو دریائے نیل کی خشک ریت میں دفن کر دیا۔ خدا کی شان کہ جیسے ہی امیر المومنین کا خط دریا میں دفن کیا گیا' فوراً ہی دریا جاری ہو گیا اور اس کے بعد پھر کبھی خشک نہیں ہوا۔

(حجۃ اللہ ج 2' ص 861 و ازالۃ الخفاء' 2' ص 166)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس طرح ہوا پر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت تھی اسی طرح دریاؤں کے پانیوں پر بھی آپ کی حکمرانی کا پرچم لہرا رہا تھا اور دریاؤں کی روانی بھی آپ کی فرماں بردار و خدمت گزار تھی۔

چادر دیکھ کر آگ بجھ گئی:

روایت میں ہے کہ آپ کی خلافت کے دور میں ایک مرتبہ ناگہاں ایک پہاڑ کے غار سے ایک بہت ہی خطرناک آگ نمودار ہوئی جس نے آس پاس کی تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ جب لوگوں نے دربارِ خلافت میں فریاد کی تو امیر المومنین نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: میری یہ چادر لے کر آگ کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اس مقدس چادر کو لے کر روانہ ہو گئے اور جیسے ہی آگ کے قریب پہنچے' یکایک وہ آگ بجھنے اور پیچھے ہٹنے لگی یہاں تک کہ وہ غار کے اندر چلی گئی اور جب یہ چادر لے کر غار کے اندر داخل ہو گئے تو وہ آگ بالکل ہی بجھ گئی اور پھر کبھی بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ (ازالۃ الخفاء' مقصد 2' ص 172)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ہوا اور پانی کی طرح آگ پر بھی امیر المومنین کی حکمرانی تھی اور آگ بھی آپ کے تابع فرمان تھی۔

ایک دُرّے سے زمیں کا زلزلہ جاتا رہا:

امام الحرمین نے اپنی کتاب "الشامل" میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں

Marfat.com

زلزلہ آ گیا اور زمین زوروں کے ساتھ کانپنے اور ہلنے لگی۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلال میں بھر کر زمین پر ایک درہ مارا اور بلند آواز سے تڑپ کر فرمایا قری الم اعدل علیک (اے زمین! ساکن ہو جا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا ہے؟) آپ کا فرمان جلالت نشان سنتے ہی زمین ساکن ہو گئی اور زلزلہ ختم ہو گیا۔

(حجۃ اللہ ج 2 ص 861 وازالۃ الخفاء مقصد 2 ص 172)

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت جس طرح ہوا، پانی، آگ پر تھی، اسی طرح زمین پر بھی آپ کے فرمان شاہی کا سکہ چلتا تھا۔ مذکورہ بالا چاروں کرامتوں سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی حکومت ہوا، آگ، پانی اور مٹی سبھی پر ہے اور چونکہ یہ چاروں اربعہ عناصر کہلاتے ہیں یعنی انہیں چاروں سے کائنات عالم کے مرکبات بنائے گئے ہیں تو جب ان چاروں عناصر پر اولیاء کرام کی حکومت ثابت ہو گئی تو جو جو چیزیں ان چاروں عناصر سے مرکب ہوئی ہیں ظاہر ہے کہ ان پر بطریق اولیٰ اولیاء کرام کی حکومت ہو گی۔

دور سے پکار کا جواب:

حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سرزمین روم میں مجاہدین اسلام کا ایک لشکر بھیجا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد بالکل ہی اچانک مدینہ منورہ میں نہایت ہی بلند آواز سے آپ نے دو مرتبہ یہ فرمایا یَا لَبَّیْکَاهُ! یَا لَبَّیْکَاهُ (یعنی اے شخص! میں تیری پکار پر حاضر ہوں) اہل مدینہ حیران رہ گئے اور ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا کہ امیر المومنین کس فریاد کرنے والے کی پکار کا جواب دے رہے ہیں؟ لیکن جب کچھ دنوں کے بعد وہ لشکر مدینہ منورہ واپس آیا اور اس لشکر کا سپہ سالار اپنی فتوحات اور اپنے جنگی کارناموں کا ذکر کرنے لگا تو امیر المومنین نے فرمایا: ان باتوں کو چھوڑ دو پہلے یہ بتاؤ کہ جس مجاہد کو تم نے زبردستی دریا میں اتارا تھا اور اس نے یَا عُمَرَاهُ! یَا عُمَرَاهُ (یعنی میرے عمر! میری خبر لیجئے) پکارا تھا اس کا کیا واقعہ تھا۔

سپہ سالار نے فاروقی جلال سے سہم کر کانپتے ہوئے عرض کیا: امیر المومنین! مجھے اپنی فوج کو دریا کے پار اتارنا تھا اس لئے میں نے پانی کی گہرائی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کو

Marfat.com

دریا میں اترنے کا حکم دیا۔ چونکہ موسم بہت ہی سرد تھا اور زوردار ہوائیں چل رہی تھیں اس لئے اس کو سردی لگ گئی اور اس نے دو مرتبہ زور زور سے **یَا عُمَرَاهُ! یا عُمَرَاهُ** کہہ کر آپ کو پکارا۔ پھر یکا یک اس کی روح پرواز کر گئی۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے ہرگز ہرگز اس کو ہلاک کرنے کے ارادہ سے دریا میں اترنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جب اہل مدینہ نے سپہ سالار کی زبانی یہ قصہ سنا تو ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا کہ امیر المومنین نے ایک دن جو دو مرتبہ یَا لَبَّیْگَاهُ! یَا لَبَّیْگَاهُ فرمایا تھا درحقیقت یہ اسی مظلوم مجاہد کی فریاد و پکار کا جواب تھا۔ امیر المومنین سپہ سالار کا بیان سن کر غیظ و غضب میں بھر گئے اور فرمایا: سرد موسم اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں میں اس مجاہد کو دریا کی گہرائی میں اتارنا یہ قتل خطا کے حکم میں ہے لہٰذا تم اپنے مال میں سے اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا ادا کرو اور خبردار! خبردار! آئندہ کسی سپاہی سے ہرگز ہرگز کبھی کوئی ایسا کام نہ لینا جس میں اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو کیونکہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا ہلاک ہو جانا بڑی سے بڑی ہلاکتوں سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر ہلاکت ہے۔ (ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 172)

امیر المومنین نے اس وفات پانے والے سپاہی کی فریاد اور پکار کو سینکڑوں میل کی دوری سے سن لیا اور اس کا جواب بھی دیا۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اولیاء کرام دور کی آوازوں کو سن لیتے ہیں اور ان کا جواب بھی دیتے ہیں۔

دو غیبی شیر:

روایت ہے: بادشاہ روم کا بھیجا ہوا ایک عجمی کافر مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پتہ پوچھا۔ لوگوں نے بتادیا کہ وہ دوپہر کو کھجور کے باغوں میں شہر سے کچھ دو رقیلولہ فرماتے ہوئے تم کو ملیں گے۔ یہ عجمی کافر ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ کے پاس پہنچ گیا اور یہ دیکھا کہ آپ اپنا چمڑے کا درہ اپنے سر کے نیچے رکھ کر زمین پر گہری نیند سو رہے ہیں۔ عجمی کافر اس ارادے سے تلوار کو نیام سے نکال کر آگے بڑھا کہ امیر المومنین کو قتل کر کے بھاگ جائے مگر وہ جیسے ہی آگے بڑھا، بالکل ہی اچانک اس نے یہ دیکھا کہ دو شیر منہ پھاڑے ہوئے اس پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ خوفناک منظر دیکھ کر وہ خوف و دہشت سے بلبلا کر چیخ پڑا اور اس کی چیخ کی آواز سے امیر المومنین بیدار ہو گئے اور یہ دیکھا کہ عجمی کافر ننگی

تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ آپ نے اس کی چیخ اور دہشت کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کر دیا اور پھر بلند آواز سے کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور امیر المومنین نے اس کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ برتاؤ فرما کر اس کے قصور کو معاف کر دیا۔ (ازالۃ الخفاء مقصد 2 ص 172 و تفسیر کبیر ج 5 ص 478)

یہ روایت بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی حفاظت کے لئے غیب سے ایسا سامان فراہم فرما دیتا ہے کہ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا اور یہی غیبی سامان اولیاء اللہ کی کرامت کہلاتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

محال است چوں دوست دار د ترا

کہ در دست دشمن گزار د ترا

یعنی اللہ تعالیٰ جب تمہیں اپنا محبوب بندہ بنائے تو پھر یہ محال ہے کہ وہ تمہیں تمہارے دشمن کے ہاتھ میں کسمپرسی کے عالم میں چھوڑ دے بلکہ اس کی کبریائی ضرور دشمنوں سے حفاظت کے لئے اپنے محبوب بندوں کی غیبی طور پر امداد و نصرت کا سامان پیدا فرما دیتی ہے اور یہی نصرت ایمانی فضل ربانی بن کر اس طرح محبوبانِ الٰہی کی دشمنوں سے حفاظت کرتی ہے جس کو دیکھ کر بے اختیار یہ کہنا پڑتا ہے کہ

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

قبر میں بدن سلامت:

ولید بن عبدالملک اموی کے دور حکومت میں جب روضۂ منورہ کی دیوار گر پڑی اور بادشاہ کے حکم سے تعمیر جدید کے لئے بنیاد کھودی گئی تو ناگہاں بنیاد میں ایک پاؤں نظر آیا۔ لوگ گھبرا گئے اور سب نے یہی خیال کیا کہ یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پائے اقدس ہے لیکن جب عروہ بن زبیر صحابی رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور پہچانا، پھر قسم کھا کر یہ فرمایا: یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس پاؤں نہیں ہے بلکہ یہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم شریف ہے تو لوگوں کی گھبراہٹ اور بے چینی میں قدرے سکون ہوا۔

(بخاری شریف ج 1 ص 186)

Marfat.com

بخاری شریف کی یہ روایت اس بات کی زبردست شہادت ہے کہ بعض اولیائے کرام کے مقدس جسموں کو قبر کی مٹی برسوں گزر جانے کے بعد بھی نہیں کھا سکتی۔ بدن تو بدن ان کے کفن کو بھی مٹی میلا نہیں کرتی۔ جب اولیاء کرام کا یہ حال ہے تو بھلا حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کیا حال ہوگا؟ پھر حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا کیا کہنا؟ جبکہ وہ اپنی قبر منور میں جسمانی لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ (یعنی اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو روزی بھی دی جاتی ہے)

جو کہہ دیا وہ ہو گیا:

ربیعہ بن امیہ بن خلف نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنا یہ خواب بیان کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں ایک ہرے بھرے میدان میں ہوں۔ پھر میں اس سے نکل کر ایک ایسے چٹیل میدان میں آ گیا جس میں کہیں دور دور تک گھاس یا درخت کا نام ونشان بھی نہیں تھا اور جب میں نیند سے بیدار ہوا تو واقعی میں ایک بنجر میدان میں تھا۔ آپ نے فرمایا: تو ایمان لائے گا پھر اس کے بعد کافر ہو جائے گا اور کفر ہی کی حالت میں مرے گا۔ اپنے خواب کی یہ تعبیر سن کر وہ کہنے لگا کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے۔ میں نے یوں ہی جھوٹ موٹ آپ سے یہ کہہ دیا ہے۔ آپ نے یہ فرمایا: تو نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو مگر میں نے جو تعبیر دی ہے وہ اب پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمان ہونے کے بعد اس نے شراب پی اور امیر المومنین نے اس کو درہ مار کر سزا دی اور اس کو شہر بدر کر کے خیبر بھیج دیا۔ وہ ظالم وہاں سے بھاگ کر روم کی سرزمین میں چلا گیا اور وہاں جا کر وہ مردود نصرانی ہو گیا اور مرتد ہو کر کفر ہی کی حالت میں مر گیا۔ (ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 170)

لوگوں کی تقدیر میں کیا ہے؟:

عبداللہ بن مسلمہ کہتے ہیں: ہمارے قبیلہ کا ایک وفد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ خلافت میں آیا تو اس جماعت میں اشتر نام کا ایک شخص بھی تھا۔ امیر المومنین اس کو سر سے پیر تک بار بار گرم گرم نگاہوں سے دیکھتے رہے پھر مجھ سے دریافت فرمایا: کیا یہ

شخص تمہارے ہی قبیلہ کا ہے؟ میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' اس وقت آپ نے فرمایا: خدا اس کو غارت کرے اور اس کے شر و فساد سے اس امت کو محفوظ رکھے۔ امیر المومنین کی اس دعا کے بیس برس بعد جب باغیوں نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تو یہی ''اشتر'' اس باغی گروہ کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا۔

☆......اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملک شام کے کفار سے جہاد کرنے کے لئے لشکر بھرتی فرما رہے تھے۔ ناگہاں ایک ٹولی آپ کے سامنے آئی تو آپ نے انتہائی کراہت کے ساتھ ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوبارہ یہ لوگ آپ کے روبرو آئے تو آپ نے منہ پھیر کر ان لوگوں کو اسلامی فوج میں بھرتی کرنے سے انکار فرما دیا۔ لوگ آپ کے اس طرز عمل سے انتہائی حیران تھے لیکن آخر میں یہ راز کھلا کہ اس ٹولی میں ''اسود تجیبی'' بھی تھا جس نے اس واقعہ سے بیس برس بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کیا اور اس ٹولی میں عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی بھی تھا جس نے اس واقعہ سے تقریباً چھبیس برس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی تلوار سے شہید کر ڈالا۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 169 و ص 172)

مذکورہ بالا کرامتوں میں آپ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کے خاتمہ کے بارے میں برسوں پہلے یہ خبر دے دی کہ وہ کافر ہو کر مرے گا اور بیس برس پہلے آپ نے ''اشتر'' کے شر و فساد سے امت کو محفوظ رہنے کی دعا مانگی اور ''اسود تجیبی'' سے اس بناء پر منہ پھیر لیا اور اسلامی لشکر میں اس کو بھرتی کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ دونوں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے تھے اور اسلامی لشکر میں اس بناء پر بھرتی نہیں فرمایا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا۔

ان مستند روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کو خداوند قدوس کے بتا دینے سے آدمیوں کی تقدیروں کا حال معلوم ہو جاتا ہے اسی لئے حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں فرمایا ہے:

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطاء

یعنی لوحِ محفوظ اولیاء کرام کے پیشِ نظر رہتی ہے۔ جس کو دیکھ کر وہ انسانوں کی تقدیروں میں کیا لکھا ہے ان کو جان لیتے ہیں۔ لوحِ محفوظ کو اس لئے لوحِ محفوظ کہتے ہیں: وہ غلطیوں اور خطاؤں سے محفوظ ہے۔

دعا کی مقبولیت

ابو ہدبہ حمصی کا بیان ہے کہ جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ عراق کے لوگوں نے آپ کے گورنر کو اس کے منہ پر کنکریاں مار کر اور ذلیل و رسوا کر کے شہر سے باہر نکال دیا ہے تو آپ کو اس خبر سے انتہائی رنج و قلق ہوا اور آپ بے انتہا غضب ناک ہو کر مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور اسی غیظ و غضب کی حالت میں آپ نے نماز شروع کر دی لیکن چونکہ آپ فرطِ غضب سے مضطرب تھے اس لئے آپ کو نماز میں سہو ہو گیا اور آپ اس رنج و غم سے اور بھی زیادہ بے تاب ہو گئے اور انتہائی رنج و غم کی حالت میں آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! قبیلہ ثقیف کے لونڈے (حجاج بن یوسف ثقفی) کو ان لوگوں پر مسلط فرما دے جو زمانہ جاہلیت کا حکم چلا کر ان عراقیوں کے نیک و بد کسی کو بھی نہیں بخشتے۔ چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہو گئی اور عبد الملک بن مروان اموی کے دورِ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی عراق کا گورنر بنا اور اس نے عراق کے باشندوں پر ظلم و ستم کا ایسا پہاڑ توڑا کہ عراق کی زمین بلبلا اٹھی۔ حجاج بن یوسف ثقفی اتنا بڑا ظالم تھا کہ اس نے جن لوگوں کو رسی میں باندھ کر اپنی تلوار سے قتل کیا' ان مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہی ہے اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کئے گئے ان کی گنتی کا تو شمار ہی نہیں ہو سکا۔

حضرت ابن لہیعہ محدث نے فرمایا ہے: جس وقت امیر المومنین نے یہ دعا مانگی تھی اس وقت حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ابھی نہیں ہوا تھا۔ (ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 172)

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کو غیب کی باتوں کا بھی علم عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ روایت مذکورہ بالا میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ ابھی حجاج بن یوسف ثقفی پیدا بھی نہیں ہوا تھا لیکن امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہو گیا تھا

Marfat.com

کہ حجاج بن یوسف ثقفی نامی ایک بچہ پیدا ہو گا جو بڑا ہو کر گورنر بنے گا اور انتہائی ظالم ہو گا۔

ظاہر ہے کہ قبل از وقت ان باتوں کا معلوم ہو جانا یقیناً یہ غیب کا علم ہے۔ اب یہ مسئلہ آفتابِ عالم تاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے تو پھر انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے یقیناً علومِ غیبیہ کا خزانہ عطا فرمایا ہے اور یہ حضرات بے شمار غیب کی باتوں کو خدا تعالیٰ کے بتا دینے سے جانتے ہیں اور دوسروں کو بھی بتاتے ہیں چنانچہ اہل حق حضرات علماء اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام بالخصوص حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار علوم غیبیہ کے خزانے عطا فرمائے ہیں اور یہی عقیدہ حضرات تابعین و حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی تھا۔

چنانچہ مواہب لدنیہ شریف میں ہے کہ

قد اشتهر وانتشر امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اصحابه بالا طلاع على الغيب ۔

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیوب پر مطلع ہیں' یہ بات صحابہ کرام میں عام طور پر مشہور اور زبان زدِ خاص و عام تھی۔"

اسی طرح مواہب لدنیہ کی شرح میں علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

واصحابه صلى الله عليه وسلم جازمون باطلاعه على الغيب ۔

یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ پختہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتوں پر مطلع ہیں۔ ان دو بزرگوں کے علاوہ دوسرے بہت سے ائمہ کرام نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس تصریح کو بیان فرمایا ہے۔ (کراماتِ صحابہ' علامہ اعظمی)

Marfat.com

(33)

میری باقی اُمت کا کیا بنے گا؟

حضرت ابونصیر بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان کی تیرہویں رات ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! اُٹھیے یہ تہجد کا وقت ہے اپنی امت کے لئے مانگ لیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی کیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام صبح صادق کے وقت خوشخبری لے کر آئے اور عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تیری امت کے لئے ایک ثلث یعنی تہائی کو بخش دیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام مجھے باقی دو تہائی کی خبر دے کہ ان کا کیا ہوا؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا مجھے خبر نہیں۔ پھر جب دوسری رات ہوئی تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: اے محمد اٹھ اور امت کے لئے مانگ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسے ہی کیا پھر صبح جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے لئے دو تہائی کو بخش دیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام باقی ایک تہائی کی خبر دے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا مجھے اس کی کوئی خبر نہیں۔

شب برأت فرشتوں کی دعا اور اُمت کی بخشش

پھر جب شب برأت ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ساری امت کو بخش دیا بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات وصفات میں شرک نہ کرتے ہوں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھائیں اور دیکھیں کیا دکھائی دیتا ہے۔ جب آپ نے

Marfat.com

نظر فرمائی تو تمام آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور تمام فرشتے پہلے آسمان سے لے کر عرش تک سجدہ میں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بخشش کی دعائیں کر رہے تھے اور ہر دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا۔ پہلے دروازے پر ایک فرشتہ کہتا تھا خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے اس رات میں رکوع کیا ہو۔ دوسرے پر خوشخبری ہو ان کے لئے جنہوں نے اس رات میں سجدہ کیا ہو۔ تیسرے پر خوشخبری ہو ان کے لئے جنہوں نے اس رات کو ذکر کیا ہو۔ چوتھے پر خوشخبری ہو ان کو جس نے اس رات میں اپنے رب سے دعا مانگی ہو۔ پانچویں پر خوشخبری ہو ان کے لئے جو اس رات خوف خدا سے رویا ہو۔ چھٹے پر خوشخبری ہو ان کے لئے جس نے رات میں بھلائی اور خیر والا عمل کیا ہو۔ ساتویں پر خوشخبری ہو جس نے اس رات میں تلاوت کلام اللہ کی ہو۔ پھر یہی فرشتہ اعلان کرتا ہے کوئی ہے مانگنے والا جس کو عطا کریں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے' ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔

(درۃ الناصحین' ج 2' ص 227)

Marfat.com

(34)

دنیاوی زندگی کا حال

عبداللہ فرماتے ہیں کہ عامر بن عامر ہمدانی نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

ترجمہ: دنیا تو جنت یا جہنم کی طرف ایک راستہ ہے۔ رات اور دن تو انسان کے لئے تجارت کی منڈی اور بازار ہے۔ (بیہقی' باب الزہد' ص 298)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حسن بن عبداللہ نے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: جب مجھے میرے اپنے ہاتھ پاؤں نے کوئی نفع نہیں پہنچایا تو' اور کیا چیز مجھے نفع پہنچا سکتی ہے۔ دنیا میں امید لگائے بیٹھا ہوں مگر اس سے تو سم قاتل کے علاوہ اور کسی چیز کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اے وہ شخص جو دنیا میں بے خوف ہو بیٹھا ہے۔ اس میں تو اس طرح ڈرتا رہ جس طرح ہاتھ سے پانی لینے والا انگلیوں کے درمیان سے پانی نکل جانے سے ڈرتا ہے اور اس خواب دیکھنے والے کی طرح جو مختلف خیالات کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے خوش ہو جاتا ہے۔ جب رات ختم ہو جاتی ہے تو اس کی خوشی چلی جاتی ہے' اور مصیبتیں پھر اسے آ گھیرتی ہیں۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حسن بن سکن بن سلیمان نے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: تیری زندگی غموں سے بھری ہوئی ہے تو اپنی زندگی تو پریشانی ہی میں گزارے گا۔ دنیا کی لذات تو مسموم و زہر آلود ہیں' تو بغیر زہر کے ان لذات کو حاصل نہیں کر سکتا' کوئی چیز جب پوری ہو جاتی ہے تو اس میں نقصان ظاہر ہونے لگتا ہے' جب کسی چیز کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ وہ پوری ہو گئی تو تو اس کے زوال کی توقع رکھ۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن جعد جوہری نے خبر دی' انہیں مبارک بن فضالہ نے' وہ حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان نے

Marfat.com

بصرہ میں یہ خطبہ دیا تھا۔

صحابی رسول کا زُہد کے بارے میں خطبہ

ترجمہ: پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! یہ دنیا قریب ہے کہ ختم ہو جائے اور جلدی سے پیٹھ پھیر جائے۔ اب تو اس کی زندگی برتن میں بچے ہوئے تھوڑے سے پانی کے بقدر ہے۔ تمہیں اسے ضرور چھوڑنا پڑے گا چنانچہ تم لوگوں کے یہاں سے بہترین اعمال لے کر لوٹو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم سے پہلے کی ہر نبوت منسوخ ہو چکی ہے، آخر میں بادشاہت قائم ہو جائے گی اور تم لوگ ہمارے بعد امراء کو آزماؤ گے۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیں بری عبرتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے آپ کو تو میں بڑا سمجھوں حالانکہ اللہ کی نگاہوں میں ذلیل وحقیر ہوں۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک ماہ کے قریب رہے ان میں سے میں ساتواں فرد تھا۔ ہمارے لئے درختوں کے پتوں کے علاوہ کوئی چیز کھانے کے لئے نہ تھی، پتے کھانے کی وجہ سے ہمارے جبڑے بھی زخمی ہو گئے تھے۔ (کپڑوں کے اعتبار سے ہماری حالت یہ تھی) مجھے ایک چادر ملی جس کے دو ٹکڑے کر کے میں نے ایک حصہ سعد بن مالک کو دے دیا۔ آج ان ساتوں میں سے وہ زندہ ہیں جو ایک شہر کے گورنر ہیں، کیا تم لوگ اس سے تعجب کرتے ہو؟ تمہارے بعد اس سے بھی زیادہ عجیب حالات آئیں گے، اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر کوئی پتھر جہنم میں ڈال دیا جائے تو اس کی گہرائی اور تہہ میں ستر سال تک بھی نہ پہنچ پائے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اسے بھرا جائے گا، اور سنو! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، جنت کے دروازے کی چوڑائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ کثرت ازدہام کی وجہ سے ایک دن چرچرائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء 171/1، مسلم 2967، صفوۃ الصفوہ 387/1)

Marfat.com

(35)

عبداللہ بن ادریس اور عبداللہ بن وہب

یہ دونوں بزرگ بھی محدثین کرام میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ادریس کوفی حضرت امام ابوحنیفہ کے تلامذہ اور امام مالک کے اساتذہ میں سے ہیں اور ان کا شمار اکابر فقہائے حنفیہ میں ہے۔ بڑے عابد وزاہد اور تارک الدنیا تھے۔ مزاج میں کمال درجے کا استغنا تھا۔ جاہ ومنصب سے انتہائی تنفر اور امراء وسلاطین کی ملاقاتوں اور ان کے نذرانوں سے ہمیشہ بیزار رہے۔ ایک مرتبہ خلیفہ بغداد ہارون رشید نے آپ کے لئے قاضی کا عہدہ پیش کیا تو آپ نے نہایت بے پروائی کے ساتھ جواب دیا کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں اس لئے معذرت چاہتا ہوں۔ خلیفہ کو بھرے دربار میں یہ سوکھا جواب سن کر غصہ آ گیا اور بگڑ کر کہا کہ کاش! میں تیری صورت نہ دیکھتا۔ آپ نے بھی نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ کاش! میں بھی تیری صورت نہ دیکھتا۔ یہ کہہ کر فوراً دربار سے روانہ ہو گئے۔ بعد کو خلیفہ نے پانچ ہزار درہم کی تھیلی آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ بھیجی۔ مگر آپ نے خلیفہ کے اس نذرانے کو بھی ٹھکرا دیا اور قاصد سے ڈانٹ کر فرمایا: باہر نکل جاؤ اور فوراً میرے پاس سے یہ تھیلی لے کر واپس چلے جاؤ اور خبردار! آئندہ پھر ہرگز ہرگز دوبارہ کبھی بھی میرے پاس نہ آنا۔ خلیفہ نے اس کے بعد اپنے ایک خاص قاصد کے ذریعے پیغام بھیجا کہ آپ نے نہ ہمارا اکرام کیا اور نہ ہمارا نذرانہ قبول فرمایا اس کا ہمیں بڑا رنج ہے۔ مگر خیر! اب ہماری اتنی درخواست منظور کر لیجئے کہ میرا فرزند مامون آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو اس کو حدیث کا درس دیجئے۔ عبداللہ بن ادریس نے کہلا بھیجا کہ اگر مامون عام طلبہ کی صف میں بیٹھ کر پڑھنا چاہے گا تو میں اس کو پڑھا دوں گا۔ اس کے ساتھ درس گاہ میں کوئی خاص امتیاز برتنے پر تیار نہیں!

Marfat.com

بادشاہ کا بیٹا حفظِ حدیث کا اس قدر ماہر

چنانچہ حج کے موقع پر جب ہارون رشید کوفے میں شاہانہ کرّوفر کے ساتھ داخل ہوا تو اس نے قاضی امام ابو یوسف سے یہ خواہش ظاہر کی کہ تمام محدثین کوفہ میرے دربار میں تشریف لا کر حدیث بیان فرمائیں چنانچہ کوفے کے تمام محدثین نے خلیفہ کی فرمائش پوری کر دی مگر عبداللہ بن یونس اور عیسیٰ بن یونس اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئے اور شاہی دربار میں کسی طرح حاضری دینے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ مجبوراً امین و مامون دونوں شہزادے خود سوار ہو کر عبداللہ بن ادریس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عبداللہ بن ادریس نے ایک سو حدیثیں ان دونوں کے سامنے بیان فرمائیں۔ جب درس ختم ہو چکا تو مامون نے کہا: شیخ محترم! اگر اجازت ہو تو یہ سب حدیثیں میں زبانی آپ کو سنا دوں۔ عبداللہ بن ادریس نے فرمایا: سناؤ۔ چنانچہ مامون نے بلا جھجک ایک سو حدیثوں کو اپنی قوت حافظہ سے زبانی پڑھ کر سنا دیا۔ عبداللہ بن ادریس مامون کی اس بے پناہ قوت حافظہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور عش عش کرنے لگے پھر ان دونوں شہزادوں نے عیسیٰ بن یونس کی درسگاہ میں بھی حاضری دی اور ان سے بھی کچھ حدیثوں کا سماع کیا پھر سبق پڑھنے کے بعد مامون نے دس ہزار درہم کی تھیلی نذر کی تو عیسیٰ بن یونس نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا: درس حدیث کے عوض میں تو میں تمہارا ایک گھونٹ پانی بھی قبول نہیں کر سکتا۔

عبداللہ بن ادریس کی وفات 192ھ میں ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی صاحبزادی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں تو آپ نے فرمایا: میری پیاری بیٹی! تمہیں رونا نہیں چاہیے تم اطمینان رکھو۔ تمہارے باپ نے صرف ایک کوٹھری میں چار ہزار ختم قرآن مجید پڑھا ہے۔

(نووی و تذکرۃ الحفاظ ترجمہ عیسیٰ بن یونس)

☆...... جبکہ حضرت عبداللہ بن وہب بن مسلم فہری رحمۃ اللہ علیہ 125ھ میں پیدا ہوئے اور مصر ان کا وطن ہے۔ مدینہ منورہ و مصر وغیرہ کے چار سو اماموں سے انہوں نے علم حدیث پڑھا۔ ان میں سے امام مالک اور لیث خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

یہ موطا امام مالک کے راویوں میں سے بھی ہیں۔ ان کو ایک لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں اور حافظ ذہبی کا بیان ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں ایک لاکھ بیس ہزار حدیثیں موجود

Marfat.com

ہیں۔ یہ بہت ہی صاحب کرامت تھے اور ان کی دعائیں بہت جلد مقبول ہوتی تھیں۔ منقول ہے کہ عباد بن محمد نے جو اس ملک کا امیر تھا' ان کو قاضی بنانا چاہا۔ یہ وہاں سے چلے گئے اور روپوش ہو گئے۔ عباد بن محمد نے غصے میں آ کر ان کا مکان مسمار کرا دیا۔ جب ان کو خبر پہنچی تو انہوں نے عباد بن محمد کے اندھا ہونے کی بد دعا کی چنانچہ ایک ہفتہ گزرنے نہیں پایا تھا کہ عباد اندھا ہو گیا۔

علم کا دستر خوان اُٹھا لیا گیا

آپ پر خوف الٰہی کا بڑا غلبہ تھا۔ ایک روز حمام میں تشریف لے گئے۔ کسی نے یہ آیت پڑھ دی وَاِذْ یَتَحَاجُّوْنَ فِی النَّارِ بس جہنم کا نام سنتے ہی بے ہوش ہو کر غسل خانے میں گر پڑے اور بہت دیر کے بعد ہوش میں آئے۔ اسی طرح آپ کے ایک شاگرد نے آپ کی کتاب جامع ابن وہب میں سے قیامت کا واقعہ پڑھ دیا تو آپ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگ ان کو اٹھا کر مکان پر لائے۔ جب ہوش آتا تو بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا اور پھر بے ہوش ہو جاتے۔ اسی حالت میں 25 شعبان 197ھ کو بہتر سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔

جب سفیان بن عیینہ کو آپ کے انتقال کی خبر پہنچی تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: عبداللہ بن وہب کی موت تمام اہل اسلام کے لئے ایک بڑی مصیبت ہے۔

آپ کے انتقال کی رات بعض اولیاء نے یہ خواب دیکھا کہ لوگ دستر خوانوں کو یہ کہہ کر اٹھا رہے ہیں کہ اٹھو! چلو! اب علم کا دستر خوان اٹھا لیا گیا۔

عبداللہ بن وہب نے اپنی یادگار میں بہت سی کتابیں بعض اپنی تصنیفات چھوڑی ہیں جن میں کتاب الاھوال و کتاب المناسک و کتاب المغازی وغیرہ بہت مشہور و معروف ہیں۔ (بستان المحدثین وغیرہ)

Marfat.com

(36)

غلامِ حق آگاہ

وادیٔ حجاز قحط سے جل رہی تھی۔ مکہ مکرمہ میں خرد وکلاں' پیر و جوان صلوٰۃ استقاء پڑھنے کے لئے گھر سے باہر نکل آئے تھے۔ مسجد حرام مکیوں سے بھر گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بھی باب بنی شیبہ کے قریب ایک حصہ میں موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اچانک ایک حبشی غلام وہاں آیا جس کے جسم پر معمولی لنگی اور چادر تھی۔ ایک پوشیدہ جگہ بیٹھا اور چھپ کر دعا کرنے لگا۔

رب ذوالجلال! کثرت معاصی اور شامت اعمال سے لوگوں کی صورتیں فرسودہ ہو گئی ہیں اور تو نے ہم سے بارش روک دی ہے تا کہ خلق خدا اس سے سبق لے اور آگاہ ہو۔ اے حلم و بردباری والے مولا! اے وہ کریم جس کے بندوں کو اس کے احساس و کرم ہی سے آشنائی ہے میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ ابھی پانی برسا دے اپنے بندوں کو ابھی سیراب کر دے۔

جوان دعا کے یہی الفاظ بار بار کہتا رہا حتیٰ کہ جھوم کر گھٹا اٹھی اور مکہ مکرمہ جل تھل ہو گیا اور وہ اپنی جگہ بیٹھا ذکر و تسبیح میں مصروف رہا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک حبشی غلام کا یہ سوز دل دیکھ کر روتے رہے۔ وہ چلا تو اس کے پیچھے پیچھے ہو گئے اور اس کی رہائش گاہ دیکھ آئے' پھر ملول خاطر حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے آ کر سارا ماجرا سنایا۔ شیخ فضیل نے جوان صالح کا حال سن کر چیخ ماری اور کہا مجھے جلد اس جوان باخدا کے پاس لے چلو۔ رات زیادہ گزر گئی تھی اس لئے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے وہاں جانا مناسب نہیں سمجھا۔

Marfat.com

تین عظیم ہستیاں اور سیاہ فام غلام

صبح ہوئی تو اس کی تلاش میں اس کے مکان پر دستک دی۔ وہاں ایک ضعیف مرد سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو پہچانا اور آنے کی غرض و غایت پوچھی۔ انہوں نے کہا: مجھے ایک سیاہ فام غلام چاہئے۔ اس کے پاس کئی اور بھی غلام تھے۔ ایک ایک کر کے ضعیف مرد نے اپنے سب غلاموں کو بلوایا۔ جب وہ غلام سامنے آیا تو حضرت عبداللہ بن مبارک نہایت خوش ہوئے اور اسے خریدنا چاہا مگر ضعیف مرد نے اولاً تو انکار کیا مگر فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان ثوری کی خواہش جان کر مجبوراً فروخت کر دیا۔ ضعیف مرد نے کہا:

اس غلام سے میرے گھر میں برکت ہے۔ اس پر میرا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ یہ خود رسی بٹتا ہے۔ کم و بیش نصف دانگ روز کماتا ہے۔ یہی اس کی روزی ہے۔ میرے اور غلام کہتے ہیں یہ رات بھر نہیں سوتا' تنہا رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اسے لے کر حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چلے۔ راستے میں غلام نے کہا: اے میرے آقا! حضرت عبداللہ نے کہا: لبیک۔ اس نے کہا: میرے آقا! آپ لبیک نہ فرمائیں۔ لبیک تو مجھے آپ کے بلانے پر کہنا چاہئے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم میرے غلام نہیں دوست ہو' میں نے تمہیں اپنی خدمت کے لئے نہیں خریدا۔ میں تمہارے لئے ایک مکان خریدوں گا' تمہارا نکاح کروں گا اور خود تمہاری خدمت کروں گا۔ وہ رونے لگا اور بولا ضرور آپ کو میرے رب تعالیٰ سے تعلقات کی خبر ہو گئی ہے ورنہ ان غلاموں کو چھوڑ کر آپ مجھے پسند نہ کرتے۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا: سچ ہے میں نے تمہاری دعا قبول ہوتے دیکھا ہے پھر اس نے کہا: کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ دیر مجھے موقع دیں تا کہ میں رات کی کچھ بقیہ رکعتیں ادا کر لوں۔

یہ بندہ دو عالم سے خفا تیرے لیے ہے

حضرت عبداللہ نے کہا: حضرت فضیل کی قیام گاہ اب زیادہ دور نہیں۔

غلام: نہیں، میں یہیں پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ خدا کے کام میں تاخیر مناسب نہیں۔ اس کے بعد ایک مسجد میں گیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز سے فارغ ہو کر پوچھا اے میرے آقا! کیا آپ کو کوئی کام ہے؟ حضرت عبداللہ نے پوچھا اس طرح کیوں دریافت کرتے ہو؟ اس نے کہا: اب میں جانا چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ: کہاں؟

غلام: دارالبقاء کو۔

حضرت عبداللہ: ایسا نہ کرو میں تمہاری زندگی سے اپنی مسرت چاہتا ہوں۔

غلام: کیا کروں جب تک میرا اور رب کائنات کا معاملہ مخفی تھا زندگی اچھی تھی، اب تمہیں معلوم ہو گیا تم سے اور لوگوں کو معلوم ہو گا۔ مجھے ایسی زندگی کی تمنا نہیں۔ غلام یہ کہہ کر سجدے میں گرا اور عرض گزار ہوا۔ رب کائنات! اسی آن میری روح قبض فرما لے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک اس کے قریب پہنچے تو وہ واصل بحق ہو چکا تھا۔ فرماتے ہیں واللہ العظیم! میں جب بھی اسے یاد کرتا ہوں تو میرا غم بڑھ جاتا ہے اور دنیا میری نظر میں خوار ہو جاتی ہے۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(37)

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و فضیلت کا راز

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ: اُوَیْسٌ، وَلَهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ، وَکَانَ بِهٖ بَیَاضٌ، فَمُرُوْهُ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ.

''تابعین میں سے ایک بزرگ ہیں جن کا نام اویس ہے۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ وہ قسم پوری کر دے، انہیں سفید داغ (برص) تھا، (اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو تو) تم ان سے گزارش کرو کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت آیا تو ان کا معمول یہ ہو گیا کہ ملک یمن سے کوئی قافلہ آتا تو آپ قافلے والوں سے پوچھتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟

مورخین کے مطابق 23 ہجری میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر اویس بن عامر رضی اللہ عنہ کو تلاش کرایا پھر جب اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟

اویس بن عامر: جی ہاں، مجھے اویس بن عامر کہتے ہیں۔

عمر بن خطاب: آپ کی والدہ زندہ ہیں؟

اویس بن عامر: جی ہاں۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروق کی ملاقات

عمر بن خطاب نے فرمایا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

یَاْتِیْ عَلَیْکُمْ اُوَیْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اِمْدَادِ اَھْلِ الْیَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ، کَانَ بِہٖ بَرَصٌ، فَبَرَأَ مِنْہُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْھَمٍ، لَہٗ وَالِدَۃٌ ھُوَ بَرٌّ بِھَا، لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ، فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ فَافْعَلْ۔

''یمن کی امدادی فوج کے ساتھ تمہارے پاس اویس بن عامر نامی ایک شخص آئے گا۔ وہ قبیلہ مراد سے ہے جو قبیلہ قرن کی شاخ ہے۔ اس (کے بدن) پر برص کا نشان تھا جو صحیح ہو گیا' البتہ درہم برابر باقی ہے۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری فرما دے' اگر تم اس سے اپنی مغفرت کی دعا کرا سکو تو (ضرور) کرانا۔''

یہ حدیث بیان کر کے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے دعا کی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا حج کے بعد کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اویس بن عامر نے کہا: کوفہ جانا چاہتا ہوں۔

عمر بن خطاب: اَلَا اَکْتُبُ لَکَ اِلٰی عَامِلِھَا؟

''میں آپ کے بارے میں کوفہ کے گورنر کو نہ لکھ دوں (کہ وہ آپ کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑے)'' اویس بن عامر نے کہا: أکون فی غبراء الناس أحب الی.

''مجھے کمزور اور گمنام لوگوں ہی میں رہنا زیادہ پسند ہے۔''

(صحیح مسلم' البر والصلۃ' حدیث 2542)

قارئین کرام! ذرا والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کی فضیلت اور اس کے

Marfat.com

مقام و مرتبہ کا اندازہ کریں کہ سیدنا اویس بن عامر قرنی جو صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان سے دعائے مغفرت کرانے کا حکم دے رہے ہیں۔ فی الواقع سیدنا اویس بن عامر قرنی کو یہ مقام و مرتبہ اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کی بدولت ہی ملا تھا۔

Marfat.com

(38)

علاج المصائب بذریعۂ دم

جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں: جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا اسے کوئی زخم وغیرہ آتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کے ساتھ اس طرح کرتے پھر راوی حدیث سفیان بن عینیہ نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کی وضاحت کے لئے) اپنی انگشت شہادت کو زمین پر رکھا پھر اسے اٹھایا اور کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفَى بِهِ سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

"اللہ کے نام کی مدد سے، ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ تاکہ ہمارا مریض شفا پا جائے ہمارے رب کے حکم سے۔"

(مسلم، 2194)

☆...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دم کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شرکیہ الفاظ سے پاک دم کر سکتے ہو۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بھی طبیعت ناساز ہوتی تو جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ کر دم کیا کرتے تھے۔ (درجہ ذیل الفاظ کے ساتھ)

بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ. (ایضاً، 2186)

"اللہ کے نام کے ساتھ میں دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جس نے آپ کو اذیت دی اور ہر شریر نفس سے یا حاسد کی نظر بد سے۔ اللہ آپ کو شفاء دے، میں اللہ کے نام کے ساتھ دم کرتا ہوں۔"

Marfat.com

عجوہ کھجور میں شفا ہے

حافظ ابونعیم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام حاکم اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے طریق سے یہ روایت ذکر کی ہے:

مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

''جس نے صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجوریں کھائیں تو اسے اس دن نہ جادو کا اثر پہنچے گا اور نہ زہر کا۔''

(بخاری 5226، 5025، مسلم 3814، ابوداؤد 3378)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَطْعِمُوا نِسَاءَكُمُ التَّمْرَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ طَعَامُهَا التَّمْرُ خَرَجَ وَلَدُهَا حَلِيْمًا.

''اپنی عورتوں کو کھجور کھلایا کرو، جس عورت کا کھانا کھجور ہو تو اس عورت کا بچہ (بردبار) پیدا ہوگا۔'' (الجامع الکبیر 3381، فیہ ضعف)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ فِي الْعَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً.

''یقیناً عجوہ میں بہترین شفا ہے۔'' (مسلم شریف 3815، سند احمد 158/6)

سورۂ فاتحہ کے ذریعے دم

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کسی سفر میں گئے۔ انہوں نے عرب کے کسی قبیلہ میں جا کر پڑاؤ کیا اور ان سے مہمان نوازی کرنے کو کہا لیکن انہوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر اتفاق سے اس قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا تو لوگوں نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر کسی نے کہا: تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جاؤ شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے لوگو! ہمارے سردار کو

Marfat.com

سانپ نے ڈس لیا ہے ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟ تو ابو سعید نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! جھاڑ پھونک تو کرتا ہوں مگر اللہ کی قسم! ہم نے تم سے مہمانی طلب کی لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی نہ کی اس لئے میں دم نہیں کروں گا۔ ہاں اگر تم ہمارے لئے کچھ اجرت مقرر کرو (تو پھر دم کروں گا جب) ان لوگوں نے کچھ بکریوں پر صحابہ کو رضامند کر لیا تو میں گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو فوراً ہی وہ شخص تندرست ہو گیا۔ گویا اس کے بندھن کھول دیئے گئے ہیں اور وہ اٹھ کر چلنے لگا۔ ایسا معلوم ہوا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہیں تھی (حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان کی وہ اجرت جس پر ان کو راضی کیا تھا، دے دی تو بعض لوگوں نے کہا: (اس کو) تقسیم کر لو مگر جنہوں نے دم کیا تھا انہوں نے کہا: ایسا نہ کرو۔ حتیٰ کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس واقعہ کا ذکر کریں پھر دیکھیں کہ آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا ''تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے دم کیا جاتا ہے؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اچھا کیا اور جو کچھ ملا ہے وہ تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔''

(بخاری، الاجارہ، باب ما یعطی فی الرقیۃ، 2276)

☆...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے تو اس پر وہ مصیبت نہیں آئے گی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا.

''تمام تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس چیز سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور اس نے مجھے اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے لوگوں پر بڑی فضیلت بخشی۔'' (ترمذی، 153/3)

(39)

نافرمان پاؤں کی سزا

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا جو دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا۔ اسی طرح عبادت کرتے ہوئے اسے کافی عرصہ گزر گیا۔ ایک مرتبہ وہ چھت پر چڑھا تو اچانک اس کی نظر باہر کھڑی ہوئی ایک حسین وجمیل عورت پر پڑی تو اس کا دل عورت کی طرف مائل ہو گیا۔ وہ نیچے اترا اور اس نے ارادہ کیا کہ اس عورت کی طرف جاؤں جیسے ہی اس نے گناہ کے ارادے سے اپنا ایک قدم دروازے سے باہر نکالا' فوراً اس کی عبادت اس کے کام آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی سابقہ عبادت کے سبب اسے اس گناہ سے محفوظ رکھا چنانچہ وہ عابد اپنے اس فعل پر بہت نادم ہوا اور کہنے لگا ''یہ میں کیا کرنے جا رہا ہوں (یعنی میرا دل گناہ کی طرف کیوں مائل ہو گیا)'' چنانچہ وہ وہیں رک گیا اور کہنے لگا ''جس قدم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے سبقت کی میں اسے واپس اس عبادت گاہ میں نہ لاؤں گا۔ اے نافرمان پاؤں! تجھ پر افسوس ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے باہر نکلا' اب تو سزا کا مستحق ہے۔ خدا کی قسم! میں تجھے کبھی بھی واپس عبادت گاہ میں نہ لاؤں گا۔''

چنانچہ عابد نے اپنے اس پاؤں کو باہر ہی رہنے دیا۔ مسلسل سردی' گرمی' بارش اور دھوپ وغیرہ سے اس کا پاؤں گل سڑ کر جسم سے علیحدہ ہو گیا تو اس عابد نے کہا: ''جو پاؤں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے بڑھے اس کی یہ سزا ہے' اللہ تعالیٰ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اس پاؤں سے نجات دی جو تیری نافرمانی کے لئے بڑھا۔'' (عیون الحکایات)

Marfat.com

نیک عمل کی جزاء

حضرت سیدنا سری بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا سید والان بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشہور اولیاء کرام میں سے تھے' وہ بہت عبادت گزار شخص تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا ایک مرتبہ میں رات کے پچھلے پہر تہجد کے لئے مسجد میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی توفیق دی اتنی دیر میں نے نماز پڑھی اور ذکر کیا۔ پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ مسجد میں آیا ہے۔ اہل قافلہ کے چہرے نہایت حسین وجمیل اور نورانی ہیں۔ میں نے جان لیا کہ یہ انسان نہیں بلکہ کوئی اور مخلوق ہے۔ ان کے ہاتھوں میں تھال ہیں جن میں عمدہ آٹے کی برف کی طرح سفید روٹیاں ہیں۔ ہر روٹی پر انگوروں کی طرح چھوٹے چھوٹے قیمتی موتی ہیں۔ اہل قافلہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے "یہ روٹیاں کھالو۔" میں نے کہا: "میرا تو روزہ ہے۔" تو وہ کہنے لگے "یہ مسجد جس کا گھر ہے اس نے حکم دیا ہے کہ تم یہ کھانا کھالو۔" میں نے کھانا شروع کر دیا کہ جب میرا مالک حقیقی مجھے حکم دے رہا ہے تو میں کیوں نہ کھاؤں۔ کھانے کے بعد میں نے وہ موتی اٹھانا چاہے تو مجھے کہا گیا "انہیں چھوڑ دو' ہم تمہارے لئے اس کے بدلے ایسے درخت لگائیں گے جن کے پھل ان موتیوں سے بہتر ہوں گے۔"

میں نے کہا: "وہ درخت کہاں لگائے جائیں گے؟" کہا گیا "ایسے گھر میں جو کبھی برباد نہ ہوگا' وہاں ایسے کپڑے ہوں گے جو کبھی پرانے نہ ہوں گے' اس گھر (یعنی جنت) میں خوشی ہی خوشی ہے' میٹھے پانی کے چشمے ہیں' وہاں سکون و آرام ہے اور ایسی پاکباز بیویاں ہیں جو فرمانبردار' ہمیشہ خوش رہنے والیاں اور دل کو لبھانے والی ہیں۔ وہ نہ تو کبھی ناراض ہوں گی اور نہ ہی ناراض کریں گی لہٰذا دنیا میں جتنا ہو سکے تم نیک اعمال کی کثرت کرو۔ یہ دنیا تو نیند کی مانند ہے کہ آنکھ کھلتے ہی رخصت ہو جائے گی لہٰذا اس میں جتنا ہو سکے عمل کرو اور جلدی سے جنت کی طرف آ جاؤ جہاں دائمی نعمتیں ہیں۔"

جنت کی نعمتیں

پھر میری آنکھ کھل گئی لیکن ابھی تک میرے ذہن میں وہ خواب سمایا ہوا تھا اور میں

Marfat.com

جلدی جلدی اس گھر (یعنی جنت) میں پہنچنا چاہتا تھا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا۔

حضرت سیدنا سری بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد حضرت سیدنا والان بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً پندرہ دن زندہ رہے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ جس رات انتقال ہوا میں نے اسی رات ان کو خواب میں دیکھا۔ مجھ سے فرمانے لگے ''کیا تم ان درختوں کے پھل کو دیکھ کر متعجب ہو رہے ہو کہ ان میں کیسے کیسے پھل لگے ہوئے ہیں؟'' میں نے پوچھا ''تمہارے لئے جو درخت جنت میں لگائے گئے ہیں ان میں کس طرح کے پھل ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''وہ تو ایسے پھل ہیں کہ جن کی تعریف بیان نہیں کی جا سکتی۔''

خدا کی قسم! جب کوئی اللہ تعالیٰ کا مہمان بنتا ہے تو وہ پاک پروردگار اس کو ایسی ایسی نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کے اوصاف بیان نہیں ہو سکتے۔ اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ اپنے بندوں پر بے انتہا کرم فرماتا ہے۔ (ایضا)

Marfat.com

(40)

سراج الہند کی قوت یادداشت

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رمضان 1158ھ میں پیدا ہوئے۔ حافظہ کی قوت اور مضبوطی کا یہ عالم تھا کہ گیارہ سال کی عمر میں عربی کی ابتداء کی اور پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت حاصل کرلی۔

صاحب نزہۃ الخواطر آپ کے حافظہ اور ذہانت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وکان رحمہ اللہ احد افراد الدنیا بفضلہ وآدابہ وذکاءہ وفہمہ وسرعۃ حفظہ' اشتغل بالدرس والافادۃ ولہ خمس عشرۃ سنۃ۔

''حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنی صلاحیت وفضیلت' فہم وذکاوت اور حافظہ کی تیزی میں دنیا کے چند گنے چنے لوگوں میں سے تھے' ابھی آپ کی عمر پندرہ برس تھی کہ درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔''

(نزہۃ الخواطر' 346/7)

آپ کے کتب خانہ میں پندرہ ہزار کتابیں تھیں۔ آپ نے ان سب کا مطالعہ کیا تھا۔ فرماتے تھے: ''جن علوم کا میں نے مطالعہ کیا وہ یاد بھی ہیں اور ان کی تعداد ڈیڑھ سو ہے۔''

(نزہۃ الخواطر' 346/7)

Marfat.com

(41)

کفار کا ہمارے پیارے نبی ﷺ کو رنجیدہ کرنا

محمد بن عبداللہ ابن کثیر ابن رومان اور ابن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں: عکاظ کے میلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی کندہ کے خیموں کے پاس تشریف لے گئے۔ عرب کے کسی قبیلہ نے ایسا نرم برتاؤ نہ کیا تھا' جیسا انہوں نے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہمدردی اور خندہ پیشانی دیکھ کر ان کو دعوت دینا شروع کی اور فرمایا: میں تم کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم میری بھی اس طرح حفاظت کرو جس طرح تم اپنی حفاظت کرتے ہو۔ پس اگر میں غالب ہو گیا تو تمہیں پورا اختیار ہو گا میری طرف سے کوئی جبر نہ ہو گا۔ قوم کی اکثریت نے جواب دیا کہ آپ کی بات تو بہت اچھی ہے لیکن ہم اس کی عبادت کریں گے جس کی ہمارے باپ دادا کرتے رہے۔ قوم میں سے ایک کم عمر جوان نے کہا: اے قوم اس سے قبل کہ اور لوگ اس کی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کر لیں تمہیں لوگ ایمان لانے میں پہل کر لو۔ اللہ کی قسم سارے اہل کتاب یہ کہہ رہے ہیں کہ رحم سے ایک نبی ظاہر ہو گا اور اس کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس مجمع میں ایک کانا شخص تھا اس نے کہا: میری بھی سنو۔ اس کے خاندان نے اس سے بائیکاٹ کر دیا ہے اور تم اس کی پشت پناہی کر کے تمام عرب سے لڑائی مول لینا چاہتے ہو۔ ایسا نہ کرو یہ مناسب نہیں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ و پریشان ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ (اخرجہ ابونعیم کذافی حیاۃ الصحابہ ج ۱ ص 90)

ابوالبختری کی جرأت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل' ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ اور عقبہ بن ابی معیط اور

Marfat.com

امیہ بن خلف اور دو شخص اور یہ سات حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبا سجدہ کیا' ابو جہل نے کہا: تم میں سے وہ کون ہے جو فلاں قبیلہ کے اونٹ کی اوجھ مع لید لے آئے۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جائیں گے ہم ان کے کاندھے پر ڈال دیں گے۔ ان میں بد بخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور لید بھری اوجڑی لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر ڈال دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں وہاں کھڑا تھا' مجھے بولنے کی مجال نہ تھی۔ میں وہاں سے کھسک گیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اوجھڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے سے اتاری اور قریش کو برا بھلا کہا لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان سے نماز پوری کی اور تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے "اے اللہ تو قریش کو گرفت میں لے لے۔ اے اللہ عقبہ' عتبہ' ابو جہل' شیبہ کو پکڑ میں لے لے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے۔ سامنے سے ابو البختری سے آمنا سامنا ہو گیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنجیدہ اداس چہرہ دیکھا تو کہا تمہیں کیا واقعہ پیش آیا۔ اس کے اصرار پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بتلا دیا۔ اس نے کہا: میرے ساتھ چل' دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ ابو البختری نے کہا: اے ابو الحکم کیا تو نے اوجھڑی ڈالنے کا کہا تھا۔ اس نے کہا: ہاں۔ ابو البختری نے کوڑا اٹھایا اور ابو جہل کے سر پر مارا۔ لوگوں کی آپس میں ہاتھا پائی ہوئی۔ ابو جہل چلایا تم لوگوں کا ناس ہو جائے' یہ تو پہلے ہی چاہتا ہے کہ ہمارے درمیان پھوٹ ڈلوا دے تا کہ اس کے ساتھی آرام سے رہیں۔

(رواہ البزار والطبرانی کذا فی حیاۃ الصحابہ' ج 1' ص 284)

کفار کی طعن و تشنیع

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: قریش رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس طرح عداوت برتتے تھے تم نے ان میں سے کون سی تکلیف سب سے بڑی دیکھی جو انہوں نے عداوت کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں قریش کے ساتھ موجود تھا اور ان کے تمام بڑے بڑے

Marfat.com

لوگ حطیم میں جمع تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے تو اس آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے بہت کچھ صبر برداشت کیا' ایسا صبر کبھی برداشت کرنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اس نے ہماری عقلوں کو حماقت کی طرف منسوب کیا۔ ہمارے باپ داداؤں کو برا بھلا کہا' ہم لوگوں کے دین پر عیب لگایا' ہماری جماعت منتشر کر دی' ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا' ہم لوگوں نے بہت کچھ صبر کیا اور بڑی سے بڑی بات سہی اور اسی طرح کی اور کئی باتیں کہیں۔ ان لوگوں میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سامنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر چلتے رہے یہاں تک کہ رکن کے سامنے آ گئے اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے جب ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بعض باتوں کا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تذکرہ کرتے ہوئے طعنے دیتے ہوئے اشارہ کیا۔ راوی کہتے ہیں: جس کا اثر چہرۂ مبارک پر میں نے دیکھا۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے۔ دوسرے پھیرے میں جب ان پر گزرے پھر انہوں نے وہی طعن و تشنیع کی باتیں کیں' ان باتوں کا اثر بھی میں نے چہرۂ مبارک پر محسوس کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے۔

عتابِ باری حجاب میں ہے

جب تیسری مرتبہ آپ ان پر گزرے اور ان لوگوں نے وہی طعن و تشنیع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جماعت قریش تم سنو گے قسم اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ بے شک میں تو تم لوگوں کے ذبح کرنے کے لئے آیا ہوں اس کلمہ کی ہیبت ساری قوم پر چھا گئی اور کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جو اس طرح خاموش نہ ہو کہ جیسے اس کے سر پر پرندہ ہو (کہ بولنے سے اڑ جائے گا) اور ان کی ہیبت کا یہ عالم ہوا کہ ان کا بڑے سے بڑا بہادر آپ کی طرف متوجہ ہوا تا کہ آپ کو مطمئن اور نرم کرے اور اب میٹھی اور چکنی چپڑی باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم! تشریف لے جائیں۔ جایئے بھلائی اور برکت کے ساتھ اللہ کی قسم آپ پہلے تو ایسی سخت باتیں نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

(رواہ احمد والبیہقی کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 1 'ص 282)

(42)

دیکھنا، کہیں دنیا تمہیں دھوکہ نہ دے

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی، انہیں عبدان بن عثمان نے، انہیں عبداللہ نے، انہیں مبارک بن فضالہ نے، وہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں: جب حضرت حسن یہ آیت تلاوت فرماتے:

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (لقمان، 31، 33)

''سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھے، اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکے میں ڈال دے۔''

تو فرمایا کرتے یہ بات کون فرما رہا ہے؟ پھر خود ہی فرماتے! وہ فرما رہا ہے، جس نے اسے پیدا کیا ہے اور جو اسے خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عثمان بن معبد نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن صالح نے، انہیں لیث بن سعد نے، انہیں یزید بن ابی حبیب نے، انہیں علی بن رباح نے، انہوں نے عمرو بن عاص سے سنا، وہ منبر پر فرما رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن چیزوں سے بے رغبتی فرماتے تھے ان چیزوں میں تم سے زیادہ رغبت رکھنے والی قوم میں نے نہیں دیکھی، تم لوگ دنیا کی رغبت رکھتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بے رغبتی فرماتے تھے۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تین دن بھی ایسے نہیں گزرے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرض آپ کی آمدنی سے زیادہ نہ ہو۔ (الاحیاء، 2233)

دنیا مومن کے لئے کیا ہے؟

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی، انہیں عبدان بن عثمان نے خبر

Marfat.com

دی، انہیں عبداللہ بن مبارک نے، انہیں یحییٰ بن ایوب نے، انہیں عبداللہ بن جنادہ معافری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن حبلی نے انہیں عبداللہ بن عمرو سے روایت کر کے خبر دی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور قحط زدہ ٹھکانہ ہے جب وہ دنیا سے جاتا ہے تو قید خانے اور قحط سالی سے نکل جاتا ہے۔ (کتاب الزہد لابن مبارک، 598، مسند احمد، 197/2)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی، انہیں عبدان نے، انہیں عبداللہ نے، انہیں شریک بن عبداللہ نے، وہ یعلیٰ بن عطاء سے روایت کرتے ہیں، وہ عبداللہ بن عمرو سے، وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کافر کے لئے جنت ہے اور مومن کے لئے قید خانہ ہے، جس وقت مومن اس دنیا سے نکل کر جاتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جسے قید خانے سے نکال لیا جائے۔ اب وہ زمین میں آزادانہ ادھر ادھر چلتا پھرتا ہے۔

(کتاب الزہد لابن مبارک، 597 و کشف الخفاء، 494/1)

اعمال کی مثال اور حقیقی مؤمن

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی، انہیں عبدان نے، انہیں عبداللہ نے، انہیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے، انہیں ابو عبدربہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ دنیا جس قدر باقی ہے وہ فتنہ اور آزمائش ہے، تمہارے اعمال کی مثال برتن کی سی ہے، اس کا اوپر والا حصہ بہتر ہوگا تو نچلا بھی بہتر ہوگا، اور اگر اوپر سے خراب ہوگا تو نیچے سے بھی خراب و فاسد ہوگا۔ (کتاب الزہد لابن مبارک، 596 و مسند احمد، 94/4)

☆...... نیز وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن نے فرمایا: دنیا میں مشغول کرنے والی چیزوں سے بچو! کیونکہ دنیا بہت زیادہ مشغول کرنے والی ہے، انسان اپنے آپ پر ایک دروازہ مشغولی کا کھولتا ہے تو اندیشہ ہے کہ یہ دروازہ دس دروازے مزید کھول دے گا۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ نے خبر دی، انہیں عبدان نے، انہیں عبداللہ بن مبارک نے، انہیں طلحہ بن صبیح نے وہ حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: حقیقی مومن وہ ہے جسے یہ یقین ہو کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

Marfat.com

مومن تمام لوگوں سے زیادہ اچھے عمل والا ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے۔ اگر پہاڑ کے برابر بھی مال خرچ کر ڈالے اسے بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ جس قدر پرہیزگاری، نیکی اور عبادت میں بڑھتا جاتا ہے اسی قدر خوف بھی بڑھتا رہتا ہے پھر بھی کہتا ہے کہ میرا بچنا مشکل ہے۔ منافق کہتا ہے۔ ایک بڑی جماعت مجھ جیسی ہے۔ میری بھی مغفرت ہو ہی جائے گی، کوئی حرج نہیں اللہ پر تمنائیں لگائے اعمال بد میں لگا رہتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء 153/2، نہایۃ الارب 248/5)

Marfat.com

(43)

وارثانِ علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو سعید عبدالرحمٰن بن مہدی بصرہ کے رہنے والے' انتہائی کثیر الحدیث' اعلیٰ درجے کے فقیہ اور بہت ہی بلند پایہ امام حدیث ہیں۔ امام شافعی کا بیان ہے کہ میں نے دنیا بھر میں ان جیسا مہارت والا استاد حدیث کسی کو نہیں پایا۔ حفظ و اتقان' ورع و تقویٰ میں اپنے دور کے بے مثال شیخ الحدیث تھے۔ علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں مجھ سے قسم لی جائے تو میں قسم کھا کر کہہ دوں گا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے بڑھ کر احادیث کو جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

یہ علم حدیث میں شعبہ وسفیان ثوری وسفیان بن عیینہ و امام مالک وغیرہ سینکڑوں ائمہ حدیث کی شاگردی کا شرف پائے ہوئے ہیں اور امام احمد بن حنبل و عبداللہ بن مبارک و یحییٰ بن معین جیسے اماموں نے ان کے خرمن علم سے خوشہ چینی فرمائی اور ان کی درس گاہ میں زانوائے تلمذ تہ کیا۔

یہ بہت ہی باوقار اور رعب وہیبت والے شیخ ہیں۔ طلبہ ان کی مجلس درس میں اس قدر مؤدب بیٹھتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم کو درس میں ہنسی آ گئی تو آپ نے اس کو درس گاہ حدیث کی بے ادبی قرار دے کر دو ماہ کے لئے مجلس درس سے نکال دیا۔

آپ ہر رات نصف قرآن مجید نماز تہجد میں اور نصف بیٹھ کر تلاوت کرتے۔ اس طرح زندگی بھر ایک ختم قرآن مجید ہر رات میں تلاوت کرتے۔ ایک رات بستر پر لیٹے تھے کہ نیند آ گئی اور صبح تک سوتے رہے۔ اس کا اتنا رنج وملال ہوا کہ دو ماہ تک بستر سے پیٹھ

Marfat.com

نہیں لگائی۔ ایسی عبادتوں کی توفیق سیکڑوں کرامتوں سے بڑھ کر ہے۔ اولیاء اللہ کا مقولہ ہے کہ اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ یعنی استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔ آپ 135ھ میں پیدا ہوئے اور 198ھ میں وصال فرمایا۔

(تہذیب التہذیب وطبقات شعرانی)

ایک لاکھ درہم اور ایک لاکھ احادیث

ابوالحسن علی بن عاصم واسطی کا لقب مسند العراق ہے۔ یہ فقہ وحدیث میں امام اعظم ابوحنیفہ کے بہت ہی مخصوص ومحبوب شاگردِ رشید ہیں اور امام احمد بن حنبل ومحمد بن یحییٰ ذہلی وعبد بن حمید ویعقوب بن شیبہ وحارث بن ابی اسامہ جیسے حدیث کے اماموں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔

علی بن عاصم کے والد ماجد نے ایک لاکھ درہم آپ کو دے کر فرمایا تھا کہ جاؤ اب بغیر ایک لاکھ حدیثوں کے میں تمہاری صورت دیکھنا پسند نہیں کروں گا۔ ہونہار فرزند نے اپنے والد بزرگوار کے حکم کی تعمیل میں ایسی جدوجہد فرمائی کہ ایک لاکھ سے زیادہ حدیثوں کے حافظ بن گئے اور امام الحدیث ومسند العراق کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کو امام اعظم ابوحنیفہ سے انتہائی والہانہ روحانی تعلق تھا۔ چنانچہ آپ کے تلامذہ جب یہ محسوس کرتے کہ آپ کچھ مضمحل ہو گئے ہیں تو فوراً امام اعظم ابوحنیفہ کا تذکرہ چھیڑ دیتے اور آپ فوراً امام اعظم کے ذکر جمیل میں مشغول ہو جاتے اور پھر آپ کو اس قدر نشاط حاصل ہو جاتا کہ بالکل تازہ دم ہو کر احادیث سنانے میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کا حلقہ درس اتنا وسیع تھا کہ ہر مجلس میں تیس ہزار سے زائد کا مجمع ہوتا تھا۔

آپ 105ھ میں پیدا ہوئے اور 201ھ میں وفات پائی۔

(تذکرۃ الحفاظ ومناقب موفق)

درسِ حدیث میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار انسان

حضرت عاصم بن علی بن عاصم واسطی رحمۃ اللہ علیہ یہ مذکور بالا مسند العراق علی بن عاصم کے فرزند ہیں۔ ان کی کنیت ابوالحسین ہے اور یہ امام بخاری وامام ترمذی وغیرہ باکمال اماموں کے شیخ ہیں۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ بغداد آئے اور

Marfat.com

حدیث کا درس شروع کیا تو ان کی مجلس درس میں طلبہ کا ازدھام لگ گیا۔ ابوالحسن بن مبارک کہتے ہیں: ان کے درس میں ایک لاکھ طالب علموں سے زیادہ کا مجمع ہوتا تھا۔ ہارون نامی ایک بہت بلند آواز شخص کھجور کے ایک درخت پر چڑھ کر ان کی طرف سے مستملی (شیخ کی آواز کو دور دور تک پہنچانے والا) ہوتے تھے۔ عمر بن حفص کا بیان ہے کہ شہزادہ معتصم باللہ (جو بعد میں خلیفہ ہوا) شیخ عاصم کی مجلس درس میں یہ اندازہ لگانے کے لئے حاضر ہوا کہ حاضرین کی تعداد کتنی ہے؟ اس وقت نخلستان بغداد کے ایک وسیع میدان میں شیخ عاصم ایک چھت پر بیٹھ کر لوگوں کو احادیث سناتے تھے اور ہارون مستملی ایک خمدار کھجور کے درخت پر چڑھ کر آپ کی آواز حاضرین تک پہنچاتے تھے۔ معتصم باللہ کے کارندوں نے جب حاضرین مجمع کا اندازہ کیا تو شرکاء درس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچی۔ عجلی نے فرمایا: میں خود شیخ عاصم کی مجلس درس میں حاضر ہوا تھا۔ اس دن لوگوں نے حاضرین کا اندازہ لگایا تو ایک لاکھ 60 ہزار انسانوں کا مجمع تھا۔

اللہ اکبر! یہ بے پناہ مقبولیت' یہ قلوب بنی آدم کی جاذبیت اس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ آپ آخر عمر میں بغداد سے پھر اپنے وطن واسطہ چلے گئے اور 15 رجب 221ھ کو واسطہ ہی میں آپ کی وفات ہوئی۔ (تذکرۃ الحفاظ و تہذیب التہذیب)

خوفِ الٰہی سے رو رو کر نابینا ہو گئے

ابوالحسن علی بن بکار کا لقب محدث زاہد ہے۔ ان کا اصلی وطن بصرہ ہے مگر یہ لشکر مجاہدین کے ساتھ طرطوس و مصیصہ میں مستقل طور پر مقیم ہو گئے تھے۔

امام اوزاعی و ابراہیم بن ادہم وغیرہ اولیائے محدثین کے شاگرد ہیں اور ابوصالح فراء و سلمہ بن ابی شبیب وغیرہ مشائخ حدیث کے استاد ہیں اور امام نسائی نے بھی ایک حدیث ان سے روایت کی ہے۔

ان کا دل خوف الٰہی سے لبریز تھا۔ دن رات روتے روتے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔ موسیٰ بن طریف کا بیان ہے کہ ساری رات نوافل میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ عمر بھر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے۔

حضرمی کا قول ہے کہ انہوں نے 207ھ میں وصال فرمایا اور ابن سعد نے کہا: ان کا

Marfat.com

سن وفات 208ھ ہے مگر ابن حبان نے لکھا ہے کہ یہ 199ھ میں بمقام مصیصہ شہید ہوئے ہیں۔ (تہذیب التہذیب)

ایک پاؤں پہ کھڑے ہو کر ساری رات عبادت

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوحفص یا ابوبکر ہے اور فقیہ لقب ہے۔ یہ بلند مرتبہ تابعی اور حضرت انس و بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے خاص شاگردوں میں ہیں اور امام اعمش وغیرہ محدثین ان کے شاگردوں میں ہیں۔

یہ بہت ہی عابد و زاہد صاحب کرامت بزرگ تھے۔ محمد بن اسحٰق کا بیان ہے کہ یہ جب حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آئے تو ان کے ایک پاؤں میں کوئی ایسی بیماری تھی جس کی وجہ سے پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتے تھے تو ہم لوگوں نے دیکھا کہ عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ساری رات نوافل پڑھتے رہے یہاں تک کہ عشاء کے وضو سے انہوں نے فجر کی نماز ادا کی۔

انہوں نے اپنی عمر میں چالیس حج اور چالیس عمرہ ادا کئے تھے اور کبھی ایک ہی سفر میں حج و عمرہ دونوں نہیں ادا کئے بلکہ حج کے لئے الگ سفر کرتے اور عمرہ کی نیت سے دوبارہ سفر کرتے۔ اسی طرح ان کے والد ماجد اسود بن یزید نخعی نے بھی چالیس حج اور چالیس عمرہ کئے تھے۔ ابن حبان نے ان کا سال وفات 199ھ بتایا ہے۔

(تہذیب التہذیب)

زندگی بھر روزانہ ایک ختم قرآن

حضرت عمر بن حسین جمحی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوقدامہ اور وطن مکہ مکرمہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے قاضی بھی رہ چکے ہیں۔ یہ حدیث میں عائشہ بنت قدامہ و عبداللہ بن ابی سلمہ ماجشون وغیرہ کے شاگرد ہیں اور ان کے شاگردوں کی بھی ایک بڑی جماعت ہے جن میں امام مالک بھی ہیں۔ یحییٰ بن سعید انصاری نے ان کو فقہائے مدینہ کی فہرست میں شمار کیا ہے اور امام نسائی و ابن حبان وغیرہ نے ان کو ثقہ فرمایا۔

امام مالک کا قول ہے کہ یہ بہت ہی عبادت گزار تھے اور روزانہ ایک ختم قرآن مجید کی

Marfat.com

تلاوت کرتے تھے اور علمی فضیلت وعبادت میں یکتائے روزگار تھے۔

ان کی وفات کے وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ نزع روح کی حالت میں ان کی زبان سے یہ نکلا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ اور روح پرواز کر گئی۔

(تہذیب التہذیب)

ابدالِ محدث

حضرت عبدالعزیز بن مسلم قسملی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوزید ہے۔ یہ اصل میں مرو کے باشندے تھے مگر بصرہ کو اپنا وطن بنالیا تھا اس لئے بصری کہلاتے ہیں۔ امام اعمش وغیرہ محدثین کے حلقہ درس میں شامل ہوئے اور عبدالرحمٰن بن مہدی وقعنبی وغیرہ محدثین ان کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔

یحییٰ بن حسان کا قول ہے کہ یہ اپنے دور کے بہترین فاضل حدیث تھے اور ابن معین وابو حاتم وغیرہ نے ان کو برگزیدہ' ثقہ' محدث اور اعلیٰ درجے کا عبادت گزار وتقویٰ شعار لکھا اور عام طور پر محدثین فرماتے ہیں کہ اس میں کسی کو کوئی شبہ نہیں تھا کہ عبدالعزیز بن مسلم ولی کامل تھے اور مقام ولایت میں ''ابدال'' کے مرتبہ پر فائز تھے۔ 167ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب)

پچاس حج اور پچاس عمرے کرنے والا محدث

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں اسلام لائے تھے مگر دیدار نبوی کے شرف سے محروم رہے۔ کوفہ کے کبار تابعین میں ان کا شمار ہے اور علم حدیث میں ان کو حضرت امیر المومنین عمرو عبداللہ بن مسعود ومعاذ بن جبل وسعد بن ابی وقاص وابوہریرہ اور بی بی عائشہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شاگردی کا قابل فخر شرف حاصل ہے اور ان سے شرف تلمذ پانے والے محدثین میں سعید بن جبیر وابو اسحاق سبیعی وعامر شعبی وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ابو اسحاق سبیعی کا قول ہے کہ عمرو بن میمون پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بے حد کرم تھا اور ان کے علم وعمل کے کمال پر حضرات صحابہ کو بے حد مسرت وشادمانی تھی اور یہ اس قدر

Marfat.com

عارف باللہ وباکرامت بزرگ تھے کہ جب یہ مسجد میں داخل ہوتے تو حاضرین مسجد کو ان کی صورت دیکھ کر خدا یاد آ جاتا تھا۔ عبادت کی کثرت میں مشہور تھے۔ پچاس حج اور پچاس عمرے ادا کئے تھے' اور دوسری عبادتوں کا تو شمار ہی نہیں ہو سکا۔

74ھ میں وفات پائی اور کوفہ میں مدفون ہوئے۔ (تہذیب التہذیب)

روزانہ چار سو نوافل پڑھنے والا محدث

حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالملک رقاشی ہے۔ یہ بصرہ کے اصلی باشندے ہیں۔ بعد میں بغداد کو اپنا وطن بنالیا۔ یہ بڑے پائے کے محدث ہیں۔ حافظ ذہبی نے ان کو عالم' مستند زاہد اور محدث بصرہ کے لقب سے یاد کیا ہے اور محمد بن جریر طبری نے تو یہاں تک کہا کہ میں نے ان سے بڑھ کر حدیث کا حافظ کسی کو نہیں دیکھا۔ مسلمہ کا بیان ہے کہ ان کو شعبہ محدث کی تمام حدیثیں اسی طرح یاد تھیں جس طرح قرآن پاک کی کوئی سورہ یاد کی جاتی ہے۔ قاضی احمد بن کامل نے ان کے بارے میں فرمایا: ان کو ساٹھ ہزار حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ صحاح ستہ کے مصنفین میں سے ابن ماجہ ان کے شاگرد ہیں۔

علمی کمالات کے ساتھ عبادت وریاضت کی منزل میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ روزانہ بلاناغہ چار سو رکعات نماز نفل پڑھتے تھے اور بلاشبہ یہ صاحب کرامت ولی تھے۔ ان کا سن ولادت 190ھ اور سن وفات شوال 276ھ ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ وغیرہ)

Marfat.com

(44)

عارفہ کنیز

شیخ محمد حسین بغدادی حج کرنے گئے۔ بازار میں ایک بوڑھا شخص ایک باندی فروخت کر رہا تھا اور پکار رہا تھا میں اس کے عیبوں سے بری ہوں' کوئی بیس دینار سے زیادہ دے تو اسے لے سکتا ہے۔ باندی دبلی پتلی کمزور تھی' چہرہ زردی مائل تھا مگر اس میں ایک خاص روشنی موجود تھی۔ شیخ محمد بوڑھے کے پاس گئے۔ بزرگوار! باندی کی قیمت تو معلوم ہو گئی۔ یہ تو فرمائیں کہ اس میں کیا عیب ہے؟

بوڑھا: یہ پاگل ہے' اداس رہتی ہے' رات بھر بیدار رہتی ہے' پورا دن بغیر کھائے پیئے گزارتی ہے' تنہائی پسند ہے۔ شیخ نے بوڑھے کی یہ باتیں سنیں اور باندی کو خرید لیا۔ قیام گاہ پر پہنچ کر باندی سر بگریباں رہی۔ کچھ دیر بعد اس نے سر بلند کیا اور پوچھا۔

باندی: اے میرے مجازی مولیٰ! رب تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' آپ کہاں کے باشندے ہیں۔ شیخ محمد نے فرمایا: عراق کا رہنے والا ہوں۔ باندی. عراق میں کس شہر کے؟ کوفہ کے یا بصرہ کے؟ شیخ محمد: نہ کوفے کا نہ بصرہ کا۔ باندی: کیا خوب! وہ شہر تو عابدوں اور زاہدوں کا شہر ہے۔ شیخ محمد: (دل ہی دل میں تعجب کرتے ہوئے کہ حجروں کی رہنے والی باندی مردان خدا کے احوال سے کس طرح واقف ہے؟) اچھا یہ بتاؤ تم بغداد کے بزرگوں میں سے کس کس کو جانتی ہو؟ باندی: حضرت مالک بن دینار' حضرت بشر حافی' حضرت صالح مزنی' حضرت ابو حاتم بجستانی' حضرت معروف کرخی' حضرت محمد بن حسین بغدادی' رابعہ عدویہ' شعوانہ' میمونہ' ان تمام عباد و زہاد کو میں جانتی ہوں۔ شیخ محمد: تم انہیں کہاں سے پہچانتی ہوں؟ باندی: اے جوان صالح! بھلا انہیں میں کیوں نہ پہچانوں' وہ لوگ تو دلوں کے معالج اور محبان حق کے رہنما ہیں۔ شیخ محمد: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں ہی محمد بن حسین بغدادی ہوں۔ باندی: اے

ابو عبداللہ! میں نے رب تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ محمد بن حسین سے میری ملاقات کرادے۔ بتائیں آپ کی وہ دلسوز آواز کیا ہوئی جس سے اہل ارادت کے قلوب میں زندگی پیدا ہوتی تھی اور سننے والوں کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔ شیخ محمد: میری وہ آواز اپنے حال پر ہے۔ باندی: آپ کو رب ذوالجلال کی قسم! مجھے کلام اللہ کی کچھ آیتیں سنایئے۔

تلاوتِ قرآن سن کر وجد و بے ہوش

حضرت شیخ فرماتے ہیں: میں نے تلاوت سے قبل تسمیہ پڑھی جسے سنتے ہی اس نے چیخ ماری اور بیہوش ہوگئی۔ میں نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے تو ہوش آیا۔ باندی: اے ابو عبداللہ! یہ تو اس کا نام ہے۔ اس وقت میرا حال کیا ہوگا جب میں اس کا عرفان پاؤں، جنت میں اس کا دیدار کروں، اے ابو عبداللہ رب تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور پڑھیے۔ شیخ محمد نے پھر تلاوت شروع کی اور آیت مبارکہ: اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ۠ (الجاثیہ 21/45)

کیا گمان کر لیا ان لوگوں نے جنہوں نے گناہ کیے کہ ہم انہیں کر دیں گے ان لوگوں کی طرح جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے کہ ان (سب) کی زندگی اور موت برابر ہو جائے۔ وہ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

باندی: اے ابو عبداللہ! ہم نے کسی بت کی پرستش کی نہ ہی کسی اور کو معبود قبول کیا اور پڑھیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ شیخ محمد نے پھر تلاوت کی۔

اِنَّـآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا۠ (الکہف 18/29)

ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جس کے (شعلوں) کی چار دیواری (ہر طرف سے) انہیں گھیر لے گی اور اگر (پیاس کی وجہ سے) وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی (اس) پانی سے ہوگی جو پگھلائے ہوئے

Marfat.com

تانبے کی طرح ہوگا' ان کے منہ بھون دے گا۔ کیا ہی برا پینا ہے اور دوزخ گیا ہی بری آرام گاہ ہے۔

باندی: اے ابوعبداللہ! آپ نے اپنے کو اس کا پابند کرلیا ہے۔ امید و بیم کے درمیان رکھئے اور کچھ پڑھئے۔ رحمکم اللہ' شیخ محمد نے پڑھا: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ○ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ○ (عبس' 38/80' 39) بہت سے چہرے اس دن چمکتے ہوں گے' مسکراتے ہوئے ہشاش بشاش وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ○ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ○ (القیامۃ' 22/75' 23) کتنے منہ اس دن تروتازہ اپنے رب کے دیدار میں مصروف ہوں گے۔

حوروں کا حق مہر

باندی: جس روز وہ اپنے دوستوں کے لئے ظاہر ہوگا مجھے اس کے ملنے کا کس قدر شوق ہوگا؟ اور پڑھئے' خدا آپ پر رحم کرے۔ شیخ محمد نے پھر پڑھا: يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ○ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ○ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ○ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ○ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ○ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (الواقعہ' 17/56' 24)۔ (خدمت کے لئے) آتے جاتے رہیں گے ان کے پاس ہمیشہ رہنے والے (بہشتی) لڑکے گلاس اور آفتابے اور چشمے سے بہتی ہوئی شراب کے لبریز جام لے کر جس سے نہ انہیں دردسر ہو' نہ ان کی عقل میں فتور آئے اور ان کے پسندیدہ لذیذ پھل' اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے اور گوری کشادہ چشم بیویاں جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی' یہ ان کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے۔

باندی: اے ابوعبداللہ! میرا خیال ہے کہ آپ نے حور کو پیغام تو دیا ہے مگر کیا مہر کے لئے کچھ خرچ بھی کیا ہے؟ شیخ محمد: میں تو مفلس ہوں' بتا میں کیا کروں؟ باندی: نمازوں سے شب بیداری کیجئے' ہمیشہ روزہ رکھئے اور فقراء و مساکین سے محبت رکھئے۔

فقراء کی محبت اور استغفار کی کثرت کا مقام

اتنا کہتے کہتے باندی بے ہوش ہوگئی۔ شیخ محمد نے اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے

Marfat.com

دیئے۔ ہوش میں آئی تو مناجات کرنے لگی۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس کے بعد التجا کرتے کرتے خاموش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ شیخ محمد نے دیکھا تو اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ شیخ کو اس کے مرنے کا بڑا غم ہوا۔ نڈھال حالت میں کفن وغیرہ خریدنے کی نیت سے بازار آ گئے۔ بازار سے واپس ہوئے تو اسے کفن میں ملبوس' خوشبو سے آراستہ پایا۔ اس کے علاوہ اس پر سبز رنگ کے دو جنتی حلّے پڑے ہیں اور کفن پر دو نورانی سطریں لکھی ہیں: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝

شیخ محمد اس کے کفن دفن سے فارغ ہو کر اداس و غمگین اپنے حجرے میں چلے گئے۔ دو رکعت نماز پڑھ کر سو گئے۔ اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں لعل و جواہر کے تاج پہنے' بہشتی لباس زیب تن کئے' پاؤں میں سرخ یاقوت کی جوتیاں ڈالے' آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن و تابندہ رخسار کے ساتھ محو خرام ہے۔ انہوں نے پوچھا: اے کنیز تجھے یہ عظیم مقام کیسے ملا؟

کنیز نے کہا: فقراء و مساکین کی محبت' استغفار کی کثرت اور مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزیں دور کرنے کے باعث۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(45)

ماں کی دعا سے ایک بڑی مصیبت سے نجات

وہ ایک نوخیز جوان تھا۔ اس کی کار پوری رفتار سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ اچانک اس کی کار سامنے سے آنے والے ٹرک کے نیچے آ گئی۔ اس سے پہلے کہ لوگ اس کے پاس پہنچیں پٹرول کی ٹینکی پھٹی اور اس کی کار کو آگ لگ گئی اور پھر یہ چند لمحات کی بات تھی کہ آگ نے اس کی کار کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایکسیڈنٹ اتنا خوفناک تھا کہ جو دیکھتا دہشت زدہ ہو جاتا۔ تھوڑی ہی دیر میں سڑک پر بڑا ہجوم ہو گیا۔ لوگ اپنی گاڑیوں سے اتر کر دیکھنے لگے کہ کیا ہوا۔ کچھ باہمت نوجوان آگے بڑھے اور نوجوان کو کار سے نکالنے کی کوشش کرنے لگے۔ سب کے ذہن میں یہی بات آ رہی تھی کہ وہ بری طرح جھلس چکا ہو گا۔

''اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ'' سب کی زبان پر تکبیر و تہلیل کی آواز تھی۔ سب خوشی سے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کر رہے تھے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اتنا زبردست ایکسیڈنٹ اور پھر بھی نوجوان بالکل صحیح سلامت! یہ منظر دیکھ کر تمام لوگوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نوجوان کے قریب آیا اور پوچھنے لگا:

''کیا تو نے کوئی ایسا عمل کیا ہے جس کے بارے میں تجھے یقین ہو کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تجھے اس بھڑکتی ہوئی آگ میں بھی محفوظ رکھا؟''

نوجوان نے جواب دیا میں جدہ (سعودی عرب کے ایک مشہور شہر) میں کام کرتا ہوں۔ آج جب مجھے تنخواہ ملی تو میں جدہ سے سیدھا اپنی والدہ کے پاس رابغ پہنچا۔ میری والدہ رابغ میں مقیم ہے۔ میں نے اپنی تنخواہ اپنی والدہ کی جھولی میں ڈال دی۔ میری والدہ

کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ بے حد خوش تھی کہ اس کا بیٹا کتنا فرماں بردار اور ماں سے کتنی زیادہ محبت کرنے والا ہے اور پھر میری والدہ نے اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔ وہ میرے لئے ڈھیروں دعائیں کر رہی تھی۔ والدہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے:

میرے رب! میرے بچے کو‘ میرے لخت جگر کو ہمیشہ اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔

بس میرے رب نے میری والدہ کی دعا کو میرے حق میں قبول فرمالیا۔ میں نے اپنی والدہ کو راضی کیا اور آسمانوں والے نے مجھے ایک بڑی مصیبت بلکہ یقینی موت سے نجات عطا فرمائی۔ (ساعۃ وساعۃ‘ ص156)

(46)

توبہ و استغفار

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو اس کے سامنے توبہ کرتا ہے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جتنا تم میں وہ شخص جس کی سواری بیچ جنگل بیابان میں ہو اور پھر وہ جاتی رہی ہو (یعنی گم ہو گئی ہو) اور اس سواری سے نا امیدی کی حالت میں انتہائی مغموم و پریشان لیٹ جائے اور پھر اسی حالت میں اچانک وہ اپنی سواری کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھ لے۔ چنانچہ وہ اس سواری کی مہار پکڑ کر انتہائی خوشی میں جذبات سے مغلوب ہو کر یہ کہہ بیٹھے اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب۔ مارے خوشی کے اس کی زبان سے یہ غلط الفاظ نکل جائیں۔''
(صحیح بخاری' کتاب الدعوات' باب التوبۃ' 9036' صحیح مسلم' التوبۃ' باب الحض علی التوبۃ' 7472)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے' پھر اگر وہ اس گناہ سے توبہ کر لیتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اس کا دل اس نقطہ سیاہ سے صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے پس یہ ران یعنی زنگ ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:

كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ (المطففین' 14)

ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر یہ اس چیز یعنی گناہ کا زنگ ہے جو وہ کرتے تھے۔

یہاں تک کہ ان کے دلوں پر خیر و بھلائی بالکل باقی نہیں رہی۔''
(سنن ترمذی' تفسیر القرآن' باب ومن سورۃ المطففین' 3334 صحیح ابن حبان' 141/2' مستدرک حاکم' 517/2' امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے)

Marfat.com

مومن بندہ اور گناہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِيءِ اَوِالْمُسِيْءِ فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهَا اَلْقَاهَا وَاِلَّا كُتِبَتْ وَاحِدَةٌ ۔

''بیشک بائیں طرف والا فرشتہ خطا کار مسلمان بندے (کی غلطی لکھنے) سے چھ گھنٹے تک قلم روکے رکھتا ہے، پھر اگر وہ نادم ہو کر اللہ سے معافی مانگ لے تو وہ گناہ فرشتہ نہیں لکھتا، اگر معافی نہ مانگے تو صرف ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے (اور دوسری مہلت اس غلطی کے لکھے جانے سے لے کر موت آنے تک ہے)'' (المعجم الکبیر للطبرانی 8/85، 7765)

☆......ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا، اَیْ بِيَدِهٖ فَوْقَ اَنْفِهٖ ۔

''بیشک مومن اپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے جیسے وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور ڈرتا ہو کہ اس پر گر نہ جائے اور فاجر اپنے گناہوں کو اس طرح سمجھتا ہے کہ جیسے اس کی ناک پر مکھی بیٹھ گئی تو پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ اس نے اس طرح کر کے اس مکھی کو اپنے ناک سے اڑا دیا۔''

(بخاری، الدعوات، 6308)

کیا وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پڑھ لینے کے بعد بھی اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ نہیں کر سکتے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ فَاِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتّٰى يُهْلِكْنَهٗ ۔

''گناہوں کو حقیر سمجھنے والی باتوں سے بچو کیونکہ یہ باتیں جب آدمی پر اکٹھی ہوتی ہیں تو اس آدمی کو ہلاک کر ڈالتی ہیں۔'' (الروض النضیر' 351)

اور اللہ تعالیٰ بندے کو معاف کر دیتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بندہ گناہ کر بیٹھتا ہے پھر وہ اپنے رب سے کہتا ہے کہ میرا یہ گناہ معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور عذاب بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے دوبارہ گناہ ہو جاتا ہے تو وہ کہتا ہے اے میرے رب! مجھے بخش دے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے اس لئے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ اس سے پھر گناہ ہو جاتا ہے اور وہ معافی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو بخشتا ہے اور گرفت بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا ہے۔''

(صحیح بخاری' التوحید' باب قول اللہ یریدون ان یبدلوا' 7507)

Marfat.com

(47)

سب سے بڑا عبادت گزار

چھپ چھپ کے جہاں سے کہ انہیں دیکھ سکوں میں
جنت میں مجھے ایسی جگہ میرے خدا دے

حضرت سیدنا محمد بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں ہمارے شیخ نے بتایا ایک مرتبہ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام اور حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: ''مجھے کسی ایسے شخص کے پاس لے چلو جو زمین میں سب سے بڑا عبادت گزار ہو۔'' چنانچہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپ کو ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جو جذام کا مریض تھا اور اس بیماری کی وجہ سے اس کے ہاتھ پاؤں گل سڑ کر جسم سے جدا ہو گئے تھے اور وہ صابر وشاکر شخص کہہ رہا تھا ''اے میرے پاک پروردگار! جب تک تو نے چاہا ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا اور جب تو نے چاہا لے لیے' تیرا شکر ہے کہ تو نے میری امید صرف اپنی ذات میں باقی رکھی' اے میرے پروردگار! میرا مطلوب تو بس تو ہی تو ہے (یعنی میں تیری رضا پر راضی ہوں)

اس شخص کو دیکھ کر حضرت سیدنا یونس علیہ السلام نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: ''اے جبرائیل علیہ السلام! میں نے تو تجھے ایسے شخص کے بارے میں کہا تھا جو بہت زیادہ نماز پڑھنے والا اور خوب روزے رکھنے والا ہو۔'' یہ سن کر جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا: ''ان مصیبتوں کے نازل ہونے سے پہلے یہ خوب روزے رکھتا اور خوب نمازیں پڑھتا تھا اور اب مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔'' یہ کہہ کر حضرت

Marfat.com

سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے اس شخص کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو اس کی دونوں آنکھیں باہر اُمڈ آئیں۔

رضا الٰہی کا راستہ

عابد پھر وہی الفاظ دہرانے لگا ''اے مالک! جب تک تو نے چاہا مجھے ان آنکھوں سے فائدہ بخشا اور جب چاہا لے لیا اور اپنی ذات میں میری محبت کو باقی رکھا (اے مولیٰ تیرا شکر ہے) میرا مطلوب تو بس تو ہی تو ہے۔

یہ حالت دیکھ کر حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے اس عظیم صابر وشاکر شخص سے کہا: ''آؤ ہم سب مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیری آنکھیں اور ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تجھے اس بیماری سے شفاء عطا فرمائے تاکہ تم پہلے کی طرح عبادت کرو اور روزے رکھو۔'' وہ شخص کہنے لگا ''میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔''

حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا: ''آخر کیوں تم اس بات کو پسند نہیں کرتے؟'' وہ عابد بولا اگر میرے رب کی رضا اسی میں ہے کہ میں بیمار رہوں تو پھر مجھے تندرستی وصحت نہیں چاہئے۔ میں تو اپنے رب کی رضا پر راضی ہوں۔ وہ مجھے جس حال میں رکھے میں اسی میں راضی ہوں۔

جے سوہنا میرے دکھ وچ راضی
میں سکھ نوں چُلھے پاواں

اس عابد کی یہ گفتگو سن کر حضرت سیدنا یونس علیہ السلام نے فرمایا: ''اے جبرائیل علیہ السلام! واقعی میں نے آج تک اس سے بڑھ کر کوئی عبادت گزار شخص نہیں دیکھا۔

حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ''یہ ایسا عظیم راستہ ہے کہ رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اس سے افضل اور کوئی راستہ نہیں۔ (عیون الحکایات)

Marfat.com

(48)

زمانہ اس قابل نہیں......

ساری زندگی تجرد کی گزارنے والے علامہ بشیر احمد حلبی رحمۃ اللہ علیہ کو جب شادی کی ترغیب دی گئی تو انہوں نے متنبی کا یہ شعر پڑھ دیا۔

وما الدهر اهل ان يؤمل عنده
حياة وان يشتاق فيه الى النسل

''زمانہ اس قابل نہیں کہ اس میں کسی قسم کی زندگی کی آرزو یا امید رکھی جائے یا اس میں نسل کا خواہشمند ہوا جائے۔''

آپ قوت حافظہ اور یادداشت کے ملکہ میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے۔ آپ کے بھائی کامل غزی آپ کے تعارف میں فرماتے ہیں:

''میرے بھائی 1274ھ میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں انہوں نے ولی اللہ شیخ سے جو اعرج کے لقب سے مشہور ہوئے' قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ایک سال ان کے ہاں ٹھہرنے کے بعد وہاں سے نکلے تو پڑھنے اور لکھنے کو اپنا مشغلہ بنا لیا۔ نو سال کی عمر میں ان کو ہاتھ سے لکھی ہوئی ایسی کتابیں دیتا جن کی لکھائی صحیح نہ ہوتی تھی تو وہ ان کتابوں کو تیزی کے ساتھ فصیح لہجے میں پڑھتے اور بہت کم ان سے غلطی سرزد ہوتی تھی۔ اسی عمر میں انہوں نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے منسوب ''خاتم مخمس'' شیخ یوسف سرمینی سے جو کہ اپنے زمانے میں ذکاوت اور فطانت میں مشہور تھے' بنانی سیکھی۔ کچھ عرصہ تک وہ اوقات معلوم کرنے کے فن میں مشہور ایک شخص کے پاس بھی آتے جاتے رہے۔ شیخ عبدو نامی یہ شخص جامع عدلیہ میں مقیم تھا۔ انہوں نے میرے ہمراہ کتابوں کے متون یاد کرنا شروع

Marfat.com

کیے۔ بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ انہوں نے علم النحو کی اہم کتاب ''الفیہ ابن مالک'' کو جو کہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ہے بیس دنوں سے بھی کم میں یاد کر لیا تھا۔ میں ان کے حافظہ کی قوت اور تیزی سے بڑا حیران ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ادب کی کتابوں کو یاد کرنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے بہت سے عربی اشعار اور ادب و اخلاق کی کتابوں کی بہت سی منتخب عبارتیں یاد کر لیں۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''کنز الدقائق'' کا بھی اکثر حصہ انہوں نے زبانی یاد کر رکھا تھا۔'' آگے فرماتے ہیں:

یادداشت میں بے مثال شخصیت

کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم ایک چیز کو جانتے تھے لیکن عربی میں ہمیں اس کا نام معلوم نہیں ہوتا تھا۔ عربی لغات کی جن جن جگہوں کے بارے میں ہمارا خیال ہوتا کہ اس کا نام وہاں مل جائے گا وہ سب ہم چھان مارتے لیکن طویل محنت اور جستجو کے بعد جب ہمیں کچھ نہ ملتا تو ہم ان سے دریافت کرتے تو فوراً صحافی البدیہہ یوں گویا ہوتے کہ اس کا نام یہ ہے اور یہ فلاں لغت کے فلاں مادے میں یا فلاں شعر میں مذکور ہے۔ جب ہم ان کی بتائی ہوئی جگہ پر دیکھتے تو بالکل ویسا ہی پاتے جیسے انہوں نے بتایا ہوتا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ عربی زبان' اس کے اشعار اور اس کی تاریخ میں ایک بہت بڑی نشانی تھے۔ ادب میں ان کی گفتگو سننے والا یہ سمجھتا تھا کہ اس فن کی کوئی بھی نادر بات اس شخص کی نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔ الاغانی' شرح دیوان الحماسۃ' امالی القالی' کامل المبرد' تینوں مشہور عربی شعراء طائی' بحتری اور متنبی کے مختارات اور ابو العلاء کے اشعار ''اللزومیات سقط الزند'' وغیرہ جن کے یاد کرنے اور سینے میں محفوظ کرنے کو عقل ناممکن سمجھتی ہے' یہ سب ان کو زبانی یاد تھے اور وہ طلبہ کو یہ سب زبانی لکھانے پر قادر تھے۔'' (العلماء العزاب' ص 298)

Marfat.com

(49)

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ

خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابو عمرو'' ہے اور لقب ''ذوالنورین'' (دونور والے) ہے۔ آپ قریشی ہیں اور آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کا خاندانی شجرہ ''عبد مناف'' پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ نے آغازِ اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس لئے آپ ''صاحب الھجر تین'' (دو ہجرتوں والے) کہلاتے ہیں اور چونکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کا لقب ''ذوالنورین'' ہے۔ آپ جنگ بدر کے علاوہ دوسرے تمام اسلامی جہادوں میں کفار سے جنگ فرماتے رہے۔ جنگ بدر کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، سخت علیل ہو گئی تھیں اس لئے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرما دیا لیکن ان کو مجاہدین بدر میں شمار فرما کر مال غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر و ثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تخت خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

آپ کے دورِ خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود میں بہت زیادہ توسیع ہوئی اور افریقہ وغیرہ بہت سے ممالک مفتوح ہو کر خلافت راشدہ کے زیر نگیں ہوئے۔ بیاسی برس کی

Marfat.com

عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور بارہ ذوالحجہ یا اٹھارہ ذوالحجہ 35ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے آپ کو رات کے وقت اس حال میں شہید کر دیا کہ آپ قرآنِ پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت :فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ پر پڑے۔آپ کے جنازہ کی نماز حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

(تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ)

زنا کار آنکھیں:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا۔اس کے بعد یہ شخص امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔اس شخص کو دیکھ کر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے نہایت ہی پر جلال لہجہ میں فرمایا: تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ شخص مذکور نے (جل بھن کر) کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ پر وحی اترنے لگی ہے؟ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں؟

امیر المومنین نے ارشاد فرمایا: میرے اوپر وحی تو نازل نہیں ہوتی ہے لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے یہ بالکل ہی قولِ حق اور سچی بات ہے اور خداوندِ قدوس نے مجھے ایک ایسی فراست (نورانی بصیرت) عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں کے حالات وخیالات معلوم کرلیا کرتا ہوں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین' ج2' ص862 وازالۃ الخفاء' مقصد2' ص227)

نورِ فراست ونگاہ کرامت

قرآنِ مجید میں خداوند قدوس کا ارشاد ہے کہ كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ یعنی آدمی جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے قلب

Marfat.com

پر ایک سیاہ داغ اور بدنما دھبہ پڑ جاتا ہے اور چونکہ قلب پورے جسم کا بادشاہ ہے اس لئے قلب پر جب کوئی اثر پڑتا ہے تو پورا بدن اس سے متاثر ہو جاتا ہے تو خاصانِ خدا جن کی آنکھوں میں نورِ بصارت کے ساتھ ساتھ نورِ بصیرت بھی ہوا کرتا ہے وہ بدن کے ہر ہر حصہ میں ان اثرات کو اپنے نورِ فراست اور نگاہِ کرامت سے دیکھ لیا کرتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ چونکہ اہل بصیرت اور صاحب باطن تھے اس لئے انہوں نے اپنی نگاہِ کرامت سے شخص مذکور کی آنکھوں میں اس کے گناہ کے اثرات کو دیکھ لیا اور اس کی آنکھوں کو اس لئے زنا کار کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ زِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ یعنی کسی اجنبی عورت کو بری نیت سے دیکھنا یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ واللہ اعلم

ہاتھ میں کینسر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے منبر اقدس پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بدنصیب اور خبیث النفس انسان جس کا نام ''جہجاہ غفاری'' تھا کھڑا ہو گیا اور آپ کے دست مبارک سے عصا چھین کر اس کو توڑ ڈالا۔ آپ نے اپنے حلم وحیاء کی وجہ سے اس سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا لیکن خدا تعالیٰ کی قہاری وجباری نے اس بے ادبی اور گستاخی پر اس مردود کو یہ سزا دی کہ اس کے ہاتھ میں کینسر کا مرض ہو گیا اور اس کا ہاتھ گل سڑ کر گر پڑا اور وہ یہ سزا پا کر ایک سال کے اندر ہی مر گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج 2، ص 368 وتاریخ الخلفاء، ص 112)

گستاخی کی سزا:

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ملک شام کی سرزمین میں تھا کہ میں نے ایک شخص کو بار بار یہ صدا لگاتے ہوئے سنا کہ ''ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے۔'' میں اٹھ کر اس کے پاس گیا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس شخص کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہیں اور وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے اور اپنے چہرے کے بل زمین پر اوندھا پڑا ہوا بار بار لگاتار یہی کہہ رہا ہے کہ ''ہائے افسوس! میرے لئے جہنم ہے۔'' یہ منظر دیکھ کر مجھ

Marfat.com

سے نہ رہا گیا اور میں نے اس سے پوچھا: اے شخص! تیرا کیا حال ہے؟ اور کیوں اور کس بناء پر تجھے اپنے جہنمی ہونے کا یقین ہے؟ یہ سن کر اس نے کہا: اے شخص! میرا حال نہ پوچھ۔ میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ان کے مکان میں گھس پڑے تھے۔ میں جب تلوار لے کر ان کے قریب پہنچا تو ان کی بیوی صاحبہ نے مجھے ڈانٹ کر شور مچانا شروع کر دیا تو میں نے ان کی بیوی صاحبہ کو ایک تھپڑ مار دیا۔ یہ دیکھ کر امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی کہ ''اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھی کر دے اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے۔'' اے شخص! میں امیر المومنین کے پر جلال چہرے کو دیکھ کر اور ان کی اس قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ اٹھا اور میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں خوف و دہشت میں کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔

امیر المومنین کی چار دعاؤں میں سے تین دعاؤں کی زد میں تو آ چکا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹ چکے اور دونوں آنکھیں اندھی ہو چکیں۔ اب صرف چوتھی دعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ معاملہ بھی یقیناً ہو کر رہے گا۔ چنانچہ اب میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں اور اپنے جرم کو بار بار یاد کر کے نادم و شرمسار ہو رہا ہوں اور اپنے جہنمی ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 227)

محبوبانِ خدا کی گستاخی کی مار

مذکورہ بالا دونوں روایتوں اور کرامتوں سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ بہت بڑا ستار و غفار اور غفور و رحیم ہے لیکن اگر کوئی بدنصیب اس کے محبوب بندوں کی شان میں کوئی گستاخی و بے ادبی کرتا ہے تو خداوند قدوس کی قہاری و جباری اس مردود کو ہرگز ہرگز معاف نہیں فرماتی بلکہ ضرور بالضرور دنیا و آخرت کے بڑے بڑے عذابوں میں گرفتار کر دیتی ہے اور وہ دونوں جہان میں قہر قہار و غضب جبار کا اس طرح سزاوار ہو جاتا ہے کہ دنیا کی نعمتوں کی مار اور پھٹکار اور آخرت میں عذاب نار کے سوا اس کو کچھ نہیں ملتا۔ رافضی اور وہابی جن کے دین و مذہب کی بنیاد ہی محبوبانِ خدا کی بے ادبی پر ہے ہم نے ان گستاخوں اور بے

Marfat.com

ادبوں میں سے کئی ایک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ان لوگوں پر قہر الٰہی کی ایسی مار پڑی ہے کہ توبہ توبہ' الامان اور مرتے وقت ان لوگوں کا اتنا برا حال ہوا ہے کہ توبہ توبہ۔ نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اللہ والوں کی بے ادبی و گستاخی کی لعنت سے محفوظ رکھے اور اپنے محبوبوں کی تعظیم وتوقیر اور ان کے ادب واحترام کی توفیق بخشے۔ (آمین)

خواب میں پانی پی کر سیرابی:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں باغیوں نے حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور ان کے گھر میں پانی کی ایک بوند تک کا جانا بند کر دیا تھا اور حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ پیاس کی شدت سے تڑپتے رہتے تھے' میں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو آپ اس دن روزہ دار تھے۔ مجھ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن سلام! آج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدارِ پرانوار سے خواب میں مشرف ہوا تو آپ نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں ارشاد فرمایا: اے عثمان! ظالموں نے پانی بند کر کے تمہیں پیاس سے بے قرار کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں تو فوراً ہی آپ نے دریچے میں سے ایک ڈول میری طرف لٹکایا جو نہایت شیریں اور ٹھنڈے پانی سے بھرا ہوا تھا' میں اس کو پی کر سیراب ہو گیا اور اب اس وقت بیداری کی حالت میں بھی اس پانی کی ٹھنڈک میں اپنی دونوں چھاتیوں اور دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! اگر تمہاری خواہش ہو تو ان باغیوں کے مقابلہ میں تمہاری امداد ونصرت کروں اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آ کر روزہ افطار کرو۔ اے عبداللہ بن سلام! میں نے خوش ہو کر یہ عرض کر دیا کہ یارسول اللہ! آپ کے دربار پرانوار میں حاضر ہو کر روزہ افطار کرنا یہ زندگی سے ہزاروں لاکھوں درجے زیادہ مجھے عزیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد رخصت ہو کر چلا آیا اور اسی دن رات میں باغیوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ'ج 7'ص 182)

اپنے مدفن کی خبر:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے اس حصہ میں تشریف لے گئے جو" حش کوکب" کہلاتا ہے تو آپ نے وہاں کھڑے ہوکر ایک خالی جگہ پر یہ فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مردصالح دفن کیا جائے گا چنانچہ اس کے بعد ہی آپ کی شہادت ہوگئی اور باغیوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کے ساتھ اس قدر ہلڑ بازی کی کہ آپ کو نہ روضہ منورہ کے قریب دفن کیا جاسکا اور نہ جنت البقیع کے اس حصہ میں مدفون کیے جاسکے جو کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کا قبرستان تھا بلکہ سب سے الگ تھلگ "حش کوکب" میں آپ سپردِ خاک کیے گئے جہاں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک بنے گی کیونکہ اس وقت تک وہاں کوئی قبر تھی ہی نہیں۔

(ازالۃ الخفاء مقصد 2، ص 227)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ان باتوں کا بھی علم عطا فرما دیتا ہے کہ وہ کب اور کہاں وفات پائیں گے اور کس جگہ ان کی قبر بنے گی؟ چنانچہ سینکڑوں اولیاء کرام کے تذکروں میں لکھا ہوا ہے کہ ان اللہ والوں نے قبل از وقت لوگوں کو یہ بتا دیا ہے کہ وہ کب اور کہاں اور کس جگہ وفات پا کر مدفون ہوں گے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس موقع پر بعض کج فہم اور بدعقیدہ لوگ عوام کو بہکاتے رہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو نہیں جانتا کہ وہ کون سی زمین میں مرے گا) لہٰذا اولیاء کرام کے یہ سب قصے غلط ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت حق اور برحق ہے اور ہر مومن کا اس پر ایمان ہے مگر اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی شخص اپنی عقل وفہم سے اس بات کو نہیں جان سکتا کہ وہ کب اور کہاں مرے گا؟ لیکن اگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بذریعہ وحی اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو بطریق کشف وکرامت ان چیزوں کا علم عطا فرمادے تو وہ بھی یہ جان لیتے ہیں کہ کب اور کہاں ان کا انتقال ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس بات کو جانتا ہی ہے کہ کون کہاں مرے گا لیکن اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے بتا دینے سے خاصان خدا بھی اس بات کو جان لیتے ہیں کہ کون کہاں مرے گا؟ مگر کہاں اللہ تعالیٰ کا علم اور کہاں بندوں کا علم، اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، ذاتی اور قدیم ہے اور بندوں کا علم عطائی اور حادث ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ابدی اور غیر محدود ہے اور بندوں کا علم فانی اور محدود ہے۔

اب یہ مسئلہ نہایت ہی صفائی کے ساتھ واضح ہو گیا کہ قرآنی ارشاد کا مفاد کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کون کب اور کہاں مرے گا؟ اور اہل حق کا یہ عقیدہ کہ اولیاء کرام بھی جانتے ہیں کہ کون کب اور کہاں مرے گا۔ یہ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہیں اور ان دونوں باتوں میں ہرگز ہرگز کوئی تعارض نہیں کیونکہ جہاں یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کون کب اور کہاں مرے گا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے کوئی نہیں جانتا اور جہاں یہ کہا گیا کہ حضرات انبیاء و اولیاء جانتے ہیں کہ کون کب اور کہاں مرے گا تو اس کا مطلب ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء خدا کے بتا دینے سے جان لیتے ہیں۔ اب ناظرین کرام انصاف فرمائیں کہ ان دونوں باتوں میں کون سا تعارض اور ٹکراؤ ہے؟ دونوں ہی باتیں اپنی اپنی جگہ سو فیصدی صحیح اور درست ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

شہادت کے بعد غیبی آواز:

حضرت عدی بن حاتم صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا۔ اَبْشِرْ اِبْنَ عَفَّانَ بِرُوْحٍ وَّرَيْحَانَ وَبِرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ اَبْشِرْ اِبْنَ عَفَّانَ بِغُفْرَانٍ وَّرِضْوَانَ۔

(یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو راحت اور خوشبو کی بشارت دو اور نہ ناراض ہونے والے رب کی ملاقات کی خوشخبری سناؤ اور خدا کے غفران و رضوان کی بھی بشارت دے دو) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز کو سن کر اِدھر اُدھر نظر دوڑانے لگا اور پیچھے مڑ کر بھی دیکھا مگر کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

(شواہد النبوۃ، ص 158)

Marfat.com

مدفن میں فرشتوں کا ہجوم:

روایت ہے: باغیوں کی ہلڑ بازیوں کے سبب تین دن تک آپ کی مقدس لاش بے گور وکفن پڑی رہی پھر چند جاں نثاروں نے رات کی تاریکی میں آپ کے جنازہ مبارکہ کو اٹھا کر جنت البقیع میں پہنچا دیا اور آپ کی مقدس قبر کھودنے لگے۔ اچانک ان لوگوں نے دیکھا کہ سواروں کی ایک بہت بڑی جماعت ان کے پیچھے پیچھے جنت البقیع میں داخل ہوئی۔ ان سواروں کو دیکھ کر لوگوں پر ایسا خوف طاری ہوا کہ کچھ لوگوں نے جنازہ مبارکہ کو چھوڑ کر بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا۔ یہ دیکھ کر سواروں نے بلند آواز سے کہا کہ آپ لوگ ٹھہرے رہیں اور بالکل نہ ڈریں ہم لوگ بھی ان کی تدفین میں شرکت کے لئے یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ یہ آواز سن کر لوگوں کا خوف دور ہو گیا اور اطمینان وسکون کے ساتھ لوگوں نے آپ کو دفن کیا۔ قبرستان سے لوٹ کر ان صحابیوں نے قسم کھا کر لوگوں سے کہا: یقیناً یہ فرشتوں کی جماعت تھی۔ (شواہد النبوۃ، ص 158)

گستاخ درندے کے منہ میں:

منقول ہے کہ حجاج کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا۔ تمام اہل قافلہ حضرت امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر زیارت کرنے اور فاتحہ خوانی کے لئے گئے لیکن ایک شخص جو آپ سے بغض وعناد رکھتا تھا، توہین واہانت کے طور پر آپ کی زیارت کے لئے نہیں گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ وہ بہت دور ہے اس لئے میں نہیں جاؤں گا۔

یہ قافلہ جب اپنے وطن کو واپس آنے لگا تو قافلہ کے تمام افراد خیر وعافیت اور سلامتی کے ساتھ اپنے اپنے وطن پہنچ گئے لیکن وہ شخص جو آپ کی قبر انور کی زیارت کے لئے نہیں گیا تھا اس کا یہ انجام ہوا کہ درمیان راہ میں بیچ قافلہ کے اندر ایک درندہ جانور دڑاتا اور غرّاتا ہوا آیا اور اس شخص کو اپنے دانتوں سے دبوچ کر اور پنجوں سے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

یہ منظر دیکھ کر تمام اہل قافلہ نے یک زبان ہو کر کہا کہ یہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی بے ادبی و بے حرمتی کا انجام ہے۔ (شواہد النبوۃ، ص 158)

Marfat.com

حاصل کلام:

مذکورہ بالا تینوں روایتوں سے امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی جلالت شان اور دربارِ خداوندی میں ان کی مقبولیت اور ولایت و کرامت کا ایسا عظیم الشان نشان ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مراتب کی بلندیوں کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا اور آخری روایت تو ان گستاخوں کے لئے بہت ہی عبرت خیز و خوفناک نشان ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں بدزبان ہو کر خلفاء ثلاثہ پر تبرابازی کیا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے دور کے شیعوں کا مذموم و ناپاک طریقہ ہے۔

اہل سنت حضرات پر لازم ہے کہ ان کی مجالس میں ہرگز ہرگز قدم نہ رکھیں ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہونے کا خطرناک اندیشہ ہے۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو اپنے قہر و غضب سے بچائے رکھے اور حضراتِ خلفاء کرام اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت و عقیدت کی دولت عطا فرمائے۔ آمین (کرامات صحابہ از علامہ اعظمی)

(50)

ہمارے پیارے نبی کے پیارے دادا جان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حضرت عبدالمطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دامن تربیت میں لیا اور ہمیشہ اپنے ساتھ آپ کو رکھتے تھے۔

حضرت عبدالمطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور حجون میں مدفون ہوئے۔ جس وقت حضرت عبدالمطلب کا جنازہ اٹھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ تھے اور فرطِ محبت سے روتے جاتے۔ حضرت عبدالمطلب نے مرنے کے وقت اپنے بیٹے جناب ابوطالب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سپرد کی۔ جناب ابوطالب نے اس فرض کو جس خوبی سے ادا کیا اس کی تفصیل کتب سیرت میں درج ہے۔

(سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم شبلی نعمانی)

ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جس وقت حضرت عبدالمطلب کا جنازہ اٹھا تو آپ کو دیکھا کہ جنازے کے پیچھے روتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو حضرت عبدالمطلب کا مرنا یاد ہے۔ آپ نے فرمایا: میری عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔

(طبقات ابن سعد ج 1 'ص 74 ' دلائل نعیم' ج 1 'ص 51 ' کذا فی سیرۃ المصطفیٰ' ج 1 'ص 87)

جناب ابوطالب کے لئے دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد ابوطالب کے انتقال کی خبر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور پھر فرمایا جا انہیں غسل دے اور کفن دے اور دفن کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے اس پر رحم فرمائے۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ تمام کام کیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن تک ان کے لیے استغفار کرتے رہے اور پھر گھر سے نہ نکلے یہاں تک کہ جبرائیل امین علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ۔ نبی علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کو مشرکین کے لئے استغفار نہ کرنا چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تجھے بخش دے تجھ پر رحم کرے جب تک بارگاہ الٰہی سے ممانعت نہ ہوگی میں تیرے لئے دعا مغفرت کرتا رہوں گا۔ اس ارشاد سے تمام مسلمانوں نے اپنے فوت شدہ عزیز و اقارب کے لئے دعا شروع کر دی۔ اس پر یہ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ (الآیۃ) نازل ہوئی۔

(طبقات ابن سعد ج 1 ص 173)

(51)

پرہیز گاروں کے لئے اچھی آخرت ہے

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو سعید مدینی عبداللہ بن شبیب نے خبر دی' انہیں محمد بن عمر بن سعید عطار نے' انہیں زکریا بن منظور نے' وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں' وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے کہ انہوں نے اپنے ایک بھائی کو خط لکھا اے بھائی تو نے زیادہ سفر طے کر لیا ہے اور تھوڑا باقی رہ گیا ہے' میرے بھائی! ان مراحل و گھاٹیوں کو یاد کر جہاں سے تجھے گزرنا ہے۔ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن پاک میں یہ وحی کی گئی ہے کہ آپ کو ان گھاٹیوں میں جانا ہوگا مگر یہ نہیں بتایا کہ ان سے صحیح سالم بچ کر نکل بھی جائیں گے یا نہیں' خبردار! تجھے دنیا دھوکہ نہ دینے پائے۔ دنیا تو اس کا گھر ہے جس کا آخرت میں گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا آخرت میں کوئی مال نہ ہو۔ میرے بھائی! تیرا اجل قریب آ چکا ہے لہٰذا تو خود ہی اپنے آپ کا وصی بن جا' کسی اور کو اپنا وصی نہ بنا۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی' انہیں عمرو بن ہشام جنبی نے' وہ جویبر سے' وہ ضحاک سے روایت کرتے ہیں' وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مناجات کی کہ اے موسیٰ! میرے سامنے دنیا میں زہد کرنے والوں جیسا تصنع کسی نے اختیار نہیں کیا اور حرام کاموں سے بچنے والوں جیسا تقویٰ کسی نے اختیار نہیں کیا۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی' انہیں عبدالرحمٰن محاربی نے' وہ مالک بن مغول سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حسن سے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے

Marfat.com

رسول! ہم میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جوتم میں سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت اور سب سے زیادہ آخرت میں رغبت رکھنے والا ہو۔

دنیا کے بارے میں اللہ کا فیصلہ

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن ابی مریم نے خبر دی' وہ زہیر بن عباد سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں داؤد بن ہلال نصیبی نے خبر دی' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں لکھا ہوا تھا اے دنیا! تو ان نیکوکار لوگوں کی نگاہ میں کتنی ذلیل ہے جن کے سامنے تو تصنع اور زینت اختیار کرتی ہے۔ میں نے ان کے قلوب میں تیرا بغض بھر دیا۔ انہوں نے تجھ سے دور رہنے کا عزم کر رکھا ہے۔ میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو میری نظروں میں تجھ سے زیادہ ذلیل ہو۔ تیری ہر ہر ادا و کیفیت حقیر و ذلیل ہے اور تو (ہر آن ہر گھڑی) ختم ہوتی جا رہی ہے۔ میں نے جس روز مخلوق کو پیدا کیا تھا تیرے متعلق اسی روز فیصلہ کر دیا تھا کہ تو کسی ایک کے پاس ہمیشہ نہیں رہ سکتی اور نہ ہی کوئی شخص تیرے لئے ہمیشہ رہ سکتا ہے۔ خواہ تیرا مالک کتنا ہی بخیل اور کنجوس کیوں نہ ہو' ان نیکوکاروں کے لئے بشارت ہو جو دل سے میری قضا پر راضی ہیں۔ میرے سامنے سچائی اور استقامت ظاہر کر رہے ہیں' انہیں بشارت ہو' جب وہ اپنی قبروں سے نکل کر گروہ در گروہ میرے پاس آئیں گے تو ان کے سامنے نور ہی نور ہوگا' فرشتے انہیں گھیرے ہوئے ہوں گے حتیٰ کہ انہیں میں اپنی رحمت کی اس انتہا تک پہنچا دوں گا جس کے وہ امیدوار ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء' 159/10' الاحیاء' 218/3)

دنیا کے فنا ہونے کا مطلب

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن ابی مریم نے خبر دی' انہیں زکریا بن یحییٰ نے' انہیں ابو العباس کندی نے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک دوست کی خدمت میں ہدیہ شکر پیش کیا تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا آئندہ مت بھیجنا' دوستی کو اپنی جگہ رہنے دو یہاں تک کہ ہماری ملاقات اس وقت ہو جب کہ قلوب کے اندر کوئی (حرص وغیرہ) باقی نہ رہے گا۔ خط کے آخر میں لکھا: دنیا کی حلال اور حسین و جمیل چیزوں کو طلب کرنے والا اللہ

کے ہاں نہ قابل تعریف ہے نہ قابل رشک' تو جو شخص اسے (اپنے جیسی) مخلوق کے ہاتھوں مانگے وہ کب قابل ستائش ہو سکتا ہے خصوصاً وہ جو اس میں عار محسوس کرے اور اس کی کمزوریوں کی وجہ سے اسے برا سمجھے۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے سلیمان بن ابی الشیخ نے خبر دی' انہیں ابوسفیان حمیری نے' میرا خیال ہے کہ وہ حصین سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن میمون اودی کوفہ کی مسجد سے عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لائے۔ جب وہ اپنی قوم میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ لوگ باتیں کر رہے ہیں۔ پوچھنے لگے کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ وہ بولے ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کی تکلیف کا ذکر کر رہے تھے۔ وہ فرمانے لگے تم لوگ چاہتے ہو کہ دنیا باقی رہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ضرور ختم کرنا ہے اور دنیا کا فنا ہو جانا نیک لوگوں کا دنیا سے چلے جانا ہے۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Marfat.com

(52)

نبی کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے

اس میں چند محدثین کرام کا ذکر خیر کیا جارہا ہے' ذرا توجہ سے پڑھیں۔

☆ حضرت عبدان رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن اور نام ونسب عبداللہ بن عثمان بن جبلہ ازدی عتکی ہے مگر یہ عام طور پر عبدان کے لقب سے بہت زیادہ مشہور ہیں۔ بہت نامور و ماہر حدیث محدث ہیں۔ عبداللہ بن مبارک و شعبہ و حماد بن زید وغیرہ اساتذہ حدیث سے اس علم کو حاصل کیا اور ہزاروں محدثین ان کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ امام بخاری نے بھی ان کی شاگردی اختیار فرمائی اور ایک سو دس حدیثیں ان سے روایت فرمائی ہیں۔

عبدان بہت ہی سخی تھے۔ اپنی زندگی میں دس لاکھ درہم طلبہ محدثین پر خرچ کیا اور عبداللہ بن مبارک کی تمام کتابوں کو اپنے قلم سے لکھ ڈالا۔ حاکم نے ان کو اپنے دور کا امام الحدیث لکھا اور ابورجاء محمد بن حمدویہ نے ان کو ثقہ' سچا' معتمد حافظ حدیث تحریر کیا۔

یہ بالوں میں خضاب کا شوق فرماتے تھے اور خوش پوشاک بھی تھے! سرکاری عہدوں سے انتہائی نفرت کرتے تھے اور امراء و سلاطین کے قرب سے حد درجہ بیزار رہتے تھے۔ عبداللہ بن طاہر نے ان کو جوزجان کا قاضی بنانا چاہا مگر انہوں نے انتہائی بے پرواہی سے اس عہدہ کو ٹھکرادیا۔

امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ مرو (خراسان) میں عبدان کی درسگاہ علم حدیث کے طالب علموں کا مرجع تھی۔

221ھ میں 72 برس کی عمر پاکر اپنے وطن مرو میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب)

Marfat.com

اپنے وقت میں روئے زمین کا بہترین انسان

حضرت عبداللہ بن مسلمہ قعنبی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن اور نام ونسب عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ہے۔ اپنے دادا قعنب کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے قعنبی کہلاتے ہیں۔ یہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے پھر بصرہ کو اپنا وطن بنا لیا۔ آخر عمر میں مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں 6 محرم 221ھ کو وصال فرمایا۔

انہوں نے بہت سے مشائخ کی درس گاہوں سے علمی استفادہ کیا ہے مگر چونکہ 8 برس تک امام مالک کی خدمت میں رہ کر علم حدیث پڑھا اور ان سے موطا کی روایت بھی کی اس لئے امام مالک کے خاص شاگردوں میں ان کا شمار ہے۔ یحیٰی بن معین کا قول ہے کہ میری نظر میں خدا کی رضا کے لئے دو ہی شخص احادیث کا درس دیتے ہیں ایک وکیع دوسرے قعنبی۔

ایک مرتبہ قعنبی بصرہ سے مدینہ منورہ آئے تو امام مالک نے اپنے تلامذہ سے فرمایا: اٹھو! چلو! ایک ایسے شخص کو سلام کر آئیں جو اس وقت روئے زمین پر بہترین انسانوں میں سے ہے۔

امام مالک خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت قعنبی سے زیادہ افضل و بہتر کوئی شخص طواف نہیں کرتا ہے۔ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو مجھ سے آپ نے ارشاد فرمایا: تم قعنبی سے حدیث کا علم حاصل کرو۔

قعنبی علم وعمل وزہد وتقویٰ کے جامع اور صاحب کرامت ومستجاب الدعوات تھے اور اکثر لوگوں کو یہ یقین تھا کہ یہ اولیاء اللہ کے طبقہ ابدال میں سے ہیں اور ان کی بزرگی وافضیلت پر تو تمام اہل زمانہ کا اتفاق تھا۔ (بستان المحدثین)

اپنے دور کا بہت بڑا عالم

حضرت عبدالملک۔ بن عبدالعزیز قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابونصر ہے۔ یہ چونکہ بغداد میں کھجوروں کی تجارت کرتے تھے اس لئے ابونصر تمار (کھجور والا) کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔ یہ امام مسلم کے استادوں میں سے ہیں۔ ابن سعد نے فرمایا: یہ نہایت ہی سچے

اور قابل اعتماد محدث ہیں اور علم وفضل اور تقویٰ وعبادت کی کثرت کے اعتبار سے اپنے دور کے بہت ہی بلند مرتبہ عالم دین ہیں۔

خلق قرآن کے فتنے میں یہ بھی قید میں ڈالے گئے اور امام احمد بن حنبل کی طرح عباسی حکومت نے ان کو بھی کوڑے لگوائے تھے مگر امام احمد بن حنبل ہی کی طرح یہ بھی صبر واستقامت کا پہاڑ بن کر حق پر ثابت قدم رہے۔

اہل بغداد عام طور پر ان کو ولی کامل اور ابدال سمجھتے تھے اور ان کے فیوض وبرکات سے فیض اٹھاتے تھے۔ آخر عمر میں آنکھوں کی بصارت جاتی رہی تھی مگر اس حالت میں بھی درس حدیث وکثرت عبادت کے معمولات میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا۔ 228ھ میں اکیانوے برس کی عمر پا کر بغداد میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب)

ساٹھ سال تک صوم داؤدی رکھنے والا عالم ربانی

ابوالحسن علی بن جعد کا وطن بغداد ہے۔ امام مالک وشعبہ وسفیان ثوری وغیرہ اماموں کی درس گاہوں کے فاضل حدیث ہیں اور امام احمد بن حنبل وامام بخاری ویحییٰ بن معین وامام ابوداؤد وغیرہ ائمہ احدیث کے شیخ الحدیث واستاد ہیں۔ ان کا حافظہ نہایت قوی تھا اور یہ اپنے حفظ سے زبانی احادیث سنایا کرتے تھے۔ موسیٰ بن داؤد کا قول ہے کہ میں نے علی بن جعد سے بڑھ کر کوئی حدیثوں کا حافظ نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ میں تیس برس سے زیادہ مدت تک علی بن جعد کی خدمت میں احادیث لکھتا رہا مگر اتنی طویل مدت میں کوئی فعل خلاف سنت ان سے صادر ہوتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا اور یقیناً علی بن جعد عالم ربانی تھے۔

ابوزرعہ ابوحاتم وغیرہ نے ان کو صادق وصالح اور ٹھوس علم والا بتایا۔ عبادت کی کثرت وصاحب کرامت ہونے میں بھی ان کی شہرت تھی۔

ابواسرائیل محدث نے علی بن جعد کے جنازہ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے لوگو! یہ وہ باکرامت عالم ربانی ہیں کہ انہوں نے ساٹھ برس تک صومِ داؤدی رکھا ہے یعنی ایک دن کا ناغہ دے کر ہمیشہ ساٹھ برس تک روزہ رکھتے رہے ہیں۔

132ھ میں ان کی ولادت اور 230ھ میں وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب)

Marfat.com

(53)

قرآن کی تاثیر سے لونڈی کی کایا پلٹ گئی

ایک عالم ربانی کی خدمت میں ایک باندی مسائل و معارف کے سلسلہ میں آیا کرتی تھی۔ حسین و جمیل تھی اور پردہ وغیرہ کا نہایت اہتمام کرتی تھی۔ انہوں نے ایک روز بازار میں دیکھا کہ اسے ایک شخص فروخت کر رہا ہے۔ عالم صاحب ان کے پاس گئے اور کنیز کو پہچان کر اس کے بیچنے والے سے اس کا حال دریافت کرنے لگے۔ اس نے بتایا کہ اس کا مالک ایک آتش پرست ہے۔ اسی دوران وہ آتش پرست بھی آ پہنچا۔ اس نے عالم صاحب کو بتایا کہ میں نے اسے ہوشیار اور خوبصورت دیکھ کر خریدا تھا اور اس زمانے میں ہمارے معبود کی دل لگا کر عبادت کیا کرتی تھی۔ ایک شب کی بات ہے تمہارا ایک ہم مذہب آیا اور اس نے کچھ اسے پڑھ کر سنایا جسے سنتے ہی یہ چیخ مار کر گر پڑی۔ اس کے بعد اس پر تحیر غالب آ گیا۔ اس نے ہمارے مذہب اور طریقہ عبادت کو ترک کر دیا۔ ہمارا کھانا کھانے سے منکر ہوئی۔ اب یہ مسلمانوں کے قبلہ کی طرف رخ کر کے عبادت کرتی ہے اس لئے میں اس سے نالاں ہوں۔ اب میں ایسی لونڈی کو رکھ کر کیا کروں گا؟

عالم ربانی نے کنیز سے تصدیق چاہی تو اس نے بھی تصدیق کی۔ عالم ربانی نے دریافت کیا مسلمان سنانے والے نے تجھے کیا سنایا تھا۔

کنیز: فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (الذاریات 51/51،56) ''تو اللہ کی طرف بھاگو! بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے واضح ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بناؤ۔ بیشک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے کھلا ڈر سنانے والا ہوں۔''

لونڈی کی برکت سے سب کو ایمان مل گیا

میں نے جب سے یہ آیت سنی ہے میرا دل بے قرار ہو گیا ہے اور میرا جو حال ہے آپ سے پوشیدہ نہیں۔ عالم ربانی: کیا تم اس کے بعد کی آیتیں سننا چاہتی ہو؟ کنیز: سنا سکیں تو کرم ہوگا۔ عالم ربانی نے اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ تک تلاوت کیا۔ کنیز نے سن کر کہا اس سے اچھی کیا بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جس امر کا ضامن ہوا تجھے وہی کافی ہے۔ عالم ربانی پھر اس کنیز کے مالک سے قیمت کی بات چیت کرنے لگے۔ اس اثناء میں مالک کنیز کا ایک عم زاد آ گیا جو کنیز سے محبت رکھتا تھا اور اس نے اس سے یہ کہہ کر کنیز لے لی میں اسے دوبارہ مجوسیت پر لوٹا لاؤں گا۔

کنیز کا دوسرا خریدار اسے جب اپنے ہمراہ لے جا رہا تھا تو عالم ربانی دیکھ کر فکر مند تھے۔ کنیز نے کہا: آپ فکر نہ کریں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

عالم ربانی ایک روز اپنی مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کنیز کو لے جانے والا نوجوان مسلمانوں کی صف میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ عالم ربانی نے اس سے بعد میں دریافت کیا تو اس نے سرگزشت سنائی۔

نوجوان: میں اسے لے کر اپنے گھر گیا۔ اس کے بعد کنیز نے یہ کیا کہ کرسی پر بیٹھ کر ذکر الٰہی، توحید خداوندی بیان کرنے لگی اور میرے تمام اہل خانہ کو آگ کی عبادت سے ڈرا کر خدائے واحد کی عبادت پر مائل کرنے لگی۔ جنت کی خوبیاں ذکر کرنے لگی۔ میں اس کو اسلام سے پھیرنے کے لئے لایا تھا یہ تو ہم سب کو مجوسیت سے پھیر رہی ہے۔ اپنی اس الجھن کو میں نے اپنے ایک دوست سے بیان کیا۔ دوست نے رائے دی کہ اس پر سختی کا راستہ نکالنے کی ترکیب یہ ہے کہ اسے اپنی طرف سے کچھ مال امانت کے طور پر رکھنے کو دو اور وہ جہاں رکھے، خاموشی کے ساتھ مال وہاں سے غائب کر دو۔ اس کے بعد امانت اس سے طلب کرو۔ مال جب اس کے پاس ہوگا ہی نہیں تو دے گی کہاں سے؟ اس وقت تمہیں اختیار ہوگا کہ اس بہانے اسے خوب مارو پیٹو اور جیسے چاہو ویسے اسے کرنے کو کہو۔

دل کی کھیتی پہ جب ایقان کا پانی برسا!

میں نے اس رائے پر عمل کیا اور کنیز کو پانچ سو دینار کی تھیلی رکھنے کو دی اور پھر جب وہ نماز پڑھ رہی تھی چپکے سے تھیلی وہاں سے اڑا لی اور اطمینان ہو جانے کے بعد میں نے کہا: وہ تھیلی لاؤ تو وہ اس جگہ گئی اور پانچ سو دینار سے بھری ہوئی تھیلی لا کر میرے حوالے کر دی۔ میں نے غور کیا کہ وہ تھیلی میں لے چکا ہوں۔ یقیناً اس کے معبود کے کرم سے اس کو یہ دوسری تھیلی دستیاب ہو گئی ہے تو معبود برحق اسی کنیز کا معبود ہے۔ اس کے بعد میں، میرے گھر والے اور میرا دوست مسلمان ہو گئے اور تسلیم کر لیا کہ یقیناً وہ خدا جس پر کنیز کا ایمان ہے وہی سچا اور حقیقی معبود ہے اور میں نے اس کنیز کو آزاد کر دیا۔

(روض الریاحین)

مالک الملک کا اکرام بھی ہے لافانی
خون کا پیاسا بنا لحظہ میں پیارا جانی
پھول کھل آئے اڑی خوشبو فضائیں بدلیں
دل کی کھیتی پہ جب ایقان کا برسا پانی
رعب کا عرفان غلاموں کو کنیزوں کو ملا
دیکھا کفار نے تو ان کی بڑھی حیرانی
اپنے حیلوں سے وہ اسلام کو زک دے نہ سکے
باندھ بندھتے رہے اور بڑھتی رہی طغیانی

Marfat.com

(54)

شاندار صلہ' ایک قرآنی واقعہ

یہ واقعہ بنی اسرائیل کا ہے۔ ان میں ایک شخص انتہائی مالدار تھا۔ اس کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ ایک غریب بھتیجے کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ مالدار آدمی کی وفات کا وقت آن پہنچا تھا مگر اس کے بھتیجے کو لالچ آ گیا۔ اس نے مالدار چچا کو وقت سے پہلے ہی جان سے مار ڈالا تا کہ اس کی تمام دولت حاصل کر لے۔ قتل کرنے کے بعد اس نے چالاکی یہ کی کہ لاش ایک دوسری بستی میں لے جا کر کسی کے صحن میں پھینک دی تا کہ اس پر کسی کو شک نہ ہو سکے۔

صبح ہوتے ہی وہ ڈرامائی انداز میں شور مچانے لگا اور خون کا بدلہ چاہنے کی دہائی دینے لگا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر چند بے گناہ افراد پر قتل کا مقدمہ بھی دائر کر دیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے باز پرس کی تو انہوں نے اپنی برأت کا اظہار کیا اور ٹھوس دلیلوں سے ثابت کر دیا کہ ہم قتل کے اس معاملے سے بالکل بے خبر ہیں۔ ہمارے اوپر قتل کا الزام سراسر ناانصافی اور ظلم ہے۔ ہم مکمل طور پر بے گناہ ہیں۔

مقدمہ کی سماعت کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا۔ حاضرین نے تجویز پیش کی کہ آیئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ قاتل کا پردہ فاش کر دے۔ موسیٰ علیہ السلام کو یہ تجویز پسند آئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنایا:

اللہ تمہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ط

"اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دے رہا ہے۔" (البقرہ 2: 67)

بنی اسرائیل کہنے لگے موسیٰ! آپ ہمارے مقدمے کی سماعت کے بعد اسے حل کرنے کی بجائے ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں؟ یہ کیا بات ہوئی؟ ہم نے تو آپ سے مقتول کے قاتل کا پتہ لگانے کے بارے میں درخواست کی ہے اور آپ ہیں کہ ہمیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم صادر کر رہے ہیں' بھلا قاتل اور مقتول کے قضیے میں گائے ذبح کرنے کا سوال کہاں سے آ گیا؟

بنی اسرائیل بڑی عجیب و غریب قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ ماننا اور اس پر مختلف انداز میں طرح طرح کے اعتراضات لگانا ان کا عام وطیرہ تھا۔ انہوں نے اس حکم پر بھی اپنی پرانی عادت کے مطابق عمل کیا۔ وہ حکمت الٰہی سے بے خبر تھے۔ انہیں اس بات کا شعور نہ تھا کہ انہیں یہ حکم دینے والا کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ نبی نے انہیں یہ حکم الٰہی سنایا تھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۝

"میں ایسا جاہل بننے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں۔" (البقرہ 2: 67)

مطلب یہ ہے کہ میں ایک نبی ہوں' میری شان کے خلاف ہے کہ میں اپنے مومن بھائیوں کا مذاق اڑاؤں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم میرے پاس ایک مقتول کا مقدمہ لے کر آئے ہو اور میں اس مقدمہ کو حل کرنے کے بجائے تمہیں اپنے مذاق کا نشانہ بناؤں؟

بنی اسرائیل کو جب یقین ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام جو حکم فرما رہے ہیں یہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ منجانب اللہ ہے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: چلیں ہم گائے تو ذبح کرتے ہیں مگر ذرا ہمیں یہ بھی بتلا دیں کہ وہ گائے کیسی ہونی چاہئے اور کن کن کمالات کی حامل ہونی چاہیے؟

گائے کیسی ہونی چاہیے؟

بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے گائے کی نوعیت دریافت کر کے خواہ مخواہ اپنے مقدمہ کو پیچیدہ بنا دیا۔ اگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے حکم کے مطابق فوراً کوئی بھی گائے ذبح کر

Marfat.com

دیتے تو مقصد پورا ہو جاتا لیکن انہوں نے گائے کی نوعیت کے بارے میں پے در پے سوال کر کے خود ہی مقدمے کو الجھا دیا چنانچہ ان کا بے جا سوال اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے مقدمہ کو پیچیدہ بنا کر انہیں مشکلات میں ڈال دیا۔

یہ جو کچھ ہوا' اس کے پس پردہ بھی دراصل ایک حکمت کار فرما تھی۔ اس بارے میں مختلف مفسرین نے جو کچھ لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے:

ماں کی خدمت کا صلہ

بنی اسرائیل ہی میں ایک آدمی تھا۔ اس کا ایک ہی بچہ تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو وہ اپنی گائے کی بچھڑی کو لے کر جنگل کی طرف گیا۔ یہ بچھڑی اس کی محنت کی کمائی اور اس کی زندگی بھر کا سرمایہ تھا۔ جنگل میں پہنچ کر اس نے بچھڑی کو چھوڑ دیا اور کہا:

''الٰہی! میں نے تیرے بھروسے پر گائے کی بچھڑی کو جنگل کے حوالے کیا ہے'

یہاں تک کہ میرا بچہ بڑا ہو جائے (اور اس گائے کا مالک بن جائے)''

گائے جنگل میں گھومنے پھرنے لگی۔ وہ نوخیز تھی۔ کسی بھی انسان کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑی ہوتی۔ کچھ دنوں بعد اس آدمی کا انتقال ہو گیا۔ وہ پسماندگان میں بیوی اور ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑ گیا۔ باپ کے انتقال کے بعد بیٹے کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داری ماں پر عائد ہوئی۔ ماں نے اپنی حیثیت کے مطابق پرورش و پرداخت کے تقاضے پورے کیے۔ وقت کے ساتھ ساتھ بچہ بھی نشو ونما پاتا گیا۔ ایک دن آیا کہ وہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا۔ وہ ماں کا انتہائی وفادار' فرماں بردار اور خدمت گزار تھا۔

اس نوجوان نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک تہائی رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتا' ایک تہائی نیند سوتا اور ایک تہائی وقت اپنی ماں کی خدمت میں بسر کرتا۔ اس کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہ صبح ہوتے ہی جنگل کی طرف روانہ ہو جاتا' جنگل میں لکڑیاں چنتا' انہیں پیٹھ پر لاد کر بازار لے جا کر فروخت کرتا' جو بھی آمدنی ہوتی اس میں سے ایک تہائی مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتا' ایک تہائی کھانے پینے میں خرچ کرتا اور ایک تہائی لا کر اپنی ماں کے ہاتھ پر رکھ دیتا۔

ماں نے ایک روز بیٹے سے کہا: تمہارے والد نے ورثہ میں ایک گائے چھوڑی ہے۔ وہ گائے فلاں جنگل میں ہے۔ مرنے سے پہلے تمہارے والد نے اسے اللہ کے بھروسے پر جنگل میں لے جا کر چھوڑ دیا تھا تاکہ جب تم بڑے ہو جاؤ تو اس کے مالک بن جاؤ۔ تم اس جنگل میں جاؤ اور سیدنا ابراہیم' اسماعیل' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے رب سے دعا کرو کہ وہ گائے تمہیں واپس کر دے اور ہاں' اس کی نشانی یہ ہے کہ جب تمہاری نگاہ اس پر پڑے گی تو تمہیں یوں محسوس ہوگا جیسے اس کی کھال سے سنہری شعاعیں نکل رہی ہیں۔

نوجوان نے ماں کے حکم کی تعمیل کی اور اس جنگل کی طرف چل پڑا جس کی ماں نے نشاندہی کی تھی۔ تلاشِ بسیار کے بعد اسے گائے نظر آ گئی۔ اس نے آواز دی:

''میں سیدنا ابراہیم' اسماعیل' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے رب کا واسطہ دے کر تجھے اپنے پاس بلاتا ہوں۔''

اور گائے نے کلام کرنا شروع کر دیا

یہ آواز سنتے ہی گائے نوجوان کی طرف دوڑ پڑی اور چند لمحے بعد وہ نوجوان کے سامنے کھڑی تھی۔ نوجوان نے اس کی گردن میں رسی ڈالی اور جنگل سے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے گائے کی زبان کھول دی اور وہ نوجوان سے مخاطب ہو کر بولی:

''ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے نوجوان! میرے اوپر سوار ہو جاؤ۔ اس طرح تمہیں آسانی ہو جائے گی۔'' نوجوان گویا ہوا:

''میری ماں نے مجھے تمہاری پیٹھ پر سواری کرنے کا حکم نہیں دیا' اس نے اتنا ہی کہا ہے کہ گائے کو گردن سے پکڑ کر لانا۔'' گائے بولی:

''بنی اسرائیل کے رب کی قسم! اگر تم میرے اوپر سوار ہو جاتے تو مجھ پر ہرگز قابض نہیں ہو سکتے تھے۔ چلو اب اگر تم پہاڑ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا حکم دو گے تو وہ بھی اپنی جڑ سے اکھڑ کر تمہارے ساتھ چلنے لگے گا۔ یہ اپنی ماں کے ساتھ تمہارے حسن سلوک کا صلہ ہے۔''

Marfat.com

گائے کی قیمت

نوجوان گائے کو لے کر ماں کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ماں نے بیٹے سے کہا: یہ تم بھی جانتے ہو کہ تمہارے پاس اس گائے کے سوا کوئی مال نہیں ہے، دن بھر مشقت کر کے لکڑیاں چنتے ہو اور رات کو اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہو، جاؤ اور اس گائے کو بیچ آؤ تاکہ تمہاری مالی حالت کچھ مستحکم ہو جائے۔ بیٹے نے پوچھا: امی جان! میں گائے کی کیا قیمت لوں؟

ماں: تین دینار قیمت بتانا اور ہاں میرے مشورہ کے بغیر مت بیچنا۔

نوجوان گائے کو لے کر بازار پہنچ گیا۔ وہ گاہک کا انتظار کر رہا تھا۔ اسی دوران ایک فرشتہ انسانی شکل میں نمودار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو نوجوان کا امتحان لینے بھیجا تھا کہ دیکھیں وہ ماں کی فرماں برداری میں پورا اترتا ہے یا اپنے نفس کی بات پر جھک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم تھا مگر وہ بندے کو آزمائش میں ڈال کر کھرے اور کھوٹے کی پہچان کرتا ہے۔ بندے کا امتحان لیتا ہے۔

فرشتے نے پوچھا: یہ گائے کتنی قیمت میں فروخت کرو گے؟

نوجوان: تین دینار میں، بشرطیکہ اپنی ماں سے پوچھ لوں۔

فرشتہ: میں چھ دینار دے رہا ہوں، ماں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ دینار لو اور گائے مجھے دے دو۔

نوجوان: اگر تم مجھے اس گائے کے برابر سونا بھی دو گے تب بھی میں اپنی ماں سے مشورہ کیے بغیر تمہیں نہیں دوں گا۔

فرشتہ: تو پھر جاؤ اور اپنی ماں سے مشورہ کرنے کے بعد آ جاؤ۔

نوجوان بازار سے گھر کو روانہ ہوا۔ اس نے اپنی ماں کو وہ ساری باتیں کہہ سنائیں جو بازار میں سامنے آئی تھیں۔ گائے کی قیمت کے بارے میں بھی بتلایا۔ ماں نے کہا: جاؤ گائے کی قیمت چھ دینار بتانا مگر بیچنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لینا۔

نوجوان گائے کو لے کر بازار پہنچا تو وہی فرشتہ آدمی کی شکل میں دوبارہ اس کے پاس آیا اور کہا اپنی ماں سے مشورہ لے کر آ گئے؟ کیا کہا ہے تمہاری ماں نے؟

نوجوان: ہاں، میں نے اپنی ماں سے مشورہ لیا ہے اس نے چھ دینار میں فروخت کرنے کی حامی بھر لی ہے، البتہ فروخت کرنے سے پہلے اس نے مشورہ لینے کو کہا ہے۔

فرشتہ: میں تمہیں بارہ دینار دینے کو تیار ہوں مگر مجھے گائے ابھی چاہئے۔ پیسہ لو اور گائے دے دو۔ ماں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

نوجوان: نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، میں اپنی ماں سے پوچھے بغیر کسی قیمت پر گائے فروخت نہیں کرسکتا۔

نوجوان بازار سے واپس آ گیا اور اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوکر بازار میں ہونے والی ساری باتیں کہہ سنائیں۔ ماں نے بیٹے کی باتیں سن کر فرمایا:

فرشتے کا مشورہ

''دراصل تمہارے پاس آنے والا شخص انسانی صورت میں فرشتہ ہے۔ وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے۔ اب اگر وہ آئے تو اس سے پوچھنا کہ ہم اس گائے کو بیچیں یا نہیں؟''

نوجوان نے ماں کے حکم کی تعمیل کی۔ جب فرشتہ بازار میں اس کے پاس گاہک بن کر آیا تو اس نے ماں کا بتلایا ہوا سوال پوچھا۔ فرشتے نے کہا: اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس کو بتاؤ کہ وہ گائے کو ابھی اپنے پاس ہی رکھے کیونکہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی خدمت میں ایک مقتول کا مقدمہ دائر ہوگا۔ وہ لوگ اسے بھاری قیمت میں خریدیں گے۔

فرشتے کی تجویز کے مطابق وہ گائے فروخت نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے ذریعے اس گائے کو بھاری قیمت میں فروخت کرا کے مطیع وفرماں بردار بیٹے کو اچھا بدلہ دینا چاہتا تھا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بنی اسرائیل نے اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام سے گائے کی نوعیت کے بارے میں سوال کر کے اپنے اوپر خوامخواہ کا بوجھ ڈال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس نوعیت کی گائے ذبح کرنے کا حکم دیا وہ پوری دنیا میں صرف ایک ہی آدمی کے پاس تھی۔ وہ آدمی یہی نوجوان تھا جس نے زندگی میں کبھی اپنی والدہ کی حکم عدولی نہیں کی تھی بلکہ اس کا تمام تر وقت ماں کی فرماں برداری ہی میں گزرتا تھا۔

اور گائے سونے کے بھاؤ بک گئی

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب گائے کی نوعیت کے بارے میں بنی اسرائیل کو بتایا تو انہوں نے کافی تگ ودو کی اور تلاش بسیار کے بعد نوجوان کے پاس مطلوبہ گائے کو پالیا۔ قیمت یہ مقرر ہوئی کہ گائے کے وزن کے برابر دینار گائے کے مالک کو دیے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب گائے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں لائی گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق گائے کا گوشت کاٹ کر اسے مقتول کے جسم پر مارنے کا حکم دیا۔

گوشت کو مقتول کے جسم پر مارنا تھا کہ وہ اللہ کے اذن سے زندہ ہو گیا۔ اس کے جسم سے خون ٹپک رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ مجھے میرے بھتیجے نے قتل کیا ہے۔ پھر وہ اسی جگہ گر کر مر گیا۔ چنانچہ قاتل کو اس کی وراثت سے محروم کر دیا گیا۔

اس قصے کی تفصیل سورۂ بقرہ 2:67-69 کی تفسیر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ہم نے ایک مجموعہ میں بیان بھی کیا لیکن صاوی وجلالین کے حوالے سے جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے یہ بہت ساری تفاسیر کا خلاصہ ہے اور جمہور مفسرین نے اس کی تفصیل لکھی ہے۔

Marfat.com

(55)

یا اللہ! میری توبہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا پھر لوگوں سے یہ پوچھنے نکلا کہ اگر میں توبہ کرلوں تو وہ توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ چنانچہ اسی سلسلہ میں وہ ایک عابد وزاہد کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: کیا اتنے بڑے گناہ سے یا اتنے بڑے گناہ کرنے والے کے لئے توبہ ہے؟ یعنی کیا اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ اس عابد وزاہد نے کہا: نہیں۔ اس شخص نے یہ سنتے ہی اس عابد وزاہد کو بھی قتل کر دیا اور پھر دوسرے لوگوں سے پوچھتا پھرنے لگا۔ ایک شخص نے اس سے کہا: تم فلاں بستی جاؤ وہ ایسی اور ایسی ہے (یعنی اس نے اس بستی کا نام لیا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ بہت اچھی بستی ہے، وہ اولیاء اللہ کی بستی ہے وہاں لوگ کثرت سے عبادت کرتے ہیں، وہاں ایک عالم رہتا ہے جو تمہیں تمہاری توبہ کے قبول ہونے کا فتویٰ دے گا) چنانچہ وہ شخص اس بستی کی طرف چل کھڑا ہوا۔ ابھی آدھے ہی راستے پر پہنچ پایا تھا کہ اچانک اسے موت نے آدبوچا (چنانچہ اسے موت کی علامت محسوس ہوئی) تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا اور پھر اس کی روح قبض کرنے کے وقت رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے (ملک الموت سے جھگڑنے لگے) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جس کی طرف وہ توبہ کرنے جا رہا تھا حکم دیا کہ وہ میت کے قریب آجائے اور اس بستی کو جہاں سے وہ قتل کر کے آ رہا تھا حکم دیا کہ وہ میت سے دور ہو جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فرمایا تم دونوں بستیوں کے درمیان

پیمائش کرو۔ اگر میت اس بستی کے قریب ہو گی جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا تو اسے رحمت کے فرشتوں کے حوالہ کیا جائے گا اور اگر اس بستی کے قریب ہو جہاں سے وہ قتل کر کے آ رہا تھا تو عذاب کے فرشتوں کے حوالہ کیا جائے گا۔ چنانچہ جب فرشتوں نے پیمائش کی تو وہ توبہ کے لئے جس بستی کی طرف جا رہا تھا اس سے ایک بالشت قریب پایا گیا پس حق تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔"

(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب 3470، صحیح مسلم، التوبۃ، باب قبول توبۃ القاتل، 2766)

میں نے اسے معاف کر دیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اسی امت میں سے یا گزشتہ امتوں میں سے ایک بندے نے گناہ کیا اور پھر کہنے لگے اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: کیا میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو جس کو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کے گناہ بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کے گناہ پر مواخذہ کرتا ہے تو جان لو میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا۔ وہ بندہ ایک مدت تک جتنا اللہ نے چاہا گناہ کرنے سے باز رہا۔ اس کے بعد اس نے پھر گناہ کیا اور عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: کیا یہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟ میں نے اس بندہ کو بخش دیا۔ وہ بندہ ایک مدت تک جو اللہ تعالیٰ نے چاہا گناہ سے باز رہا اور اس کے بعد پھر اس نے گناہ کیا اور اس کے بعد پھر اس نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں نے گناہ کیا ہے تو میرے اس گناہ کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟ میں نے اس بندہ کو بخش دیا پس جب تک وہ استغفار کرتا رہے جو چاہے کرے۔" (بخاری و مسلم)

ایک حسین عورت کی توبہ:

کچھ لوگوں نے ایک بے حد حسین و جمیل عورت سے کہا: اگر تو ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر گمراہ کر دے تو تجھے ایک ہزار درہم انعام میں دیا جائے گا۔ وہ اس بات پر آمادہ ہوگئی۔ اس نے بہت خوبصورت لباس زیب تن کیا' بہت عمدہ اور نفیس خوشبو استعمال کی اور ربیع جب مسجد میں جانے لگے تو راستے میں ان کے سامنے آ گئی اور اس وقت یہ ننگے منہ تھی۔ ربیع نے اسے دیکھا تو فرمایا اگر تجھے بخار آ جائے اور وہ تیرے اس رنگ اور سج دھج کو بدل کر رکھ دے تو پھر کیا حال ہوگا؟ یا اگر ملک الموت آ جائے اور وہ تیری شاہ رگ کاٹ دے تو پھر کیا بنے گا؟ یا اگر منکر اور نکیر تم سے سوال پوچھیں تو انہیں کیا جواب دو گی؟ ربیع نے ابھی اتنی بات ہی کہی تھی کہ اس عورت نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر گئی اور جب ہوش میں آئی تو اس نے سچی پکی توبہ کی اور آئندہ زندگی اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں بسر کرنا شروع کر دی حتیٰ کہ جس دن اس کا انتقال ہوا تو اس کا جسم اس طرح تھا جیسے کسی درخت کا جلا ہوا تنا ہو۔

(کتاب التوابین لابن قدامۃ المقدسی' ص 270' 271)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پڑوسی کی توبہ:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پڑوسی گناہوں اور بہت گندے کاموں کا ارتکاب کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح طور پر اس کے سلام کا جواب بھی نہ دیا اور اس کے آنے کی وجہ سے گرانی محسوس کی۔

اس نے کہا: ابو عبداللہ! آپ مجھ سے گرانی کیوں محسوس کرتے ہیں حالانکہ میں نے ایک خواب دیکھنے کے بعد اپنی سابقہ حالت بدل لی ہے؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: آپ نے کیا خواب دیکھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گویا کہ آپ کسی اونچی جگہ تشریف فرما ہیں اور بہت سے لوگ آپ سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص باری باری اٹھ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا اور عرض کرتا ہے کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں' آپ اس کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ سب لوگوں نے آپ کی خدمت میں اسی طرح عرض کیا اور اب صرف میں ہی باقی رہ گیا تھا۔ میں نے بھی ارادہ کیا کہ کھڑے ہو کر عرض کروں مگر اپنے گناہوں کی وجہ سے شرمسار ہو

گیا۔

آپ نے مجھے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: تم مجھے دعا کے لئے کیوں نہیں کہتے؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اپنے برے اعمال کی وجہ سے مجھے شرم آتی ہے کہ میں آپ سے دعا کی درخواست کروں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اپنے گناہوں پر شرمسار ہو تو پھر مجھ سے کہو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ بشرطیکہ میرے صحابہ میں سے کسی کو آئندہ گالی نہ دینا۔ آپ کے اس فرمان کے بعد میں نے بھی کھڑے ہو کر دعا کی درخواست کی تو آپ نے میرے لئے بھی دعا فرمائی اور جب میں بیدار ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ان تمام گناہوں سے نفرت پیدا کر دی تھی جس کا ارتکاب میں کیا کرتا تھا۔

(کتاب التوابین لابن قدامۃ المقدسی، ص 271، 272)

☆......قرآن مجید سن کر ایک اعرابی کی توبہ:

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن بصرہ کی جامع مسجد سے آ رہا تھا کہ راستے میں ایک گلی میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی جو بہت اکھڑ اور اجڈ قسم کا انسان تھا۔ اونٹ پہ سوار، گلے میں تلوار لٹکائے اور ہاتھ میں کمان پکڑے ہوئے تھا، میرے قریب آ کر اس نے سلام کیا اور پوچھا آپ کا تعلق کس خاندان سے ہے؟

میں نے جواب دیا: میں بنو اصمع سے ہوں۔

اس نے کہا: آپ اصمعی ہیں؟

میں نے جواب دیا: ہاں۔

اس نے پوچھا: آپ اس وقت کہاں سے آ رہے ہیں؟

میں نے جواب دیا: ایک ایسی جگہ سے آ رہا ہوں جہاں رحمان کے کلام کی تلاوت ہوتی ہے۔

اس نے تعجب سے پوچھا: رحمان کا کلام بھی ہے جس کی آدمی تلاوت کرتے ہیں؟

میں نے جواب دیا: ہاں۔

اس نے کہا: اچھا مجھے بھی کچھ تلاوت سناؤ۔

تمہارا رزق آسمان میں ہے

میں نے کہا: اونٹ سے نیچے اترؤ وہ نیچے اتر آیا تو میں نے سورۂ ذاریات کی تلاوت شروع کر دی اور جب اس آیت کریمہ پر پہنچا:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۝ (الذاریات'22)

''اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے' آسمان میں ہے۔''

اس نے پوچھا: اصمعی یہ رحمان کا کلام ہے؟

میں نے کہا: اس ذات اقدس کی قسم جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا ہے' یہ رحمان ہی کا کلام ہے اور اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔

مجھ سے کہنے لگا بس اتنی تلاوت ہی کافی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا اونٹ نحر کر دیا۔ گوشت کے ٹکڑے کر دیئے اور مجھ سے کہنے لگا کہ آؤ اسے تقسیم کرنے میں میری مدد کرو۔ پھر وہاں سے گزرنے والے لوگوں میں وہ سارا گوشت تقسیم کر دیا۔ پھر اس نے تلوار اور کمان بھی توڑ دی اور اس آیت کریمہ کو پڑھتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۝ (الذاریات'22)

''اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے' آسمان میں ہے۔''

یہ منظر دیکھ کر میں اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا کہ تم اس بات کو اخذ نہ کر سکے جسے ایک اعرابی نے اخذ کر لیا ہے۔ میں جب ہارون الرشید کے ساتھ حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ کسی شخص نے مجھے بہت آہستہ سے آواز دی' میں نے دیکھا تو یہ وہی اعرابی تھا جو بہت نحیف و نزار ہو گیا تھا اور اس کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔ اس نے مجھے سلام کیا' میرا ہاتھ تھام لیا اور مجھے مقام ابراہیم کے پیچھے بٹھا لیا اور کہنے لگا مجھے رحمان کے کلام کی تلاوت سناؤ۔ میں نے پھر سورۂ ذاریات پڑھنا شروع کر دی اور جب میں اسی آیت کریمہ پر پہنچا:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۝ (الذاریات'22)

Marfat.com

"اور تمہارا رزق اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے' آسمان میں ہے۔"

اعرابی نے چیخ ماری اور کہا کہ ہمارے رب تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ فرمایا ہے' ہم نے اسے سچ پایا ہے۔ پھر اس نے کہا: اس کے علاوہ کچھ اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ (الذاریات' 23)

"تو آسمانوں اور زمین کے مالک کی قسم! یہ (اسی طرح) قابل یقین ہے جس طرح تم بات کرتے ہو۔"

یہ سن کر اعرابی نے چیخ ماری اور کہا سبحان اللہ! رب جلیل کو کس نے ناراض کیا ہے کہ اس نے یہ قسم کھا کر بیان فرمایا ہے؟ کیا لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو سچ نہ جانا حتیٰ کہ اسے قسم کھانا پڑی؟ اس نے یہ بات تین بار کہی اور پھر اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (الکشاف زمخشری' 4/400' دار الکتاب العربی بیروت)

ایک گناہ گار نوجوان کی توبہ:

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا اے ابو اسحاق! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا' مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو دل پر اثر کرے اور میں گناہوں سے باز آ جاؤں۔

آپ نے فرمایا: اگر تم پانچ باتیں قبول کر لو اور ان پر قادر ہو جاؤ تو پھر تمہیں نہ کوئی گناہ نقصان پہنچا سکے گا اور نہ کوئی دنیوی لذت تمہیں ہلاک کر سکے گی۔

اس نے پوچھا: ابو اسحاق! وہ پانچ باتیں کون سی ہیں؟

آپ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا چاہتے ہو تو پھر اس کا رزق نہ کھاؤ۔

اس نے کہا: پھر کیا کھاؤں؟ زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سارا اسی کا رزق ہے؟

آپ نے فرمایا: پھر تم ہی بتاؤ کیا یہ اچھی بات ہے کہ اس کا رزق بھی کھاؤ اور اس کی نافرمانی بھی کرو؟ اس نے جواب دیا: نہیں یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

Marfat.com

اب آپ نے دوسری بات بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو پھر اس کے علاقے میں نہ رہو۔

اس نے جواب دیا: یہ تو پہلی سے بھی زیادہ مشکل بات ہے، مشرق و مغرب اور ان کے درمیان کا سارا علاقہ اسی کا ہے تو پھر میں کہاں رہ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: کیا یہ اچھی بات ہے کہ رزق بھی اسی کا کھاؤ، اسی کے علاقے میں رہو اور اس کی نافرمانی بھی کرو؟

یہ کوئی اچھی بات نہیں

اس نے کہا: تیسری بات بتائیں۔ آپ نے فرمایا: اگر اس کا رزق کھانے اور اس کے علاقے میں رہنے کے باوجود اس کی نافرمانی کرنا چاہو تو ایسی جگہ کرو جہاں وہ تمہیں نہ دیکھے۔ اس نے جواب دیا ابراہیم! یہ کیسے ممکن ہے، وہ تو تمام خفیہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، اس سے کوئی انسان کس طرح چھپ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا یہ اچھی بات ہے کہ رزق بھی اس کا کھاؤ، رہو بھی اسی کے علاقے میں اور جب نافرمانی کرو تو وہ تمہیں دیکھ بھی رہا ہو؟ اس نے کہا: نہیں، یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

اب چوتھی بات بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: جب تمہاری روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت تمہارے پاس آئے تو اس سے یہ کہو کہ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو تا کہ میں سچی توبہ کرلوں اور کچھ نیک عمل کرلوں تو کیا وہ تمہیں مہلت دے گا؟ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تمہیں اس بات کی قدرت نہیں ہے کہ ملک الموت کو ٹال کر توبہ کرلو اور تم خوب جانتے ہو کہ آئی ہوئی موت کو ہرگز ٹالا نہیں جا سکتا تو پھر نجات کیسے ممکن ہے؟

اس نے کہا: پانچویں بات ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کے دن دوزخ کے فرشتے تمہارے پاس آئیں تا کہ گھسیٹ کر تمہیں دوزخ میں لے جائیں تو کیا تم ان کے ساتھ جانے سے انکار کرسکو گے؟ اس نے جواب دیا نہیں، وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ میری کوئی معذرت قبول نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا: پھر نجات کی امید کیسے کر سکتے ہو؟ اس نے کہا: ابراہیم! بس یہ وعظ و نصیحت میرے لئے کافی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ پھر اس نے آپ کی صحبت و رفاقت کو اختیار کر

Marfat.com

لیا اور باقی ساری زندگی آپ کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت میں بسر کی حتیٰ کہ موت ہی نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔

(کتاب التوابین لابن قدامۃ المقدسی ص 287' 288)

بصرہ کے ایک بادشاہ کی توبہ:

بصرہ کا ایک بادشاہ بہت عابد وزاہد تھا۔ افسوس! وہ دنیاداری اور بادشاہت کی طرف زیادہ مائل ہو گیا۔ اس نے ایک بہت خوبصورت محل تعمیر کرایا۔ اسے طرح طرح کے سامانِ آرائش وزیبائش سے سجایا۔ ایک دن اس نے ایک بہت عظیم الشان ضیافت کا اہتمام کیا اور بہت سے لوگوں کو دعوت دی' لوگ آئے' انہوں نے خوب کھایا پیا' محل دیکھا' خوشی ومسرت کا اظہار کیا' بادشاہ کو دعائیں دیں اور رخصت ہو گئے۔

اسی طرح وہ کئی دن تک لوگوں کے لئے ضیافتوں کا اہتمام کرتا رہا حتیٰ کہ وہ اس کام سے فارغ ہو گیا۔ ایک دن اس نے بھائیوں اور خاص دوستوں کی محفل جمائی ہوئی تھی۔ باتیں کرتے کرتے کہنے لگا تم دیکھتے ہو کہ مجھے اپنے اس محل کے بنانے کی کتنی خوشی ہے اور اب میرا ارادہ یہ ہے کہ اپنے ہر ایک بیٹے کے لئے بھی اسی طرح کا ایک ایک خوش نما محل بنوا دوں لہٰذا تم کچھ دن مزید قیام کرو تا کہ خوب باتیں بھی ہوں اور ان محلات کی تعمیر کے بارے میں تم سے مشورے بھی کئے جائیں۔

وہ سب لوگ بادشاہ کے کہنے پر اس کے ہاں رک گئے۔ عیش ونشاط اور لہو ولعب میں دن خوب بسر ہوتے اور بادشاہ ان سے مشورے بھی کرتا رہتا۔ ایک رات لہو ولعب کی محفل جمی ہوئی تھی کہ انہوں نے ایک غیبی آواز سنی۔ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا:

يَآ أَيُّهَا الْبَانِيْ' وَالنَّاسِيْ مَنِيَّتَهُ
لَا تَأْمُلَنَّ فَإِنَّ الْمَوْتَ مَكْتُوْبٌ
عَلَى الْخَلَائِقِ إِنْ سُرُّوْا وَفَرِحُوْا
فَالْمَوْتُ حَتْفٌ لِذِي الْآمَالِ مَنْصُوْبٌ
لَا تَبْنِيَنَّ دِيَارًا لَسْتَ تَسْكُنُهَا
وَرَاجِعِ النُّسُكَ كَيْمَا يُغْفَرُ الْحُوْبُ

Marfat.com

"اے محلات بنانے والے اور اپنی موت کو بھولنے والے! زیادہ امیدیں وابستہ نہ کر کیونکہ موت ایک تلخ اور اٹل حقیقت ہے جو تمام مخلوقات کے لئے ہے، خواہ وہ کتنی ہی خوشی ومسرت میں ہوں۔ الغرض! موت تو بڑی بڑی امیدیں وابستہ کرنے والے کے لئے بھی مقدر ہے۔ ایسے محلات نہ بناؤ جن میں تم رہو گے ہی نہیں اور اب ریاضتوں اور عبادتوں کی طرف واپس پلٹ آؤ کہ تمہارے گناہ معاف ہو جائیں۔"

غیبی آواز کا اثر

یہ اشعار سن کر بادشاہ اور اس کے ساتھیوں پر شدید گھبراہٹ طاری ہو گئی اور مارے خوف کے وہ سب کانپنے لگے۔ بادشاہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا تم نے بھی یہ آواز سنی ہے جو میں نے سنی ہے؟ سب نے جواب دیا جی ہاں! بادشاہ نے پوچھا کیا تمہاری بھی وہ کیفیت ہے جو میری ہے؟ انہوں نے پوچھا: آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ میں اپنے دل پر ایک بوجھ محسوس کرتا ہوں اور میرے خیال میں یہ موت کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں نہیں! ایسی کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ دراز اور بابرکت عمر عطا فرمائے۔

بادشاہ نے زار وقطار رونا شروع کر دیا۔ پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا تم میرے دوست اور بھائی ہو کیا میری بات مانو گے؟ انہوں نے کہا: آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر۔ بادشاہ نے حکم دیا شراب گرا دو اور آلات لہو ولعب کو اٹھا کر باہر پھینک دو۔ پھر کہنے لگا اے اللہ! میں تجھے اور تیرے ان بندوں کو گواہ بنا کر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ گزشتہ دنوں میں مجھ سے جو کوتاہی ہوئی میں اس پر شرمسار ہوں۔ اے اللہ! میں تجھی سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے مہلت عطا فرمائے تو اپنی اطاعت کی طرف رجوع کی صورت میں مجھ پر اپنی نعمتوں کا اتمام فرما دے اور اگر تو نے میرے لئے موت کا فیصلہ فرما لیا ہے تو محض اپنے فضل وکرم اور اپنی رحمت کے ساتھ میرے تمام گناہ معاف فرما دے۔

بادشاہ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا۔ اللہ کی قسم! موت۔

Marfat.com

اللہ کی قسم! موت۔ علماء کی رائے یہ تھی کہ اس بادشاہ کی توبہ پر موت واقع ہوئی ہے۔

(کتاب التوابین لابن قدامۃ المقدسی، ص 175، 177)

عبداللہ بن مرزوق کی توبہ:

عبداللہ بن مرزوق ایک دن خلیفہ مہدی کے ساتھ لہو ولعب کی محفل میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں بھی نہ پڑھ سکے۔ ہر نماز کے وقت ان کی چہیتی باندی انہیں توجہ دلاتی مگر وہ نمازوں سے غافل ہی رہے۔

جب عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو باندی نے آگ کا ایک انگارا لیا اور ان کے پاؤں پر رکھ دیا جس کی وجہ سے انہوں نے بہت تکلیف محسوس کی اور پوچھا: یہ کیا؟ باندی نے جواب دیا یہ تو دنیا کی آگ کا انگارا ہے جسے تم برداشت نہیں کر رہے تو آخرت کی آگ کو کس طرح برداشت کرو گے؟

باندی کی یہ بات سن کر وہ زار وقطار رونے لگے اور پھر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ باندی کی اس بات کا ان کے دل پر گہرا اثر ہوا اور انہوں نے اپنی تمام باندیوں کو آزاد کر دیا۔ اپنے سارے مال کو صدقہ کر دیا اور گزربسر کے لئے سبزی ترکاری بیچنا شروع کر دی اور اس باندی نے بھی گزراوقات کے لئے یہی کام شروع کر دیا۔

ایک دن امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک اینٹ کا تکیہ بنا رکھا ہے اور ان کے پیچھے اور کچھ نہیں ہے۔ امام سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے کسی چیز کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا نعم البدل ضرور عطا فرماتا ہے تو ترک دنیا کے عوض اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا عطا فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں جس حال میں ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس میں خوش رہنے کی توفیق عطا فرما دی ہے۔

(کتاب التوابین لابن قدامۃ المقدسی، ص 189، 190)

بندے کے لئے رعایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ

الْمُخْطِیءِ اَوِالْمُسِیْءِ فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَاللّٰہَ مِنْھَا اَلْقَاھَا وَاِلَّا کُتِبَتْ وَاحِدَۃً .

''بیشک بائیں طرف والا فرشتہ خطا کار مسلمان بندے (کی غلطی لکھنے) سے چھ گھنٹے تک قلم روکے رکھتا ہے پھر اگر وہ نادم ہو کر اللہ سے معافی مانگ لے تو وہ گناہ فرشتہ نہیں لکھتا اگر معافی نہ مانگے تو صرف ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی 8/85'7765')

Marfat.com

(56)

چھوٹی مصیبت نے بڑی مصیبت سے بچالیا

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو (نصیحت کرتے ہوئے) فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! جب بھی تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو تو اسے اپنے حق میں بہتر جان اور یہ بات دل میں بٹھالے کہ میرے لئے اسی میں بھلائی ہے اگرچہ بظاہر وہ مصیبت ہی نظر آ رہی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہوگی۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا کہنے لگا ''جو کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اس کو سن لیا اور اس کا مطلب بھی سمجھ لیا لیکن یہ بات میرے بس میں نہیں کہ میں ہر مصیبت کو اپنے لئے بہتر سمجھوں' میرا یقین ابھی اتنا پختہ نہیں ہوا۔''

جب حضرت سیدنا لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کی یہ بات سنی تو فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے' ہمارے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ آؤ ہم اس نبی علیہ السلام کی صحبت بابرکت سے فیضاب ہونے چلتے ہیں' ان کی باتیں سن کر تیرے یقین کو تقویت حاصل ہوگی۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہوگیا۔

چنانچہ ان دونوں نے اپنا سامان سفر تیار کیا اور خچروں پر سوار ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ کئی دن' رات انہوں نے سفر جاری رکھا۔ راستے میں ایک ویران جنگل آیا۔ وہ اپنے سامان سمیت جنگل میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جتنی ہمت دی اتنا انہوں

Marfat.com

نے جنگل میں سفر کیا۔ پھر دوپہر ہوگئی۔ گرمی اپنے زور پر تھی۔ گرم ہوائیں چل رہی تھیں۔ دریں اثناء ان کا پانی اور کھانا وغیرہ بھی ختم ہوگیا۔ خچر بھی تھک چکے تھے۔ پیاس کی شدت سے وہ بھی ہانپنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا بیٹا خچروں سے نیچے اتر آئے اور پیدل ہی چلنے لگے۔ چلتے چلتے حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ علیہ کو بہت دور ایک سایہ اور دھواں سا نظر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گمان کیا کہ وہاں شاید کوئی آبادی ہے اور یہ کسی درخت وغیرہ کا سایہ ہے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرف چلنے لگے۔ راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کو ٹھوکر لگی اور اس کے پاؤں میں ایک ہڈی اس طرح گھسی کہ وہ پاؤں کے تلوے سے پار ہو کر ظاہر قدم تک نکل آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا درد کی شدت سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے سینے سے لگایا پھر اپنے دانتوں سے ہڈی نکالنے لگے۔ کافی مشقت کے بعد بالآخر وہ ہڈی نکل گئی۔

بیٹے کی تکلیف پہ باپ کا غم

بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ شفقت پدرانہ کی وجہ سے رونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عمامے سے کچھ کپڑا پھاڑا اور اسے زخم پر باندھ دیا۔ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو جب ان کے بیٹے کے چہرے پر گرے تو اسے ہوش آ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میرے والد رو رہے ہیں تو کہنے لگا "اے ابا جان! آپ تو مجھ سے فرمارہے تھے کہ ہر مصیبت میں بھلائی ہے لیکن اب میری اس مصیبت کو دیکھ کر آپ رونے کیوں لگے اور یہ مصیبت میرے حق میں بہتر کس طرح ہو سکتی ہے؟ حالانکہ ہماری کھانے پینے کی تمام اشیاء ختم ہو چکی ہیں اور ہم یہاں اس ویران جنگل میں تنہا رہ گئے ہیں۔ اگر آپ مجھے یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو آپ کو میری اس مصیبت کی وجہ سے بہت رنج و غم لاحق ہوگا اور اگر آپ یہیں میرے ساتھ رہیں گے تو ہم دونوں یہاں اس ویرانے میں بھوکے پیاسے مر جائیں گے۔ اب آپ خود ہی بتائیں کہ اس مصیبت میں میرے لئے کیا بہتری ہے؟"

بیٹے کی یہ باتیں سن کر حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اے میرے بیٹے! میرا رونا اس وجہ سے تھا کہ میں ایک باپ ہوں اور ہر باپ کا اپنی اولاد کے دکھ درد کی وجہ

Marfat.com

سے غمگین ہو جانا ایک فطری عمل ہے، باقی رہی یہ بات کہ اس مصیبت میں تمہارے لئے کیا بھلائی ہے؟ تو ہو سکتا ہے اس چھوٹی مصیبت میں تجھے مبتلا کر کے تجھ سے کوئی بڑی مصیبت دور ہو گئی ہو اور یہ مصیبت اس مصیبت کے مقابلے میں چھوٹی ہو جو تجھ سے دور کر دی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا خاموش ہو گیا۔

پھر حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے سامنے نظر کی تو اب وہاں نہ تو دھواں تھا اور نہ ہی سایہ وغیرہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دل میں کہنے لگے ''میں نے ابھی تو اس طرف دھواں دیکھا تھا لیکن اب وہ کہاں غائب ہو گیا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے پروردگار نے ہماری مدد کے لئے کسی کو بھیجا ہو۔ ابھی آپ اسی سوچ بچار میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دور ایک شخص نظر آیا جو سفید لباس زیب تن کئے، سفید عمامہ سر پر سجائے، چتکبرے گھوڑے پر سوار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھا چلا آ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سوار کو اپنی طرف آتا دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ آپ کے بالکل قریب ہو گیا پھر وہ سوار اچانک نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

جبریل علیہ السلام کی مدد

پھر ایک آواز سنائی دی ''کیا تم ہی لقمان ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جی ہاں! میں ہی لقمان ہوں۔'' پھر آواز آئی ''کیا تم حکیم ہو؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مجھے ہی لقمان حکیم کہا جاتا ہے۔'' پھر آواز آئی ''تمہارے اس ناسمجھ بیٹے نے تم سے کیا کہا ہے؟'' حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے اللہ تعالیٰ کے بندے تو کون ہے؟ ہمیں صرف تیری آواز سنائی دے رہی ہے اور تو خود نظر نہیں آ رہا۔'' پھر آواز آئی ''میں جبرائیل (علیہ السلام) ہوں اور مجھے صرف انبیاء علیہم السلام اور مقرب فرشتے ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اس وجہ سے میں تجھے نظر نہیں آ رہا۔ سنو! میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فلاں شہر اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو زمین میں دھنسا دوں۔ مجھے خبر دی گئی کہ تم دونوں بھی اس شہر کی طرف آ رہے ہو تو میں نے اپنے پاک پروردگار سے دعا کی کہ وہ تمہیں اس شہر میں جانے سے روکے۔ لہٰذا اس نے تمہیں اس آزمائش میں ڈال دیا اور تیرے بیٹے کے پاؤں میں ہڈی چبھ گئی۔ اس طرح تم اس چھوٹی مصیبت کی وجہ سے ایک بہت بڑی مصیبت (یعنی

Marfat.com

زمین میں دھنسنے) سے بچ گئے ہو۔"

پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس زخمی لڑکے کے پاؤں پر پھیرا تو اس کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اس برتن پر پھیرا جس میں پانی بالکل ختم ہو چکا تھا تو ہاتھ پھیرتے ہی وہ برتن پانی سے بھر گیا اور جب کھانے والے برتن پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی کھانے سے بھر گئے۔ پھر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے حضرت سیدنا لقمان رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے بیٹے اور آپ کی سواریوں کو سامان سمیت اٹھایا اور کچھ ہی دیر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے اور سارے سامان سمیت اپنے گھر میں موجود تھے حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گھر اس جنگل سے کافی دن کی مسافت پر تھا۔

(عیون الحکایات)

الکلمۃ الطیبۃ صدقۃ

(57)

علم کے قدردان

ترکی کے مشہور عالم دین ابوالوفاء خالدی کی ولادت 1382ھ رمضان المبارک کے آخر میں ہوئی۔ ساری زندگی تجرد کی حالت میں گزاری اور علم کے شوق میں شادی نہیں کی۔ اگر کسی عورت سے نکاح ہوا بھی تو ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے پہلے ہی اسے طلاق دے دی۔ علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا' سفر کی تھکاوٹوں اور اجنبی شہروں میں رہنے کی مشقتوں کو برداشت کیا۔ اکثر نادر مخطوطات کی تلاش میں رہتے اور اس بارے میں وسیع تر معلومات کے حامل تھے۔ علامہ خالدی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ شیخ ابوالفتاح ابوغدہ نے کچھ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''آپ اصحاب دانش میں سب سے زیادہ باخبر' علم کی طلب میں بہت زیادہ سفر کرنے والے طالب علم اور عجیب حافظہ کے مالک تھے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''کنزالدقائق'' انہیں زبانی یاد تھی۔ ملکہ تامہ اور قوی ادراک کے مالک تھے۔ لسانیات اور علوم ادب میں ان کو گہری وابستگی تھی اور اس کے ساتھ وہ ایک بلیغ اور انشاء پرداز ادیب بھی تھے۔ مشرق کے مختلف حصوں میں پڑھا اور کتابوں کے صفحات میں جو نفیس کلمات علمی آثار اور ذخیرے بکھرے ہوئے تھے ان سب کا احاطہ کرلیا تھا۔ ائمہ کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی بہت سی کتابوں کا ایک ذخیرہ ان کے پاس محفوظ تھا۔ بہت زیادہ ہمت والے انسان تھے۔''

(العلماء العزاب' ص 317)

بے مثال حافظے کے مالک لوگ

☆......عبداللہ بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اصفہان پہنچے تو وہاں کے علماء نے

Marfat.com

ایک بڑے محدث کا بیٹا سمجھ کر ان کا استقبال کیا اور پھر کہا کہ ہمیں کچھ احادیث سنا دیجئے۔ چنانچہ محفلیں جاری رہیں اور انہوں نے اپنی یادداشت سے 35 ہزار احادیث ان کو سنا دیں۔ (خطبات فقیر، جلد ششم، ص 172)

☆......قرطبہ کے ایک غیر معروف محدث کے شاگرد داؤد کہتے ہیں: لوگ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کا ذکر کرتے ہیں لیکن میں نے قرطمہ سے زیادہ کسی کا حافظہ نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ میں ان کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا: میرے کتب خانے میں سے کوئی کتاب اٹھاؤ اور مجھ سے زبانی سن لو۔ میں نے کتاب الاشربہ اٹھائی تو وہ ہر باب کے اخیر سے اول کی طرف پڑھتے گئے اور پوری کتاب سنا ڈالی۔ (حکایت صحابہ، 144)

☆......علامہ ابن حبان نے پانچ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا اور وہ بھی صرف ایک سال میں۔ لوگوں نے امتحاناً چند سورتیں سنیں جو انہوں نے سنا دیں۔ ان کے استاذ ابن مقری فرمانے لگے "اس سے قرآن سیکھو اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔"

(مقدمہ فتح الملہم، 85)

اسی طرح سفیان بن عینیہ نے چار سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا (قسطلانی) قاضی اصفہانی نے پانچ سال کی عمر میں (ملا علی قاری) امام شافعی نے سات سال کی عمر میں (تاریخ الخمیس) سھل بن عبداللہ تستری نے چھ سال کی عمر میں قرآن یاد کر لیا۔

(خزینۃ الاصفیاء)

سیّد اشرف سمنانی نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

امام جلال الدین سیوطی نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن یاد کیا۔ (حسن المحاضرۃ)

مولانا سید محمد امین نصیر آبادی نے نو برس کی عمر میں قرآن یاد کیا۔ (یادگار سلف)

ہارون الرشید کے شہزادوں کی دین سے لگن

خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے دونوں شہزادوں امین و مامون کو کوفہ کے مشہور محدثین حضرت عبداللہ بن ادریس اور حضرت عیسیٰ بن یونس کی خدمت میں بھیجا۔ چنانچہ یہ دونوں پہلے عبداللہ بن ادریس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور محدث ممدوح نے ان دونوں کے سامنے ایک سو حدیثیں سنائیں۔ جب آپ خاموش ہو گئے تو مامون نے کہا: چچا جان اگر

Marfat.com

اجازت ہو تو یہ سو حدیثیں میں زبانی آپ کو سنا دوں۔ چنانچہ اجازت پا کر مامون نے تمام حدیثوں کو زبانی سنا دیا۔ عبداللہ بن ادریس مامون کی قوت حافظہ پر حیران رہ گئے۔ پھر یہ دونوں عیسیٰ بن یونس کی درسگاہ میں پہنچے تو انہوں نے بھی ایک سو احادیث شہزادوں کے سامنے بیان فرمائیں۔ مامون احادیث سن کر بے حد متاثر ہوا اور دس ہزار دراہم کا نذرانہ پیش کیا۔ عیسیٰ بن یونس نے لینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا: حدیث سنانے کے بدلے میں تمہارا ایک گھونٹ پانی بھی قبول نہیں کر سکتا۔ (مثالی بچپن' ص 121)

ابابیل کی حیرت انگیز ذہانت:

ابابیل کی سب سے زیادہ دشمن چمگادڑ ہے لہٰذا چمگادڑ اکثر اس کے بچوں کی گھات میں لگا رہتا ہے اس لئے ابابیل جب بچے نکالتی ہے تو اپنے گھونسلے میں اجوائن کے پودے کی لکڑیاں لا کر رکھ دیتی ہے۔ ان لکڑیوں کی خوشبو سے چمگادڑ گھونسلا کے قریب بھی نہیں آتی اور اس کے بچے چمگادڑوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ ابابیل پرانے گھونسلوں میں تب تک بچے نہیں نکالتی جب تک کہ نئی مٹی سے گھونسلا کو لیپ نہ لے۔ یہ اپنا گھونسلا عجیب وغریب طریقہ سے بناتی ہے۔ پہلے یہ مٹی میں تنکے ملا لیتی ہے اور اگر تنکے ملی ہوئی مٹی اس کو کہیں سے دستیاب نہ ہو تو یہ پانی میں غوطہ مار کر زمین پر لوٹ لگاتی ہے اور جب اس کے جسم اور بازوؤں میں مٹی خوب گھس جاتی ہے تو یہ گھونسلا میں آ کر اپنے پروں کو جھاڑ کر کچھ پروں کو بھی مٹی میں ملا کر اس مٹی سے گھونسلا بناتی ہے اور سب سے بڑی بات حیرت میں ڈالنے والی یہ ہے کہ ابابیل کبھی بھی اپنے گھونسلا میں بیٹ نہیں کرتی بلکہ گھونسلا سے باہر آ کر کرتی ہے اور جب اس کے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو یہ ان کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔ (حیات الحیوان' جلد 2' صفحہ 36)

یرقان اور اندھے پن کا علاج

ابابیل کے بچوں کو جب کبھی یرقان کا مرض لاحق ہو جاتا ہے تو یہ ہندوستان آ کر ایک پتھری لے جاتی ہے اور اس کو اپنے بچے کے اوپر رکھ دیتی ہے جس سے اس کے بچے یرقان کی بیماری سے صحت یاب ہو جاتے ہیں چنانچہ انسانوں میں جب کسی کو یرقان ہو جاتا ہے اور ان کو یہ پتھری دستیاب نہیں ہوتی تو وہ ابابیل کے گھونسلے سے اس کے بچے نکال کر زعفران

Marfat.com

سے ان کو رنگ کر پھر ان کو گھونسلا میں بٹھا دیتے ہیں۔ جب ابابیل آتی ہے اور اپنے بچوں کو پیلا دیکھتی ہے تو سمجھتی ہے کہ گرمی کے سبب ان کو یرقان ہو گیا ہے چنانچہ وہ ہندوستان سے اس پتھر کو لے جاتی اور بچوں کے اوپر رکھ دیتی ہے جس کو بعد میں وہ ضرورت مند اٹھا لیتا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی پتھری جو حجر استونو (سنگ ابابیل) کے نام سے مشہور ہے اس پر سرخ سیاہی مائل خطوط پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس طرح لوگ اس پتھری کو حاصل کرنے کے بعد یرقان کے علاج میں استعمال کرتے ہیں۔ اس پتھری کا خاصہ یہ ہے کہ اگر یرقان کا مریض اس کو گلے میں لٹکا لے یا اس کو پانی میں گھول کر وہ پانی پی لے تو (انشاءاللہ) یرقان سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ ابابیل کی ایک عادت یہ ہے کہ آسمانی بجلی کی آواز (کڑک) سے بہت ڈرتی ہے یہاں تک کہ بعض دفعہ کڑک سے قریب المرگ ہو جاتی ہے۔ حکیم ارسطو نے کتاب النعوت الخطاطیت میں لکھا ہے کہ جب ابابیل اندھی ہو جاتی ہے تو یہ ایک درخت (جس کو عین الشمس کہتے ہیں) کے پاس جا کر اس کا پتا کھا لیتی ہے اس کے کھانے سے اس کی بینائی واپس آ جاتی ہے۔ عین شمس کے درخت میں آنکھوں کے لئے شفاء ہے۔

(حیات الحیوان' جلد 2' صفحہ 36)

Marfat.com

(58)

اہل نجد کی طرف سے حضور ﷺ کو صدمہ

بئیر معونہ ایک مشہور لڑائی ہے جس میں ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت پوری کی پوری شہید ہوئی جن کو قراء کہتے ہیں اس لئے کہ سب حضرات قرآن مجید کے حافظ تھے اور سوائے چند مہاجرین کے اکثر انصار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بڑی محبت تھی اور وہ دن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کے گھروں کی ضروریات لکڑی وغیرہ پہنچایا کرتے تھے۔ اس مقبول جماعت کو نجد کا رہنے والا قوم بنی عامر کا ایک شخص جس کا نام عامر بن مالک اور کنیت ابو براء تھی' اپنے ساتھ اپنی پناہ میں تبلیغ اور وعظ کے نام سے لے کر گیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد بھی فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ میرے صحابہ کو ضرر نہ پہنچے مگر اس شخص نے بہت زیادہ اطمینان دلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ستر صحابہ کو ہمراہ کر دیا۔ ایک والہ نامہ عامر بن طفیل کے نام جو بنی عامر کا رئیس تھا تحریر فرمایا جس میں اسلام کی دعوت تھی۔

یہ حضرات مدینہ سے رخصت ہو کر بئیر معونہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور دو ساتھی ایک حضرت عمر بن امیہ دوسرے حضرت حرام رضی اللہ عنہم اپنے ساتھ دو حضرات کو ساتھیوں میں سے لے کر عامر بن طفیل کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا والہ نامہ دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ قریب پہنچ کر حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا: تم یہیں ٹھہر جاؤ میں آگے جاتا ہوں۔ اگر میرے ساتھ کوئی دغا نہ کیا گیا تو تم بھی چلے آنا ورنہ یہیں سے واپس ہو جانا کہ تین کے مارے جانے سے ایک کا مارا جانا بہتر ہے۔ عامر بن طفیل اس عامر بن مالک کا بھتیجا تھا جو ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس کو اسلام سے اور

مسلمانوں سے خاص عداوت تھی۔۔

ستر صحابہ کرام کی شہادت

حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے والہ نامہ دیا تو اس نے غصہ میں پڑھا بھی نہیں بلکہ حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے ایک ایسا نیزہ مارا جو پار نکل گیا۔ حضرت حرام رضی اللہ عنہ فزت ورب الکعبۃ (رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہوگیا) کہہ کر جاں بحق ہوئے۔ اس نے نہ اس کی پروا کی کہ قاصد کو مارنا کسی قوم کے نزدیک بھی جائز نہیں اور نہ اس کا لحاظ کیا کہ میرا چچا ان حضرات کو اپنی پناہ میں لایا ہے۔ ان کو شہید کرنے کے بعد اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس پر آمادہ کیا کہ ان مسلمانوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو لیکن ان لوگوں نے ابو براء کی پناہ کی وجہ سے تردد کیا تو اس نے آس پاس کے اور لوگوں کو جمع کیا اور بہت بڑی جماعت کے ساتھ ان ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقابلہ کیا۔ یہ حضرات آخر کہاں تک مقابلہ کرتے اور چاروں طرف سے کفار میں گھرے ہوئے تھے۔ بجز ایک کعب بن زید رضی اللہ عنہ کے جن میں کچھ زندگی کی رمق باقی تھی اور کفار ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے باقی سب شہید ہو گئے۔

حضرت منذر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ جو اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مردار خور جانور اڑ رہے تھے۔ دونوں حضرات یہ کہہ کر لوٹے کہ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔ یہاں آ کر دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو شہید پایا اور سواروں کو خون کی بھری ہوئی تلواریں لئے ہوئے ان کے گرد چکر لگاتے دیکھا۔ یہ حالت دیکھ کر یہ حضرات ٹھٹکے اور باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ عمر بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چلو واپس چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیں مگر حضرت منذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خبر تو ہو ہی جائے گی میرا تو دل نہیں مانتا کہ شہادت کو چھوڑ دوں اور اس جگہ سے چلا جاؤں جہاں ہمارے دوست پڑے سو رہے ہیں۔ آگے بڑھو اور ساتھیوں سے جا ملو۔ چنانچہ دونوں آگے بڑھے اور میدان میں کود گئے۔ حضرت منذر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت عمر بن امیہ گرفتار ہوئے۔ جس قدر رنج اور صدمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ پر ہوا کبھی نہ ہوا۔

(ابن سعد ج 1 ص 253)

(59)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طویل وعبرت انگیز خطبہ

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین بن عبداللہ نے خبر دی' وہ عبداللہ بن صالح بن مسلم عجلی سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ بنوشیبان کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا: تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے' میں اس کی تعریف کرتا ہوں' اسی سے مدد چاہتا ہوں' اسی پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ تمہاری (کفر وشرک کی) بیماریاں دور کریں اور تمہاری غفلت کو ختم کرے۔ خبردار تمہیں موت آنے والی ہے اور موت کے بعد تم دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور تمہیں اپنے اعمال پر پیش کیا جائے گا۔ ان کے مطابق جزاوسزا ہوگی۔ کہیں دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ یہ گھر تو مصیبتوں سے بھرا ہوا ہے اور اس کا فنا ہونا بالکل واضح ہے۔ دھوکہ دینا اس کی صفت ہے۔ اس کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔ یہ دنیا داروں میں ڈول کی طرح ادھر ادھر گھومتی پھرتی ہے۔ اس کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے' اس میں آنے والا اس کے شر سے بچ نہیں سکتا' کچھ لوگ خوشحالی اور فرحت میں ہوتے ہیں' اچانک وہی لوگ مصیبت اور دھوکے میں ہوتے ہیں' اس کے حالات بدلتے رہتے ہیں۔ اس میں مختلف حوادثات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی عیش قابل مذمت ہے۔ اس کی فرحت ہمیشہ نہیں رہتی۔ دنیا والے دنیا میں اس کے تیر کے نشانے پر ہیں جنہیں یہ تیر مار کر موت کے گھاٹ اتار دے گی اور ہر ایک انسان کی موت اس

Marfat.com

میں مقرر ہے جسے ہر ایک نے ضرور پالینا ہے۔ اللہ کے بندو! آگاہ رہو! آج دنیا میں تمہاری حالت ان لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے تھے' عمران کی تم سے زیادہ اور طاقت وقوت تم سے بڑھ کر' مکانات میں تم سے اعلیٰ اور آبادی میں تم سے زیادہ۔ مگر دنیا کے طویل انقلاب کے بعد اب ان کی آواز تک نہیں سنائی دیتی۔ ان کے جسم سڑ گئے' گھر گر گئے' آبادیاں بے نام ونشان ہو گئیں' اونچے اونچے محلات اور غالیچوں اور گاؤ تکیوں کے بجائے اب پتھر' اینٹ' مٹی کی قبروں اور ویران لحدوں میں پڑے ہوئے ہیں' ان کی قبریں قریب قریب ہیں' ان کے رہنے والے اجنبی اور پردیسی ہیں جنہیں ایک دوسرے سے وحشت ہے۔ ایک دوسرے سے ہٹ کر اپنے آپ ہی میں مشغول ہیں۔ نہ آبادی سے موانست' نہ بھائی بند اور پڑوسیوں کی طرح ایک دوسرے سے تعلق' ہر چند کہ ان کے ٹھکانے قریب قریب ہیں مگر میل جول کی کوئی صورت نہیں اور میل جول کی صورت کس طرح ہو سکتی ہے جب کہ فنا کی چکی نے انہیں پیس ڈالا۔ مٹی اور پتھروں نے ان کے جسموں کو کھالیا۔ زندگی کے بعد موت کا لقمہ بن گئے۔ ناز ونعمت کی عیش کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ دوست واحباب کو حزین وغمزدہ چھوڑ گئے۔ ہمیشہ کے لئے آسودہ خاک ہوئے ایسے گئے کہ لوٹنے کا نام ونشان نہیں' نہ ہی کبھی لوٹ سکتے ہیں۔

غور سے سنتے ہو کیا اعلانِ حق

جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ○ (المومنون'23'100)

ترجمہ: ''ہرگز نہیں! یہ ایک بات ہی بات ہے جس کو یہ کہہ رہے ہیں اور ان لوگوں کے آگے ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک۔''

آگاہ رہو! تمہارا بھی ایک روز یہی حال ہوگا' تنہائی' بوسیدگی اور قبر ہوگی اسی خواب گاہ میں پڑے رہنا اور اسی مکان میں ٹھکانہ ہوگا'' علاوہ ازیں اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا! جب تمہاری میعاد پوری ہو جائے گی' اور قبریں اکھیڑ دی جائیں گی' سینے کے رازوں کو بھی ظاہر کر

دیا جائے گا اور جزا وسزا کے لئے قادر مطلق بادشاہ کے حضور پیشی ہوگی' گناہوں کے ڈر سے کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے' تمام پردے اور حجابات ختم کر دیئے جائیں گے' سربستہ راز بھید کھول کر رکھ دیئے جائیں گے؟ اور ہر انسان اپنے کئے کا بدلہ پائے گا۔'' فرمان باری ہے:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

(الکہف' 18:49)

''اور نامۂ اعمال رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے' اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کمبختی' اس نامۂ عمل کی عجیب حالت ہے کہ بے قلمبند کئے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی کتاب کا عامل اور اپنے اولیاء کا متبع بنائے حتیٰ کہ ہمیں اور تمہیں اپنے فضل سے ہمیشگی کے گھر میں سکونت بخشے' بے شک وہ تعریف کے لائق بڑی شان والا ہے۔ (الاحیاء' 227/3' نہایۃ الارب' 253/5)

(60)

حق آشنا تحفہ

وہ شب نہایت اضطراب و بے چینی کی شب تھی۔ معمولات سے فارغ ہونے کے بعد بھی حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ کی آنکھوں میں نیند کی کوئی علامت نہیں تھی۔ طبیعت پر یک گونہ بے قراری چھائی ہوئی تھی۔ پوری رات یوں ہی گزر گئی۔ ایک عالم کو طمانیت قلب کو نور سے معمور کرنے والے حضرت سری آج خود روح میں اضطراب کا درد لئے جامع مسجد میں داخل ہوتے ہیں کہ واعظ کی تقریر سن کر شاید کچھ سکون ہو مگر وہاں سے بھی مقصد حاصل نہیں ہوا۔ ایک مجلس وعظ سے اٹھ کر دوسری محفل میں شریک ہوئے مگر درد کی ٹیسیں اور بڑھنے لگیں۔

خیال ہوا کہ وہاں جائیں جہاں مجرموں کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ کوڑوں سے ضرب لگائی جاتی ہے۔ کوتوالی جا پہنچے۔ کتنوں کو سزا پاتے دیکھا مگر خود ان کی حالت میں کوئی تغیر نہیں آیا۔ اس کے بعد شیخ سری کے قدم خود بخود شفا خانے کی جانب اٹھنے لگے۔ جہاں بیماروں کو علاج کے لئے رکھا جاتا ہے' شفا خانے پہنچتے ہی حضرت شیخ سری کو اپنا درد دل وا ہوتا نظر آیا۔ طبیعت پر بشاشت چھانے لگی جیسے کسی متعفن اور محبوس مقام سے نکل کر فرحت بخش فضا میں پہنچنے پر دل کو نشاط ملتا ہے۔ سیدنا سری سقطی ایک عارف حق تھے اور شفا خانے میں چشم گریاں اور قلب بریاں لئے ایک پاکیزہ روح تڑپ رہی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک حسین وجمیل کنیز کے ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی پڑی ہے' آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ زبان پر عشقیہ اشعار ہیں جن کا مفہوم یہ ہے:

Marfat.com

کر کے یوں طوق وسلاسل میں اسیر
مجھ کو کس جرم کی سزا دو گے
دل تو پہلے ہی جل کے خاک ہوا
آگ اب پھر کہاں لگاؤ گے
تم کو حق ہے چلاؤ تیر پہ تیر
مجھ کو صادق وفا میں پاؤ گے

اہل درجات کی ایک دوسرے سے آشنائی

شیخ سری کو شفاخانے کے مہتمم نے بتایا کہ یہ باندی دیوانی ہوگئی ہے۔ اس کا مالک اسے یہاں رکھ گیا ہے تاکہ ٹھیک ہو جائے۔ باندی نے بھی مہتمم کی بات سنی اور رونے لگی۔ حضرت شیخ کی آنکھوں میں بھی آنسو چھلک آئے۔ فرمایا: میں نے اس سے وہ باتیں سنی ہیں جن سے دل کا غم فزوں ہوا۔ درد میں اضافہ ہوا اور گریہ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔

کنیز: اے سری! تم نے مجھ سے اس کی صفات سن کر رونا شروع کر دیا۔ اگر اس کا عرفان پا جاؤ تو تمہارا کیا حال ہو؟ اتنا کہنے کے بعد وہ بے ہوش ہوگئی۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھولی۔ شیخ سری: اے کنیز یہ تو بتاؤ مجھے کس طرح پہچان لیا؟ کنیز: جب سے مجھے معرفت ملی' میں نا آشنا نہیں رہی. اور جب سے وصل نصیب ہوا جدا نہیں ہوئی۔ اہل درجات ایک دوسرے سے آشنا ہوتے ہیں۔ شیخ سری: تو محبت کرتی ہے۔ تیرا دوست کون ہے؟ کنیز: میرا دوست وہی ہے جس نے اپنے پیار کے ساتھ مجھے معرفت دی اور اپنی عظیم عطاؤں کے ساتھ سخاوت فرمائی۔ وہ دلوں کے قریب ہے۔ طلب کرنے والوں کا دوست ہے۔ سننے والا' جاننے والا' پیدا کرنے والا' حکمت والا' سخاوت والا' کرم والا' بخشش والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ شیخ سری: یہاں تجھے کس نے مقید کیا؟ کنیز: میرے حاسدوں نے' ایک دوسرے کی مدد کی' اور بات طے کر لی۔ کنیز نے اتنا کہنے کے بعد بلند آواز سے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔ شیخ نے سوچا جاں بحق ہوگئی ہے مگر کچھ دیر بعد پھر ہوش میں آئی۔ شیخ نے مہتمم شفاخانے سے کہا: اسے آزاد کر دو۔ اس نے چھوڑ دیا۔

Marfat.com

کنیز کا مقدمہ شیخ سری کی عدالت میں

شیخ سری: اے کنیز! اب تو جہاں جانا چاہتی ہے چلی جا۔ کنیز: میں کہاں جاؤں؟ اسے چھوڑ جانے کا میرے لئے کون سا راستہ ہے' میرے دل کے محبوب نے اپنے ایک بندے کو میرا آقا بنا دیا ہے۔ اگر میرا آقا بخوشی راضی ہوگا تو چلی جاؤں گی ورنہ صبر اختیار کروں گی۔ اسی اثناء میں اس کا مالک آ گیا اور اس نے مہتمم شفا خانے سے دریافت کیا میری کنیز تحفہ کہاں ہے؟ مہتمم نے کہا: اندر ہے۔ شیخ سری تشریف لائے ہیں تحفہ کے پاس بیٹھے ہیں۔ اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ کنیز کا مالک یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ شیخ کے پاس آیا۔ ان کی تعظیم و تکریم کی۔ شیخ سری: تیری یہ کنیز مجھ سے زیادہ تکریم کی مستحق ہے' تجھے اس کی کیا بات ناپسند ہے؟ مالک: حضور والا! ایک دو باتیں ہوں تو ذکر کروں' بہت سی عادتیں اس میں ایسی ہیں جو ناپسندیدہ ہیں۔ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے اور نہ سوتی ہے' عقل سے خالی ہے۔ خود بھی جاگتی ہے ہمیں بھی سونے نہیں دیتی۔ ہر وقت فکر مند رہتی ہے۔ چھوٹی سی بات پر رونے لگتی ہے۔ نالہ و شیون کے سوا اسے کچھ اچھا ہی نہیں لگتا اور جناب عالی! یہی میری دولت و ثروت ہے۔ میں نے اپنی کمائی کی کل پونجی بیس ہزار درہم دے کر اسے خریدا ہے اور یہ امید تھی کہ اس سے دگنا فائدہ حاصل ہوگا کیونکہ یہ حسین و جمیل ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین گانا بھی جانتی ہے مگر ایک سال کا زمانہ ہوا' جب یک بیک اس کی حالت میں یہ تغیر پیدا ہوا۔ ہاتھ میں عود لئے نغمہ و سرود میں مشغول تھی یکا یک عود کو توڑ ڈالا اور روتی چلاتی کھڑی ہوگئی۔ میں نے سوچا شاید اسے کسی شخص سے محبت ہوگئی ہے مگر چھان بین کے بعد میرا یہ شک غلط ثابت ہوا۔

شیخ سری: تحفہ اب تو کچھ اپنے بارے میں بتا۔

کنیز اپنا کیس پیش کرتی ہے

کنیز: (دل جلے انداز میں بولی) میرے دل سے خدا نے خطاب کیا۔ دوری کے بعد اس نے مجھے قربت سے نوازا۔ اپنے خواص میں منتخب کیا۔ میں جب رضا و رغبت سے طلب کی گئی' میں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اور بلانے والے کے جواب میں لبیک کہا۔ اپنے

Marfat.com

سابقہ گناہوں سے ڈری لیکن محبت نے میرے خوف کو دفع کر کے تمناؤں میں لا ڈالا۔

شیخ سری: (مالک سے مخاطب ہو کر) تم اس کی قیمت کا اندیشہ نہ کرو، میں اس سے زیادہ دوں گا۔

مالک: آپ تو خود ایک فقیر ہیں، اتنی بڑی رقم کہاں سے پائیں گے؟

شیخ سری: فکر نہ کرو، تم میرے واپس آنے کا انتظار کرو۔ شیخ وہاں سے شکستہ دل بھیگی پلکوں کے ساتھ رب تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کر کے روانہ ہوئے۔ واقعتاً ان کے پاس اس وقت ایک درہم بھی موجود نہیں تھا۔ یہ رات حضرت شیخ نے روتے، بلکتے، آہ وزاری کرتے، رب کائنات کے حضور دعا و مناجات میں گزاری۔ نہ بستر پر لیٹے اور نہ آنکھوں کو نیند آئی، دعا فرماتے رہے۔

اے رب کائنات تو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے۔ میں نے تیرے فضل و کرم پر بھروسہ کیا۔ مجھے رسوا نہ کرنا۔ کنیز کے مالک کا سامنا ہو تو مجھے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔

یاارحم الراحمین، یا اکرم الاکرمین ۔

رقم کا انتظام ہو گیا

اسی رات کی بات ہے کہ احمد بن مثنی نامی ایک دوست مند مسلمان نے خواب دیکھا۔ غیب کا منادی پکار رہا ہے۔ "اے احمد! اشرفیوں کی پانچ تھیلیاں لے جا کر سری کی خدمت میں پیش کرتا کہ ان کا دل خوش ہو۔ وہ میری بندی تحفہ کی قیمت دے سکیں۔ میں اس کنیز کے حال پر مہربان ہوں۔" ابھی بغداد معلیٰ کی گلیوں میں ملگجا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ فجر کا موذن بھی بیدار نہیں ہوا تھا مگر احمد بن مثنی کی قسمت بیدار نے اسے ایسا سہانا خواب دکھا کر اس کی زندگی کے دامن میں خوشیاں بھر دی تھیں۔ اس سے اجالا ہونے کا انتظار برداشت نہ ہو سکا۔ غلاموں کو حکم دیا اور شمع ہاتھوں میں لی اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے طشت سروں پہ لئے چار غلام حضرت سری سقطی کے عبادت خانے کے در پر جا پہنچے۔ دروازے پر دستک دی۔

شیخ سری: کون ہے؟ احمد بن مثنی: یاران باوفا میں سے ایک، شیخ سری: کس ضرورت سے آئے ہو؟ احمد بن مثنی: رب کریم کا حکم مجھے یہاں لایا ہے اور پانچ تھیلیاں اشرفیوں کی حاضر خدمت ہیں۔

Marfat.com

نماز صبح ادا کرنے کے بعد احمد کو ہمراہ لئے شفا خانے میں داخل ہوئے۔ مہتمم نے شیخ کا استقبال کرتے ہوئے بتایا کہ آج رات میں نے غیب سے یہ آواز سنی ہے کہ خداوند قدوس تحفہ پر مہربان ہے۔ ادھر تحفہ نے دیکھا تو رو کر عرض کرنے لگی یا شیخ! آپ نے مجھے مشہور کر دیا۔ اتنے میں تحفہ کا مالک زار و قطار روتا ہوا وہاں پہنچا۔ شیخ نے کہا: پریشان نہ ہو، جتنی قیمت تم نے اس کنیز کی ادا کی ہے اس سے دگنی رقم لایا ہوں۔

مالک: یا شیخ! آپ اب اگر مجھے ساری دنیا بھی دیں تو میں قبول نہیں کر سکتا۔ میں نے آج رات ایسی تنبیہ اور زجر و توبیخ پائی ہے کہ میں دنیا کو چھوڑ کر ربّ کائنات کی جانب بھاگ چلا ہوں اور میں نے اسے آزاد کیا۔

احمد بن مثنیٰ: حضور! میں محروم ہی رہ گیا۔ شاید جب اس نے مجھے اس خدمت کا حکم فرمایا مجھ سے راضی نہ تھا۔ آپ گواہ رہیں کہ میں اپنی ساری دولت خدا کی راہ میں صدقہ کر رہا ہوں۔ شیخ سری: اللہ اللہ تحفہ کتنی برکت والی ہے۔

جس کو عرفان مل گیا تیرا

آزاد ہونے کے بعد تحفہ نے صوف کا ایک جبہ پہنا اور وہاں سے چل کھڑی ہوئی۔ آزادی پر خوش ہونے کے بجائے وہ جاتے جاتے روتی جاتی تھی۔ وہاں سے جانے کے بعد لوگوں نے پھر تحفہ کو نہیں پایا۔

احمد بن مثنیٰ وہاں سے لوٹ کر گھر نہ جا سکے اور قید ہستی سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گئے۔ حضرت شیخ سری عازم مکہ ہوئے، ساتھ میں تحفہ کا آقا بھی تھا۔ ایک روز دونوں مصروف طواف تھے کہ کسی رنجور دل سے نکلی ہوئی غمناک صدا ان دونوں کے کان میں آئی۔

خدا کا دوست دنیا سے علیل ہے، اس کا مرض ہی خود اس کی دوا ہے۔ اسے محبت کا جام پلایا، پلا کر سیراب کیا۔ پھر محبّ اس کی محبت میں حیران اسی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کے علاوہ اور اسے کوئی محبوب نہیں اور یہی حالت اس کی ہے جو شوق کی راہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف طلب کیا جائے، وہ اس کی محبت میں حیران رہتا ہے تا آنکہ اس کے دیدار سے مشرف ہو۔

دونوں جب اس مریض عشق کے قریب پہنچے اس نے شیخ سری کا نام لے کر مخاطب کیا۔ شیخ سری: تم کون ہو؟

لا الہ الا اللہ' تعارف کے بعد بھی یہ نا آشنائی۔ میں تحفہ ہوں۔

عشقِ الٰہی کے شہباز

شیخ فرماتے ہیں کہ اس وقت وہ بالکل نحیف و ناتواں' کمزور ہو چکی تھی۔ انہوں نے پوچھا: تحفہ! بتاؤ مخلوق سے الگ تھلگ ہو کر جب سے تم رب تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوئی ہو تمہیں کیا حاصل ہوا؟ تحفہ: خدائے کریم نے مجھے اپنے قرب سے انس عطا کیا۔ غیر سے نفرت وحشت دی۔ شیخ سری: اے تحفہ! ابن مثنی کا انتقال ہو گیا۔ تحفہ: اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ میرے رب نے انہیں وہ انعام واکرام بخشا جو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ بہشت میں ان کا مقام میرے پڑوس میں ہے۔ شیخ سری: تمہارا آقا جس نے تجھے آزاد کیا میرے ہمراہ ہے۔

یہ سن کر تحفہ نے زیر لب کچھ دعا کی اور چشم زدن میں اس کا جسم بے جان ہو گیا۔ تحفہ کے مالک نے اس کی یہ حالت دیکھی تو وہ بھی خود کو سنبھال نہ سکا اور بے قابو ہو کر اسی پر گر پڑا۔ شیخ نے اسے اٹھانا چاہا تو وہ بھی خدا کو پیارا ہو چکا تھا۔

اس طرح حرم کی مقدس زمین پر سالار عارفاں حضرت شیخ سری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں ان دونوں کی تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔

جس کو عرفان مل گیا تیرا
وہ زمانے سے بے نیاز ہوا
گھونسلوں کا اسیر وہ کیوں ہو
عشق حق کا جو شاہ باز ہوا

(روض الریاحین)

(61)

جیسی کرنی ویسی بھرنی

وہ اپنی ماں کے ساتھ ہی رہا کرتا تھا۔ اس کے سوا گھر میں کوئی اور نہیں تھا۔ ہاں' ایک نوکرانی تھی جو گھر کے کام کاج کے علاوہ اس کی بوڑھی ماں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ وہ بری طبیعت کا مالک تھا۔ اس کے معاملات اور رہن سہن سے اس کی سخت دلی کا پتہ چلتا تھا۔ وہ اپنے دل میں دوسروں کے لئے تو کجا' اپنی ماں کے حق میں بھی نرم گوشہ نہیں رکھتا تھا جبکہ اس کی ماں فالج کے شدید حملہ کے علاوہ بینائی سے بھی محروم ہو چکی تھی اور اپنے نوجوان بیٹے کی محبت اور دیکھ بھال کی محتاج تھی۔ ماں کی خدمت کا کیا ذکر' اس نے تو اپنی بوڑھی ماں کی طرف کبھی پیار بھری نظر سے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔

وہ اپنی ماں کی خدمت نہیں کرتا تھا۔ ماں کے سارے معاملات کی نگرانی اور دیکھ بھال نوکرانی ہی پر چھوڑ دی تھی۔ اس کی بدقسمتی کی انتہا تھی کہ وہ اپنی عمر رسیدہ ماں کی خدمت اور اطاعت کے بجائے اس کے ساتھ تلخ کلامی سے پیش آتا تھا اپنی کڑوی کسیلی باتوں سے اس کو تکلیف دیتا اور اس کے جذبات کو بڑی ٹھیس پہنچاتا تھا۔

اس نالائق اور نافرمان بیٹے کی جرأت دیکھئے کہ وہ اپنی ماں کی پنشن کی رقم وصول کرنے کے لئے اسے وہیل چیئر پر بینک میں لے جاتا۔ اس دوران اپنی اسی ماں کے ساتھ بدتمیزی کرتا جس کی پنشن کی رقم سے وہ اپنی جیب گرم کیا کرتا تھا۔ ماں عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے محروم اور فالج کے حملے سے اپاہج ہو چکی تھی۔ وہ عمر کے آخری حصے میں اپنے نافرمان بیٹے کی اذیت ناک باتیں سنتی مگر کر بھی کیا سکتی تھی۔ بہت مجبور تھی۔ وہ نالائق بیٹا ماں سے یہاں تک کہہ دیتا:

ماں کا گستاخ

''تو اندھی، فالج زدہ اور لقوہ کی ماری ہوئی ہے، تیری وجہ سے میں ابتلا و آزمائش میں پڑ گیا ہوں۔''

جب عمر کے آخری دنوں میں بوڑھی ماں اپنی ہی اولاد سے ایسی کڑوی کسیلی باتیں سنے گی تو اس کے دل پر کیا گزرے گی۔ قارئین کرام اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ وہ بیٹے کی باتیں سن کر بڑے صبر و تحمل اور ضبط سے کام لیتی مگر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اس کے دل سے آہ نکل جاتی اور وہ زار و قطار رونے لگتی۔

ماں کے آنسو دیکھ کر بجائے اس کے کہ بیٹے کا دل پسیج جائے، الٹا اس کی زبان سے نازیبا الفاظ نکلنے لگتے۔ ایک دفعہ تو اس نے ماں کے آنسو دیکھ کر یہاں تک کہہ دیا:

''اللہ کی قسم! اگر تیری پنشن میری روزی سے مربوط نہ ہوتی تو میں تجھے بوڑھوں کے گھر چھوڑ آتا۔''

نالائق بیٹا یہ جملہ کہتے ہوئے ناک بھوں چڑھاتا، چیں بہ جبیں ہوتا مگر اس کی بوڑھی ماں کی جو کیفیت ہوتی وہ ناقابل بیان ہے۔ بیٹے کے جارحانہ کلمات سے اس کا کلیجہ منہ کو آتا۔ شدت تکلیف اور غم سے اس کا دل پھٹ رہا ہوتا۔

بینک سے گھر واپس آتے ہی نالائق بیٹا اپنی ماں کی پنشن کا پیسہ جیب میں ڈالتا اور ماں کو نوکرانی کے حوالے کر کے باہر نکل جاتا۔ دوستوں کے ساتھ شب بسری کرتا، ان کے ساتھ لہو و لعب میں وقت برباد کرتا اور کبھی کہیں سفر پر نکل جاتا۔ اس دوران وہ اپنی ماں کی فکر کرتا، نہ اس کے حالات کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتا بلکہ اس کی سنگ دلی دیکھیے کہ وہ اپنے دوست احباب کو بھی ماں کی خیریت دریافت کرنے سے منع کر دیتا۔ ماں کے قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کو ماں سے ملاقات کرنے سے سختی سے روک دیتا۔

بے چاری ماں اپنے اس نالائق بیٹے کی انتہائی تکلیف دہ باتیں برداشت کرتی لیکن پھر بھی زبان پر حرفِ شکایت نہ لاتی۔ وہ بے چاری کر بھی کیا سکتی تھی۔

اللہ کی بے آواز لاٹھی

کہتے ہیں: اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ ماں کا یہ نافرمان بیٹا اپنے دوستوں کے ساتھ ایک پڑوسی ملک کے سفر پر روانہ ہوا۔ اس کا یہ سفر جہاز سے نہیں بلکہ کار کے ذریعہ تھا۔ پڑوسی ملک پہنچ کر اس نے دوستوں کے ساتھ خوب گل چھرے اڑائے' لہو ولعب میں وقت گزارا' اس دوران ماں کی خیریت دریافت کرنے کی کوشش کی' نہ اس کے دل میں اس سلسلے میں کوئی خیال پیدا ہوا۔

پڑوسی ملک میں سیر سپاٹے کے بعد وہ دوستوں کی ٹولی کے ساتھ اپنے وطن واپس آ رہا تھا۔ اس کی گاڑی ہوا سے باتیں کرتے ہوئے سفر کی منزلیں طے کر رہی تھی۔ وہ دوستوں کے ساتھ گاڑی کے اندر گپ شپ میں مشغول تھا کہ اچانک اس کی گاڑی الٹ گئی اور سب کے سب گاڑی کے نیچے دب گئے مگر اتنے بڑے حادثہ کے باوجود سارے نوجوان محفوظ رہے۔ انہیں تھوڑی بہت خراش آئی تھی البتہ ان میں سے اگر کسی کو شدید چوٹیں آئی تھیں تو وہ آنکھ سے محروم اور فالج کے حملے کی شکار ماں کا وہ نافرمان بیٹا تھا جس نے ماں کی طرف کبھی محبت کی نگاہ نہیں ڈالی تھی' جس کی پنشن کی رقم بینک سے نکلوا کر وہ پڑوسی ملک میں رنگ رلیاں منانے گیا تھا۔

اس شدید حادثے کے بعد نافرمان بیٹے کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ وہ تقریباً ایک ماہ تک پابند بستر رہا۔ ڈاکٹروں نے حتی المقدور اس کے پاؤں بچانے کی کوشش کی مگر آپریشن کامیاب نہیں ہوا۔ ایک ماہ بعد اسے ڈاکٹروں نے ہسپتال سے جانے کی اجازت دے دی مگر اب وہ پہلے کی طرح ہٹا کٹا نوجوان نہیں تھا' نہ اپنے پاؤں پر چل کر ہسپتال سے نکلا تھا بلکہ وہ اسی طرح کرسی پر نکلا جس طرح کی کرسی پر وہ اپنی ماں کو بٹھا کر پنشن کی رقم لینے بینک جایا کرتا تھا۔

پھر ایک وہ دن بھی آیا جب اپنی والدہ کا یہ نافرمان بیٹا بینک کے پھیرے لگا رہا تھا مگر وہ اپنی ماں کی پنشن ہتھیانے نہیں بلکہ حکومت کی طرف سے امدادی وظیفہ حاصل کرنے کے لئے کوشاں تھا۔

(دیکھئے کویت سے نکلنے والا جریدہ ''الانباء'' نیز دیکھئے کتاب قصص وما س من عقوق الوالدین' ص 87'88)

(62)

حضرت کعب بن مالک کی توبہ کا تفصیلی واقعہ

عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے۔ یہ (عبداللہ) حضرت کعب کے بیٹوں میں سے ان کا رہبر تھا جب وہ نابینا ہو گئے تھے۔ یہ کہتے ہیں: میں نے (اپنے باپ) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو وہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے جب وہ غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے (بیان) فرمایا جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی غزوہ (جہاد) کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا سوائے غزوہ تبوک کے البتہ غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہا تھا لیکن غزوۂ بدر میں پیچھے رہنے والوں پر ناراضی کا اظہار نہیں کیا گیا تھا۔ اس غزوہ میں تو دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان قافلہ قریش کے تعاقب میں نکلے تھے (یعنی ابتداء میں جہاد کی نیت نہیں تھی) یہاں تک کہ اللہ نے ان کو اور ان کے دشمنوں کو بغیر وعدے (بغیر ارادہ و اعلان قتال) کے ایک دوسرے کے مقابل جمع (صف آرا) کر دیا اور عقبہ کی رات (منیٰ میں) میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد وفا باندھا تھا۔ اگرچہ واقعہ بدر کا چرچا لوگوں میں عقبہ کی رات سے زیادہ ہے لیکن مجھے بدر کی حاضری سے اس رات کی حاضری زیادہ محبوب ہے (کیونکہ اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے) اور میرے غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہنے کا واقعہ اس طرح ہے کہ میں اتنا زیادہ قوی اور اتنا زیادہ خوش حال کبھی نہیں تھا جتنا اس وقت تھا جب میں غزوۂ تبوک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہا۔ اللہ کی قسم! میرے پاس کبھی اکٹھی دو سواریاں نہیں ہوئی تھیں جبکہ اس موقع پر مجھے بیک وقت دو سواریاں میسر تھیں (مطلب یہ ہے کہ اسباب و وسائل کے اعتبار سے میرے

Marfat.com

پیچھے رہنے کا کوئی جواز نہیں تھا)

حضرت کعب کا اپنا بیان

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو آپ اس کے غیر کے ساتھ توریہ فرماتے (یعنی سفر کی اصل سمت کو چھوڑ کر عام طور پر دوسری سمت کا ذکر فرمائے تاکہ دشمن سے اصل حقیقت مخفی رہے) تا آنکہ یہ غزوۂ تبوک ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی کے موسم میں یہ غزوہ فرمایا۔ سفر دور کا اور جنگل بیابانوں کا تھا اور مدمقابل دشمن بھی بہت بڑی تعداد میں تھا۔ اس لئے آپ نے (توریے کی بجائے) مسلمانوں کے معاملے (یعنی اس محاذ جنگ) کو مسلمانوں کے سامنے کھول کر بیان فرمادیا تاکہ وہ اس کے مطابق بھرپور تیاری کرلیں پس آپ نے انہیں وہ سمت بھی بتلادی جس کا آپ ارادہ فرما رہے تھے۔ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بڑی تعداد میں تھے اور کوئی یادداشت کی کتاب ایسی نہیں تھی جس میں ان کے نام درج ہوتے۔ اس سے ان کی مراد رجسٹر تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' اس لئے اگر کوئی شخص جنگ سے غیر حاضر رہتا تو وہ یہی گمان کرتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی رہے گا اور وحی الٰہی کے بغیر اس کی غیر حاضری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں نہیں آئے گی اور یہ غزوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب پھل پک چکے تھے اور ان کا سایہ عمدہ اور خوشگوار تھا اور میں انہی (پھلوں اور سایوں) کی طرف میلان رکھتا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے تیاری کی۔ (اور میرا یہ حال تھا کہ) صبح کو آتا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیاری کروں لیکن بغیر کوئی فیصلہ کئے لوٹ جاتا اور اپنے دل میں کہتا کہ میں جب چاہوں گا (چلا جاؤں گا کیونکہ) میں پوری طرح اس پر قادر (وسائل سے بہرہ ور) ہوں۔ میری یہی (گومگوکی) حالت رہی اور لوگ جہاد کی تیاری میں لگے رہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ مسلمان ایک صبح کو جہاد پر روانہ ہوگئے اور میں اپنی تیاری کے سلسلے میں کوئی فیصلہ ہی نہ کرپایا پھر میں صبح کے وقت آیا اور لوٹ گیا اور کوئی فیصلہ نہ کرسکا۔ پس میری کیفیت یہی رہی حتیٰ کہ مجاہدین تیزی سے آگے چلے گئے اور جہاد کا معاملہ بھی آگے بڑھ گیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی سفر پر روانہ ہو جاؤں

Marfat.com

اوران کو جاملوں، اے کاش! کہ میں ایسا کرتا لیکن یہ میرے مقدر میں نہ ہوا۔

تبوک میں حضرت کعب کا ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تو یہ بات میرے لئے حزن وملال کا باعث بنتی کہ میرے سامنے اب کوئی نمونہ ہے تو صرف ایسے شخص کا جو نفاق سے مطعون ہے (یا نفاق کی وجہ سے لوگوں میں حقیر ہے) یا ایسے کمزور لوگوں کا جن کو اللہ نے معذور قرار دیا۔ (سارے راستے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یاد نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ تبوک پہنچ گئے۔ تبوک میں جب آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''کعب بن مالک نے کیا کیا؟'' بنوسلمہ کے ایک آدمی نے کہا: اس کو ان کی دو چادروں اور اپنے دونوں پہلوؤں کو دیکھنے نے روک لیا ہے (یعنی رات اور اس کے عجب اور تکبر نے اسے نہیں آنے دیا) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تو نے ٹھیک نہیں کہا۔ اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم نے اس (کعب) کے اندر خیر کے علاوہ کچھ نہیں جانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آپ نے ایک سفید پوش آدمی کو ریگستان سے آتے ہوئے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوخیثمہ ہوگا۔'' اور واقعی وہ ابوخیثمہ انصاری تھے اور یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے (ایک مرتبہ) ایک صاع کھجور (اڑھائی کلو تقریباً) کا صدقہ کیا تو منافقین نے انہیں طعنہ دیا تھا (یعنی اس کے تھوڑے ہونے کا) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپسی کا سفر شروع فرما دیا ہے تو مجھ پر غم کی کیفیت چھا گئی اور جھوٹے بہانے گھڑنے کا سوچنے لگا اور (دل میں) کہتا کہ کل (جب آپ واپس تشریف لائیں گے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے میں کیسے بچوں گا؟ اور اس معاملے میں میں اپنے گھر کے ہر سمجھدار آدمی سے بھی مدد طلب کرتا رہا۔ جب مجھے بتلایا گیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنے ہی والے ہیں تو (جھوٹے بہانے گھڑنے کا) باطل خیال میرے دل سے دور ہو گیا اور میری سمجھ میں یہ بات آگئی کہ بلاشبہ میں جھوٹ سے کبھی بھی بچاؤ حاصل نہیں کرسکوں گا چنانچہ میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔

Marfat.com

بارگاہِ رسالت میں پیشی

صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کے سامنے بیٹھ جاتے (اس سفر سے واپسی پر) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تو منافقین نے آ کر عذر پیش کرنے اور حلف اٹھانے شروع کر دیئے اور یہ تقریباً 80 آدمی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری عذر کو قبول فرما لیا۔ ان کی باطنی کیفیت کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جب میں نے سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض آدمی والا تبسم فرمایا پھر فرمایا: ''آگے آ جاؤ!'' میں آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا ''تمہیں کس چیز نے (جہاد سے) پیچھے رکھا؟ کیا تم نے اپنی سواری نہیں خرید لی تھی؟'' میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! میں آپ کے علاوہ کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو یقیناً میں کوئی (جھوٹ موٹ) عذر کر کے اس کی ناراضگی سے بچ جاتا۔ مجھے بحث و تکرار کا بڑا ملکہ حاصل ہے لیکن اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹ بول کر سرخرو ہو جاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی ہو جائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ (وحی کے ذریعے سے مطلع فرما کر) آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں آپ سے سچی بات عرض کر دوں گا تو اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ناراض ہوں گے لیکن اس میں مجھے اللہ سے اچھے انجام کی امید ہے۔ (اس لئے سچ سچ عرض کرتا ہوں) اللہ کی قسم! (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے میں) مجھے کوئی عذر نہیں تھا۔ اللہ کی قسم! میں اتنا طاقتور اور خوش حال کبھی نہیں رہا جتنا میں اس وقت تھا جب آپ سے پیچھے رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے یقیناً سچ کہا ہے پس تم (یہاں سے) کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ تمہاری بابت اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے۔ ''میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ آئے اور مجھ سے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم کہ اس سے قبل تم نے کوئی گناہ کیا ہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی ایسا عذر پیش کرنے سے کیوں قاصر رہے جیسا دوسرے پیچھے رہنے والوں نے پیش کیا؟ تمہارے گناہ (کی معافی) کے لئے یہی کافی تھا کہ رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے مغفرت کی دعا فرماتے۔

تین ساتھیوں کی حالتِ زار

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے وہ (میری سچائی پر) ملامت کرتے اور ڈانٹتے رہے یہاں تک کہ میرے جی میں آیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو کر اپنی پہلی بات کی تکذیب کروں گا (کوئی جھوٹا عذر پیش کر دوں) لیکن پھر میں نے ان سے پوچھا وہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا: مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ الواقفی۔ یہ دونوں آدمی جن کا انہوں نے میرے سامنے ذکر کیا تھا جنگِ بدر میں شریک ہوئے تھے اور ان میں میرے لئے نمونہ تھا۔ جس وقت انہوں نے ان دونوں آدمیوں کا میرے سامنے ذکر کیا تو میں اپنے سابقہ مؤقف پر جم گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہم تینوں سے لوگوں کو گفتگو کرنے سے روک دیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا لوگ ہم سے کنارہ کش ہو گئے یا یہ کہا کہ لوگ ہمارے لئے بدل گئے حتیٰ کہ زمین میرے لئے تنگ ہو گئی۔ یہ زمین میرے لئے وہ نہ رہی جو میری جانی پہچانی تھی۔ اس طرح پچاس راتیں ہم نے گزاریں۔ میرے دوسرے ساتھی تو عاجز آ گئے اور گھروں میں بیٹھے روتے رہے لیکن میں بالکل جوان اور نہایت قوی و توانا تھا۔ پس میں گھر سے باہر نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا لیکن مجھ سے کوئی کلام نہ کرتا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد تشریف فرما ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا اور اپنے دل میں کہتا کہ سلام کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مبارک لبوں کو جنبش دیتے ہیں یا نہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی نماز پڑھتا اور دزدیدہ نظروں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا (تو میں نے دیکھا کہ) جب میں نماز پر متوجہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف نظر فرماتے اور جب میں آپ کی طرف رخ کرتا تو آپ مجھ سے اعراض فرما لیتے۔ یہاں تک کہ جب مسلمانوں کی (میرے ساتھ) سختی اور بے رخی زیادہ دراز ہو گئی تو ایک روز میں ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھاند کر اندر چلا گیا اور وہ

Marfat.com

میرا چچازاد بھائی اور لوگوں میں مجھے محبوب ترین تھا۔ میں نے اسے سلام کیا لیکن اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس سے کہا: ابوقتادہ! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تو میری بابت جانتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہا میں نے دوبارہ قسم دے کر پوچھا تو بھی وہ خاموش رہا حتیٰ کہ تیسری مرتبہ قسم دے کر سوال دہرایا تو اس نے یہ کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں جس پر میری آنکھوں سے (بے اختیار) آنسو جاری ہو گئے اور میں (جیسے گیا تھا ویسے ہی) دیوار پھاند کر واپس آ گیا۔

شاہِ غسان کا خط

اسی اثناء میں (ایک روز) مدینے کے بازار میں جا رہا تھا کہ اچانک اہل شام کے قبطیوں میں سے ایک قبطی کو جو مدینے میں غلہ بیچنے کے لئے آ رہا تھا کہتے ہوئے (میں نے سنا) کہ کون ہے جو کعب بن مالک کی طرف میری رہنمائی کرے؟ لوگ اسے میری طرف اشارہ کرنے لگے یہاں تک کہ وہ میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے شاہ غسان کا ایک خط دیا، میں پڑھا لکھا تو تھا ہی، میں نے اسے پڑھا اس نے لکھا تھا۔ اما بعد! ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے ساتھی نے تم پر ظلم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت کے گھر میں رہنے یا ضائع کرنے کے لئے نہیں بنایا ہے ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تم سے پوری ہمدردی کریں گے۔ جس وقت میں نے یہ پڑھا تو میں نے کہا: یہ بھی ایک آزمائش ہے، میں نے اسے تنور میں ڈال کر جلا ڈالا حتیٰ کہ جب پچاس دنوں میں سے چالیس دن گزر گئے اور (میرے بارے میں) وحی کا سلسلہ بھی (ابھی تک) موقوف ہی تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قاصد کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھا۔ اس نے آ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے (بھی) علیحدگی اختیار کر لو۔ میں نے پوچھا کیا میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: (طلاق) نہیں اس سے علیحدگی اختیار کرو پس اس کے قریب مت جاؤ! اور میرے دوسرے دو ساتھیوں کو بھی آپ نے یہی پیغام بھجوایا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انہیں کے پاس رہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے کا فیصلہ فرما دے۔ (میرے ایک ساتھی)

ہلال بن امیہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہلال بہت بوڑھے ہیں ان کے لئے کوئی خادم بھی نہیں ہے۔ کیا اگر میں ان کی خدمت کروں تو آپ کو ناپسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، لیکن وہ تم سے قربت (صحبت) نہ کریں۔'' بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! اب ان میں کسی چیز کی طرف حرکت کی طاقت ہی نہیں ہے، علاوہ ازیں اللہ کی قسم! جب سے یہ معاملہ ہوا ہے اس وقت سے اب تک ان کا سارا وقت روتے ہوئے گزرتا ہے (حضرت کعب فرماتے ہیں) مجھ سے (بھی) میرے بعض گھر والوں نے کہا: اگر تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت طلب کرلو (تو اچھا ہے) آپ نے (اجازت طلب کرنے پر) ہلال بن امیہ کی بیوی کو بھی تو ان کی خدمت کرنے کی اجازت عطا فرمادی ہے۔ میں نے کہا: میں اس کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں مانگوں مجھے نہیں معلوم جب آپ سے اجازت مانگوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جواب دیں گے کیونکہ میں تو نوجوان آدمی ہوں (جب کہ ہلال بالکل بوڑھے ہیں) پس اس طرح دس راتیں (مزید) گزر گئیں اور جب سے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے سے روکا گیا تھا اب تک ہماری پچاس راتیں مکمل ہو گئی تھیں۔ میں نے پچاسویں رات کو صبح اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر فجر کی نماز پڑھی۔

معافی کا اعلان

پس میں (نماز پڑھ کر) ابھی اسی (افسردگی) حالت میں بیٹھا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ہماری بابت فرمایا ہے کہ میرا دل مجھ سے تنگ ہو گیا اور زمین باوجود فراخی کے مجھ پہ تنگ ہو گئی کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑی پر چڑھا ہوا تھا۔ وہ باآواز بلند کہہ رہا تھا اے کعب بن مالک! خوش ہو جاؤ میں اسی وقت (فرط خوشی میں) سجدے میں گر پڑا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ (اللہ کی طرف سے) کشادگی (معافی) آ گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت فجر کی نماز پڑھ لی لوگوں کو بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری (تینوں کی) توبہ قبول فرمالی ہے۔ پس لوگ ہمیں خوشخبری دینے کے لئے آنے شروع ہو گئے، میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے گئے۔ ایک شخص نے نہایت تیزی سے میری طرف گھوڑا دوڑایا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ پس اس کی آواز گھوڑے سے بھی تیز رفتار

تھی۔ آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اس کی خوشخبری کے بدلے میں اپنے جسم کے دونوں کپڑے اتار کر اسے پہنا دیئے۔ اللہ کی قسم! اس روز ان کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالک بھی نہیں تھا اور میں نے خود دو کپڑے عاریتاً لے کر پہنے۔ (پھر) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا قصد کر کے چلا (راستے میں) لوگ مجھے گروہ کے گروہ ملتے اور قبول توبہ کی مبارک باد دیتے اور مجھ سے کہتے کہ تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی۔ حتیٰ کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہو گیا (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے گرد لوگ ہیں پس طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ لپکتے ہوئے کھڑے ہوئے حتیٰ کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد پیش کی۔ اللہ کی قسم! مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی اور کھڑا نہ ہوا۔ پس کعب طلحہ کی اس بات کو کبھی فراموش نہ کرتے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا تمہیں یہ دن مبارک ہو جو تمہاری زندگی کا جب سے تمہیں ماں نے جنا ہے سب سے بہترین دن ہے۔

حضور پاک کا اظہارِ مسرت

میں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ خوشخبری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اس طرح گلنار ہوتا گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی (خوشی کو) پہچان لیتے۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا: میں اپنا (سارا) مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنا کچھ مال اپنے لئے رکھ لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: اچھا میں اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے اور میں نے یہ بھی کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نجات سچائی کی بدولت عطا فرمائی ہے' اس لئے یہ بھی میری توبہ کا ایک حصہ ہے کہ (میں عہد کرتا ہوں کہ) جب تک میری زندگی ہے میں ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔ پس اللہ کی قسم! جب سے میں نے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس عہد صدق کا) ذکر کیا میں نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سے کسی پر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کے صلے میں وہ بہتر انعام فرمایا ہو جس سے اللہ نے مجھے نوازا۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا ہے آج تک میں نے جھوٹ نہیں بولا اور مجھے امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت کعب فرماتے ہیں ہمارے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں وہ حسب ذیل ہیں:

آیاتِ قرآنی کا نزول

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (9، التوبہ: 115)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پر اور ان مہاجرین وانصار پر رجوع فرمایا جنہوں نے تنگی کے وقت میں اس پیغمبر کی پیروی کی، بعد اس کے کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں، پھر رکوع کیا اللہ نے ان پر، زمین باوجود فراخی کے تنگ ہوگئی اور خود ان کے اپنے نفس بھی ان پر تنگ ہو گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ ان کو اللہ سے بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں، پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تاکہ وہ توبہ کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رجوع کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

جھوٹ بولنے کی نحوست

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! جب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے اسلام

کی ہدایت سے نوازا اس کے بعد اللہ نے جو انعامات مجھ پر فرمائے ان میں سب سے بڑا انعام میرے نزدیک یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ بولا اور جھوٹ بولنے سے گریز کیا۔ اگر میں جھوٹ بول دیتا تو اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل فرمائی تو جھوٹ بولنے والوں کو جس طرح برا بھلا کہا' اس طرح کسی کو بھی نہیں کہا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت فرمایا:

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ز وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○ (التوبہ 95'96)

''جب تم ان کی طرف لوٹ کر آؤ گے' تو یہ تمہارے لئے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے اعراض کر لو پس (واقعی) ان سے اعراض فرماؤ یہ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے بہ سبب اس کے جو یہ کمائی کرتے رہے' یہ تمہارے لئے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر ان سے راضی بھی ہو گئے تو بے شک اللہ نافرمانوں سے (کبھی) راضی نہیں ہوگا۔''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم تینوں پیچھے رکھے گئے ان لوگوں کے معاملے سے جن کی (جھوٹی) قسموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (علم کے باوجود) قبول فرما لیا تھا اور ان سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا بھی فرمائی اور ہمارے معاملے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موخر فرما دیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کا فیصلہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اور تینوں شخصوں پر رجوع فرمایا جو پیچھے رکھے گئے تھے) یہ پیچھے رکھے جانے کا ذکر ہے تو اس سے مراد ہمارا غزوے میں پیچھے رہنا نہیں بلکہ اس کا مطلب ہمیں پیچھے چھوڑ دینا اور ہمارے معاملے کو ان لوگوں کے معاملے سے موخر کر دینا ہے۔ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حلف اٹھایا اور عذر پیش کیا جسے آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے ان کی طرف سے قبول فرمالیا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے جمعرات کے دن نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے دن کو' چاشت کے وقت ہی واپس آتے (یعنی رات کو نہ آتے) اور آ کر سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے' وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور پھر وہاں بیٹھ جاتے (اور کچھ دیر کے بعد گھر تشریف لے جاتے)۔

(صحیح مسلم' التوبہ' باب توبۃ کعب بن مالک' 2769' صحیح بخاری' المغازی' باب حدیث کعب بن مالک' 4418)

Marfat.com

(63)

چاند جیسا نورانی چہرہ

حضرت سیدنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''ایک مرتبہ میں لبنان کی پہاڑیوں میں رات کے وقت پر سفر تھا' چلتے چلتے مجھے ایک درخت نظر آیا جس کے قریب ایک خیمہ نما جھونپڑی تھی۔ یکایک اس جھونپڑی سے ایک حسین وجمیل نوجوان نے اپنا چاند جیسا نورانی چہرہ باہر نکالا اور کہنے لگا اے میرے پروردگار! میرا دل ہر حال میں (چاہے خوشی ہو یا غمی) اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ تیری ہی ذات ایسی ہے جو تمام صفاتِ کمالیہ سے متصف ہے (یعنی تمام فضیلتیں اور عظمتیں تیرے ہی لئے ہیں) میرا دل اس بات کی گواہی کیوں نہ دے' حالانکہ میرے دل میں تیرے سوا اور کسی کی محبت سمائی ہی نہیں' میں تو بس تجھ سے ہی محبت کرتا ہوں' افسوس! صد ہزار افسوس! ان لوگوں پر جنہوں نے تجھ سے محبت نہ کی اور کوتاہی کرتے رہے۔''

پھر اس نوجوان نے اپنا نورانی چہرہ جھونپڑی میں داخل کرلیا۔ میں اس کی تین باتیں سن کر بڑا حیران ہوا اور مجھے اس کی باتیں بھول گئیں۔ میں وہیں حیران و پریشان کھڑا رہا یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوگیا۔ اس نوجوان نے پھر اپنا نور بار چہرہ جھونپڑی سے باہر نکالا اور چاند کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا ''اے میرے معبودِ حقیقی! تیرے ہی نور سے زمین و آسمان روشن ہیں' تیرا ہی نور اندھیروں کو ختم کرتا ہے اور اسی سے ہر جگہ اجالا ہوتا ہے' اے میرے پاک پروردگار! تیرا جلوہ ہماری آنکھوں سے حجاب میں ہے' اور تیری معرفت اہل معرفت کو حاصل ہوتی ہے' اے میرے رحیم و کریم مالک! میں اس رنج و غم کی حالت میں

Marfat.com

صرف تجھ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھ پر کرم کی ایسی نظر فرما جیسی اپنے فرمانبردار بندوں پر ڈالتا ہے۔

دل میں اترنے والی باتیں

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میں نے نوجوان کی یہ باتیں سنیں تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں اس کے پاس گیا' اسے سلام کیا' اس نے جواب دیا۔ میں نے کہا: ''اے نوجوان! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے' میں تجھ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔'' نوجوان نے کہا: ''نہیں تو مجھ سے سوال نہ کر۔'' میں نے کہا: ''تو مجھے سوال کرنے سے کیوں منع کر رہا ہے؟'' اس نے کہا: ''اس لئے کہ ابھی تک میرے دل سے تیرا رعب نہیں نکلا' میں ابھی تک تجھ سے خوفزدہ ہوں۔'' میں نے کہا: ''اے نیک سیرت نوجوان! میں نے ایسی کون سی حرکت کی جس نے تجھے خوفزدہ کر دیا ہے؟'' وہ نوجوان کہنے لگا ''تم کام (یعنی عبادت) کے دنوں میں بے کار پھر رہے ہو اور آخرت کی تیاری کے لئے کچھ بھی عمل نہیں کر رہے' اے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ تم نے صرف اچھے گمان پر تکیہ کیا ہوا ہے۔''

حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں اس نوجوان کی یہ باتیں سن کر بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا۔ میں کافی دیر بے ہوش رہا پھر سورج کی تیز دھوپ کی وجہ سے مجھے ہوش آیا۔ میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ اب میرے سامنے نہ تو کوئی درخت ہے نہ جھونپڑی اور نہ ہی وہ نوجوان۔ یہ سب چیزیں نہ جانے کہاں غائب ہو گئیں۔ میں کافی دیر اسی طرح حیران و پریشان وہاں کھڑا رہا۔ اس نوجوان کی باتیں اب تک میرے دل و دماغ میں گھوم رہی ہیں' پھر میں اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ (عیون الحکایات)

Marfat.com

(64)

معموں کا حال

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حماد بن محمد کی سند سے تحریر کیا ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان معموں کا حال پوچھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے یہ جوابات دیئے۔

سوال: وہ کیا چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون ہے مگر وہ بولتی ہے۔

جواب: وہ جہنم ہے قیامت کے دن جب باری تعالیٰ اس سے پوچھے گا۔ ''ھل امتلئت'' کیا تیرا پیٹ بھر گیا تو گویا ہوگی۔ ''ھل من مزید'' کیا کچھ اور بھی ہے۔

سوال: وہ کیا چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون مگر وہ دوڑتی ہے؟

جواب: وہ عصائے موسیٰ (موسیٰ کی لاٹھی) ہے کہ جب وہ اژدھا بن جاتا تھا تو زندہ سانپوں کی طرح دوڑتا تھا۔

سوال: وہ کیا چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون مگر وہ سانس لیتی ہے؟

جواب: وہ صبح ہے کیونکہ قرآن شریف میں ہے ''والصبح اذا تنفس'' قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لیتی ہے۔

سوال: وہ دو چیزیں کون سی ہیں کہ جن میں نہ گوشت ہے نہ خون مگر جب ان سے خطاب کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا؟

جواب: وہ زمین و آسمان ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ چلے آؤ خواہ خوشی سے خواہ زبردستی۔ انہوں نے کہا: ہم خوشی سے حاضر ہوتے ہیں۔

سوال: وہ کون سا فرستادہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا مگر وہ انسان ہے نہ جن

Marfat.com

اور نہ فرشتہ؟

جواب: یہ وہ کوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند قابیل کے پاس بھیجا تھا تا کہ وہ کوا قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کی لاش دفن کرنے کا طریقہ سکھلا دے۔

سوال: وہ کون سا جاندار ہے جو مر گیا اور اس کی وجہ سے جاندار جو مر چکا تھا' جی اٹھا؟

جواب: وہ بنی اسرائیل کی وہ گائے ہے جس کا ذکر سورۂ بقرہ میں آیا ہے جس کو ذبح کر دیا گیا تھا اور اس کے گوشت کے لوتھڑے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا جس کو بنی اسرائیل کے ایک شخص نے مار ڈالا تھا۔

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کو دریا میں ڈالنے سے پہلے کتنے دن دودھ پلایا اور ان کو کس دریا میں ڈالا اور کس دن ڈالا؟

جواب: تین ماہ دودھ پلایا۔ بحر قلزم میں ڈالا اور جمعہ کے دن ڈالا۔ بحر قلزم فیوم سے بہت دور ہے جہاں فرعون کے محلات تھے۔ مصر میں دریائے نیل بہتا ہے اور وہیں فرعون کے محلات تھے۔ روایتوں سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں بہا دیا گیا تھا۔

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے قد کی لمبائی کتنی تھی۔ آپ کی عمر کتنے برس ہوئی اور آپ کا وصی کون تھا؟

جواب: قد کی لمبائی 60 ذراع عمر نو سو چالیس (940) برس ہوئی اور آپ کے وصی حضرت شیث علیہ السلام تھے۔

سوال: وہ کون سا پرندہ ہے جو انڈے نہیں دیتا ہے اور اسے حیض آتا ہے؟

جواب: پرندہ چمگادڑ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا چمگادڑ بچے دیتی ہے اور اسے حیض بھی آتا ہے۔

(حیات الحیوان' جلد 2' ص 803' 804)

Marfat.com

(65)

مولائے کائنات اور ان کی کرامات

خلیفہ چہارم جانشین رسول وزوج بتول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابوالحسن'' اور ''ابوتراب'' ہے۔ آپ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے فرزند ارجمند ہیں۔ عام الفیل کے تیس برس بعد جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تیس برس کی تھی 13 رجب کو جمعہ کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد ہے۔ آپ نے اپنے بچپن ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت ہر وقت آپ کی امداد ونصرت میں لگے رہتے تھے۔ آپ مہاجرین اولین اور عشرہ مبشرہ میں اپنے بعض خصوصی درجات کے لحاظ سے بہت زیادہ ممتاز ہیں۔ جنگ بدر' احد' جنگ خندق وغیرہ تمام اسلامی لڑائیوں میں اپنی بے پناہ شجاعت کے ساتھ جنگ فرماتے رہے اور کفارِ عرب کے بڑے بڑے نامور بہادر اور سورما آپ کی مقدس تلوار ذوالفقار کی مار سے مقتول ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انصار ومہاجرین نے آپ کے دست حق پر بیعت کر کے آپ کو امیر المومنین منتخب کیا اور چار برس آٹھ ماہ نو دن تک آپ مسند خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔ 17 رمضان 40ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی مردود نے نماز فجر کو جاتے ہوئے آپ کی مقدس پیشانی اور نورانی چہرے پر ایسی تلوار ماری جس سے آپ شدید طور پر زخمی ہو گئے اور دو دن زندہ رہ کر جامِ شہادت سے سیراب ہو گئے اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ 19 رمضان جمعہ کی رات میں آپ زخمی ہوئے اور 21 رمضان شب یک شنبہ آپ کی شہادت ہوئی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) آپ کے بڑے فرزند ارجمند حضرت امام حسن رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو دفن فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء وغیرہ)

قبر والوں سے سوال و جواب:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں گئے تو آپ نے قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر باآواز بلند فرمایا: اے قبروں والو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کیا تم لوگ اپنی خبریں ہمیں سناؤ گے یا ہم تم لوگوں کو تمہاری خبریں سنائیں؟ اس کے جواب میں قبروں کے اندر سے آواز آئی ''وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے امیر المومنین آپ ہی ہمیں یہ سنائیے کہ ہماری موت کے بعد ہمارے گھر والوں میں کیا کیا معاملات ہوئے؟ حضرت امیر المومنین نے فرمایا: اے قبروں والو! تمہارے بعد تمہارے گھروں کی خبر یہ ہے کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے لوگوں سے نکاح کر لیا اور تمہارے مال و دولت کو تمہارے وارثوں نے آپس میں تقسیم کر لیا اور تمہارے چھوٹے بچے یتیم ہو کر دربدر پھر رہے ہیں اور تمہارے مضبوط اور اونچے اونچے محلوں میں تمہارے دشمن آرام اور چین کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں قبروں میں سے ایک مردہ کی یہ دردناک آواز آئی کہ اے امیر المومنین! ہماری خبر یہ ہے کہ ہمارے کفن پرانے ہو کر پھٹ چکے ہیں اور جو کچھ ہم نے دنیا میں خرچ کیا تھا' اس کو ہم نے یہاں پا لیا ہے اور جو کچھ ہم دنیا میں چھوڑ آئے تھے اس میں ہمیں گھاٹا ہی گھاٹا اٹھانا پڑا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین' ج 2' ص 863)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو یہ طاقت وقدرت عطا فرماتا ہے کہ قبر والے ان کے سوالوں کا باآواز بلند اس طرح جواب دیتے ہیں کہ دوسرے حاضرین بھی سن لیتے ہیں۔ یہ قدرت وطاقت عام انسانوں کو حاصل نہیں ہے۔ لوگ اپنی آوازیں تو مردوں کو سنا سکتے ہیں اور مردے ان کی آوازوں کو سن بھی لیتے ہیں مگر قبر کے اندر سے مردوں کی آوازوں کو سن لینا یہ عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ خاصان خدا کا خاص حصہ اور خاصہ ہے قبر والوں کا یہ اقبالی بیان ہے کہ مرنے والے دنیا میں جو مال و دولت چھوڑ کر مر جاتے ہیں' اس میں مرنے والوں کے لئے سراسر گھاٹا ہی گھاٹا ہے اور جس مال و دولت کو مرنے سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' وہ ان کے کام آنے

Marfat.com

والا ہے۔

فالج زدہ اچھا ہو گیا:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دونوں شاہزادگان حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے ساتھ حرم کعبہ میں حاضر تھے کہ درمیانی رات میں ناگہاں یہ سنا کہ ایک شخص بہت ہی گڑگڑا کر اپنی حاجت کے لئے دعا مانگ رہا ہے اور زار زار رو رہا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص اس حال میں حاضر خدمت ہوا کہ اس کے بدن کی ایک کروٹ فالج زدہ تھی اور وہ زمین پر گھسیٹتا ہوا آپ کے سامنے آیا۔ آپ نے اس کا قصہ دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں بہت ہی بے باکی کے ساتھ قسم قسم کے گناہوں میں دن رات منہمک رہتا تھا اور میرا باپ جو بہت ہی صالح اور پابند شریعت مسلمان تھا' بار بار مجھ کو ٹوکتا اور گناہوں سے منع کرتا تھا۔ میں نے ایک دن اپنے باپ کی نصیحت سے ناراض ہو کر اس کو مار دیا اور میری مار کھا کر میرا باپ رنج وغم میں ڈوبا ہوا حرم کعبہ آیا اور میرے لئے بددعا کرنے لگا۔ ابھی اس کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ بالکل ہی اچانک میری ایک کروٹ پر فالج کا اثر ہو گیا اور میں زمین پر گھسٹ کر چلنے لگا۔ اس غیبی سزا سے مجھے بڑی عبرت حاصل ہوئی اور میں نے رو رو کر اپنے باپ سے اپنے جرم کی معافی طلب کی اور میرے باپ نے اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر مجھ پر رحم کھایا اور مجھے معاف کر دیا اور کہا کہ بیٹا چل! جہاں میں نے تیرے لئے بددعا کی تھی' اسی جگہ اب میں تیرے لئے صحت وسلامتی کی دعا مانگوں گا۔ چنانچہ میں اپنے باپ کو اونٹنی پر سوار کر کے مکہ مکرمہ لا رہا تھا کہ راستے میں بالکل ناگہاں اونٹنی ایک مقام پر بدک کر بھاگنے لگی اور میرا باپ اس کی پیٹھ پر سے گر کر دو چٹانوں کے درمیان ہلاک ہو گیا اور اب میں اکیلا ہی حرم کعبہ میں آ کر دن رات رو رو کر خدا تعالیٰ سے اپنی تندرستی کے لئے دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ امیر المومنین نے ساری سرگزشت سن کر فرمایا: اے شخص! اگر واقعی تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو اطمینان رکھ خدائے کریم بھی تجھ سے خوش ہو گیا ہے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں بحلف شرعی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا باپ مجھ سے خوش ہو گیا تھا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے اس شخص کی حالت زار پر رحم کھا کر اس کو تسلی دی اور چند رکعت نماز پڑھ کر اس کی تندرستی کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا: اے شخص اٹھ کھڑا ہو جا! یہ سنتے ہی وہ بلا تکلف اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا۔ آپ نے فرمایا: اے شخص! اگر تو نے قسم کھا کر یہ نہ کہا ہوتا کہ تیرا باپ تجھ سے خوش ہو گیا تھا تو میں ہرگز تیرے لئے دعا نہ کرتا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ج 2، ص 863)

گرتی ہوئی دیوار تھم گئی:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دیوار کے سائے میں ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمانے کے لئے بیٹھ گئے۔ درمیان مقدمہ میں لوگوں نے شور مچایا کہ اے امیر المومنین! یہاں سے اٹھ جائیے، یہ دیوار گر رہی ہے۔ آپ نے نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ فرمایا: مقدمہ کی کارروائی جاری رکھو۔ اللہ تعالیٰ بہترین حافظ و ناصر و نگہبان ہے۔ چنانچہ اطمینان کے ساتھ آپ اس مقدمہ کا فیصلہ فرما کر جب وہاں سے چل دیئے تو فوراً ہی وہ دیوار گر گئی۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 273)

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ خداوند قدوس اپنے اولیاء کرام کو ایسی ایسی روحانی طاقتیں عطا فرماتا ہے کہ ان کے اشاروں سے گرتی ہوئی دیواریں تو کیا چیز ہیں، بہتے ہوئے دریاؤں کی روانی بھی ٹھہر جاتی ہے۔ سچ ہے:

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

آپ کو جھوٹا کہنے والا اندھا ہو گیا:

علی بن زاذان کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کوئی بات ارشاد فرمائی تو ایک بدنصیب نے نہایت ہی بیباکی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ اے امیر المومنین! آپ جھوٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے شخص! اگر میں سچا ہوں تو ضرور تو قہر الٰہی میں گرفتار ہو جائے گا۔ اس گستاخ نے کہہ دیا کہ آپ میرے لئے بددعا کر دیجئے، مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ بالکل ہی اچانک وہ شخص

Marfat.com

دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 273)

کون کہاں شہید ہوگا؟ کہاں دفن ہوگا؟:

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں میدانِ کربلا کے اندر ٹھیک اس جگہ پہنچے جہاں آج حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر انور بنی ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا: اس جگہ آئندہ زمانے میں آلِ رسول کا ایک قافلہ ٹھہرے گا اور اس جگہ ان کے اونٹ بندھے ہوئے ہوں گے اور اسی میدان میں جوانانِ اہل بیت کی شہادت ہوگی اور اسی جگہ ان شہیدوں کا مدفن بنے گا اور ان لوگوں پر آسمان و زمین روئیں گے۔

(ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 273، بحوالہ الریاض النضرۃ)

روایت بالا سے پتہ چلا کہ اولیاء اللہ کو بذریعہ کشف برسوں بعد ہونے والے واقعات اور لوگوں کے حالات یہاں تک کہ لوگوں کی موت اور مدفن کی کیفیات کا علم ہو جاتا ہے اور یہ درحقیقت علم غیب ہے، جو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے اولیاء کرام کو حاصل ہوا کرتا ہے اور یہ اولیاء کرام کی کرامت ہوا کرتی ہے۔

فرشتوں نے چکی چلائی:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے ان کے مکان پر بھیجا تو میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کے گھر میں چکی بغیر کسی چلانے والے کے خود بخود چل رہی ہے۔ جب میں نے بارگاہ رسالت میں اس عجیب کرامت کا تذکرہ کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کی یہ بھی ڈیوٹی فرما دی ہے کہ وہ میری آل کی امداد و اعانت کرتے رہیں۔ (ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 273)

اس روایت سے یہ سبق ملتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کو بارگاہ

Marfat.com

خداوندی میں اس قدر قرب اور مقبولیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو ان کی امداد و نصرت اور حاجت برآری کے لئے خاص طور پر مقرر فرما دیا ہے۔ یہ شرف حضراتِ اہل بیت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خاصہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ سبحان اللہ! سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور ان کے وقار و اقتدار کا کیا کہنا؟ کہ آپ کے گھر والوں کی چکی فرشتے چلایا کرتے تھے۔

میں کب وفات پاؤں گا؟:

حضرت فضالہ بن فضالہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام "ینبع" میں بہت سخت بیمار ہو گئے تو میں اپنے والد کے ہمراہ ان کی عیادت کے لئے گیا۔ دوران گفتگو میرے والد نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ اس وقت ایسی جگہ علالت کی حالت میں مقیم ہیں کہ اگر اس جگہ آپ کی وفات ہو گئی تو قبیلہ "جہینہ" کے گنواروں کے سوا اور کون آپ کی تجہیز و تکفین کرے گا؟ اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں کیونکہ وہاں اگر یہ حادثہ رونما ہوا تو وہاں آپ کے جاں نثار مہاجرین و انصار اور دوسرے مقدس صحابہ آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور یہ مقدس ہستیاں آپ کے کفن و دفن کا انتظام کریں گی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اے فضالہ! تم اطمینان رکھو: میں اپنی بیماری میں ہرگز ہرگز وفات نہیں پاؤں گا۔ سن لو! اس وقت تک ہرگز ہرگز میری موت نہیں آ سکتی جب تک کہ مجھے تلوار مار کر میری اس پیشانی اور داڑھی کو خون سے رنگین نہ کر دیا جائے۔ (ازالۃ الخفاء، مقصد 2، ص 273)

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بد بخت عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی خارجی نے آپ کی مقدس پیشانی پر تلوار چلا دی جو آپ کی پیشانی کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک پیوست ہو گئی۔ اس وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ جملہ ادا ہوا فزت برب الكعبة (یعنی کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا) اس زخم میں آپ شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئے اور آپ نے حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے مقام ینبع میں جو فرمایا تھا وہ حرف بحرف صحیح ہو کر رہا۔

درِ خیبر کا وزن:

جنگ خیبر میں جب گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ڈھال،

Marfat.com

کٹ کر گر پڑی تو آپ نے جوش جہاد میں آگے بڑھ کر قلعہ خیبر کا پھاٹک اکھاڑ ڈالا اور اس کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواروں کو روکتے تھے۔ یہ کواڑ اتنا بھاری اور وزنی تھا کہ جنگ کے خاتمہ کے بعد چالیس آدمی مل کر بھی اس کو نہ اٹھا سکے۔

(زرقانی' ج 2' ص 230)

کیا فاتح خیبر کے اس کارنامہ کو انسانی طاقت کی کارگزاری کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ یہ انسانی طاقت کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ یہ روحانی طاقت کا ایک شاہکار ہے جو فقط اللہ والوں ہی کا حصہ ہے۔ جس کو عرف عام میں کرامت کہا جاتا ہے۔

کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا:

روایت ہے کہ ایک حبشی غلام جو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتہائی مخلص محبّ تھا۔ شامت اعمال سے اس نے ایک مرتبہ چوری کر لی۔ لوگوں نے اس کو پکڑ کر دربار خلافت میں پیش کر دیا اور غلام نے اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب وہ اپنے گھر کو روانہ ہوا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن الکراء سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ ابن الکراء نے پوچھا: تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا؟ غلام نے کہا: امیر المومنین ویعسوب المسلمین' داماد رسول وزوج بتول نے۔ ابن الکراء نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمہارا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر بھی تم اس قدر اعزاز واکرام اور مدح وثنا کے ساتھ ان کا نام لیتے ہو؟ غلام نے کہا: کیا ہوا؟ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹا اور مجھے عذاب جہنم سے بچا لیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دونوں کی گفتگو سنی اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا تو امیر المومنین نے اس غلام کو بلوا کر اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی کلائی پر رکھ کر رومال سے چھپا دیا۔ پھر کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک غیبی آواز آئی کہ رومال ہٹاؤ۔ جب لوگوں نے رومال ہٹایا تو غلام کا کٹا ہوا ہاتھ اس طرح کلائی سے جڑ گیا تھا کہ کہیں کٹنے کا نشان بھی نہیں تھا۔

(تفسیر کبیر جلد 5' ص 479)

شوہر عورت کا بیٹا نکلا:

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاشانہ خلافت سے کچھ دور ایک مسجد کے پہلو

Marfat.com

میں دو میاں بیوی رات بھر جھگڑا کرتے رہے، صبح کو امیر المومنین نے دونوں کو بلا کر جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا۔ شوہر نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں کیا کروں؟ نکاح کے بعد مجھے اس عورت سے بے انتہا نفرت ہوگئی۔ یہ دیکھ کر بیوی مجھ سے جھگڑا کرنے لگی۔ پھر بات بڑھ گئی اور رات بھر لڑائی ہوتی رہی۔ آپ نے تمام حاضرین دربار کو نکال دیا اور عورت سے فرمایا: دیکھ میں تجھ سے جو سوال کروں اس کا سچ سچ جواب دینا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عورت! تیرا نام یہ ہے، تیرے باپ کا نام یہ ہے۔ عورت نے کہا: بالکل ٹھیک آپ نے بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عورت! تو یاد کر کہ تو زنا کاری سے حاملہ ہوگئی تھی اور ایک مدت تک تو اور تیری ماں اس حمل کو چھپاتی رہی۔ جب دردزہ شروع ہوا تو تیری ماں تجھے اس گھر سے باہر لے گئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر تو نے میدان میں ڈال دیا۔ اتفاق سے ایک کتا اس بچے کے پاس آیا۔ تیری ماں نے اس کتے کو پتھر مارا لیکن وہ پتھر بچے کو لگا اور اس کا سر پھٹ گیا۔ تیری ماں کو بچے پر رحم آ گیا اور اس نے بچے کے زخم پر پٹی باندھ دی۔ پھر تم دونوں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ اس کے بعد اس بچے کی تم دونوں کو بھی کوئی خبر نہیں ملی۔ کیا یہ واقعہ سچ ہے؟ عورت نے کہا: ہاں اے امیر المومنین! یہ پورا واقعہ حرف بحرف صحیح ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے مرد! تو اپنا سر کھول کر اس کو دکھا دے۔ مرد نے سر کھولا تو اس زخم کا نشان موجود تھا۔ اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا: اے عورت! یہ مرد تیرا شوہر نہیں ہے بلکہ تیرا بیٹا ہے۔ تم دونوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم دونوں کو حرام کاری سے بچا لیا۔ اب تو اپنے اس بیٹے کو لے کر اپنے گھر چلی جا۔ (شواہد النبوۃ، ص 161)

جاہل و متجاہل کا کیا علاج

مذکورہ بالا دونوں مستند کرامتوں کو بغور پڑھیے اور ایمان رکھیے کہ خداوند قدوس کے اولیاء کرام عام انسانوں کی طرح نہیں ہوا کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان محبوب بندوں کو ایسی ایسی روحانی طاقتوں کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنا دیا ہے کہ ان بزرگوں کے تصرفات اور ان کی رحانی طاقتوں اور قدرتوں کی منزل بلند تک کسی بڑے سے بڑے فلسفی کی عقل وفہم کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔

خدا کی قسم! میں حیران ہوں کہ کتنے بڑے جاہل یا متجاہل ہیں وہ لوگ جو اولیاء کرام کو

Marfat.com

بالکل اپنے ہی جیسا سمجھ کر ان کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتے ہیں اور اولیاء کرام کے تصرفات کا چلا چلا کر انکار کرتے پھرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے ایسے واقعات جو نور ہدایت کے چاند تارے ہیں ان منکروں کی نگاہ سے آج تک اوجھل ہی ہیں مگر اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں جو دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو بند کر لے اس کو چاند ستارے تو کیا سورج کی روشنی بھی نظر نہیں آسکتی۔ درحقیقت اولیاء کرام کے منکرین کا یہی حال ہے۔

ذرا دیر میں قرآن کریم ختم کر لیتے:

یہ کرامت روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوتے وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھ کر گھوڑے کی زین پر بیٹھنے تک اتنی دیر میں ایک قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔

(شواہد النبوۃ، ص 160)

اشارہ سے دریا کی طغیانی ختم:

ایک مرتبہ نہر فرات میں ایک ایسی خوفناک طغیانی آگئی کہ سیلاب میں تمام کھیتیاں غرقاب ہو گئیں۔ لوگوں نے آپ کے دربار گوہر بار میں فریاد کی۔ آپ فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارکہ و عمامہ مقدسہ و چادر مبارکہ زیب تن فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور آدمیوں کی ایک جماعت جس میں حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ نے پل پر پہنچ کر اپنے عصاء سے نہر فرات کی طرف اشارہ کیا تو نہر کا پانی ایک گز کم ہو گیا۔ پھر دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو مزید ایک گز کم ہو گیا جب تیسری بار اشارہ کیا تو تین گز پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہو گیا۔ لوگوں نے شور مچایا کہ امیر المومنین! بس کیجئے یہی کافی ہے۔

(شواہد النبوۃ، ص 162)

جاسوس اندھا ہو گیا:

ایک شخص آپ کے پاس رہ کر جاسوسی کیا کرتا تھا اور آپ کی خفیہ خبریں آپ کے مخالفین کو پہنچایا کرتا تھا۔ آپ نے جب اس سے دریافت فرمایا تو وہ شخص قسمیں کھانے لگا

Marfat.com

اور اپنی برائت ظاہر کرنے لگا۔ آپ نے جلال میں آ کر فرمایا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی روشنی چھین لے۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ یہ شخص اندھا ہو گیا اور لوگ اس کو لاٹھی پکڑا کر چلانے لگے۔ (شواہد النبوۃ، ص 167)

تمہاری موت کس طرح ہو گی؟:

ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو اس کے حالات بتا کر یہ بتایا کہ تم کو فلاں کھجور کے درخت پر پھانسی دی جائے گی۔ چنانچہ اس شخص کے بارے میں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہ حرف بحرف درست نکلا اور آپ کی پیشین گوئی پوری ہو کر رہی۔ (شواہد النبوۃ، ص 162)

پتھر اٹھایا تو چشمہ ابل پڑا:

مقام صفین کو جاتے ہوئے آپ کا لشکر ایک ایسے میدان سے گزرا جہاں پانی نایاب تھا۔ پورا لشکر پیاس کی شدت سے بے تاب ہو گیا۔ وہاں کے گرجا گھر میں ایک راہب رہتا تھا۔ اس نے بتایا کہ یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکے گا۔ کچھ لوگوں نے اجازت طلب کی تا کہ وہاں سے جا کر پانی پئیں۔ یہ سن کر آپ اپنے خچر پر سوار ہو گئے اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اس جگہ تم لوگ زمین کھودو چنانچہ لوگوں نے زمین کی کھدائی شروع کر دی تو ایک پتھر ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس پتھر کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن تمام آلات بے کار ہو گئے اور وہ پتھر نہ نکل سکا۔ یہ دیکھ کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اپنی سواری سے اتر کر آستین چڑھائی اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس پتھر کی دراز میں ڈال کر زور لگایا تو وہ پتھر نکل پڑا اور اس کے نیچے سے ایک نہایت ہی صاف شفاف اور شیریں پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا اور تمام لشکر اس پانی سے سیراب ہو گیا۔ لوگوں نے اپنے جانوروں کو بھی پلایا اور لشکر کی تمام مشکوں کو بھی بھر لیا۔ پھر آپ نے اس پتھر کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ گرجا گھر کا عیسائی راہب آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سامنے آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ فرشتہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے پوچھا کیا آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: پھر آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں پیغمبر مرسل حضرت محمد

بن عبداللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں اور مجھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند باتوں کی وصیت بھی فرمائی ہے۔ یہ سن کر وہ عیسائی راہب کلمہ شریف پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

پہلی کتابوں کی پیشین گوئی

آپ نے فرمایا: تم نے اتنی مدت تک اسلام کیوں قبول نہیں کیا تھا؟ راہب نے کہا: ہماری کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس گرجا گھر کے قریب جو ایک چشمہ پوشیدہ ہے اور اس چشمہ کو وہی شخص ظاہر کرے گا جو یا تو نبی ہو گا یا نبی کا صحابی ہو گا۔ چنانچہ میں اور مجھ سے پہلے بہت سے راہب اس گرجا گھر میں اسی انتظار میں مقیم رہے۔ اب آج آپ نے یہ چشمہ ظاہر کر دیا تو میری مراد بر آئی۔ اس لئے میں نے آپ کے دین کو قبول کر لیا۔ راہب کی تقریر سن کر آپ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا الحمد للہ! ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر ہے۔ یہ راہب مسلمان ہو کر آپ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور آپ کے لشکر میں داخل ہو کر شامیوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا اور آپ نے اس کو اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ (شواہد النبوۃ، ص 164)

Marfat.com

(66)

وہ روتے تھے تو ساری کائنات آنسو بہاتی تھی

میدان بدر اسلام کا پہلا معرکہ ہے جس میں حق کو اللہ تعالیٰ نے غالب کیا اور باطل مغلوب اور ذلیل ہوا۔ اس غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد 313 تھی اور اسلحہ نہ ہونے کے برابر تھا اور کفار کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی گھڑسوار نہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص کچھ نہ کچھ سویا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس رات نہ سوئے۔ ایک درخت کے نیچے ساری رات نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (رواہ ابن خزیمہ کذانی الترغیب' ج 4' ص 232)

☆...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک قوم پر ہوا' وہ ہنس رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہنستے ہو حالانکہ جنت اور دوزخ کا ذکر تمہارے سامنے ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے موت تک کسی کو ہنستے نہیں دیکھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دو بڑی اہم چیزوں کو نہ بھولنا۔

(1) جنت (2) جہنم۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ان امور کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم جنگلوں کو نکل جاؤ اور اپنے سروں پر مٹی ڈالو۔ (رواہ ابو یعلی کذانی الترغیب' ج 4' ص 457)

Marfat.com

دوزخ کی آگ کا خوف

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک دن ایسے وقت میں حاضر ہو حالانکہ وہ اس وقت نہ آیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام آج آپ کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں اس وقت آیا ہوں جب اللہ تعالیٰ نے جہنم بھڑکانے کا حکم دے دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام جہنم اور اس کی آگ کی کیفیت بیان کرو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے آگ کو جلنے کا چنانچہ دوزخ میں ہزار سال تک آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر ہزار سال تک جلائی گئی۔ یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی کہ پس اب ساری جہنم سخت سیاہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا اگر جہنم کو سوئی کے سوراخ کے برابر کھول دیا جائے تو زمین و آسمان کی تمام مخلوق اس کی شدت حرارت کی وجہ سے مرجائے۔

اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق بنایا۔ اگر جہنم کے داروغوں میں سے کوئی ایک داروغہ دنیا میں ظاہر ہو جائے تو سارے اہل زمین اس کی بدشکلی اور بدبو کی وجہ سے مرجائیں۔

اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق بنایا۔ اگر جہنم کی زنجیر کا ایک کڑہ دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو سب ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ان کو رکھنے کی کوئی جگہ نہ ملے یہاں تک کہ وہ گرتے گرتے زمین کی انتہا کو پہنچ جائیں۔

جبریل بھی رونے لگے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام! بس کر میرے دل کو نہ پھاڑ دو ورنہ میں مرجاؤں گا۔ یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام تو روتا

Marfat.com

کیوں ہے حالانکہ تیرے رب کے پاس تیرا بلند مقام ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں کیوں نہ روؤں نہ معلوم اللہ کے علم میں میرا دوسرا درجہ ہو یعنی اللہ تعالیٰ مجھے بتلا کر دے۔ جس طرح شیطان کو بتلا کیا تھا یا جس طرح ہاروت اور ماروت کو بتلا کیا تھا۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور جبرائیل علیہ السلام بھی رو پڑے۔ دونوں روتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی۔ اے جبرائیل علیہ السلام اے محمد! ہم نے تم دونوں کو امن دیا اور نافرمانی سے محفوظ کیا ہے۔

(رواہ الطبرانی کذا فی الترغیب ج 4 ص 460)

Marfat.com

(67)

اے لوگو! عبرت حاصل کرو

(امام ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ کسی عقل مند نے کہا: کیا دنیا والوں کی عبرت کے لئے یہ بات کافی نہیں کہ وہ (روزانہ) کس قدر رنج و غمگین حالات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور آئے دن مال و جان میں حوادثات کا رونما ہونا دیکھ رہے ہیں اور جسموں اور صحتوں میں ہر دن کمی و نقصان کا احساس کر رہے ہیں۔ کیا یہ چیزیں ان کی غفلت کو دور کرنے کے لئے کافی نہیں؟

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکر صوفی نے خبر دی' انہیں حسن بن ربیع نے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابواسحٰق فزاری سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے اپنے دوست فضیل بن عیاض سے سنا' وہ فرما رہے تھے کہ پانچ چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ دل کی سختی' آنکھوں کا جمود' قلت حیاء' دنیا کی رغبت اور امیدوں کا لمبا ہونا اور پانچ چیزیں نیک بختی کی علامت ہیں۔ دل کا یقین' دین میں پرہیز گاری' دنیا سے بے رغبتی' حیاء اور علم۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن معمر جُعفی نے خبر دی' انہیں اس شخص نے بتایا جس نے سفیان بن عیینہ سے سنا تھا۔ وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ نے جسے بھی دنیا عطا فرمائی ہے اسے آزمائش کے طور پر عطا فرمائی ہے اور جس سے دنیا سمیٹ لی ہے اس کی بھی آزمائش مقصود ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بھوکے رہتے تھے اور تم سیر ہو کر کھاتے ہو۔

اے ابن آدم! اپنے محاسبے کے لئے اور نامۂ اعمال کھولے جانے کے لئے تیار ہو جا اور فکر کر کہ تجھے اس ذات کے سامنے کھڑے ہو کر حساب دینا ہے جو ایک ایک ذرے کا

Marfat.com

حساب لے گی خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ جس زندگی کے بعد موت ہو وہ کیا کام آ سکتی ہے؟ ان سے پوچھا گیا کہ اے ابو محمد! یہ کلام کس کا ہے؟ فرمانے لگے حسن بصری کے علاوہ ایسی بات کون کہہ سکتا ہے۔

انسان کی ناشکری

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ازہر بن مروان رقاشی نے خبر دی انہیں جعفر بن سلیمان نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تو دنیا میں جس قدر خوش ہوگا اسی قدر آخرت کی حلاوت تیرے قلب سے نکلتی جائے گی۔

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ازہر بن مروان نے خبر دی انہیں جعفر بن سلیمان نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریین سے فرمایا:

اے گروہ حواریین! تم لوگ جو کی روٹی' تازہ پانی اور زمین کی نباتات استعمال کرتے رہو تو اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ دنیا کی حلاوت ہی آخرت کا کڑوا پن ہے۔

☆......کسی عقل مند نے یہ اشعار کہے:

ترجمہ: اے دنیا کو پیغام نکاح دینے والے' تو نے تو اسے خوبصورت نوجوانوں کو ذبح کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس کے کتنے ہی شوہر ایسے ہیں جنہیں اس نے شب زفاف میں قتل کر ڈالا ہے۔

☆......ابوبکر فرماتے ہیں کہ مجھے ابوالحسن باہلی یا کسی اور نے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: اے دنیا کو پیغام نکاح دینے والے باز آ جا' سلامت رہے گا کیونکہ جو شخص قاتلہ کو پیغام نکاح دے گا اس کی شادی عنقریب ماتم کدہ ہوگی۔ (الاحیاء 222/3)

☆......ابوبکر فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم کے مولیٰ ابو جعفر نے مجھے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: کتنے ہی سونے والے بڑی امیدیں لے کر سوتے تھے' مگر نیند کے دوران ہی انہیں موت نے آن لیا اور کتنے ہی لذات عیش سے بسنے والے' حوادثات زمانہ نے انہیں ان کی لذتوں ہی میں ہلاک کر دیا۔ دنیا میں ہر نئی سے نئی چیز پر اس کے نئے پن اور جدت پر

ہی ہلاکت آئے گی۔

اے دنیا کے عاشق!

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوجعفر قریشی نے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: اے دنیا کے عاشق! دنیا تو تجھے مدہوش اور اندھا کر دے گی' تیرے کان بہرے نہیں اس لئے زمانے کی نصیحت ذرا غور سے سن' کتنے ہی ایسے بادشاہ گزر چکے جو اپنے وزراء کی طرف ترچھی نگاہوں سے دیکھتے تھے' انہیں ایسی چیزوں پر فخر تھا جو قابل فخر نہیں تھیں' وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ ہماری زندگی بھی مہینوں کے اعتبار سے ختم ہو رہی ہے' حوادثاتِ زمانہ ہمارے درمیان لف ونشر کر رہے ہیں۔ (یعنی کوئی دنیا میں آ رہا ہے کوئی جا رہا ہے) جو عمدہ عمدہ مکانات وقصور میں رہتا تھا' اسے اچانک قبر میں پہنچا دیا جاتا ہے' زمانے کی بھی عجیب بات ہے' اس کے مصائب علیحدہ علیحدہ بھی آتے ہیں اور مجتمع ہو کر بھی' موت نے بھی تمام انس وجن کو فنا کے گھاٹ اتارنے کی نذر مان رکھی ہے۔ دنیا کے مختلف حالات تجھ پر گزر رہے ہیں تو ان کے لئے پل بنا ہوا ہے۔ بسا اوقات انسان ایک وقت ایک حالت میں ہوتا ہے اگلے ہی سے موت وقبر کے حالات سے گزرتا ہے۔ دنیا کا قیدی خواہشات دنیا سے کب چھٹکارا پا سکتا ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Marfat.com

(68)

سنن دارمی کے مؤلف

ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی کا وطن سمرقند ہے۔ امام بندار کا قول ہے کہ حفاظ دنیا میں چار ہی شخص ہیں۔ محمد بن اسماعیل بخاری بخارا میں اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقند میں' ابوزرعہ رے میں اور مسلم بن الحجاج نیشا پور میں۔

محمد بن ابراہیم بن منصور شیرازی کا بیان ہے کہ امام دارمی عقل وحفظ میں اعلیٰ اور حلم وزہد وعبادت میں تو ضرب المثل تھے۔

آپ نے علم حدیث بڑے بڑے جلیل القدر اماموں سے حاصل کیا اور آپ کی جلالت علمی کا اندازہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ امام بخاری وامام مسلم وامام ترمذی وامام ابوداؤد وامام ابوزرعہ جیسے حدیث کے پہاڑوں نے آپ کی شاگردی اختیار کی۔

سمرقند میں آپ کی درس گاہ علم حدیث کی نشر واشاعت میں مرجع خلائق اور آپ کی ہستی علم حدیث کے طالب علموں کا ملجا و ماویٰ تھی۔

آپ امام حدیث ہونے کے ساتھ اعلیٰ درجے کے فقیہ اور انتہائی ماہر مفسر بھی تھے۔ خطیب نے تحریر فرمایا: آپ کی ذات علمی سفر کرنے والوں کا مجمع اور آپ صدق وتقویٰ اور زہد وقناعت کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔

بادشاہِ وقت نے آپ کو قاضی بننے پر مجبور کر دیا تو آپ بڑی مشکل سے سلطان کی بات رکھنے کے لئے قاضی بن گئے مگر صرف ایک ہی مقدمہ کا فیصلہ کر کے ہمیشہ کے لئے اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

Marfat.com

بخاری، مسلم، ترمذی وابوداؤد کے استاذِ محترم

8 ذوالحجہ 255ھ میں 74 برس کی عمر پاکر آپ نے وصال فرمایا اور 9 ذوالحجہ کے دن آپ مدفون ہوئے۔

اسحاق بن احمد کہتے ہیں: میں امام بخاری کی خدمت میں حاضر تھا کہ ناگہاں ان کے پاس امام دارمی کے انتقال کا خط آیا۔ امام بخاری نے خط پڑھ کر سر جھکا لیا۔ پھر سر اٹھایا اور انا للہ پڑھا اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھاران کے رخسار پر بہنے لگی اور فوراً یہ شعر پڑھ کر رونے لگے:

ان تبق تفجع بالاحبہ کلھم
وفناء نفسک لا اباتك افجع

اسحاق بن احمد کہتے ہیں: امام بخاری ان اشعار کے علاوہ جو احادیث میں آئے ہیں کبھی کوئی شعر نہیں پڑھتے تھے مگر امام دارمی کی وفات پر دردناک ورقت انگیز لہجے میں انہوں نے یہ شعر پڑھا۔ (تہذیب التہذیب)

Marfat.com

(69)

سورۂ الشمس کی برکت

اللہ واسطے کی محبت مسلمان کا بہت عظیم سرمایہ ہے۔ شیخ ابو ہاشم کا بھی ایک ایسا ہی یار تھا جس کی دوستی کو چالیس سال پورے ہوئے تھے کہ موت نے اسے آلیا۔ شیخ ابو ہاشم اپنے اس دوست کی جدائی پر غمگین تھے۔ ان کی باہم بھائی چارگی محض خدا واسطے کی تھی۔ ابو ہاشم کو آج بڑی شدت سے یاد آ رہا تھا جب وہ دریا کے کنارے کھڑے بصرہ جانے کے لئے کشتی کا انتظار کر رہے تھے ایک کشتی میں جگہ ملی۔ اس کشتی میں پہلے ہی ایک اور شخص موجود تھا۔ اس کے ہمراہ ایک خوبصورت کنیز بھی تھی۔ کنیز کے مالک نے ابو ہاشم کو دیکھ کر کہا تھا تمہارے لئے کشتی میں جگہ نہیں' یہاں سے چلے جاؤ مگر کنیز نے کہا: مسکین معلوم ہوتا ہے' اسے ساتھ لے لو۔ اس طرح اس نے مجھے بٹھا لیا۔ راستے میں اس نے کنیز سے کھانا طلب کیا۔ اس نے دستر خوان لگا دیا۔ اس نے کہا: اس مسکین کو بھی کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ میں بھی شریک طعام ہوا۔ کھانا کھا لینے کے بعد اس نے کنیز سے شراب منگوائی اور پینے لگا۔ مجھے بھی شراب پینے کے لئے بلوایا مگر میں نے انکار کیا۔ شراب سے بدمست ہونے کے بعد اس نے کنیز سے کہا: ساز اٹھا اور کوئی نغمہ سنا۔ کنیز نے نغمہ سنجی شروع کی اور خوب گایا۔ پھر وہ میری جانب متوجہ ہوا اور پوچھا کیا تم بھی ایسا کچھ سنا سکتے ہو؟ میں نے کہا: ایسا نہیں' اس سے بہت بہتر۔ اس نے کہا: پھر سناؤ۔ میں نے سورۂ الشمس اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ تک پڑھی۔ وہ سن کر رونے لگا۔ جب میں اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ پر پہنچا اس نے باندی سے کہا: جا! میں نے تجھے آزاد کیا اور شراب جس قدر اس کے پاس تھی سب دریا میں بہا دی۔ ساز کو توڑ ڈالا اور مجھ سے لپٹ گیا اور بولا ''کیا اگر میں توبہ کروں تو تمہیں امید ہے کہ رب تعالیٰ مجھے معاف فرمائے گا؟'' میں نے کہا: ''رب غفور توبہ کرنے والوں اور گناہ سے پاکی چاہنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور

Marfat.com

دوست رکھتا ہے۔ وہ دن اور آج کا دن ہماری دوستی اور بھائی چارگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ افسوس چالیس سال بعد وہی دوست بچھڑ گیا تھا۔'' ابو ہاشم اس کے لئے رنجیدہ تھے۔

شب میں سوئے تو خواب دیکھا دوست نہایت خوش ہے۔ حال دریافت کیا تو اس نے کہا: ''میرے پیارے دوست! تم نے جو مجھے سورۃ الشمس سنائی تھی اس کی برکت سے خداوند تعالیٰ نے مجھے بہشت عطا فرمائی ہے۔''

جہنم کی آگ کے ذکر نے کایا پلٹ دی

ایسا ہی واقعہ بنی مہلب کے ایک شخص کا حضرت شیخ اسماعیل بن عبداللہ خزاعی نے بیان کیا ہے۔ اس نے بصرہ جانے والی اپنی کشتی میں ایک صوف کا جبہ پہنے ہوئے عصا بردار جوان کو سوار کیا۔ اس نوجوان نے اسے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ الخ ۔ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ الخ ۔ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوْا الخ پڑھ کر سنائی۔ آخری آیات کو سن کر اس نے جان دے دی۔ اس کا جنازہ قوم کے لوگوں تک پہنچایا گیا اور اس کے ہمراہ جو کنیز تھی اس نے بھی فقر کی راہ پر زندگی گزار دی اور چالیس دن اسی حال میں صائم الدہر اور قائم اللیل رہی۔ ایک شب قرآن مجید کی مذکورہ آیات پڑھتی رہی۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○

(الکہف 18'29)

''اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کی ہے جس (کے شعلوں) کی چہار دیواری (ہر طرف سے) انہیں گھیرے گی اور اگر پیاس کی وجہ سے فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی اسی پانی سے ہوگی جو پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا۔ ان کے منہ بھون دے گا۔ کیا ہی برا پینا ہے اور دوزخ کیا ہی بدترین آرام گاہ ہے۔''

اور انہی کی تلاوت کرتے ہوئے جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(70)

جب کرم ہوتا ہے

وہ امریکہ کی رہنے والی ایک غیر شادی شدہ نرس تھی۔ اس نے کبھی اسلام اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں نہ تو جاننے کی کوشش کی تھی نہ کسی نے اسے اسلامی تعلیمات کی آفاقیت کے بارے میں کچھ بتلایا تھا۔ وہ آزاد خیال دوشیزہ تھی۔ ایک ہسپتال میں نرس کی خدمات انجام دیتی اور ڈیوٹی کے بعد ٹیلی ویژن دیکھنے میں اپنا وقت گزارتی۔ ایک روز وہ ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھنے میں مشغول تھی کہ اس کے ریموٹ کا بٹن ایک ایسے چینل پر دب گیا جس میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے پروگرام ہو رہا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے اسلامی تعلیمات کے حوالے سے کوئی چینل دیکھا تھا۔ اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی تھوڑے وقت کے لئے سہی' اسلامی تعلیمات پر مبنی پروگرام کا بغور مشاہدہ کیا مگر اس پروگرام میں کوئی بات اسے ایسی نہیں لگی جو متاثر کن ہو۔ چنانچہ اس نے اس پروگرام کو ایک غیر ضروری پروگرام قرار دیا بلکہ اسے یہ پروگرام مضحکہ خیز لگا اور یکا یک اس کی ہنسی نکل گئی۔

اس کا بیان ہے کہ میں نے پہلی بار اسلام کے بارے میں جو کچھ سنا وہ اسی چینل سے سنا۔ چینل میں جو معلومات پیش کی جا رہی تھیں وہ میرے لئے مضحکہ خیز تھیں۔ میں ایک ہسپتال میں نرس کا کام کرتی تھی۔ دوسری مرتبہ مجھے اسلام کے بارے میں اسی ہسپتال میں سننے کا موقع ملا جس میں میری ڈیوٹی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلم جوڑا ہسپتال میں داخل ہوا۔ ان کے ساتھ ایک سن رسیدہ بیمار خاتون بھی تھی۔ خاتون کو انہوں نے داخل کرا دیا۔ اتفاق سے یہ مریضہ میری ہی نگرانی میں تھی۔ دونوں میاں بیوی مریضہ کی حالت سے بہت

Marfat.com

گھبرائے ہوئے تھے۔

جذبۂ محبت نے متاثر کر دیا

شوہر نے بیوی کو مریضہ کے پاس ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ بیمار خاتون' شوہر کی ماں اور بیوی کی ساس تھی۔ میں نے اپنی نگرانی کے دوران دیکھا کہ بیوی بار بار مریضہ کی کیفیت پر افسوس کا اظہار کرتی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے۔ مجھے اس کا رونا اور بوڑھی مریضہ پر اس قدر آنسو بہانا فضول محسوس ہو رہا تھا۔ میں اس بارے میں اس سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتی تھی مگر پوچھ ہی بیٹھی۔ میں نے اس عورت سے کہا: آخر کیا وجہ ہے کہ تم اس بوڑھی مریضہ پر اس قدر آنسو بہا رہی ہو؟ یہ تو عمر رسیدہ ہے اور عمر رسیدہ لوگ بیمار پڑ ہی جاتے ہیں؟ پھر اس قدر آنسو بہانے کی وجہ کیا ہے؟

عورت نے جواب دیا میں اپنے شوہر کے ساتھ ساس کے علاج کے لئے بیرون ملک سے یہاں آئی ہوں۔ میرا شوہر اندرونِ ملک علاج کراتا رہا' جب وہاں مناسب علاج نہیں ہو سکا تو ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق ہم مریضہ کو لے کر علاج معالجہ کے لئے یہاں آ گئے تاکہ یہاں مناسب علاج ہو سکے۔

دورانِ گفتگو وہ عورت اپنی ساس کی شفایابی اور صحت کے لئے بار بار دعائیں کرتی تھی اور اس کے آنسوؤں کی لڑی ٹوٹتی نہیں تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ میں چند لمحے کے لئے کسی سوچ میں کھو گئی۔ میں دل ہی دل میں کہہ رہی تھی:

"اس عورت کو دیکھو جو اپنے شوہر کے ساتھ اس کی ماں کے علاج کے لئے بیرون ملک آئی ہے اور ساس کی کس قدر خدمت گزار ہے۔ میں نے تو کبھی اپنی ماں کی خدمت کے بارے میں بھی نہیں سوچا۔ چار ماہ ہو گئے ہیں' میں نے اپنی ماں سے ملاقات تو کجا' اس کی خیریت معلوم کرنے کی بھی زحمت نہیں کی بلکہ آج بھی میرے دل میں اپنی ماں سے ملاقات کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اپنی سگی ماں کے ساتھ میرا یہ رویہ ہے' بھلا شوہر کی ماں ہوتی تو میں کہاں تک اس کی خدمت کر سکتی تھی؟"

ان دونوں میاں بیوی کا ماں اور ساس کے ساتھ حسن سلوک دیکھ کر میں حیرت زدہ تھی۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ ماں کی حالت ناگفتہ بہ حد تک تشویش ناک تھی۔

Marfat.com

مجھے اس بات سے بھی بڑا تعجب ہوا کہ بھلا یہ مریض خاتون جس نے زندگی کے دن پورے کر لئے ہیں اور اس کے مرنے کا وقت قریب پہنچا ہے' تو بھلا ایسی صورت میں کون سا ایسا جذبہ ہے جس نے اس جوڑے کو مجبور کیا کہ بیرون ملک علاج کے لئے جائیں جبکہ یہ علاج بھی خاصا مہنگا ہے۔

والدین کی خدمت کا قابل رشک جذبہ

میں ساس کے بارے میں بہو کی کیفیت اور ماں کے بارے میں بیٹے کی بے چینی دیکھ کر حیرت میں پڑ گئی۔ میرے دل و دماغ میں اب اس حوالے ہی سے سوالات اٹھتے۔ میں اپنی ماں کے ساتھ اپنے سلوک اور امریکیوں کے اپنی ماؤں کے بارے میں جو ناروا سلوک دیکھتی تھی' اس پر میں بار بار غور کرتی تھی۔ حتیٰ کہ بوڑھی مریضہ کی اس قدر خدمت ہوتے دیکھ کر مجھے رشک آنے لگا کہ اے کاش! اس بوڑھی خاتون کی جگہ میں خود مریضہ ہوتی۔ اے کاش! میرے بارے میں بھی میرے عزیز و اقارب اس قدر فکر مند ہوتے۔

مجھے اس بات سے بھی سخت تعجب ہو رہا تھا کہ جب سے میاں بیوی نے اپنے مریض کو ہسپتال میں داخل کیا تھا' اسی دن سے انہیں اپنے ملک سے بار بار ٹیلی فون آ رہے تھے۔ کوئی ان سے مریض کی حالت پوچھتا' کوئی ان کے حالات دریافت کرتا' کوئی اپنی ہمدردی جتاتا' کوئی اپنی خدمات پیش کرنے کی یقین دہانی کراتا۔

ایک روز میں ویٹنگ ہال میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ وہ خاتون تنہا بیٹھی ہے۔ اس کا شوہر ساتھ نہیں تھا۔ میں نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس سے اپنے ذہن میں ابھرتے سوالات کے بارے میں پوچھنا چاہا۔ اس نے میری باتیں سننے کے بعد اسلام کے حوالے سے بہت ساری مفید باتیں بتلائیں اور اسلامی تعلیمات میں والدین کے حقوق و احترام کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

میں نے حقوقِ والدین کے بارے میں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سنیں تو میرے کان کھڑے ہو گئے۔ میں اپنے آپ کو کوس رہی تھی کہ میں کس قدر بدنصیب ہوں کہ آج تک مذہب اسلام کی تسکین بخش روحانیت بھری تعلیمات سے دور تھی۔ والدین کے حقوق سے متعلق کس قدر صاف ستھری اور دل کو لگنے والی اسلامی تعلیمات ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ

Marfat.com

میرے اندر اسلام کی محبت کا جذبہ بیدار ہوا اور اسلام کے حوالے سے معلومات حاصل کرنے کی طلب پیدا ہوئی۔

اور میں مسلمان ہوگئی

ان دونوں میاں بیوی نے مریضہ کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بیٹا اور بہو دونوں رات بھر اس کی خدمت میں لگے رہتے۔ جب کبھی مریضہ کی حالت بہتر لگتی تو ان کے چہرے خوشی سے دمک اٹھتے۔ جب صحت ناساز گار ہوتی تو ان پر افسردگی چھا جاتی۔ ایک دن اچانک مریضہ اللہ کو پیاری ہوگئی۔ جب اس کے بیٹے اور بہو کو وفات کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ دونوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہونے لگی۔ وہ یوں پھوٹ کر روئے جیسے بچے بلک بلک کر روتے ہیں۔

اس واقعے کے بعد میرا اپنا حال یہ ہوگیا کہ اسلام اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں میرا نظریہ یکسر بدل گیا۔ میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش میں لگ گئی۔ جب سے میں نے اس خاتون سے حقوقِ والدین کے سلسلے میں سنا تھا اور خود بھی میاں بیوی کا مریضہ کے ساتھ پرسوز طرزِ عمل دیکھا تھا' میں اسلام کے بہت قریب آ گئی تھی۔ میں نے اپنے نمائندے کو ایک اسلامی مرکز میں بھیج کر حقوقِ والدین کے موضوع پر کتابیں منگوائیں اور مطالعہ شروع کر دیا۔ جوں جوں میرا مطالعہ وسیع ہوتا گیا میں اسلام کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ والدین کے حقوق کے حوالے سے جب میں کتابوں کے مطالعہ میں محو ہوتی تو میں خود کو ایک بوڑھی ماں خیال کرتی اور تصوراتی دنیا میں چلی جاتی۔ مجھے محسوس ہوتا کہ میں ایک عمر رسیدہ ماں ہوں اور میرے ارد گرد میرے بچے ہیں جو میری بے انتہا خدمت کر رہے ہیں اور مجھ سے اپنی ہمدردی اور محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔

اسلام میں ماں باپ کے حقوق کی تعلیمات پڑھ کر ہی مجھے اسلام سے شدید محبت ہوگئی چنانچہ میں نے قبولِ اسلام کا اعلان کر دیا۔ میں نے اسلام کی جملہ روح پرور تعلیمات اور اس کے پاکیزہ اسباق پڑھے بغیر صرف والدین کے حقوق ہی کے حوالے سے معلومات حاصل کر کے قبولیت اسلام کا اعلان کر دیا۔ حقوق والدین کے علاوہ میں نے اسلام کی دوسری تعلیمات کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔

Marfat.com

الحمد للہ آج میں ایک مسلمان خاتون ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم سے میں نے ایک انتہائی شریف النفس صالح مسلمان سے شادی بھی کر لی ہے۔ اس سے میری اولاد بھی ہوئی ہے۔ میں برابر ان کی ہدایت و توفیق کی دعائیں کرتی رہتی ہوں۔ آج میں ''ام عبدالملک'' ہوں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ جہاں بھی ہوں مجھے اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ میری اور میری اولاد کی ثابت قدمی کے لئے دعا کرنا نہ بھولیں۔ (یہ واقعہ مختلف جرائد میں شائع ہوا ہے مگر میں نے یہ معلومات انٹرنیٹ سے لی ہیں۔ دیکھئے WWW.gesha.net)

Marfat.com

(71)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری درد انگیز طویل خطبہ

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابوعبداللہ محمد بن خلف بن صالح کوفی تیمی نے میری طرف لکھا انہیں شعیب بن ابراہیم تیمی نے خبر دی' انہیں سیف بن عمر اسدی نے خبر دی' وہ بدر بن عثمان سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے چچا سے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کے سامنے جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا وہ یہ تھا: اللہ نے تمہیں دنیا اس لئے عطا کی ہے کہ تم اس کے ذریعے صرف آخرت کے طالب بنو! اس لئے عطا نہیں کی کہ تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ! یقیناً دنیا تو ختم ہو جائے گی' اور آخرت باقی رہے گی' فنا ہونے والی چیز تمہیں تکبر و فخر میں نہ ڈال دے' اور آخرت سے غافل نہ کر دے' باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو' یقیناً دنیا منقطع ہو کر رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہوگا۔

اللہ سے ڈرو! کہ اس کا ڈر اس کے عذاب سے بچاؤ اور ڈھال ہے اور اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اللہ کی طرف سے آنے والے حوادثات سے ڈرو! اپنی جماعت کو لازم پکڑے رہو اور گروہ بندی نہ اختیار کرو! اور تم پر جو اللہ کا انعام ہے اسے یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج (ال عمران' 103:3) دو آیتوں کے آخر تک۔

(تاریخ طبری' 284/4' ابن عساکر جز عثمان' ص 231' البدایہ والنہایہ 216/7)

Marfat.com

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین بن ابو مریم نے عبداللہ بن صالح بن مسلم عجلی سے نقل کر کے خبر دی' وہ معاذ حذاء سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص دنیا کو برا بھلا کہہ رہا ہے تو آپ نے اسے فرمایا یہ تو سچائی اختیار کرنے والوں کے لئے سچائی کا گھر ہے اور جو اسے سمجھے اس کے لئے عافیت کا گھر ہے جو توشہ اختیار کرے اس کے لئے مالداری کا مقام ہے' یہ اللہ کے دوستوں کی سجدہ گاہ ہے' اللہ کی وحی کی نزول گاہ ہے' اس کے فرشتوں کی نماز کی جگہ ہے' اس کے دوستوں کے لئے تجارت کی منڈی ہے' اس میں (رہ کر) رحمت حاصل کرو اور جنت کماؤ۔ اے وہ شخص جو اسے برا بھلا کہہ رہا ہے۔ یہ اپنی جدائی اور فراق کا اعلان کر چکی ہے' اپنے اہل اور اپنی موت کا اعلان کر چکی ہے۔ مصیبت کے وقت پریشانی ظاہر کرتی ہے' خوشی کے وقت خوشی کی طرف لوٹتی ہے۔ چنانچہ ندامت کے وقت کچھ لوگ تو اس کی برائی کرنے لگتے ہیں' کچھ اس کی تعریف کرنے لگتے ہیں' چنانچہ یہ ان سے صحیح صحیح بات بیان کر دیتی ہے وہ بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں اور انہیں یاددہانی کراتی ہے تو وہ اسے قبول کر لیتے ہیں' اے وہ شخص جو دنیا میں مشغول ہے اور اس کے دھوکے میں مبتلا ہے! کب سے دنیا نے تجھے بھٹکا دیا؟ بلکہ کب سے تجھے دھوکے میں ڈال دیا؟ تمہیں تمہارے آباؤ اجداد کے قبروں میں جانے نے (غفلت میں ڈالا)؟ یا تمہاری ماؤں کی بوسیدگی نے؟ تو نے کتنوں ہی کو اپنے ہاتھوں قبر میں اتارا اور کتنوں ہی کی تیمارداری کی! جن کے متعلق تجھے شفا کی تلاش تھی' طبیبوں کو ان کے لئے بلاتا تھا مگر تیری ضرورت پوری نہ ہوئی' اور تیرا مطالبہ پورا نہ ہو سکا' حتیٰ کہ دنیا نے اسے پچھاڑ کر تیرے لئے نمونہ عبرت بنا دیا۔ کل اس طرح تجھے بھی پچھاڑے گی' جس دن نہ رونا کام آ سکے گا نہ ہی دوست احباب۔

(کنز العمال' 732/3)

(72)

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوالفضل اور نام ونسب عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی ہے اور عام طور پر قاضی عیاض کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا خاندان دراصل یمنی ہے مگر آپ چونکہ شہر سبتہ میں پیدا ہوئے اور یہیں آپ کی پرورش بھی ہوئی اس لئے آپ سبتی بھی کہلاتے ہیں۔

پہلے اپنے شہر کے فاضلوں سے علم کی تحصیل کی پھر اندلس کا سفر کیا اور وہاں ابن حمدین وابن الحاج ؒ ابوعلی صدفی وابن عتاب وغیرہ باکمال فقہاء ومحدثین سے علم فقہ وحدیث ودیگر علوم کو حاصل کیا اور خاص کر فقہ وحدیث ونحو وشعر گوئی ان چار علوم میں کمال پیدا کیا۔

آپ بڑی بڑی مفید کتابوں کے مصنف بھی ہوئے۔ ان میں سے ایک کتاب مشارق الانوار علی صحاح الاثار ہے۔ کہتے ہیں: یہ کتاب اس درجے کی ہے کہ اگر اس کو آب زر سے لکھا جائے اور موتی وجواہر سے تولا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح آپ کی کتاب اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم بھی بہت نادر و بے حد مقبول کتاب ہے۔ اسی طرح کی تقریباً آٹھ دس کتابیں آپ نے تصنیف فرمائی ہیں مگر ان سب کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور ومقبول کتاب آپ کی تصنیف کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ کتاب عجیب ایمان افروز ہے کہ اس کے پڑھنے سے روح میں بالیدگی اور ایمان میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے اور صاحب ایمان کا سینہ محبت رسول کا مدینہ بن جاتا ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت کے لئے یہ واقعہ اطمینان بخش سند ہے۔

کتاب الشفاء کی مقبولیت

آپ کے بھتیجے نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میرے چچا قاضی عیاض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر ایک ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر دہشت طاری ہوگئی پھر طرح طرح کا وہم ہونے لگا کہ بھلا میرے چچا (قاضی عیاض کو اتنا بڑا مرتبہ کیوں اور کیسے مل گیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے مقرب ہوکر ایک ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں) قاضی عیاض نے اپنے کشف سے بھتیجے کے دل کی کیفیت اور اس کے خطرات کو معلوم کرلیا پھر بھتیجے کو قریب بلا کر بڑی شفقت کے ساتھ فرمایا: میرے فرزند! تم میری کتاب شفاء کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور اس کو اپنے عقائد و اعمال میں حجت بناؤ۔

اس کلام میں آپ نے اشارہ فرمادیا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ کتاب الشفاء کی مدح میں شعراء نے بڑے بڑے عجیب قصائد اور نادر نادر قطعات لکھے ہیں چنانچہ لسان الدین خطیب تلمسانی نے قصیدہ کے چار شعر یہ ہیں:

شِفَاءُ عَيَاضٍ لِلصُّدُوْرِ شِفَاءٌ
وَلَيْسَ لِلْفَضْلِ قَدْ حَوَاهُ خِفَاءٌ

قاضی عیاض کی شفاء دلوں کی شفاء ہے اور جس فضیلت کو اس کتاب نے جمع کیا وہ کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے۔

وَفٰى لِنَبِيِّ اللهِ حَقَّ وَفَائِهٖ
وَاَكْرَامُ اَوْصَافِ الْكِرَامِ وَفَاءٌ

انہوں نے اللہ کے نبی کے حق کو پورا پورا ادا کردیا اور بزرگوں کے اوصاف میں سب سے بڑا وصف وفا ہی تو ہے۔

وَحَقِّ رَسُوْلِ اللهِ بَعْدَ وَفَاتِهٖ
رَعَاهُ وَاِغْفَالُ الْحُقُوْقِ جَفَاءٌ

مجھے رسول خدا کے حق کی قسم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے

آپ کے حق کی رعایت کی اور حقوق سے غفلت برتنا یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

هُوَ الْاَثَرُ الْمَحْمُوْدُ لَيْسَ يَنَالُهُ
دُثُوْرٌ وَّلَا يَخْشٰى عَلَيْهِ عَفَاءٌ

یہ ایک ایسا پسندیدہ نشان ہے جس پر کبھی پرانا پن نہیں آ سکتا اور نہ اس کے مٹ جانے کا خوف کیا جا سکتا ہے۔

دلوں کی شفا کتاب الشفاء

اسی طرح ابوالحسین عبداللہ بن احمد بن عبدالمجید ازدی زبذی کا قصیدہ بھی بڑا ہی کیف آور ہے دو شعر اس قصیدے کے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

كِتَابُ الشِّفَاءِ شِفَاءُ الْقُلُوْبِ
قَدِ ائْتَلَفَتْ شَمْسُ بُرْهَانِهٖ

کتاب الشفاء دلوں کی شفاء ہے اور بلاشبہ اس کی دلیل کا آفتاب چمک اٹھا ہے۔

فَاَكْرِمْ بِهٖ ثُمَّ اَكْرِمْ بِهٖ
وَاَعْظِمْ مُدَى الدَّهْرِ مِنْ شَانِهٖ

پس تم بار بار اس کی تعظیم واکرام کرتے رہو اور قیامت تک اس کی عظمت شان کو بڑھاتے رہو۔

قاضی عیاض 496ھ میں بمقام سبتہ تولد ہوئے اور 544ھ میں مراکش میں وفات پائی۔ (بستان المحدثین)

(73)

دنیا ہی بدل گئی

چاندنی چھٹکی ہوئی تھی، موسم بہار نہایت خوشگوار تھا، چند بزرگ ''ایلہ'' کے ساحل سے گزر رہے تھے۔ آبادی کے کنارے ایک فوجی کا مکان تھا۔ فوجی نشاط وطرب میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی مغنیہ کنیز خوش آوازی سے عشقیہ اشعار بربط کے سروں سے ملا کر گا رہی تھی۔

فی سبیل اللہ ود کان منی لك یبذل
کل یوم تتلون غیر ھذا بك اجمل

خدا کی راہ میں میری جانب سے محبت کا ایک تحفہ تیرے لئے ہے مگر روزانہ تیرا معاملہ بدلتا ہے۔ جب کہ بہتر کچھ اور ہے۔

مکان کے باہر دیواروں کے سائے تلے ایک کمبل پوش فقیر لیٹا ہوا تھا۔ اشعار سن کر اس نے چیخ ماری اور آواز دی، پھر یہی گاؤ، بخدا اے باندی! میرے پروردگار کے ساتھ میرا بالکل یہی معاملہ ہے۔ باندی انہی دو شعروں کو متواتر دہراتی رہی حتیٰ کہ فقیر پر حال طاری ہوا۔ اسی کیفیت میں اس نے ایک زور کی آواز نکالی اور زمین پر گر پڑا۔ لوگوں نے سنبھالا دیا مگر وہ جاں بحق ہو چکا تھا۔ گزرگاہ سے جاتے ہوئے بزرگ وہیں رک گئے۔ فوجی نے فقیر کی لاش اپنے مکان میں اٹھوا لی اور اپنے گھر کے تمام سامان لہو ولعب توڑ توڑ کر باہر پھینکنے لگا۔ رات زیادہ ہو گئی تھی۔ شہر ایلہ میں داخل ہو کر ان بزرگوں نے قیام کیا اور لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

صبح کے وقت مسافر بزرگوں نے پھر فوجی کے مکان کی جانب رخ کیا۔ وہاں دیکھا

Marfat.com

کہ ہر طرف سے جوق در جوق لوگ جنازے میں شریک ہونے کے لئے چلے آ رہے ہیں جیسے کسی نے نہایت اہتمام سے منادی کرائی ہو۔ بصرہ کے عمائدین اور شرفاء بھی شریک جنازہ ہوئے۔ قاضی شہر نے نماز پڑھائی۔ فوجی کو لوگوں نے دیکھا کہ جنازہ کے پیچھے برہنہ سر چل رہا تھا۔ نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین کے بعد فوجی نے سب کو گواہ بنا کر اپنی سب باندیوں اور غلاموں کو خدا کی راہ میں آزاد کر دیا اور تمام مال و اسباب، زمین جائیداد اور چار ہزار دینار خیرات کر ڈالے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر لوگ زار و قطار روتے تھے۔ بس ایک تہبند ایک چادر جسم پر ڈالے اس نے فقر کی راہ اختیار کی۔ (روض الریاحین)

☆...... بنی اسرائیل کے میدان تیہ میں ایک بزرگ نے ایسے بندہ حق کو مصروف ریاضت پایا جس کا جسم نہایت زار و نزار اور لاغر ہو گیا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا کس شے نے آپ کو اتنی جانفشانی پر آمادہ کیا۔ کہنے لگے "ثقل معاصی، خوف جہنم اور خدائے جبار کی حیاء نے۔" (ایضا)

Marfat.com

(74)

آسمان کا فیصلہ صادر ہو گیا

وہ بڑا ہی بد بخت تھا۔ والدین کا اکلوتا بیٹا ہونے کے باعث بے حد لاڈلا بھی تھا۔ شروع دن سے وہ بڑا خود سر تھا۔ اس نے کبھی اپنے والدین کو اہمیت نہیں دی۔ ان کے خلاف بدزبانی کرتا۔ ان کے بارے میں ان کی زبان قینچی کی طرح چلتی۔ بسا اوقات والدین کو گالی بھی دے دیتا تھا۔ اسے اس بات کا کوئی خیال نہیں تھا کہ شریعت اسلامیہ نے والدین کی خدمت پر کتنا بڑا اجر اور ثواب رکھا ہے۔ وہ کبھی سوچتا بھی نہیں تھا کہ والدین کی اطاعت و فرماں برداری اور ان کی عزت و احترام سے دنیا و آخرت میں کس قدر بلند درجات ملتے ہیں۔ والدین کی اطاعت و فرماں برداری کے حوالے سے دین اسلام نے جو عظیم تعلیم دی ہے کہ ماں باپ کو تکلیف دینا تو در کنار' انہیں ''اف'' کہنا بھی جرم ہے۔ اس حکم کے وہ بالکل برعکس تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ وہ پروان چڑھتا گیا مگر اس کے دل و دماغ میں والدین کی محبت کا جذبہ بیدار نہ ہو سکا۔ وہ کہاوت ''کریلا اور نیم چڑھا'' کا مصداق بنتا گیا کہ ایک تو والدین کی خدمت نہ کرنا' دوسرے والدین پر زبان درازی کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا تھا۔ وہ انہیں اپنے جارحانہ الفاظ سے تکلیف دیتا۔ باپ نے اپنی زندگی میں بیٹے کی زبان سے اپنے بارے میں کبھی کلمہ خیر نہیں سنا' یہاں تک کہ اس کی موت آ گئی اور وہ اپنے رب سے جا ملا۔

اب گھر میں اکلوتے بیٹے کے ساتھ صرف ماں رہتی تھی۔ باپ کی وفات کے بعد بھی بیٹے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ اپنی ماں سے حسن سلوک کی بجائے انتہائی بدتمیزی سے

Marfat.com

پیش آتا بلکہ باپ کا سایہ اٹھنے کے بعد تو ماں کے ساتھ اس کا رویہ بد سے بدتر ہو گیا مگر ماں بہر حال ماں ہوتی ہے' اس کے اندر اولاد کے لئے بے تحاشا محبت ہوتی ہے۔ اولاد لاکھ سرکشی کرے مگر وہ صبر وضبط سے کام لیتی ہے اور ہمیشہ اولاد کے حق میں بھلائی چاہتی ہے۔ شوہر کے انتقال کے بعد اسے اپنے نوجوان بیٹے سے بہت تکالیف پہنچیں مگر اس کے باوجود وہ اپنے بیٹے سے شدید محبت کرتی۔ ہمیشہ اسے نصیحت کرتی۔ برے ساتھیوں کے ساتھ میل جول رکھنے' گھومنے پھرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے سے منع کرتی۔ ماں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ برے ساتھیوں کی صحبت کے سبب اس کا بیٹا سرکش اور نافرمان ہو چکا ہے۔ اس کی دین اسلام سے بیزاری' اخلاقِ حمیدہ سے دوری اور پڑھائی لکھائی سے نفرت دراصل بری صحبت ہی کا نتیجہ تھی۔

ماں باپ کا نافرمان بیٹا

ماں کے لاکھ سمجھانے بجھانے اور نصیحت کرنے کے باوجود اس کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس وہ اپنی ماں کی نصیحت کو اپنے حق میں برا سمجھتا بلکہ ماں کو گالیاں بکتا تھا۔ ماں نے جب دیکھا کہ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے تو اس کے صبر کا جام چھلک گیا۔ اس نے بیٹے کو دھمکی آمیز الفاظ میں کہا:

''تیری بدتمیزی اور زبان درازی کی حد ہو گئی' اب بھی وقت ہے' سدھر جا اور سیدھے راستے پر چل۔ اگر تو نے اپنے آپ کو نہ بدلا تو میں اپنے بھائی سے کہہ کر تجھے ادب سکھلاؤں گی۔''

اس دھمکی کا بیٹے پر کیا اثر ہوتا' الٹا وہ ماموں ہی پر برس پڑا اور اُول فول بکنے لگا۔ اس نے ماموں کو دھمکی دی کہ اگر اس نے میرے خلاف کوئی حرکت کی تو میں اس کے ساتھ بہت بری طرح پیش آؤں گا۔

اب اس کی عمر کوئی چوبیس سال ہو چکی تھی۔ وہ ایک ہٹا کٹا جوان لگتا تھا۔ اپنے دفاع کی طاقت رکھتا تھا۔ کوئی اس کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرتا تو وہ اس پر برس پڑتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی ماں اسے نصیحت آمیز کلمات کہہ رہی تھی۔ اسے گھناؤنی حرکتوں سے باز

رہنے کی تلقین کر رہی تھی۔ اس پر بیٹے کا پارہ چڑھ گیا۔ اس نے پاؤں سے جوتا نکالا اور اپنی ماں کو دے مارا۔ ماں نے جوتے سے بچنے کی کوشش کی مگر جوتا اس کی کمر پر جا لگا۔

ماں بیٹھ گئی اور زار و قطار رونے لگی۔ وہ اپنی قسمت کو رو رہی تھی کہ ایسے بدبخت بیٹے نے اس کی کوکھ سے کیوں جنم لیا۔ شدت رنج و غم سے اس کا کلیجہ جھلس رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایک دن اسی کی کوکھ سے جنم لینے والا بچہ جوان ہو کر اسے جوتا مارے گا۔ اس کی زبان سے اپنے نافرمان بیٹے کے لئے بددعا نکل گئی۔

بددعا اور وہ بھی ماں کی

یہ نافرمان بیٹا ماں کو جوتا مارنے کے بعد گھر سے نکل گیا۔ اسے اپنے کرتوت پر کوئی افسوس نہیں تھا۔ وہ حسب معمول برے ساتھیوں کی مجلس میں پہنچ گیا۔ گپ شپ میں رات ہو گئی۔ اب وہ تھکا ہارا گھر واپس آیا۔ اس نے اب بھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ اس کے ظالمانہ رویہ سے ماں کو کتنی تکلیف پہنچی ہے؟ وہ بستر پر لیٹ گیا اور خراٹے لینے لگا۔ ادھر ماں کا حال یہ تھا کہ اسے مارے رنج و غم کے نیند نہیں آ رہی تھی۔

صبح ہوئی۔ نافرمان بیٹا پوری نیند کے بعد بیدار ہوا اور یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کا وہ ہاتھ مفلوج ہو چکا ہے جس سے اس نے ماں کو جوتا مارا تھا۔ اس کا داہنا ہاتھ بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس نے فوراً دروازہ بند کر لیا اور چیخ چیخ کر رونے لگا۔ ادھر ماں بھی صبح سویرے بیدار ہو کر گھر کے ضروری کام نمٹا رہی تھی کہ اسے نافرمان بیٹے کے چیخنے چلانے کی آواز سنائی دی۔ وہ اس آواز کی طرف لپکی۔ بیٹے کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ آخر تھی تو ماں! ماں کی محبت کا اندازہ بھلا کون کر سکتا ہے؟ بیٹے کو ماں کی نافرمانی کا بدلہ مل چکا تھا۔ اب ماں کے سامنے بیٹے کی شفایابی کے لئے دعا اور آہ و زاری کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس نے فوراً ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں گڑگڑا رہی تھی، بیٹے کے حق میں دعائے خیر کر رہی تھی، پروردگار سے بیٹے کا ہاتھ ٹھیک ہو جانے کے لئے رو رو کر فریاد کر رہی تھی مگر آسمان کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا۔

(کما تدین تدان، تالیف سید عبداللہ بن سید عبدالرحمٰن الرفاعی)

Marfat.com

(75)

صدقات وزکوٰۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبائل کافر ہو گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوگوں سے کس طرح جنگ کریں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا' اس نے مجھ سے اپنا جان و مال بچالیا مگر کسی حق کے عوض اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْمَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ.

''واللہ! میں اس شخص سے جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق ڈالی' زکوٰۃ تو مال کا حق ہے۔ واللہ! اگر انہوں نے ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیتے تھے تو اس کے نہ دینے سے میں ان سے جنگ کروں گا۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا تو میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے۔ (صحیح بخاری' الزکاۃ' باب وجوب الزکاۃ' 1399' مسلم' 20)

فقیروں کا ماویٰ غریبوں کا ملجا

حضرت جریر رضی اللہ عنہ (جن کا نام اسم گرامی جریر بن عبداللہ ہے اور کنیت ابوعمر یا ابوعبداللہ ہے' قبیلہ بجیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے

Marfat.com

صرف چالیس دن قبل اسلام کی نعمت سے مشرف ہوئے تھے اور مقام قرقیسیا میں 51ھ یا 54ھ میں وفات پائی) سے مروی ہے کہ (ایک روز) ہم دن کے ابتدائی حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی جو ننگے بدن تھی اور عبایا کمبل لپیٹے ہوئے تھی اور گلے میں تلواریں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے اکثر بلکہ سب کے سب قبیلہ مضر کے لوگ تھے۔ ان پر فاقہ کا اثر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے لئے کھانے کی تلاش میں) گھر تشریف لے گئے اور (جب گھر میں کچھ نہ ملا) تو واپس تشریف لائے اور حضرت بلال کو (اذان کہنے کا) حکم دیا۔ حضرت بلال نے اذان کہی اور تکبیر پڑھی اور جمعہ کی یا ظہر کی نماز پڑھی گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور یہ آیت پڑھی:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ...... الآية

(النساء:۱)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (آدم) سے پیدا کیا ہے۔"

پوری آیت تلاوت کی جس کا آخری حصہ یہ ہے "البتہ اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہے۔" اور پھر یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی جو سورۂ حشر میں ہے وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ...... الآية ۔ (اے ایمان والو!) اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر جان دیکھ بھال کر لے کہ کل (قیامت کے واسطے اس نے کیا ذخیرہ) بھیجا ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خیرات کرے آدمی اپنے دینار میں سے' اپنے درہم میں سے' اپنے کپڑے میں سے اپنے گیہوں کے پیمانے میں سے۔" یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خیرات کرو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔"

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا

راوی فرماتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی دینار یا درہم سے بھری ہوئی ایک تھیلی لایا جس کے وزن سے اس کا ہاتھ تھکنے کے قریب تھا بلکہ تھک گیا تھا۔ پھر لوگوں نے پے در پے چیزوں کو لانا شروع کر دیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر غلہ اور کپڑے کے (جمع شدہ) دیکھے

Marfat.com

پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس (خوشی کی وجہ سے) کندن کی طرح چمک رہا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ .

''جو آدمی اسلام میں کسی نیک طریقہ کو رائج کرے تو اسے اس کا بھی ثواب ملے گا اور اس کا ثواب بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے لیکن عمل کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس آدمی نے اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کیا تو اسے اس کا بھی گناہ ہوگا اور اس آدمی کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا۔ لیکن عمل کرنے والے کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔''

(صحیح مسلم' الزکوٰۃ' باب الحدیث علی الصدقۃ ولو بشق' 2351' وابن ماجہ' 203 وصحیح الترغیب' 70)

اگر یہ سچا ہے تو کامیاب ہے

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ایک شخص نجد کا رہنے والا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنی جا رہی تھی لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے لیکن جب قریب ہوا تو معلوم ہوا (کہ) وہ اسلام کی بابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔

وہ شخص بولا: کیا ان کے علاوہ (بھی کوئی نماز) میرے اوپر (فرض) ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے پڑھے۔ (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کے روزے۔ اس نے عرض کیا: اس کے علاوہ (اور روزے بھی) میرے اوپر فرض ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے رکھے۔

Marfat.com

(طلحہ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا۔ اس نے کہا: میرے اوپر اس کے علاوہ (اور کوئی صدقہ بھی) فرض ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے دے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا کہ اللہ کی قسم! نہ میں (اس عبادت میں اپنی طرف سے) زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔"

(بحوالہ آئندہ حدیث)

فلاح کا راستہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ ۔

مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جب میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ۔

"تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔"

تو اس اعرابی نے کہا: قسم اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔

جب وہ چلا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا ۔

"جسے پسند ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔"

(بخاری، الزکاۃ، باب وجوب الزکوۃ، 1397، مسلم، 14)

(76)

مال کا وبال

حضرت سیدنا جریر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا لیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک شخص ملا۔ اس نے عرض کی حضور! مجھے بھی اپنی بابرکت صحبت میں رہنے کی اجازت عطا فرما دیں' میں بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے اسے اپنی ہمراہی کی اجازت عطا فرما دی اور دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ آپ علیہ السلام کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ ایک ایک روٹی دونوں نے کھالی' اور تیسری روٹی بچ رہی۔ آپ علیہ السلام روٹی کو وہیں چھوڑ کر نہر پر گئے اور پانی پیا پھر جب واپس آئے تو دیکھا کہ روٹی غائب ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا ''تیسری روٹی کہاں گئی؟'' اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''آؤ ہم اپنے سفر پر چلتے ہیں۔'' وہ شخص اٹھا اور آپ علیہ السلام کے ساتھ چلنے لگا۔ راستے میں ایک ہرنی اپنے دو خوبصورت بچوں کے ساتھ کھڑی تھی۔ آپ علیہ السلام نے ہرنی کے ایک بچے کو اپنی طرف بلایا تو وہ آپ علیہ السلام کا حکم پاتے ہی فوراً حاضر خدمت ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے ذبح کیا۔ اسے بھونا اور دونوں نے اس کا گوشت کھایا پھر آپ علیہ السلام نے اس کی ہڈیاں ایک جگہ جمع کیں اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ یکا یک وہ ہڈیاں دوبارہ ہرنی کا بچہ بن گئیں اور وہ بچہ اپنی ماں کی طرف روانہ ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: ''اے شخص! تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا' تو سچ سچ بتا کہ وہ روٹی کس نے لی تھی؟'' وہ شخص بولا ''مجھے معلوم نہیں کہ روٹی کس نے لی تھی۔'' آپ علیہ السلام اس شخص کو

Marfat.com

لے کر دوبارہ سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک دریا آیا۔ آپ علیہ السلام نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر پانی پر چلتے ہوئے دریا پار کر لیا پھر آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ”تجھے اس پاک پروردگار کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا سچ بتا کہ تیسری روٹی کس نے لی تھی؟“ اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر آگے بڑھے۔ راستے میں ایک ویران صحرا آ گیا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“ پھر آپ علیہ السلام نے کچھ ریت جمع کی اور فرمایا: ”اے ریت! اللہ تعالیٰ کے حکم سے سونا بن جا“ تو وہ ریت سونے میں تبدیل ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا: ”ایک حصہ میرا، دوسرا تیرا اور تیسرا حصہ اس کے لئے ہے جس نے وہ روٹی لی تھی۔ یہ سن کر وہ شخص بولا ”وہ روٹی میں نے ہی چھپائی تھی۔“

عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جھوٹ بولنے والا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: ”یہ تینوں حصے تم ہی لے لو۔“ اتنا کہنے کے بعد آپ علیہ السلام اس شخص کو وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ اتنا زیادہ سونا ملنے پر بہت خوش ہوا اور اس نے وہ سارا سونا اٹھا لیا۔ اتنے میں وہاں دو اور شخص پہنچے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس ویرانے میں اکیلا شخص ہے اور اس کے پاس بہت سا سونا ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم اس شخص کو قتل کر دیتے ہیں اور اس سے سونا چھین لیتے ہیں۔ جب وہ اسے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس شخص نے کہا: تم مجھے قتل نہ کرو بلکہ ہم اس سونے کو باہم تقسیم کر لیتے ہیں، اس پر وہ دونوں شخص قتل سے باز رہے اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ ہم یہ سونا برابر تقسیم کر لیتے ہیں پھر اس شخص نے کہا: ”ایسا کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص جا کر قریبی بازار سے کھانا خرید لائے۔ کھانا کھانے کے بعد ہم یہ سونا باہم تقسیم کر لیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص بازار گیا جب اس نے کھانا خریدا تو اس کے دل میں یہ شیطانی خیال آیا کہ میں اس کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں جیسے ہی وہ دونوں اسے کھائیں گے تو مر جائیں گے اور سارا سونا میں لے لوں گا چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا۔ وہاں ان دونوں کی نیتوں میں بھی سونا دیکھ کر فتور آ گیا اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جیسے ہی ہمارا تیسرا ساتھی کھانا لے کر آئے گا ہم اسے قتل کر دیں گے اور

سونا ہم دونوں آپس میں بانٹ لیں گے چنانچہ جیسے ہی وہ کھانا لے کر ان کے پاس پہنچا ان دونوں نے اسے قتل کر دیا اور بڑے مزے سے زہر ملا کھانا کھانے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد زہر نے اپنا اثر دکھایا اور وہ دونوں بھی وہیں ڈھیر ہو گئے اور سونا ویسے ہی پڑا رہا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ وہیں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا وہیں موجود ہے اور وہاں تین لاشیں پڑی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر لوگوں سے فرمایا: ''یہ دنیا کا ایک دھوکا ہے لہٰذا اس سے بچو (یعنی جو اس کے لالچ میں پھنسا وہ ہلاک ہو گیا)۔ (عیون الحکایات)

(77)

حاضر جواب بچے

ابن الجوزی کی کتاب الاذکیاء میں جاحظ سے روایت منقول ہے کہ ثمامہ بن اشرس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں ایک دوست کی عیادت کے لئے اس کے گھر گیا اور اپنا گدھا دروازہ پر چھوڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ میرے ساتھ کوئی خادم نہیں تھا جو گدھے کی حفاظت کرتا۔ جب میں اپنے دوست کی عیادت سے فارغ ہو کر گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ گدھے پر ایک بچہ بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا میری اجازت کے بغیر تم کیسے گدھے پر سوار ہوئے؟ بچہ نے جواب دیا کہ میں اس پر اس وجہ سے سوار ہوا کہ کہیں بھاگ نہ جائے اور آپ کو پریشانی ہو۔ میں نے کہا: میرے نزدیک اس کا چلا جانا یہاں کھڑا رہنے سے بہتر تھا۔ یہ سن کر بچہ بولا اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو اس گدھے کو مجھے دے دیجئے اور سمجھ لیجئے کہ کھو گیا اور میرے شکریہ کے مستحق ہو جایئے۔ ثمامہ کہتے ہیں: بچے نے مجھے لاجواب کر دیا اور میری سمجھ میں نہ آیا کہ بچہ کو کیا جواب دوں؟

☆...... بچہ کی ذہانت سے متعلق ایک اچھا قصہ یہ ہے جو ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ معتصم باللہ گھوڑے پر سوار ہو کر خاقان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت فتح بن خاقان بالکل بچہ تھا۔ معتصم نے پوچھا بتا امیر المومنین کا گھر اچھا ہے یا تیرے باپ (خاقان) کا۔ فتح نے جواب دیا جب امیر المومنین میرے باپ کے گھر میں ہوں تو میرے باپ کا گھر بہتر ہے ورنہ امیر المومنین کا۔ اس کے بعد معتصم نے اس کو انگشتری کا نگینہ دکھلا کر پوچھا: اس سے بہتر تو نے کوئی چیز دیکھی ہے؟ فتح نے جواب دیا کہ جی دیکھی ہے۔ وہ، وہ انگلی ہے جس میں یہ انگشتری ہے۔ (حیات الحیوان، ج ۱، ص ۱۹)

Marfat.com

(78)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام نامی بھی عشرہ مبشرہ کی فہرست گرامی میں ہے۔ مکہ مکرمہ کے اندر خاندان قریش میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ ماں باپ نے ''طلحہ'' نام رکھا مگر دربارِ نبوت سے ان کو ''فیاض و جواد و خیر'' کے معزز القاب عطا ہوئے۔ یہ جماعت صحابہ میں سے سابقین اولین کے زمرہ میں ہیں۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ یہ بسلسلہ تجارت بصرہ گئے تو وہاں کے ایک عیسائی پادری نے ان سے دریافت کیا کہ مکہ میں ''احمد نبی'' پیدا ہو چکے ہیں؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا کون ''احمد نبی۔'' پادری نے کہا:

''احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ وہ نبی آخر الزماں ہیں اور ان کی نبوت کے ظہور کا یہی زمانہ ہے اور ان کی پہچان کا نشان یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور کھجوروں والے شہر (مدینہ منورہ) کی طرف ہجرت کریں گے۔''

چونکہ اس وقت تک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پادری کو نبی آخر الزماں، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی جواب نہ دے سکے لیکن بصرہ سے مکہ مکرمہ آنے کے بعد جب ان کو پتہ چلا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرما دیا ہے تو یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

زندہ شہید اور یقینی جنتی

کفارِ مکہ نے ان کو بے حد ستایا اور رسی سے باندھ کر ان کو مارتے رہے مگر یہ پہاڑ کی طرح دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور جنگ بدر

Marfat.com

کے سوا تمام اسلامی جنگوں میں کفار سے لڑتے رہے۔ جنگ بدر میں ان کی غیر حاضری کا یہ سبب ہوا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیج دیا تھا۔ ابوسفیان کا قافلہ ساحل سمندر کے راستوں سے مکہ مکرمہ چلا گیا اور یہ دونوں حضرات جب لوٹ کر میدان بدر میں پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی۔

جنگ احد میں انہوں نے بڑی ہی جاں بازی اور سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے حملوں سے بچانے میں، چونکہ یہ تلوار اور نیزوں کی بوچھاڑ کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے، اس لئے آپ کی انگلی کٹ گئی اور ہاتھ بالکل شل ہو گیا تھا اور بدن پر تیر و تلوار اور نیزوں کے 75 زخم آئے۔ ان کے فضائل و مناقب میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ جنگ احد کے دن جب جنگ رک جانے کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹان پر چڑھنے لگے تو لوہے کی زرہ کے بوجھ کی وجہ سے چٹان پر چڑھنا دشوار ہو گیا۔ اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور ان کے بدن کے اوپر سے گزر کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹان پر چڑھے اور خوش ہو کر فرمایا اوجب طلحة یعنی طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔ (مشکوٰۃ، ص 566)

اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا زمین پر چلتا پھرتا شہید ''طلحہ'' ہے۔ (کنز العمال، ج 12، ص 275، مطبوعہ حیدر آباد)

20 جمادی الاخریٰ 36ھ میں جنگ جمل کے دوران آپ کو ایک تیر لگا اور آپ چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (اکمال، ص 601 و عشرہ مبشرہ، ص 245)

ایک قبر سے دوسری قبر میں:

شہادت کے بعد آپ کو بصرہ کے قریب دفن کر دیا گیا مگر جس مقام پر آپ کی قبر شریف بنی وہ نشیب میں تھا اس لئے قبر مبارک کبھی کبھی پانی میں ڈوب جاتی تھی۔ آپ نے ایک شخص کو بار بار متواتر خواب میں آ کر اپنی قبر بدلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے دس ہزار درہم میں ایک صحابی کا مکان خرید کر اس میں قبر کھودی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی مقدس لاش کو پرانی قبر

Marfat.com

سے نکال کر اس قبر میں دفن کر دیا۔ کافی مدت گزر جانے کے باوجود آپ کا مقدس جسم سلامت اور بالکل ہی تر و تازہ تھا۔ (کتاب: عشرہ مبشرہ، ص 245)

غور فرمائیے کہ کچی قبر جو پانی میں ڈوبی رہتی تھی ایک مدت گزر جانے کے باوجود ایک ولی اور شہید کی لاش خراب نہیں ہوتی تو حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس جسم کو قبر کی مٹی بھلا کس طرح خراب کر سکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ (مشکوٰۃ، ص 121) یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ زمین ان کو کبھی کھا نہیں سکتی۔

یہ شان ہے ان کے غلاموں کی......

اسی طرح اس روایت سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنے لوازمِ حیات کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں کیونکہ اگر وہ زندہ نہ ہوتے تو قبر میں پانی بھر جانے سے ان کو کیا تکلیف ہوتی؟ اسی طرح اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کرام خواب میں آ کر زندوں کو اپنے احوال و کیفیات سے مطلع کرتے رہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ خواب یا بیداری میں اپنی قبروں سے نکل کر زندوں سے ملاقات اور گفتگو کر سکتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ جب شہیدوں کا یہ حال ہے اور ان کی جسمانی حیات کی یہ شان ہے تو پھر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خاص کر حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی حیات اور ان کے تصرفات اور ان کے اختیار و اقتدار کا کیا عالم ہوگا؟

غور فرمائیے مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں یہ مضمون لکھ کر کہ ''حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے'' (نعوذ باللہ) کتنا بڑا جرم اور ظلم عظیم کیا ہے۔ اللہ اکبر! ان بے ادبوں اور گستاخوں نے اپنے نوکِ قلم سے محبانِ رسول کے قلوب کو کس طرح مجروح و زخمی کیا ہے۔ اس کو بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَھُوَ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ۔ (کرامات صحابہ، علامہ اعظمی)

Marfat.com

(79)

خصائص مصطفیٰ ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ باتیں خاص طور پر عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پیشتر کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر رعب وخوف ڈال کر میری مدد کی گئی ہے۔ تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور پانی نہ ہونے کی حالت میں پاک کرنے کا آلہ بنا دی گئی ہے تو میری امت میں جس کو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں پڑھ لے۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پیشتر کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا۔ شفاعت کبریٰ کا حق صرف مجھے بخشا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے جو نبی تھے وہ خاص اپنی ہی قوم کے لئے ہوتے تھے۔ میں تا قیامت تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (رواہ الخمسة الا ابا داؤد)

☆...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک طویل قصہ میں روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا: جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے میں آپ پر ایمان نہیں لا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گوہ بتا میں کون ہوں۔ گوہ نے نہایت فصیح عربی میں جواب دیا جسے سب حاضرین نے سمجھا۔ اے رب العالمین کے رسول میں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبردار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتلا تو کس کے نام کی تسبیح کرتی ہے۔ وہ بولی جس کا عرش آسمان پر ہے اور جس کا حکم زمین پر نافذ ہے، جس نے سمندر میں راستے بنا دیئے، جس کی رحمت کا مظہر جنت، جس کے عذاب کا مظہر دوزخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہان کے پروردگار کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خاتم

Marfat.com

النبیین ہیں۔ (اخرجہ الطبرانی)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میں سامنے ہی دیکھ سکتا ہوں؟ اللہ کی قسم! تمہارا رکوع کرنا اور تمہارا قلبی خوف بھی مجھ پر پوشیدہ نہیں رہتا۔ میں تمہیں اپنی پشت کی جانب سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر (غزوۂ تبوک) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا تھا حتیٰ کہ نوبت اس کی آ گئی تھی کہ اس میں سے کسی نے تو اپنی اونٹنی ذبح کرنے کا بھی ارادہ کر لیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش! آپ لوگوں کا باقی ماندہ زادِ راہ منگا کر ایک جگہ جمع کر لیتے پھر اس میں دعا کی برکت فرما دیتے (تو بہتر ہوتا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ راوی کہتا ہے جس کے پاس گیہوں تھے وہ گیہوں لے آیا اور جس کے پاس کھجوریں تھیں وہ کھجور لے آیا۔ مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس کے پاس کھجور کی گٹھلیاں تھیں وہ اپنی گٹھلیاں ہی لے آیا۔ میں نے پوچھا بھلا گٹھلیاں ان کے کس کام آتی تھیں۔ انہوں نے کہا: انہیں ہم چوس لیتے اور اس پر پانی پی لیا کرتے تھے۔ آپ نے ان میں دعا برکت فرمائی پھر اتنی برکت ہوئی کہ لوگوں نے اپنے اپنے توشہ دان بھر لئے۔ اس کے بعد فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کوئی نہیں مگر ایک اللہ اور اس بات کی بھی کہ میں اس کا پیغمبر ہوں جو شخص کسی شک و تردد کے بغیر ان دو باتوں کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوں گا وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ (رواہ مسلم)

Marfat.com

(80)

دنیا کی حرص خطرناک دشمن

حضرت عبداللہ (ابن ابی الدنیا) فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن ابومریم نے خبر دی' وہ محمد بن حسین سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عمار بن عثمان نے خبر دی' انہیں حصین بن قاسم نے خبر دی' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالواحد بن زید سے سنا' وہ قسم کھا کر فرما رہے تھے کہ میرے نزدیک دنیا کا حرص انسان کے لئے اس کے بدترین دشمن سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

نیز ان سے یہ بھی سنا کہ وہ فرما رہے تھے میرے بھائیو! دنیا کے حریض پر رشک نہ کرو! اور نہ ہی کمائی کی وسعت پر رشک کرو نہ ہی کسی مال پر۔ اسے تو اپنے فعل میں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھو اور اس کی اس مشغولی سے کل قیامت میں حاضری کو شفقت کی نظر سے دیکھو۔ یہ فرما کر رونے لگے۔ پھر فرماتے حرص دو قسم کا ہے ایک تکلیف دہ اور دوسرا نفع بخش۔ نافع وہ حرص ہے جو انسان کا اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہو۔ تکلیف دہ وہ حرص ہے جو انسان کا دنیا پر ہو۔ انتہائی دشوار مشغولی اور تکلیف میں مبتلا ہے کیونکہ اس میں مشغولی کی وجہ سے اس کی لذت بھی حاصل نہیں کر سکتا' دنیا کی محبت کی وجہ سے آخرت کی تیاری کے لئے فارغ ہی نہیں ہو پاتا۔ فانی ہونے والی کے لئے تو محنت ہی محنت ہے اور باقی اور ہمیشہ رہنے والی سے غفلت ہے۔ یہ فرما کر رونے لگتے۔

ہائے عبادت گزارو! تمہارا ناس ہو

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن ابومریم نے اپنے بعض شیوخ سے نقل کر کے بتایا' وہ فرماتے ہیں کہ عبدالواحد بن زید نے فرمایا: ہائے عبادت گزارو! تمہارا ناس ہو! دنیا طلبی سے

Marfat.com

تمہیں شرم نہیں آتی حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے رزق کا ضامن ہے اور دنیا سے اعراض کرنے والے کے لئے طلب (رزق) کی مشقت سے کافی ہے۔ انہیں کو طاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے مگر وہ ایسی چیز کی تلاش وطلب میں پڑ گئے کہ وہ انہیں نہ ملے تو سلامت رہیں اور پا لیں تو نادم ہوں۔ (حقیقی) بھلائی تو آخرت ہی کی ہے۔ دنیا میں تو بھلائی معدوم ہے' اس کی خوشحالی مذموم اور بُری ہے اور اس میں اپنے نصیب میں کمی کوتاہی کرنے والا قابل ملامت ہے۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن ابومریم نے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: مال کے حریص پر کبھی رشک نہ کرنا' اسے تو بغض اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھنا۔ بے شک حریص اپنے مال میں پھنس کر اپنی بدبختی کی وجہ سے خوشی سے محروم ہے۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی' انہیں عبدان بن عثمان نے خبر دی' انہیں عبداللہ نے' انہیں اسود بن شیبان سدوسی نے' وہ فرماتے ہیں کہ فضل بن ثور بن شقیق بن ثور نے فرمایا' انہیں اس بات کی بڑی فکر تھی کہ میں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: اے ابوسعید! دو شخص ہیں ایک حلال طریقے سے دنیا کما کر اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے' اپنا ذخیرہ بھیجتا ہے اور دوسرا دنیا سے دور رہتا ہے۔ ان دونوں میں سے کون سا افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا: میرے نزدیک افضل اور پسندیدہ وہ ہے جو دنیا سے دور رہے۔ انہوں نے دوبارہ سوال کیا تو حضرت حسن نے دوبارہ یہی جواب دیا۔

(کتاب الزہد لابن مبارک' 198 'مسند احمد' ص 333)

دنیا کی فراخی فساد فی الارض ہے

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ نے خبر دی' انہیں عبدان نے' انہیں عبداللہ نے' انہیں حیوۃ بن شریح نے' انہیں ابوہانی خولانی نے' انہوں نے عمرو بن حریث وغیرہ سے سنا' وہ فرما رہے تھے کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے متعلق نازل ہوئی ہے:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ (الشوریٰ 42:27)

"اگر اللہ اپنے سب بندوں کے لئے روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں شرارت کرنے لگتے۔"

اور یہ اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے کہا: کاش ہمارے پاس بھی دنیا ہوتی‘ انہوں نے دنیا کی تمنا کی تھی اس پر یہ نازل ہوئی۔ (کتاب الزہد لابن مبارک‘ ص 194)

☆ ...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اسحٰق بن اسمٰعیل نے خبر دی‘ انہیں ابومعاویہ نے خبر دی‘ وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں‘ وہ شمر بن عطیہ سے‘ وہ مغیرہ بن سعد بن اخرم سے‘ وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے‘ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم زمینیں مت بناؤ دنیا میں رغبت کرنے لگو گے‘ (عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: یہ نہ مقام زادان میں زمین ہے نہ مدینہ میں) یعنی بہت کم ہے۔

قلب وبدن کی راحت

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی‘ انہیں اسمٰعیل بن علی جعفی نے‘ وہ اہل بصرہ کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں‘ وہ یزید بن میسرہ حمصی سے‘ یہ سابقہ کتب پڑھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں‘ میں یہ لکھا ہوا پاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا ہر بندہ اس بات سے غمگین ہونے لگتا ہے کہ میں اس کی دنیا کو تنگ کر دیتا ہوں حالانکہ یہ تو اس کے لئے میرے قرب کا ذریعہ ہے اور کیا اس بات سے بندہ خوش ہوتا ہے کہ میں اس کی دنیا میں وسعت کر دیتا ہوں حالانکہ یہ تو اس کے لئے مجھ سے دوری کا ذریعہ ہے‘ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

> ”کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں‘ بلکہ یہ لوگ نہیں جانتے۔“ (المومنون‘ در منثور 104/6)

☆ ...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن ناصح نے خبر دی‘ انہیں بقیہ بن ولید نے‘ وہ محمد بن مسرہ تستری سے روایت کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے فرمایا: دنیا کی بے رغبتی قلب وبدن کے لئے راحت ہے۔ (الاحیاء والاتحاف‘ 334/9)

Marfat.com

(81)

حضرت امام علی بن حسین رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابوالحسن اور نام ونسب علی بن حسین بن امیر المومنین علی بن ابی طالب ہے اور کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا لقب ''زین العابدین'' ہے۔ آپ خانہ اہل بیت کے روشن چراغ بلکہ اپنے دور کے سید السادات اور زمانہ تابعین کے جلیل القدر امام اور وارثِ علم، بابِ نبوت کثیر العبادت وصاحب کرامت، سردارِ اولیاء اور سرتاج اصفیاء ہیں۔

علم حدیث میں اپنے والد ماجد حضرت امام حسین ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وارثِ علوم ہیں اور ان کے فیضانِ تعلیم وتربیت سے مستفیض ہونے والوں میں آپ کے صاحبزادے امام محمد باقر وامام زہری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

محدث ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ کا قول ہے کہ اصح الاسانید الزھری، عن علی بن الحسین بن ابیہ یعنی حدیث کی سندوں میں سب سے زیادہ صحیح سند وہی ہے جس میں امام زین العابدین اپنے والد امام حسین سے وہ اپنے والد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے کسی قریشی کو امام زین العابدین سے افضل واعلیٰ نہیں دیکھا۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں: میری نظر میں ان سے بڑھ کر کوئی صاحب تقویٰ نہیں ہے۔

آپ کربلاء میں بحالت بیماری اپنے والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی شہادت کے بعد خواتین اہل بیت کو ہمراہ لے کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق اور دمشق سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔

Marfat.com

آپ بہت ہی حلیم وصابر وشاکر تھے۔ یزید پلید کے دور حکومت میں آپ کو کربلا سے دمشق تک ہتھکڑی اور بیڑی پہنا کر لایا گیا پھر عبدالملک بن مروان نے اپنی حکومت کے زمانے میں آپ کو لوہے کی ہتھکڑی اور گلے میں بھاری طوق پہنا کر مدینہ منورہ سے شام تک چلنے پر مجبور کیا اور دمشق میں آپ کو قید کر دیا۔ آپ نے ان تمام مشقتوں کو برداشت فرمالیا اور اُف بھی نہیں کیا بلکہ ہر دم ہر قدم پر صبر وشکر الٰہی کے سوا ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لائے۔ آپ کے عقیدت شعار ووفادار شاگرد امام زہری کو آپ کی گرفتاری کی خبر معلوم ہوئی تو تڑپ گئے اور دمشق میں عبدالملک بن مروان کے دربار میں پہنچ کر آپ کو رہا کرایا اور پھر پورے اعزاز کے ساتھ آپ کو مدینہ منورہ لائے۔

گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں

آپ کے حلم کا یہ حال تھا کہ آپ ایک دن مسجد نبوی سے باہر نکلے تو بلا وجہ ایک شخص آپ کو گالیاں دینے لگا اور آپ کی شان میں انتہائی بے ہودہ اور دل خراش الفاظ بکنے لگا۔ آپ کے خدام ومحبین جوش انتقام میں اس کو مارنے کے لئے دوڑے تو آپ نے نہایت سختی کے ساتھ سب کو منع فرما دیا اور اس شخص سے نہایت نرم لہجے میں فرمایا: تم نے جتنی برائیاں ہماری بیان کی ہیں ان سے کہیں زیادہ برائیاں ہمارے اندر ہیں جن کو تم نہیں جانتے۔ بہر حال اگر تمہاری ہم سے کوئی حاجت ہو تو اس کو بیان کرو۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری حاجت کو پوری کریں گے۔ وہ شخص آپ کے برف سے زیادہ ٹھنڈے اور شہد سے زیادہ میٹھے بول سن کر بالکل ہی ٹھنڈا پڑ گیا اور بے حد شرمندہ ہو کر معذرت کرنے اور معافی مانگنے لگا۔ آپ کو اس کی ندامت پر رحم آ گیا تو اپنی چادر مبارک اور ایک ہزار درہم اس کو عنایت فرما دیا۔ وہ آپ کی اس کریمانہ نوازش پر حیران رہ گیا اور زور زور سے کہنے لگا کہ اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَوْلَادِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ بلاشبہ یقیناً آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں۔

آپ نے اپنی ساری زندگی میں دو مرتبہ اپنا سارا مال خدا کی راہ میں خیرات کیا اور آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ بہت سے غرباء اہل مدینہ کے گھروں میں ایسے پوشیدہ طریقوں سے رقم بھیجا کرتے تھے کہ ان غرباء کو خبر ہی نہیں ہوتی تھی کہ یہ کہاں سے آتا ہے؟

مگر جب آپ کا وصال ہو گیا تو ان غریبوں کو پتہ چلا کہ یہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی سخاوت تھی۔

امام زین العابدین اور احترام صحابہ کرام

آپ بہت ہی شائستہ و باادب تھے۔ اپنے بڑوں خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو بے حد احترام فرماتے اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کی مدح و ثنا تو بر سر منبر فرماتے اور تمام صحابہ کے لئے دعائے رحمت فرماتے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا کہ ان دونوں کا مرتبہ بارگاہِ رسالت میں کیا تھا؟ آپ نے دونوں قبروں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس وقت ان دونوں کو جو قرب حاصل ہے یہی قرب ان دونوں کو حیات میں بھی تھا۔

آپ بڑے خدا ترس بھی تھے اور آپ کا سینہ گویا خوف و خشیت الٰہی کا سفینہ تھا۔ حج کا احرام باندھا تو لبیک نہیں پڑھا۔ لوگوں نے کہا: حضور لبیک کیوں نہیں پڑھتے؟ آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں لبیک کہوں اور خدا کی طرف سے "لا لبیک" کی آواز نہ آجائے یعنی میں تو یہ کہوں کہ اے خداوند! میں تیرے دربار میں حاضر ہوں اور ادھر سے کہیں یہ آواز نہ آجائے کہ نہیں نہیں! تیری حاضری قبول نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: حضور! بغیر لبیک پڑھے ہوئے آپ کا احرام کیسے ہوگا؟ آپ نے بلند آواز سے لبیک اللّٰھم لبیک آخر تک پڑھا مگر ایک دم خوف الٰہی سے لرز کر اونٹ کی پشت سے زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آتے "لبیک" پڑھتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے۔ اسی حالت میں آپ نے حج ادا فرمایا۔

آپ کی کثرت عبادت خود ایک بہت بڑی کرامت ہے۔ سفر اور وطن میں کبھی بھی آپ کی نمازِ تہجد قضا نہیں ہوئی اور آپ روزانہ بلا ناغہ ایک ہزار رکعت نفل نماز عمر بھر پڑھتے رہے۔ اٹھاون برس کی عمر پا کر 93ھ میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(اکمال و طبقات شعرانی و تہذیب التہذیب)

Marfat.com

(82)

اہل مراقبہ

شیخ عبداللہ بن احنف مصر کے باشندے تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ رملہ جاؤں اور وہاں حضرت روزباری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کروں۔ انہیں عیسیٰ بن یونس مصری نے رائے دی کہ اس سفر میں آپ فلاں فلاں راستے سے جائیں اور ''صور'' میں ضرور رکیں کیونکہ وہاں دو کامل بزرگ اہل مراقبہ رہتے ہیں۔ اگر آپ نے ان لوگوں کی ایک نظر بھی زیارت کر لی تو عمر بھر کے لئے کافی ہے۔

شیخ عبداللہ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ صور پہنچے تو بھوک پیاس لگ رہی تھی اور ان کے پاس دھوپ سے بچنے کا بھی کوئی سامان نہیں تھا۔ وہاں انہوں نے مذکورہ دونوں بزرگوں کی زیارت کی۔ ان میں سے ایک ضعیف تھے اور دوسرے جوان۔ شیخ عبداللہ بیان کرتے ہیں وہ دونوں رو بقبلہ تھے، میں نے انہیں سلام کیا اور بات کرنی چاہی مگر ان لوگوں نے جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے انہیں قسم دی کہ مجھ سے بات کریں۔ اس پر ضعیف مرد نے سر کو بلند کیا اور کہا: ''اے فرزند احنف! تمہارے پاس وقت کتنا بیکار ہے کہ وہاں سے چل کر ہم لوگوں کے پاس آئے پھر سر بہ گریباں ہو گئے۔'' میں اس جگہ کھڑا رہا یہاں تک کہ ہم نے ہمراہ ظہر وعصر کی نمازیں پڑھیں۔ ان کی صحبت میں میری بھوک پیاس ختم ہو گئی۔ پھر میں جوان سے مخاطب ہوا اور کچھ نصیحت کی درخواست کی۔ انہوں نے کہا: ''ہم لوگ خود پریشانی میں ہیں۔ ہمارے پاس نصیحت کے قابل زبان نہیں۔'' میں نے تین شبانہ روز اسی طرح ان کے ساتھ قیام کیا۔ اس وقفہ میں ان لوگوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ تیسرے روز میں نے اپنے دل میں ان سے سوال کرنے کا ارادہ کیا کہ شاید یہ لوگ مجھے کچھ مفید نصیحت سے نوازیں۔ اتنے میں

Marfat.com

نوجوان نے مراقبہ سے سر اٹھا کر کہا: ''جس کو دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے، جس کی زبان عمل سے (زبان قول سے نہیں) تمہیں نصیحت ہو اس کی صحبت لازم پکڑو۔'' اس کے بعد میں نے ان لوگوں کو وہاں نہیں پایا۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(83)

خدا تجھ پر راضی ہو چکا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا "بنی اسرائیل کے تین آدمی ایک ابرص (کوڑھی) دوسرا نابینا' تیسرے گنجے کو اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ ابرص کے پاس آ کر کہنے لگا کون سی چیز تجھ کو زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا: مجھ کو اچھی رنگت اور خوبصورت جلد مل جائے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے دیں اور گھن نہ کریں۔ فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا تو وہ فوراً اچھا ہو گیا اور خوبصورت رنگت اور اچھی کھال نکل آئی پھر اس سے دریافت کیا کہ مال تجھ کو کون سا محبوب ہے؟ اس نے کہا: اونٹ یا گائے (راوی کو اس میں شک ہے کہ کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ مانگا اور دوسرے نے گائے) لہٰذا ایک گابھن اونٹنی اس کو عطا کی۔ فرشتہ نے کہا: اللہ تعالیٰ برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ تجھ کو کون سی چیز مرغوب محبوب ہے؟ اس نے کہا: میرے اچھے بال نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے' پھر پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا: گائے۔ ایک گابھن گائے اس کو دے دی اور کہا کہ خدا تعالیٰ اس میں برکت عنایت کرے۔ پھر اندھے کے پاس آ کر پوچھا تجھ کو کیا چیز مطلوب ہے؟ کہا میری آنکھوں کو درست کر دو تا کہ تمام لوگوں کو دیکھ سکوں۔ پھر دریافت کیا تجھ کو کون سا مال پیارا ہے؟ کہا بکری۔ لہٰذا اس کو ایک گابھن بکری عطا کر دی۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔ تھوڑے ہی عرصے میں ان کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ اس کی گائیوں سے اور اس کی بکریوں سے۔

Marfat.com

کوڑھی، گنجے اور اندھے کا امتحان

پھر بحکم خداوندی فرشتہ اپنی اصلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرے سفر کا تمام سامان ختم ہو گیا ہے۔ آج میرے پہنچنے کا اللہ کے سوا کوئی ذریعہ نہیں پھر میں خدا کے نام پر جس نے تجھے اچھی رنگت اور عمدہ کھال عنایت کی تجھ سے ایک اونٹ کا خواستگار ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے آگے بڑھ دور ہو مجھے اور بھی بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ میرے پاس تجھے دینے کی گنجائش نہیں ہے۔ فرشتہ نے کہا: شاید میں تجھ کو پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے؟ کیا تو مفلس نہیں تھا؟ پھر تجھ کو خدا تعالیٰ نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اس نے کہا: واہ کیا خوب! یہ مال تو کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسے پہلے تھا۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس اسی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا۔ اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتہ نے جواب دیا اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کرے جس طرح پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صوت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں۔ بے سامان ہو گیا ہوں۔ آج خدا کے سوا اور تیرے سوا کوئی ذریعہ میرے مکان تک پہنچنے کا نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تمہیں بینائی بخشی ہے تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اس نے کہا: بے شک میں اندھا تھا' اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ کو بینائی عنایت فرمائی۔ جتنا تیرا دل چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا۔ بخدا میں تجھ کو کسی چیز سے منع نہیں کرتا۔ فرشتہ نے کہا: تو اپنا مال اپنے پاس رکھ۔ مجھ کو کچھ نہ چاہئے۔ مجھے تو فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی۔ خدا تعالیٰ تجھ سے راضی ہو اور ان دونوں سے ناراض۔"

(بخاری' احادیث الانبیاء' باب حدیث ابرص واعمی واقرع فی بنی اسرائیل' 3464' 5648'
مسلم 5648' 6559' الداری' 2771)

Marfat.com

(84)

راہِ علم کی مشقتوں میں صبر پر انعام

حضرت سیدنا ابوالحسن فقیہ صفار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم مشہور محدث حضرت سیدنا حسن بن سفیان النسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں رہا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت کا ڈنکا ملک بھر میں بج رہا تھا۔ لوگ تحصیل علم کے لئے دور دراز سے سفر کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کے کاشانہ اطہر پر طلباء کا ہجوم لگا رہتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ علم دین کے متوالوں کو احادیث مبارکہ لکھواتے اور انہیں فقہ کے مسائل سے آگاہ کرتے۔

ایک مرتبہ جب ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث لکھوانے کی بجائے لوگوں سے فرمایا: ''پہلے آج تم لوگ توجہ سے میری بات سنو اس کے بعد تمہیں حدیث لکھواؤں گا۔'' تمام لوگ بڑی توجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سننے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے دین کا علم سیکھنے کے لئے دور دراز سے سفر کی صعوبتیں اور تکالیف جھیل کر آنے والو! بے شک میں جانتا ہوں کہ تم خوب ناز و نعم میں پلے ہو اور اہل فضیلت میں سے ہو تم نے دین کی خاطر اپنے اہل و عیال اور وطنوں کو چھوڑا (یہ یقیناً تمہاری قربانی ہے) لیکن خبردار! تمہارے دل میں ہرگز یہ خیال نہ آئے کہ تم نے جو سفر کی مشقتیں اور تکالیف برداشت کی ہیں اور حصول علم دین کے لئے اپنے اہل و عیال سے دوری اختیار کی ہے اور بہت سی خواہشوں کو قربان کیا مگر ان تمام مشکلات پر صبر کر کے تم نے علم دین سیکھنے کا حق ادا نہیں کیا کیونکہ تمہاری تکلیفیں دین کی راہ میں بہت کم ہیں۔ آؤ میں تمہیں اپنے زمانہ طالب علمی کی کچھ تکالیف سناتا ہوں تاکہ تمہیں بھی تکالیف پر صبر کرنے کی

Marfat.com

ہمت ورغبت ملے۔

خدا کی مدد کیسے آتی ہے

سنو! جب مجھے علم دین سیکھنے کا شوق ہوا تو اس وقت میں عالم شباب میں تھا۔ میری شدید خواہش تھی کہ میں حدیث وفقہ کا علم حاصل کروں چنانچہ ہم چند دوست حصول علم دین کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور ہم نے ایسے اساتذہ اور محدثین کی تلاش شروع کردی جو اپنے دور کے سب سے زیادہ ماہر حدیث اور سب سے بڑے فقیہ اور حافظ الحدیث ہوں' بڑی تلاش کے بعد ہم اس زمانے کے سب سے بڑے محدث کے پاس پہنچے۔ وہ ہمیں روزانہ بہت کم تعداد میں احادیث املاء کرواتے (لکھواتے) وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ مدت طویل ہوگئی اور ہمارا ساتھ لیا ہوا نان ونفقہ بھی ختم ہونے لگا۔ جب سب کھانا وغیرہ ختم ہوگیا تو ہم نے اپنے زائد کپڑے اور چادریں وغیرہ فروخت کیں اور کچھ کھانا وغیرہ خریدا۔ پھر جب وہ بھی ختم ہوگیا تو فاقوں کی نوبت آ گئی۔ ہم سب دوست ایک مسجد میں رہا کرتے تھے۔ کوئی ہماری مشقتوں اور تکلیف سے واقف نہ تھا اور نہ ہی ہم نے کبھی اپنی تنگدستی اور غربت کی کسی سے شکایت کی۔ ہم صبر وشکر سے علم دین حاصل کرتے رہے۔ اب ہمارے پاس کھانے کو بھی کچھ نہ رہا بالآخر ہم نے تین دن اور تین راتیں بھوک کی حالت میں گزار دیں۔ ہماری کمزوری اتنی بڑھ گئی کہ ہم حرکت بھی نہ کرسکتے تھے۔ چوتھے دن بھوک کی وجہ سے ہماری حالت خراب تھی۔ ہم نے سوچا کہ اب ہم ایسی حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ ہمیں سوال کرنا جائز ہے کیوں نہ ہم لوگوں سے اپنی حاجت بیان کریں تاکہ ہمیں کچھ کھانے کو مل جائے لیکن ہماری خودداری اور عزت نفس نے ہمیں اس پر آمادہ نہ ہونے دیا کہ ہم لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور اپنی پریشانی ان پر ظاہر کریں۔ ہم میں سے ہر شخص اس بات سے انکار کرنے لگا کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے لیکن حالت ایسی تھی کہ ہم سب قریب المرگ تھے اور مجبور ہوگئے تھے۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام آ گیا وہی سب کے لئے لوگوں سے کھانا طلب کرے گا تاکہ ہم اپنی بھوک ختم کرسکیں۔ جب سب کے نام لکھ کر قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ میرے نام نکلا۔ چنانچہ میں بادل نخواستہ لوگوں سے اپنی حاجت بیان کرنے کے لئے تیار ہوگیا لیکن میری غیرت اس بات کی اجازت نہ دے

Marfat.com

رہی تھی، پس میں عزت نفس کی وجہ سے لوگوں کے پاس مانگنے کے لئے نہ جا سکا اور میں نے مسجد کے ایک کونے میں جا کر نماز پڑھنا شروع کر دی اور بہت طویل دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس کے پاکیزہ اور بابرکت ناموں کے وسیلے سے دعا کی کہ وہ ہم سے اس پریشانی اور تکلیف کو دور کر دے اور ہمیں اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہ بنائے۔ ابھی میں دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ مسجد میں ایک حسین و جمیل نوجوان داخل ہوا۔ اس نے نہایت عمدہ کپڑے پہنے تھے۔ اس کے ساتھ ایک خادم تھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا۔ اس نوجوان نے مسجد میں داخل ہوتے ہی پوچھا ''تم میں سے حسن بن سفیان کون ہے؟ یہ سن کر میں نے سجدے سے سر اٹھایا اور کہا میرا نام حسن بن سفیان ہے، تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟ وہ نوجوان بولا ہمارے شہر کے حاکم ''طولون'' نے تمہیں سلام بھیجا ہے اور وہ اس بات پر معذرت خواہ ہے کہ تم ایسی سخت تکلیف میں ہو اور اسے معلوم ہی نہیں کہ تمہاری حالت فاقوں پہ پہنچ چکی ہے۔ ہمارا حاکم اپنی اس کوتاہی پر آپ لوگوں سے معافی کا طلب گار ہے۔ اس نے آپ کے لئے یہ کھانا بھجوایا ہے۔ کل وہ خود آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کرے گا۔ براہِ کرم! آپ یہ کھانا قبول فرما لیں۔ پھر اس نوجوان نے کھانا اور کچھ تھیلیاں ہمارے سامنے رکھیں جن میں ہم سب احباب کے لئے ایک ایک سو دینار تھے۔ ہم سب یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

بادشاہ، طالب علموں سے معذرت خواہ

میں نے اس نوجوان سے کہا: یہ سب کیا قصہ ہے اور تمہارے حاکم کو ہمارے بارے میں کس نے خبر دی ہے؟ تو وہ نوجوان کہنے لگا میں اپنے حاکم کا خادم خاص ہوں۔ آج صبح جب میں اس کی محفل میں گیا تو اس کے پاس اور بھی بہت سے خدام اور درباری موجود تھے۔ کچھ دیر بعد ہمارے حاکم طولون نے کہا: میں کچھ دیر خلوت چاہتا ہوں لہٰذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ ہم سب اسے تنہا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کی طرف پلٹ گئے۔ میں گھر پہنچا اور ابھی میں بیٹھا بھی نہ تھا کہ امیر طولون کا قاصد میرے پاس آیا۔ اس نے آتے ہی کہا تمہیں امیر طولون بلا رہے ہیں۔ جتنا جلدی ہو سکے ان کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ میں بہت حیران ہوا کہ ابھی تو وہاں سے آیا ہوں پھر ایسی کیا بات ہو گئی کہ مجھے طلب کیا

گیا ہے۔ بہر حال میں جلدی سے حاضر دربار ہوا۔ جب میں اس کے کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اکیلا ہی کمرے میں موجود ہے۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے پہلو پر رکھا ہوا ہے اور شدید تکلیف کی حالت میں ہے۔ امیر طولون کے پہلو میں شدید درد ہو رہا تھا جیسے ہی میں ان کے پاس پہنچا تو مجھ سے کہنے لگے کیا تم حسن بن سفیان اور ان کے رفیق طلباء کو جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا' نہیں۔

تو کہنے لگے فلاں محلہ کی فلاں مسجد میں جاؤ' یہ کھانا اور رقم بھی لے جاؤ اور بصد احترام ان لوگوں کی بارگاہ میں پیش کرنا۔ وہ دین کے طالب علم تین دن اور تین راتوں سے بھوکے ہیں اور میری طرف سے ان سے معذرت کرنا کہ میں ان کی حالت سے ناواقف رہا حالانکہ وہ میرے شہر میں تھے۔ میں اپنی اس حرکت پر بہت شرمندہ ہوں۔ کل میں خود ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر معافی مانگوں گا۔ اس نوجوان نے ہمیں بتایا کہ جب میں نے امیر طولون سے یہ باتیں سنیں تو میں نے عرض کی حضور! آخر کیا واقعہ پیش آیا ہے اور آپ کو یہ کمر کی تکلیف یکدم کیسے ہوگئی حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے؟

فرشتوں کی خدمت

امیر طولون نے مجھے بتایا کہ جب تم لوگ یہاں سے چلے گئے تو میں آرام کے لئے اپنے بستر پر لیٹا۔ ابھی میری آنکھیں بند ہی ہوئی تھیں کہ میں نے خواب میں ایک شہسوار کو دیکھا جو ہوا میں اس طرح اڑتا آ رہا تھا جیسے کوئی شہسوار زمین پر چلتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ وہ اڑتا ہوا میرے دروازے پر آیا پھر گھوڑے سے اترا اور نیزے کی نوک میرے پہلو میں رکھ دی اور کہنے لگا فوراً اٹھو اور حسن بن سفیان اور ان کے رفقاء کو تلاش کرو' جلدی اٹھو' جلدی کرو' وہ دین کے طلباء راہِ خدا کے مسافر تین دن سے بھوکے ہیں اور فلاں مسجد میں قیام فرما رہے ہیں۔

میں نے اس پراسرار شہسوار سے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: میں جنت کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اور تمہیں ان دین کے طلباء کی حالت سے خبردار کرنے آیا ہوں۔ فوراً ان کی خدمت کا انتظام کرو۔ اتنا کہنے کے بعد وہ سوار میری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور میری آنکھ کھل گئی۔ بس اس وقت سے میرے پہلو میں شدید درد ہو رہا ہے۔ تم جلدی

کرو اور یہ سارا مال اور کھانا وغیرہ لے کر ان دین کے طلباء کی خدمت میں پیش کر دو تا کہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔"

حضرت سیدنا حسن بن سفیان فرماتے ہیں "اس نوجوان سے یہ باتیں سن کر ہم سب بڑے حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس رحیم و کریم مالک کی عطا پر سر بسجود ہو گئے۔"

اللہ تعالیٰ دینی طلباء کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا

"پھر ہم سب دوستوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ابھی رات ہی کو ہمیں اس جگہ سے کوچ کر جانا چاہئے ورنہ ہمارا واقعہ لوگوں میں مشہور ہو جائے گا اور حاکم شہر ہماری حالت سے واقف ہو کر ہمارا ادب و احترام کرے گا۔ اس طرح لوگوں میں ہماری نیک نامی ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے پھر ہم ریا کاری اور تکبر کی آفت میں مبتلا ہو جائیں۔ ہمیں لوگوں سے عزت افزائی نہیں چاہئے۔ ہمیں تو اپنے رب کی خوشنودی چاہئے۔ ہم اپنا عمل صرف اپنے مالک حقیقی کے لئے ہی کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کے لئے ہم عمل کرتے ہی نہیں اور نہ ہی ہمیں یہ بات پسند ہے کہ ہمارے اعمال سے لوگ واقف ہوں۔ چنانچہ ہم سب دوستوں نے راتوں رات وہاں سے سفر کیا۔ اس علاقے کو خیر باد کہا اور ہم مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ علم دین کی راہ میں ایسی مشقتوں اور تکالیف پر صبر و شکر کرنے کی وجہ سے ہم میں سے ہر ایک اپنے دور کا بہترین محدث اور ماہر فقیہ بنا اور علم دین کی برکت سے ہمیں بارگاہ خداوندی میں اعلیٰ مقام عطا کیا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَمْدًا کَثِیْرًا۔

پھر جب صبح امیر طولون اس محلے میں آیا اور اسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں سے جا چکے ہیں تو اس نے اس تمام محلے کو خریدا اور وہاں ایک بہت بڑا جامعہ بنوا کر اسے ایسے طلباء کے لئے وقف کر دیا جو وہاں دین کا علم سیکھیں۔ پھر اس نے تمام طلباء کی خوراک اور دیگر ضروریات اپنے ذمہ لے لیں اور سب کی کفالت خود ہی کرنے لگا تا کہ آئندہ کسی طالب علم کو کبھی ایسی پریشانی نہ ہو جیسی ہمیں ہوئی تھی۔ ہمیں جو سعادتیں ملیں وہ سب علم دین کی برکت اور ہمارے یقین کامل کا نتیجہ تھیں۔ ہمیں اپنے رب کریم پر مکمل بھروسہ ہے وہ اپنے بندوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ وہ ہم سب کا والی و مالک ہے۔" (عیون الحکایات)

(85)

ہر بات پر قرآن پڑھنے والی خاتون

شاید کہ یہ واقعہ اس سے پہلے کسی مجموعہ میں آیا ہے تاہم دوبارہ لکھنے میں بھی کیا حرج ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اللہ کے گھر کا حج کرنے کے لئے نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کا بھی ارادہ تھا۔ میں ابھی راستے میں مقام سواد میں تھا کہ وہاں ایک بڑھیا عورت اون پہنے اور اون کی اوڑھنی اوڑھے ملی۔ میں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

جواب دیا: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ (سورۂ یٰسین' آیت 58)

''سلام' پروردگار مہربان کی طرف سے کہا جائے گا۔''

میں نے پوچھا' اللہ تجھ پر رحم کرے اس جگہ کیا کررہی ہو؟

جواب دیا: مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ (سورۂ اعراف' آیت 186)

تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتی ہے پھر میں نے پوچھا کتنے عرصے سے یہاں ہو تو اس نے کہا:

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ○ (سورۂ مریم' آیت 10)

کہا کہ پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا: نشانی یہ ہے کہ تم صحیح سالم ہو کر تین رات (دن) لوگوں سے بات نہ کر سکو گے۔

پھر میں نے پوچھا میں تیرے ساتھ کوئی کھانا نہیں دیکھ رہا جس کو تو کھاتی ہو؟

Marfat.com

جواب دیا: وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ (سورۂ الشعراء آیت 79)

''وہی مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

قابلِ رشک بوڑھی عورت

پھر میں نے پوچھا: کس چیز کے ساتھ وضو کرتی ہو۔ جواب دیا:

اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

(سورۂ نساء آیت 43)

''اے مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (ان الفاظ کو) جو منہ سے کہو سمجھنے (نہ) لگو نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ غسل نہ کرلو ہاں اگر بحالت سفر راستے چلے جا رہے ہو (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کرسکو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہمبستر ہوئے ہو اور تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے منہ ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمم) کرلو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔''

پھر میں نے کہا: میرے پاس کھانا ہے اگر کھانے میں رغبت ہے تو کھالو۔

جواب دیا:

اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ

Marfat.com

الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ج وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ط تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ (سورۂ بقرہ آیت 187)

''روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو خدا کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کر گئے تھے سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تمہاری حرکات سے درگزر فرمایا۔ اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت کرو اور خدا نے جو چیز تمہارے لئے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اس کو (خدا سے) طلب کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ پھر روزہ (رکھ کر) رات تک پورا کرو اور جب تک تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو تو ان سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں لوگوں کے (سمجھانے کے لئے) کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔''

یعنی بڑھیا کی مراد تھی کہ میرا روزہ ہے۔

حالتِ سفر، بوڑھی عورت اور نفلی روزہ؟

تو میں نے اس پر پوچھا: یہ تو رمضان کا مہینہ نہیں ہے؟ (پھر روزہ کیسا؟) کہا:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ط وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○ (سورۂ بقرہ آیت 158)

''بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف (سعی) کرے (بلکہ طواف ایک قسم کا نیک کام ہے) اور جو کچھ نیک کام کرے تو اللہ نیکی کا بدلہ

Marfat.com

دینے والا خبردار ہے۔"
یعنی میرا نفلی روزہ ہے۔
تو میں نے کہا' سفر میں تو روزہ (فرض بھی) نہ رکھنا جائز ہے (یہ تو پھر بھی نفلی ہے)۔
جواب دیا:

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(سورۂ بقرہ' آیت 184)

"(روزوں کے دن) گنتی کے چند دن ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت (نہ) رکھیں تو وہ ہر روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلایا کریں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔"

بڑھیا کی مراد تھی کہ روزہ نہ رکھنے کی اگرچہ اجازت ہے لیکن پھر بھی روزہ رکھنا زیادہ بہتر فرمایا ہے۔

بات بات پہ پہرہ ہے

پھر میں نے آخر پوچھ ہی لیا کہ تو اس طرح بات کیوں نہیں کرتی جیسے میں کر رہا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا:

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ○ (سورۂ ق' آیت 18)

"کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس رہتا ہے۔"
پھر میں نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا:

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ○ (سورۂ اسراء' آیت 36)

Marfat.com

''اور اے (بندے) جس چیز کا تجھ کو علم نہیں (اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں) تو اس کے پیچھے نہ پڑ کہ کان اور آنکھ اور دل سب (اعضاء) سے ضرور باز پرس ہو گی۔''

تو میں نے کہا' مجھ سے خطا ہو گئی ہے لہٰذا درگزر فرما۔ اس نے کہا:

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (سورۂ یوسف' آیت 92)

''(یوسف علیہ السلام نے) کہا کہ آج کے دن تم پر کچھ عتاب نہیں ہے خدا تم کو معاف کرے اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے۔''

پھر میں نے کہا' کیا تجھے ضرورت ہے کہ میں تجھ کو اپنی اس اونٹنی پر سوار کر کے تیرے قافلے تک پہنچا دوں؟ اس نے جواب دیا:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ۝

(سورۂ بقرۃ آیت 197)

''حج کے مہینے (معین ہیں جو) معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کر لے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے اور نہ کوئی برا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے اور جو نیک کام تم کرو گے وہ خدا کو معلوم ہو جائے گا اور زادِ راہ (راستے کا خرچ پانی) ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادِ راہ (کا) پرہیز گاری ہے اور اے اہل عقل مجھ سے ڈرتے رہو۔''

نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم

تو میں نے پھر اپنی اونٹنی بٹھا دی (تا کہ وہ سوار ہو جائے)

تو اس نے کہا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۗ ذٰلِكَ

Marfat.com

اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ (سورۂ نور' آیت 30)

"مومنین کو کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکیزہ (رکھنے والی چیز) ہے۔ بے شک اللہ خبر رکھنے والا ہے جو بھی وہ کرتے ہیں۔

تو میں نے اپنی نگاہیں پست کر لیں اور اس کو کہا سوار ہو جا لیکن جب وہ سوار ہونے لگی تو اونٹنی بدک گئی اور اس کے کپڑے پھٹ گئے تو کہنے لگی:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ (سورۂ شوریٰ' آیت 30)

"اور جو بھی تم کو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور اللہ (تو بہت سی لغزشیں) معاف کر دیتا ہے۔"

حیرت انگیز قوتِ استدلال

میں نے کہا: صبر کرو میں اس کی ٹانگیں باندھ دوں؟ تو اس نے کہا:

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (سورۂ انبیاء' آیت 79)

"تو ہم نے فیصلہ (کرنے کا طریقہ) حضرت سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکم (یعنی حکمت نبوت) اور علم بخشا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد علیہ السلام کا تابع کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور پرندوں کو بھی (تابع) کر دیا تھا اور ہم ہی (ایسا) کرنے والے تھے۔"

پھر میں نے اونٹنی کے پاؤں باندھے اور اس کو کہا کہ سوار ہو جائے۔

جب وہ سوار ہو گئی تو کہا:

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (سورۂ زخرف' آیت 13'14)

یہ سوار ہونے کی دعا ہے۔

''تا کہ تم ان کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو اور جب اس پر بیٹھ جاؤ تو پھر اپنے پروردگار کے احسان کو یاد کرو اور کہو کہ وہ (ذات) پاک ہے جس نے اس کو ہمارے زیر فرماں کر دیا اور ہم میں طاقت نہ تھی کہ اس کو بس میں کر لیتے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

میں نے اونٹنی کی مہار تھامی اور تیز چلنے لگا اور تیز آواز میں حدی لگا تا جا رہا تھا (اونٹ کو تیز چلانے کا کام) تو اس نے کہا:

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۝ (سورۂ لقمان' آیت 19)

''یعنی اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہ اور (بولتے وقت) آواز پست رکھ کیونکہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے اور کچھ نہیں کہ) سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔''

شعر پڑھنے سے بہتر ہے قرآن پڑھو

پھر میں لگام تھامے آہستہ آہستہ چلنے لگا اور اشعار میں گنگنا تا رہا۔ پھر اس نے کہا:

اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰی وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

(سورۂ مزمل' آیت 20)

''تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات قیام کرتے ہو اور خدا تو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے اس نے معلوم کیا کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے تو اس نے تم پر مہربانی کی پس جتنا آسانی سے ہو سکے (اتنا) قرآن پڑھ لیا کرو اس نے جانا کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض خدا کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور خدا کو نیک (اور خلوصِ نیت سے) قرض دیتے رہو اور جو عمل نیک تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کا خدا کے ہاں بہتر اور اچھا صلہ پاؤ گے اور خدا سے بخشش مانگتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔''

بڑھیا کی مراد تھی کہ قرآن پڑھنا اشعار سے زیادہ بہتر ہے۔ پھر میں نے کہا: بے شک آپ کو خیر کثیر (بہت بھلائی) دی گئی ہے تو اس نے کہا:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (سورۂ بقرہ' آیت 269)

''(اللہ) وہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی اور نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔''

شوہر کی بابت سوال پہ جواب

جب میں نے اس کے ساتھ تھوڑا سفر کر لیا تو پوچھا' آپ کا شوہر ہے تو اس نے کہا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ (سورۂ مائدہ' آیت 101)

''مومنو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو کہ اگر (ان کی حقیقت) تم پر ظاہر کر دی جائے تو تمہیں بری لگے اور اگر قرآن کے نازل ہونے کے ایام

Marfat.com

میں ایسی باتیں پوچھو گے تو تم پر ظاہر بھی کر دی جائیں گی (اب تو) خدا نے ایسی باتوں (کے پوچھنے) سے درگزر فرما دیا ہے اور خدا بخشنے والا بردبار ہے۔"

پھر میں خاموش ہو گیا اور میں چلتا رہا یہاں تک کہ اس کے قافلے تک اس کو پہنچا دیا۔

بیٹوں کے بارے میں سوال و جواب

پھر میں نے کہا، اس قافلے میں تیرا کون ہے؟ تو اس نے کہا:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ○ (سورۂ کہف، آیت 46)

"مال اور بیٹے تو دنیا کی زندگی کی (رونق) اور زینت ہیں اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ ثواب کے لحاظ سے تمہارے پروردگار کے ہاں بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔"

اس طرح تو میں نے جان لیا کہ قافلے میں اس کے لڑکے ہیں۔ پھر میں نے پوچھا: ان کی علامتیں کیا ہیں؟ تو کہا:

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ○ (سورہ نحل، آیت 16)

"اور (راستوں میں) نشانات بنا دیئے گئے ہیں اور لوگ ستاروں سے بھی راستے معلوم کرتے ہیں۔"

پھر مجھے پتا چل گیا کہ وہ قافلے کو راستہ بتانے والے آگے چلنے والے ہیں پھر میں آگے کی طرف پہنچا اور شروع کے خیموں میں پوچھا: ان میں سے تیرا کون ہے؟ جواب دیا:

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۔ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۔ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ (سورۂ مریم آیت 12)

"اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا دوست بنا لیا اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے باتیں کیں۔ اے یحییٰ۔

کھانا منگوا لیا گیا

تو اندر سے خوبصورت جوان نکلے گویا کہ چاند متوجہ ہو گئے ہیں۔ جب ان کے ساتھ

بیٹھا تو بڑھیا نے کہا:

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝

(سورۂ کہف' آیت 19)

''اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں۔ ایک کہنے والے نے کہا: تم (یہاں) کتنا عرصہ رہے؟ انہوں نے کہا: جتنی مدت سے تم رہے ہو۔ تمہارا پروردگار ہی اس کو خوب جانتا ہے تو اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو وہ دیکھے کہ نفیس کھانا کون سا ہے تو اس میں سے کھانا لے آئے اور آہستہ آہستہ آجائے اور تمہارا حال کسی کو نہ بتائے۔''

بڑھیا چالیس سالوں سے قرآن ہی پڑھ رہی ہے

تو پھر ان لڑکوں میں سے ایک اٹھا اور کھانا خرید کر لایا۔ پھر انہوں نے کھانا میرے آگے رکھ دیا تو بڑھیا نے کہا:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝

(سورۂ الحاقۃ' آیت 24)

''کھاؤ اور پیو خوشی سے بسبب اس کے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیا ہے۔''

پھر میں نے کہا: مجھ پر تمہارا کھانا حرام ہے یہاں تک کہ تم مجھے اس (بڑھیا) کی خبر دو تو انہوں نے کہا: یہ ہماری ماں ہے۔ چالیس سال سے قرآن کے علاوہ اور کچھ نہیں بولتی۔ اس خوف سے کہ کہیں لغزش (زبان) نہ ہو جائے اور اس پر رحمٰن کی ناراضگی اتر پڑے اور اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے (اس کے لئے یہ کیا مشکل ہے)

Marfat.com

پھر میں نے کہا:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(سورۂ جمعہ' آیت 4)

''یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔''

(خواتین اسلام کے حیرت انگیز واقعات' ص 256)

Marfat.com

(86)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

یہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ اس لئے یہ رشتہ میں شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی ان دس خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔

بہت ہی بلند قامت، گورے اور چھریرے بدن کے آدمی تھے اور اپنی والدہ ماجدہ کی بہترین تربیت کی بدولت بچپن ہی سے نڈر، جفاکش، بلند حوصلہ اور نہایت ہی اولوالعزم اور بہادر تھے۔ سولہ برس کی عمر میں اس وقت اسلام قبول کیا جبکہ ابھی چھ یا سات آدمی ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے۔ تمام اسلامی لڑائیوں میں دلاورانِ عرب کے مقابلے میں آپ نے جس مجاہدانہ بہادری کا مظاہرہ کیا تو تاریخ جنگ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ جس طرف بھی تلوار لے کر بڑھتے کفار کے پرے کے پرے کاٹ کر رکھ دیتے۔

آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن ''حواری'' (مخلص وجاں نثار دوست) کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ جنگل جمل سے بیزار ہوکر تشریف لے جارہے تھے کہ عمرو بن جرموز نے آپ کو دھوکہ دے کر شہید کردیا۔ وقت شہادت آپ کی عمر شریف چونسٹھ برس کی تھی۔ 36ھ میں بمقام سفوان آپ کی شہادت ہوئی۔

پہلے یہ ''وادی السباع'' میں دفن کئے گئے مگر پھر لوگوں نے ان کی مقدس لاش کو قبر سے نکالا اور پورے اعزاز واحترام کے ساتھ لاکر آپ کو شہر بصرہ میں سپرد خاک کیا جہاں آپ کی

Marfat.com

قبر شریف مشہور زیارت گاہ ہے۔ (اکمال، ص 595 وغیرہ)

باکرامت برچھی:

جنگ بدر میں سعید بن العاص کا بیٹا ''عبید'' سر سے پاؤں تک لوہے کا لباس پہنے ہوئے کفار کی صف میں سے نکلا اور نہایت ہی گھمنڈ اور غرور سے یہ بولا کہ اے مسلمانو! سن لو کہ میں ''ابو کرش'' ہوں۔ اس کی یہ مغرورانہ للکار سن کر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ جوش جہاد میں بھرے ہوئے مقابلے کے لئے اپنی صف سے نکلے مگر یہ دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جو لوہے میں چھپا ہوا نہ ہو۔ آپ نے تاک کر اس کی آنکھ میں اس زور سے برچھی ماری کہ اس کی آنکھ کو چھیدتی ہوئی کھوپڑی کی ہڈی میں چبھ گئی اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور فوراً ہی مر گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جب اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے برچھی کو کھینچا تو بڑی مشکل سے برچھی نکلی لیکن برچھی کا سرا مڑ کر خم ہو گیا تھا۔ یہ برچھی ایک باکرامت یادگار بن کر برسوں تک تبرک بنی رہی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ برچھی طلب فرما لی اور اس کو اپنے پاس رکھا۔ پھر آپ کے بعد خلفائے راشدین کے پاس یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہی اور یہ حضرات اعزاز و احترام کے ساتھ اس برچھی کی خاص حفاظت فرماتے رہے۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آ گئی یہاں تک کہ 73ھ میں جب بنوامیہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے ان کو شہید کر دیا تو یہ برچھی بنوامیہ کے قبضہ میں چلی گئی۔ پھر اس کے بعد لاپتہ ہو گئی۔ (بخاری شریف، جلد 2، ص 570، غزوہ بدر)

تبرک کا ثبوت

بخاری شریف کی یہ حدیث پاک ہر مسلمان دین دار کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر متنبہ کر رہی ہے کہ بزرگان دین وعلماء صالحین کے عصاء، قلم، تلوار، تسبیح، لباس، برتن وغیرہ سامانوں کو یادگار کے طور پر بطور تبرک اپنے پاس رکھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی مقدس سنت ہے۔ غور فرمائیے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی برچھی کو تبرک بنا کر رکھنے میں

Marfat.com

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین نے کس قدر اہتمام کیا اور کس کس طرح اس برچھی کا اعزاز و اکرام کیا۔

بدعقیدہ لوگ جو بزرگان دین کے تبرکات اور ان کی زیارتوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں اور اہلسنّت کو طعنہ دیا کرتے ہیں کہ یہ لوگ بزرگوں کی لاٹھیوں، تلواروں، قلموں کا اکرام واحترام کرتے ہیں یہ حدیث ان کی آنکھیں کھول دینے کے لئے سرمہ ہدایت سے کم نہیں بشرطیکہ ان کی آنکھیں پھوٹ نہ گئی ہوں۔

فتح فسطاط:

مصر کی جنگ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ فسطاط کے قلعہ کا کئی ماہ سے محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ لیکن اس مضبوط قلعہ کو فتح کرنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آرہی تھی۔ آپ نے دربار خلافت میں مزید فوجوں سے امداد کے لئے درخواست بھیجی۔ امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دس ہزار مجاہدین اور چار افسروں کو بھیج کر یہ تحریر فرمایا: ان چار افسروں میں سے ہر افسر دس ہزار سپاہ کے برابر ہے۔ ان چار افسروں میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حملہ آور محاصرین کی فوج کا سپہ سالار بنا دیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا چکر لگا کر اندازہ فرمالیا کہ اس قلعہ کو فتح کرنا نہایت ہی دشوار ہے لیکن آپ نے اپنے فوجی دستے کو مخاطب کر کے فرمایا کے اے بہادرانِ اسلام! دیکھو میں آج اپنی ہستی کو اسلام پر فدا اور قربان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے بالکل اکیلے قلعہ کی دیوار پر سیڑھی لگائی اور تنہا قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر "اللہ اکبر" کا نعرہ مارا اور ایک دم فصیل کے نیچے قلعہ کے اندر کود کر اکیلے ہی قلعہ کی اندرونی فوج سے لڑتے ہوئے قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور اسلامی فوج نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہوگئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہوگیا۔

اس مضبوط ومستحکم قلعہ کو جس بے مثال جرأت اور بہادری سے منٹوں میں فتح کرلیا اس کو تاریخ میں کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ امیر لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی اس کرامت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے کیونکہ وہ کئی ماہ سے اس قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے

Marfat.com

تھے مگر باوجود اپنی جنگی مہارت اور اعلیٰ درجے کی کوششوں کے وہ اس قلعہ کو فتح نہیں کر سکے تھے۔ (کتاب عشرہ مبشرہ، ص 224)

☆...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگ بدر کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام پیلے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت میں فرشتوں کی فوج لے کر اترے تھے۔

(کنز العمال، جلد 2، ص 127، مطبوعہ حیدر آباد)

Marfat.com

(87)

حضور ﷺ کی ایک ضرب سے کالم کا منکشف ہونا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نماز کے لئے آیا اور اس نے کچھ نئے طرز پر قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ پھر دوسرا شخص آیا اس نے اس سے بھی علیحدہ طرز سے قرأت کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہو گئے تو سب مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ!) اس شخص نے قرآن شریف کچھ اس انداز میں پڑھا ہے جو مجھے نیا نیا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے شخص نے اس سے بھی الگ طرز میں پڑھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے پھر اسی طرح پڑھ کر سنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو تحسین فرمادی۔ یہ سن کر میرے قلب میں آپ کی ایسی تکذیب ہونے لگی کہ کبھی کفر کے زمانے میں بھی ایسی پیدا نہ ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے شک وتردد کی اس کیفیت کو محسوس کیا جو اس وقت مجھ پر چھا گئی تھی اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا۔ اس کے اثر سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرے ایمان ویقین کا یہ عالم ہو گیا کہ مارے خوف کے گویا میں اللہ تعالیٰ کو انہی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی میرے پاس بھی وحی آئی تھی کہ قرآن کو صرف ایک ہی طرح پڑھے۔ میں نے (امی امت کے خیال سے) درخواست کی کہ میری امت کے لئے کچھ اور سہولت کر دی جائے۔ تیسری بار مجھے جواب ملا کہ آپ کو سات طریقے تک پڑھنے کی اجازت دے دی گئی اور اتنا ہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر درخواست کے بدلہ آپ کو ایک ایک دعا کا حق اور دیا جاتا ہے جو چاہئے مانگ لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار تو یہی دعا کی: اے

Marfat.com

اللہ! میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا اس دن کے لئے اٹھا رکھی ہے. جس میں تمام مخلوق کو (شفاعت کے لئے) میری ہی تلاش ہو گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی۔ (مسلم)

Marfat.com

(88)

عمر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا خط

(امام ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حسن بن محبوب بن ابوامیہ نے خبر دی، انہیں ابوتوبہ ربیع بن نافع نے، انہیں ابوربیعہ عبداللہ بن عبیداللہ بن عدی بن عدی کندی نے خبر دی، وہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کسی عامل کی طرف لکھا کہ امابعد! (یہ منظر تیرے سامنے رہے) گویا کہ تمام بندے اللہ کے دربار میں حاضر ہو رہے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال بتلا رہا ہے تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور اچھے عمل والوں کو اچھا بدلہ دے اس لئے کہ اس کے حکم کو کوئی ہٹا نہیں سکتا، نہ اس کے معاملے میں کوئی دخل اندازی کرسکتا ہے، نہ ہی اللہ کے اس حق کو قطع کیا جاسکتا ہے جو بندوں نے محفوظ کرلیا ہے اور اللہ نے جس کی انہیں وصیت فرمائی تھی، میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس نے جو عزت اور جو نعمتیں تجھے عطاء کررکھی ہیں ان پر اس کا شکر ادا کرنے کو کہتا ہوں، بلاشبہ شکر کرنا اس کی نعمتوں کو بڑھاتا ہے اور ناشکری انہیں ختم کرتی ہے اور اس موت کو بھی کثرت سے یاد کرتا رہ جو نہ معلوم تجھے کس وقت آن دبوچے۔ پھر نہ کوئی خلاصی کی صورت ہوگی اور نہ بچاؤ کی، قیامت اور اس کی ہولناکیوں کا تذکرہ بھی کثرت سے کرتے رہو، یہ تیری دنیا کی رغبت کو کم کرے گی اور آخرت کی رغبت کو بڑھائے گی اور ہاں دیکھنا، دنیاداروں سے ہروقت ڈرتے رہنا، اس لئے کہ جو اس دنیا میں نہیں ڈرتا یہ اچانک غفلت کی حالت میں اسے پچھاڑ دیتی ہے اور اپنے دنیوی امور میں بھی خوب غور وفکر کرتے رہو اور ان میں اختصار سے کام لو، جن اعمال کا تمہیں یہاں حکم ملا ہے ان میں لگے رہو، مجھے اپنی زندگی کی

Marfat.com

سم! ایسا کرنے سے تمہاری دنیوی مصروفیت ختم ہو جائے گی اور جب تک علم کو جہالت پر ترجیح نہ دو گے، اسے حاصل نہ کر سکو گے اور جب تک باطل سے کنارہ کش نہ ہو گے حق کو نہ پا سکو گے، ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے حسن تعاون کا سوال کرتے ہیں اور اس بات کا بھی کہ وہ اپنی رحمت کے ذریعے ہمارا اور تمہارا بہترین دفاع کرے۔

(حلیۃ الاولیاء: 268/5)

Marfat.com

(89)

عظیم محدث حضرت غندر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن جعفر اور وطن بصرہ ہے۔ آپ قبیلہ ہذیل کے آزاد کردہ غلام تھے اس لئے ہذلی بھی کہلاتے ہیں۔ غندر آپ کا لقب ہے۔ غندر کے معنی بہت زیادہ شور مچانے والا۔ یہ لقب ابن جریج محدث نے آپ کو دیا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ ابن جریج محدث جب بصرہ میں تشریف لائے اور حسن بصری سے روایت کرتے ہوئے ایک حدیث سنائی تو سامعین نے بڑے زور و شور کے ساتھ اس حدیث کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کی اور محمد بن جعفر سب سے زیادہ زور زور سے چلا چلا کر سوال و جواب کرنے لگے تو ابن جریج نے ان کو ڈانٹ کر فرمایا: اسکت یا غندر یعنی اے شور مچانے والے خاموش ہو جا۔ اسی دن سے غندر آپ کا لقب ہو گیا اور یہ لقب اس قدر مشہور ہو گیا کہ حدیث کی سندوں میں آپ کا نام بہت کم آتا ہے۔ اکثر سندوں میں آپ کا لقب غندر ہی استعمال ہوتا ہے۔

آپ علم حدیث میں سفیان ثوری و سفیان بن عینیہ و شعبہ و علی بن مدینی وغیرہ جلیل القدر محدثین کے شاگرد رشید ہیں اور ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ محدثین کے استاد ہیں۔

عبادت و تقویٰ میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ کی ایک باکرامت عبادت یہ ہے کہ آپ نے مسلسل 50 برس تک صوم داؤدی رکھے یعنی پورے پچاس برس تک ایک دن روزہ رکھا اور ایک دن افطار کیا۔ ماہ ذیقعدہ 193ھ میں آپ نے وفات پائی۔

(نووی)

Marfat.com

(90)

حقیقی انسان اور ظن کی شکستگی

سید الطائفہ امام جنید بغدادی کو ایک بار خواب میں شیطان ننگ نظر آیا۔ (اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ) انہوں نے فرمایا: تجھے انسانوں سے شرم نہیں آتی۔ شیطان نے جواب دیا کیا یہ لوگ آپ کے نزدیک انسان ہیں؟ انہوں نے فرمایا: بے شک! ابلیس لعین بولا "اگر انسان ہوتے تو میں ان سے اس طرح بازی نہ کرتا جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔" انسان تو حقیقتاً وہ لوگ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں معتکف ہیں، جن کی عبادت و ریاضت سے میرا بدن نحیف و کمزور ہو رہا ہے۔ میں جب انہیں ورغلانے بہکانے کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ رب تعالیٰ کا اشارہ کرتے ہیں اور میں جلنے لگتا ہوں۔ خواب سے بیدار ہو کر امام الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد شونیزیہ میں گئے۔ وہاں انہوں نے تین شخصوں کو دیکھا جو اپنی گدڑی میں سر چھپائے بیٹھے ہیں۔ جب آنے کی آہٹ ہوئی تو ان میں سے ایک نے سر اپنی گدڑی سے باہر نکالا اور کہا: "اے ابوالقاسم! شیطان لعین کی بات سے دھوکا نہ کھائیے گا۔"

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر

ام الطائفہ ابوالقاسم حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار مسجد شونیزہ میں بیٹھے کسی جنازے میں شرکت کا انتظار کر رہے تھے اور بھی بہت سے باشندگان بغداد وہاں موجود تھے۔ آپ نے وہاں ایک فقیر کو دیکھا جس کے چہرے بشرے سے عبادت و ریاضت کے آثار ہویدا تھے۔ وہ لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ امام جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں اس کے سوال کو ناپسند کیا اور سوچا کہ اس کی بجائے اگر یہ کوئی ایسا کام کرتا جس سے اس کی ضرورت پوری ہو جاتی تو بہتر تھا۔ اسی شب کی بات ہے عشاء کے بعد شیخ جنید نے اپنے

معمولات شب میں سے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا کسی کام میں جی نہیں لگتا تھا۔ آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوا۔ فرماتے ہیں جب آنکھ کھلی تو خواب میں اسی فقیر کو لایا گیا اور ایک دستر خوان بچھا ہوا ہے اور مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ تو اس کا گوشت کھا' تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اسی خواب میں مجھ پر ہوا کہ میں نے جو اس کے سلسلہ میں ایسا سوچا اس پر تنبیہ کی جا رہی ہے۔ میں نے عرض کیا اس کی غیبت نہ کی۔ ہاں! اس کے متعلق اپنے دل میں کچھ ایسا سوچا تھا۔ فرمایا: گیا ''تم ان لوگوں میں سے نہیں جن سے اس قدر بھی ہم گوارا کریں' جا اور اس بندے سے معافی مانگ۔'' شیخ فرماتے ہیں صبح میں اس کی تلاش میں نکلا۔ دریا کے کنارے سبزیاں دھونے والے جو پتے چھوڑ جاتے ہیں وہ انہیں چن رہا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ اس نے جواب دیا اور فوراً کہا: ''اے ابوالقاسم! کیا پھر ایسا کرو گے؟'' میں نے کہا' نہیں۔ کہا جاؤ اللہ ہمیں اور تمہیں معاف فرمائے۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(91)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جو سونے یا چاندی والا اس میں اس کا حق ادا نہیں کرتا اس کے لئے قیامت کے دن آگ کی چٹانیں بنائی جائیں گی اور ان کو جہنم کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا اور ان سے اس کے پہلو' پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا' جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ کر دیا جائے تو اس کو جنت یا دوزخ کا راستہ دکھا دیا جائے گا۔'' عرض کیا گیا یارسول اللہ! اونٹ والوں کا کیا حکم ہے؟ فرمایا:
''اونٹوں والا بھی جو ان میں سے ان کا حق ادا نہ کرے اور ان کے حق میں سے یہ بھی ہے کہ ان کو پانی پلانے کے دن ان کا دودھ نکال دے تو قیامت کے دن ایک ہموار زمین میں اس کو اوندھا لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ نہایت فربہ ہو کر آئے گا کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا جو اس کو اپنے کھروں سے نہ روندے اور منہ سے نہ کاٹے' جب اس پر سے سب سے پہلا گزر جائے گا تو دوسرا آ جائے گا پچاس ہزار سال کی مقدار والے دن میں یہاں تک کہ بندوں کا فیصلہ ہو جائے' پھر اس کو جنت یا دوزخ کا راستہ دکھایا جائے گا۔'' عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گائے اور بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''گائے اور بکری والوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا مگر یہ کہ قیامت کے دن اس کو ہموار زمین پر اوندھا لٹایا جائے گا اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا جو اس کو اپنے پاؤں سے نہ روندے اور وہ ایسی ہوں گی کہ کوئی ان میں مڑے ہوئے سینگ والی نہ ہوگی اور نہ سینگ کے بغیر ٹوٹی ہوئی' سب اس کو ماریں گی اپنے سینگوں سے جب پہلی

Marfat.com

اس پر سے گزر جائے گی تو دوسری آ جائے گی۔ یہی عذاب پچاس ہزار سال والے دن میں ہوتا رہے گا یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا تو اس کو جنت یا دوزخ کی راہ دکھائی جائے گی۔"

گھوڑے کی تین اقسام

عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: "گھوڑے کی تین اقسام ہیں، ایک مالک پر وبال ہے، دوسرا مالک کے لئے پردہ ہے، تیسرا مالک کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے، بہرحال جس کو آدمی نے دکھاوے کیلئے باندھ رکھا ہے فخر اور مسلمانوں کی دشمنی کے لئے تو یہ گھوڑا اس کے لئے بوجھ اور وبال ہے اور وہ جو اس کے لئے پردہ پوشی ہے وہ یہ ہے کہ جس آدمی نے اللہ کے راستہ میں وقف کر رکھا ہے پھر اس کی پشتوں اور گردنوں سے وابستہ اللہ کے حقوق بھی نہ بھولا ہو تو یہ گھوڑا مالک کے لئے عزت کا ذریعہ ہے اور باعث ثواب وہ گھوڑا ہے جس کو آدمی نے اللہ کے راستہ میں وقف رکھا ہو۔ اہل اسلام کے لئے سبزہ زار یا باغ میں تو یہ گھوڑے باغ یا سبزہ زار سے جو کچھ کھائیں گے تو ان کے کھانے کی تعداد کے مواقف اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی لید اور پیشاب کی مقدار کے لئے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک یا دو ٹیلوں پر چڑھ جائے تو اس کے قدموں کے نشانات اور لید کے برابر نیکیاں اللہ لکھ دیتا ہے اور جب اس کا مالک اس کو کسی نہر سے لے کر گزرتا ہے اور پانی پلانے کا ارادہ ہو تب بھی اللہ اس کے لئے پانی کے قطروں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھ دیتا ہے جو اس نے پیا۔" عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کا کیا حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گدھوں کے بارے میں سوائے ایک آیت کے کوئی احکام نازل نہیں ہوئے۔ وہ آیت بے مثل اور جمع کرنے والی ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○ یعنی جس نے ذرہ کے برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا اور جس نے ذرہ کے برابر بدی کی وہ بھی اسے دیکھے گا یعنی قیامت کے دن۔"

(مسلم الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، 987، داؤد 1658، ابن خزیمۃ 2252)

Marfat.com

(92)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پند ونصائح

حضرت سیدنا عمر بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے پاس اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ علیہ السلام کے جسم انور پر اون کا جبہ تھا اور ایک عام سی شلوار پہنی ہوئی تھی' ننگے پاؤں تھے اور سر پر بھی کوئی کپڑا وغیرہ نہیں تھا' آنکھوں سے آنسو رواں تھے' بھوک کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور پیاس کی شدت سے ہونٹ بالکل خشک ہو چکے تھے۔

آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو سلام کیا اور فرمایا: ''اے بنی اسرائیل! اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیا تمام تر نعمتوں کے ساتھ میرے قدموں میں آ جائے لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ اے بنی اسرائیل! تم دنیا کو ہمیشہ حقیر جانو' اسے کوئی وقعت نہ دو یہ خود تمہارے لئے نرم ہو جائے گی' تم دنیا کی مذمت کرو تمہارے لئے آخرت مزین ہو جائے گی' ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم آخرت کو پس پشت ڈال دو اور دنیا کی تعظیم و توقیر کرو' بے شک دنیا کوئی قابل احترام شے نہیں کہ اس کی تعظیم کی جائے۔ دنیا تو تمہیں ہر روز کسی نئی آفت یا نقصان کی طرف بلاتی ہے لہٰذا اس کے دھوکے سے بچو۔''

پھر فرمایا: ''اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ میرا گھر کہاں ہے؟'' لوگوں نے کہا: ''اے اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام! آپ کا گھر کہاں ہے؟'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''مساجد میری قیام گاہ ہیں' میری خوشبو اور عطریات پانی ہے' میرا بھوکا رہنا ہی میری شکم سیری ہے' میرے پاؤں میری سواری ہیں' رات کو چمکتا ہوا چاند میرا چراغ ہے' سخت سردیوں کی راتوں میں نماز پڑھنا میرا محبوب ترین عمل ہے' میرا کھانا خشک پتے وغیرہ ہیں' زمین کی گھاس اور

Marfat.com

نباتات میرے لئے پھلوں کی مانند ہیں، انہی سے جانوروں کو خوراک ملتی ہے، وہی سبزی اور نباتات میں کھالیتا ہوں، میرا لباس اون ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا میرا شعار ہے اور مساکین وفقراء میرے محبوب ترین رفقاء ہیں۔

آپ کے شب وروز

میں صبح اس حالت میں کرتا ہوں کہ میرے پاس دنیاوی اشیاء میں سے کوئی شے نہیں ہوتی اور ایسی ہی حالت میں شام کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی دنیاوی شے نہیں ہوتی لیکن پھر بھی میں اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ فلاں شخص اتنا مال دار ہے۔ میں اپنی اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش قسمت اور بہت زیادہ غنی سمجھتا ہوں (یعنی میں اس حال میں بھی اپنے رب کی رضا پر راضی ہوں)"

آپ علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام دنیا سے بہت زیادہ بے رغبت تھے، کبھی بھی دنیوی نعمتوں کو خاطر میں نہ لاتے۔ آپ علیہ السلام نے ایک ہی اون کے جبہ میں اپنی زندگی کے دس سال گزار دیئے، جب وہ جبہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے رسی سے باندھ لیتے۔ آپ علیہ السلام نے چار سال تک اپنے مبارک بالوں میں تیل نہ لگایا پھر چار سال بعد چربی کی چکنائی بالوں میں لگائی اور چربی کو تیل کی جگہ استعمال کیا۔

آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اے بنی اسرائیل! مساجد کو لازم پکڑ لو اور انہی میں پڑے رہو، تمہارے اصلی گھر تو تمہاری قبریں ہیں، دنیا میں تو تم ایک مہمان کی حیثیت سے ہو، عنقریب یہاں سے اپنے اصلی گھر (یعنی قبر) کی طرف چلے جاؤ گے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ پرندے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں، نہ تو وہ کھیتی اُگاتے ہیں نہ ہی فصل کاٹتے ہیں لیکن پھر بھی تمام جہانوں کا پروردگار انہیں رزق عطا فرماتا ہے۔ اے لوگو! جو کی روٹی کھا کر بسر اوقات کرو اور زمین کے نباتات اور سبزی وغیرہ کھا کر پیٹ بھر لیا کرو۔ اگر تم اتنی ہی دنیا پر قناعت کر لو تب بھی تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے اور اگر تم کثیر نعمتوں کے طلب گار بنو گے اور ان سے فائدہ اٹھاؤ گے تو پھر کس طرح ان نعمتوں کا شکر ادا کرو گے۔"

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں اپنا دوست اور رفیق رکھوں تو تم دنیاداروں سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرلو' مالداروں سے بالکل جدا رہو' اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر میں تمہیں اپنے ساتھ نہ رکھوں گا اور تمہارا رفیق نہ بنوں گا۔ بے شک تمہیں اپنے مقصد میں کامیابی اسی وقت ہوگی جب تم اپنی خواہشات کو ترک کردو گے' تم اس وقت تک اپنی پسندیدہ چیز کو حاصل نہیں کرسکتے جب تک تم ناپسندیدہ چیزوں پر صبر نہ کرو اور خبردار! بدنگاہی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ بدنگاہی کی وجہ سے دل میں شہوت ابھرتی ہے۔

خوش نصیب اور بدنصیب

خوشخبری ہے اس عظیم شخص کے لئے جس کی نظر اپنے دل پر ہوتی ہے' وہ سوچ سمجھ کر نظر اٹھاتا ہے اور اپنے دل کو نظر کے تابع نہیں کرتا بلکہ نظر کو دل کے تابع رکھتا ہے۔ افسوس ہے اس شخص پر جو دنیا کے لئے اتنی مشقتیں برداشت کرتا ہے حالانکہ یہ بے وفا دنیا اسے چھوڑ کر چلی جائے گی اور موت اسے دنیا سے جدا کردے گی' کتنا بے وقوف ہے وہ شخص جو دنیا کی فکر میں سرگرداں ہے اور دنیا اسے دھوکا دیتی جارہی ہے وہ دنیا پر اعتماد کرتا ہے اور دنیا اسے دھوکا دیتی ہے اور اس سے بے وفائی کرتی ہے۔

افسوس ہے ان لوگوں پر جو دنیا کے دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ عنقریب انہیں وہ چیز (یعنی موت) پہنچنے والی ہے جسے وہ ناپسند کرتے ہیں اور جس دن کا ان سے وعدہ لیا گیا ہے وہ دن (یعنی قیامت کا دن) ان سے بہت قریب ہے۔ جس چیز کو وہ پسند کرتے ہیں اور جو محبوب اشیاء ان کے پاس ہیں عنقریب وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اس دارفانی سے رخصت ہوجائیں گے۔

اے لوگو! تم فضول گوئی سے بچتے رہو' کبھی بھی ذکر اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نکالو ورنہ تمہارے دل سخت ہوجائیں گے' بے شک دل نرم ہوتے ہیں لیکن فضول گوئی انہیں سخت کردیتی ہے۔

اور جس شخص کا دل سخت ہوجائے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوجاتا ہے (یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہو تو اپنے دلوں کو سختی سے بچاؤ)۔ (عیون الحکایات)

اے ہمارے پاک پروردگار! ہمیں قساوتِ قلبی کی بیماری سے بچا اور ہمارے دلوں کو اپنی یاد سے معمور رکھ، فضول گوئی سے ہماری حفاظت فرما اور ہر وقت اپنا ذکر کرنے والی زبان عطا فرما۔

میں بے کار باتوں سے بچ کر ہمیشہ
کروں تیری حمد و ثنا یا الٰہی!

Marfat.com

(93)

عورتوں کی ذہانت کے واقعات

ایک دن ہارون رشید نے اپنے خدمت گاروں پر کچھ اشرفیاں نچھاور کیں۔ تمام لونڈیوں اور غلاموں نے لوٹیں مگر ایک حبشن لونڈی نے ان کی طرف کچھ بھی التفات نہ کیا۔ ہارون رشید نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا اے بادشاہ میں درہم ودینار کی پروانہیں کرتی، میں تو درہم ودینار والے کو چاہتی ہوں۔ وہ جس کے ہوگئے سب کچھ اسی کا ہے۔ ہارون رشید اس جواب سے اتنا خوش ہوا کہ اسے اپنے نکاح میں لے لیا۔

(نزہتہ المجالس، باب فضل الصلوٰۃ، 101/1)

☆......خلیفہ مہدی کے پاس جب خیزران نامی باندی کو پیش کیا گیا تو مہدی نے کہا: سب صحیح ہے لیکن تیری پنڈلیاں پتلی ہیں۔ باندی نے کہا، اے امیر المومنین! آپ میرے زیادہ محتاج ہیں۔ آپ ان کو نہ دیکھیں۔ مہدی کو اس کی بات پسند آئی اور خرید لیا۔ پھر اس سے مشہور بادشاہ خلیفہ ہارون رشید اور موسیٰ پیدا ہوئے۔ (تحفۃ العروس)

☆......شعبی نے کہا: میں نے ایک دیہاتی عورت سے سنا وہ اپنے بیٹے کو وصیت کر رہی تھی کہ اے بیٹا! اپنے راز کی حفاظت کر اور چغل خوری سے بچ اس لئے کہ چغل خوری محبت کو بگاڑ دیتی ہے اور کینہ پیدا کرتی ہے۔ (صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

☆......جب ایک اعرابی سے عورتوں کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے کہا: تمام عورتوں سے افضل وہ عورت ہے جب کھڑی ہو جائے تو تمام عورتوں سے بلند ہو، جب بیٹھ جائے تو تمام عورتوں سے بڑی ہو، جب بھی بولے سچ بولے، جب غصہ آئے تو برداشت کرے، جب ہنسے تو صرف مسکرائے، جب کوئی چیز بنائے تو سخاوت کرے، اپنے شوہر کی مطیع

Marfat.com

ہو اپنے گھر میں رہے اپنی قوم میں عزت والی ہو تکبر والی نہ ہو بچوں سے محبت کرنے والی ہو غرض اس کا ہر معاملہ قابل تعریف ہو۔ (صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

لاجواب کر دینے والی عورت

بغداد کے بازار میں ایک دکان میں پھل میوے اور پرندوں کا تلا ہوا گوشت بک رہا تھا۔اس وقت دکان پر ایک پری چہرہ عورت بیٹھی تھی۔ یہ منظر دیکھ کر ایک ادیب نے یہ آیات پڑھنا شروع کر دیں وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ . وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ . وَحُوْرٌ عِيْنٌ . كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ .

"اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے اور بڑی آنکھوں والی عورتیں جیسے حفاظت سے تہ کیے ہوئے آب دار موتی۔"

اس عورت نے یہ سن کر جواب دیا: جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ .

"یہ سب کچھ بدلہ ہے یعنی قیمت دو اور لے لو۔" (کتاب الاذکیا' 429)

☆...... عتبی نے ذکر کیا کہ ایک شاعر کا عورتوں پر گزر ہوا تو اس نے کہنا شروع کر دیا

ان النساء شیاطین خلقن لنا

نعوذ باللہ من شر الشیاطین

یعنی عورتیں ہمارے لئے شیطان پیدا کی گئی ہیں ہم شیاطین کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ان عورتوں میں سے ایک نے جواب دیا:

ان النساء ریاحین خلقن لکم

وکلکم تشتھوا شم الریاحین

"عورتیں تمہارے لئے گلدستہ پیدا کی گئی ہیں اور تم سب ہی پھولوں کے سونگھنے کی خواہش رکھتے ہو۔" (کتاب الاذکیاء لابن الجوزی)

دانش مند عورتیں

ایک شخص نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھا اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ

تیرے بارے میں تجھ کو اختیار دیتا ہوں۔ اس طرح عورت کو طلاق کا اختیار حاصل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ شخص پچھتایا تو بیوی نے اس سے کہا' دیکھئے آپ کے ہاتھ میں یہ اختیار بیس برس سے تھا۔ آپ نے اس کی اچھی طرح حفاظت کی اور اس کو برقرار رکھا تو کیا میں دن کی ایک گھڑی بھی ہرگز اس کی حفاظت نہ کر سکوں گی کہ جب وہ میرے ہاتھ پہنچ گیا ہے۔ اب میں اس کو آپ ہی کو واپس کرتی ہوں۔ اس کی گفتگو نے اس شخص کو حیرت میں ڈال دیا اور اس کو طلاق نہیں دی۔ (کتاب الاذکیا' ص 237)

☆...... جاحظ کہتے ہیں: ہم چند احباب کھانے کو بیٹھے تھے کہ ہم نے ایک بہت لمبے قد کی عورت دیکھی۔ میں نے اس کو چھیڑنے کے ارادے سے کہا: ''اتر آتا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھائے۔'' گویا کہ اس کا جسم ایک لمبی سیڑھی ہے جس پر کوئی عورت چڑھی ہوئی ہے۔ اس لمبی عورت نے جواب دیا تو ہی بلند ہو جا اے اسفل درجہ کے شخص یہاں تک کہ تو دنیا کو دیکھ لے۔ (کتاب الاذکیاء امام ابن الجوزی' ص 428)

Marfat.com

(94)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی دس جنتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دس سال بعد خاندانِ قریش میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وتربیت اس طرح ہوئی جس طرح سردارانِ قریش کے بچوں کی ہوا کرتی تھی۔ ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ یمن کے ایک بوڑھے عیسائی راہب نے ان کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دی اور یہ بتایا کہ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ منورہ کو ہجرت کریں گے۔ جب یہ یمن سے لوٹ کر مکہ مکرمہ آئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا جبکہ آپ سے پہلے ہی چند آدمی آغوشِ اسلام میں آئے تھے۔ چونکہ مسلمان ہوتے ہی آپ کے گھر والوں نے آپ پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑنا شروع کردیا اس لئے ہجرت کے لئے حبشہ چلے گئے پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور اپنا سارا مال واسباب چھوڑ کر بالکل خالی ہاتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے بازار کا رخ کیا اور چند ہی دنوں میں آپ کی تجارت میں اس قدر خیر وبرکت ہوئی کہ آپ کا شمار دولت مندوں میں ہونے لگا اور آپ نے قبیلہ انصار کی ایک خاتون سے شادی بھی کرلی۔

شجاعت وسخاوت

تمام اسلامی لڑائیوں میں آپ نے جان ومال کے ساتھ شرکت کی۔ جنگ احد میں یہ ایسی جان بازی اور سرفروشی کے ساتھ کفار سے لڑے کہ ان کے بدن پر اکیس زخم لگے تھے اور ان کے پاؤں میں بھی ایک گہرا زخم لگ گیا تھا جس کی وجہ سے یہ لنگڑا کر چلتے تھے۔ آپ

Marfat.com

کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ آپ کا تجارتی قافلہ جو سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا آپ نے اپنا یہ پورا قافلہ مع اونٹوں اور ان پر لدے ہوئے سامانوں کے خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔

ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو آپ نے چار ہزار درہم پیش کر دیا۔ دوسری مرتبہ چالیس ہزار درہم اور تیسری مرتبہ پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ پیش کر دیئے۔ بوقت وفات ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دیناروں کا صدقہ کیا اور جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے چار چار سو دینار کی وصیت فرمائی اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواجِ مطہرات کے لئے ایک باغ کی وصیت کی جو چالیس ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔ (مشکوۃ، ج9، ص567)

32ھ میں کچھ دن بیمار رہ کر بہتر سال کی عمر میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے اور ہمیشہ کے لئے سخاوت وشجاعت کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔

(عشرہ مبشرہ، ص229 تا235 واکمال، ص603 وکنزل العمال، ج15، ص204)

یوں تو آپ کی مقدس زندگی سراپا کرامت ہی کرامت تھی مگر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مسئلہ آپ نے جس طرح طے فرمایا وہ آپ کی باطنی فراست اور خداداد کرامت کا بڑا انمول نمونہ ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت:

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات چھ جنتی صحابہ کرام حضرت عثمان وحضرت علی وحضرت سعد بن ابی وقاص وحضرت زبیر بن العوام وحضرت عبدالرحمٰن بن عوف وحضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم کا نام لے کر یہ وصیت فرمائی کہ میرے بعد ان چھ شخصوں میں سے جس پر اتفاق رائے ہو جائے اس کو خلیفہ مقرر کیا جائے اور تین دن کے اندر خلافت کا مسئلہ ضرور طے کر دیا جائے اور ان تین دنوں تک حضرت صہیب رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں امامت کرتے رہیں۔ اس وصیت کے مطابق یہ چھ حضرات ایک مکان میں جمع ہو کر دو روز

Marfat.com

تک مشورہ کرتے رہے مگر یہ مجلس شوریٰ کسی نتیجہ پر نہ پہنچی۔ تیسرے دن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ جانتے ہو کہ آج تقررِ خلافت کا تیسرا دن ہے لہٰذا تم لوگ آج اپنے میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرلو۔ حاضرین نے کہا: اے عبدالرحمٰن! ہم لوگ تو اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکے۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو پیش کیجئے۔ آپ نے فرمایا: چھ آدمیوں کی یہ جماعت ایثار سے کام لے اور تین آدمیوں کے حق میں اپنے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمادیا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہوں۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنے حق سے کنارہ کش ہو گئے۔ آخر میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو اپنا حق دے دیا۔ اب خلافت کے حقدار حضرت عثمان و حضرت علی و حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم رہ گئے۔

اور ذوالنورین خلیفہ منتخب ہو گئے

پھر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عثمان و علی! میں تم دونوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہرگز ہرگز خلیفہ نہیں بنوں گا۔ اب تم دو ہی امیدوار رہ گئے ہو اس لئے تم دونوں خلیفہ کے انتخاب کا حق مجھے دے دو۔ حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انتخاب خلیفہ کا مسئلہ خوشی خوشی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد کر دیا۔ اس گفتگو کے مکمل ہو جانے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن مکان سے باہر نکل آئے اور پورے شہر مدینہ میں خفیہ طور پر گشت کر کے ان دونوں امیدواروں کے بارے میں رائے عامہ معلوم کرتے رہے پھر دونوں امیدواروں سے الگ الگ تنہائی میں یہ عہد لے لیا کہ اگر میں تم کو خلیفہ بنا دوں تو تم عدل کرو گے اور اگر دوسرے کو خلیفہ مقرر کر دوں تو تم اس کی اطاعت کرو گے۔ جب دونوں امیدواروں سے یہ عہد لے لیا تو پھر آپ نے مسجد نبوی میں آ کر یہ اعلان فرمایا: اے لوگو! میں نے خلافت کے معاملہ میں خود بھی کافی غور و خوض کیا اور اس معاملہ میں انصار و مہاجرین کی رائے عامہ بھی معلوم کرلی ہے۔ چونکہ رائے عامہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں زیادہ ہے اس لئے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر سب سے پہلے خود آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور آپ کے بعد حضرت علی اور

دوسرے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کر لی۔ اس طرح خلافت کا مسئلہ بغیر کسی اختلاف وانتشار کے طے ہو گیا جو بلاشبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ایک بہت بڑی کرامت ہے۔

(عشرہ مبشرہ، ص 231 تا 234 و بخاری، جلد 1، ص 524، مناقب عثمان)

مالداروں میں سے پہلا جنتی اور ازلی سعادت مند

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اول من یدخل الجنۃ من اغنیاء امتی عبدالرحمٰن بن عوف یعنی میری امت کے مال داروں میں سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں داخل ہوں گے۔ (کنز العمال، ج 12، ص 293)

☆...... حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بے ہوش ہو گئے اور کچھ دیر بعد جب وہ ہوش میں آئے تو فرمایا: ابھی ابھی میرے پاس دو بہت ہی خوفناک فرشتے آئے اور مجھ سے کہا: تم اس خدا کے دربار میں چلو جو عزیز وامین ہے۔ اتنے میں ایک دوسرا فرشتہ آ گیا اور اس نے کہا: ان کو چھوڑ دو۔ یہ تو جب اپنی ماں کے شکم میں تھے اسی وقت سے سعادت آگے بڑھ کر ان سے وابستہ ہو چکی ہے۔ (کنز العمال، ج 15، ص 203، مطبوعہ حیدر آباد)

Marfat.com

(95)

شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: (ایک غزوہ میں) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے شمار کر کے کلمہ گو لوگوں کی تعداد بتاؤ' یہ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کو ہمارے متعلق کچھ اندیشہ ہے حالانکہ اس وقت ہم چھ سو اور سات سو کے درمیان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نہیں جانتے شاید (آئندہ) تم کسی آزمائش میں ڈالے جاؤ۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایسا ہی ہوا اور نوبت یہاں تک آگئی کہ ہم میں سے ایک شخص کو نماز بھی چھپ چھپ کر پڑھنی پڑی۔ (مسلم' بخاری)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کھجور کے اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ آ کر یہ گواہی دے دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں (تو مانے گا) آپ نے آواز دی' فوراً وہ اترنے لگا اور اترتے اترتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ پڑا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس چلے جاؤ۔ وہ چلا گیا۔ یہ دیکھ کر دیہاتی مسلمان ہو گیا۔ (ترمذی)

☆...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ ایک دیہاتی سامنے آتا ہوا نظر آیا۔ جب وہ مجلس میں آ پہنچا تو آپ نے فرمایا: گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟ وہ بولا آپ کی اس بات پر کوئی اور بھی گواہی دے گا۔ آپ نے فرمایا:

Marfat.com

جی ہاں یہ کیکر کا درخت۔ وہ درخت وادی کے کنارے پر کھڑا تھا۔ آپ نے اس کو پکارا۔ وہ زمین کو پھاڑتا ہوا آپ کے سامنے آ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس سے تین بار گواہی طلب کی۔ اس نے تینوں بار یہ گواہی دی جیسا آپ نے فرمایا۔ بات اسی طرح ہے اس کے بعد وہ جہاں تھا وہیں واپس ہو گیا۔ (ترمذی)

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو دعوت اسلام دیتا اور وہ اس سے نفرت کرتی تھیں۔ ایک دن کا قصہ ہے کہ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مجھے ایسی بات سنائی جو مجھے بہت ناگوار گزری۔ میں روتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! اب تو دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما دے۔

حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا پر ان کے اسلام کی بشارت لئے ہوئے باہر نکلا۔ جب اپنے گھر کے دروازے کے قریب آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے۔ میری والدہ نے میرے پیروں کی آہٹ سنی اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں باہر رہنا۔ ادھر میں نے کچھ گرنے کی آواز سنی۔ میں ٹھہرا رہا۔ انہوں نے غسل فرما کر اپنا کرتہ پہنا اور جلدی میں سر پر اوڑھنی ڈالنی رہ گئی اور فوراً دروازہ کھول کر کلمہ شہادت پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ (تو میں ابھی غم کے آنسو بہاتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا یا اب) خوشی کے آنسو بہاتا ہوا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس پہنچا۔ آپ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور ان کے حق میں کلمات خیر فرمائے۔ (مسلم)

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا:

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی شان سے جو دعائے محمد

Marfat.com

کعبے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے

☆...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اور آپ چلے۔ آپ نے (بیت اللہ کے اندر جا کر) مجھ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور آپ میرے کاندھوں پر چڑھ گئے۔ میں آپ کو لے کر کھڑا ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ مجھے اٹھنے میں کچھ دشواری ہو رہی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے اور میرے سامنے خود بیٹھ گئے اور فرمایا: اچھا تو تم میرے کاندھوں پر چڑھ جاؤ۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں پر چڑھ گیا۔ یہ فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو لے کر کھڑے ہوئے تو مجھے اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں۔ اتنا اونچا ہوا کہ بیت اللہ پر پہنچ گیا اس وقت بیت اللہ میں پیتل یا تانبے کے بت رکھے ہوئے تھے۔ میں ان کو اپنے دائیں بائیں سامنے اور پیچھے اِٹھانے لگا یہاں تک کہ میں نے سب اٹھا لئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ان کو پھینک دو (میں نے پھینک دیا) اور وہ گر کر شیشے کی طرح چور چور ہو گئے۔ پھر میں اتر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی گھروں کی دیواروں میں چھپتے ہوئے واپس آ گئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار ہمیں دیکھ پائیں۔ (احمد)

کعبے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے
حضرت نے مسکرا کے پکارا علی علی

محمد ہمارے بڑی شان والے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ اونٹ آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا: یارسول اللہ! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانور اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں تو ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا: اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ اگر میں کسی کو یہ اجازت دیتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے تو عورت کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر اس کا شوہر اسے یہ حکم دے کہ وہ زرد پہاڑ کو سیاہ اور سیاہ کو زرد کی

Marfat.com

جگہ اٹھا کر رکھ دے تو یہ اس کا فرض ہوگا کہ وہ اس کام کے لئے بھی تیار ہو جائے۔

(مسند امام احمد)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں اس وقت حجر (حطیم) میں کھڑا ہوا تھا اور مسلم شریف میں ہے کہ قریش نے مجھ سے (بیت المقدس کے متعلق) ایسے ایسے سوالات کرنے شروع کئے جن کا مجھے اچھی طرح دھیان بھی نہ رہا تھا اس وقت مجھے ایسی سخت کوفت ہوئی کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت بیت المقدس میری آنکھوں کے سامنے کر دیا اور میں دیکھ دیکھ کر ان تمام باتوں کے جوابات ان کو دیتا رہا اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے اس طرح اٹھا کر رکھ دیا کہ میں اس کو دیکھنے لگا اور جس بات کو وہ مجھ سے دریافت کرتے تو فوراً دیکھ کر ان کو بتا دیتا۔

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں: انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ جب قریش نے میری تکذیب کرنی شروع کی اس وقت میں حطیم میں کھڑا تھا کہ حق تعالیٰ نے میرے اور بیت المقدس کے درمیان سب پردے اٹھا کر اس طرح سامنے کر دیا کہ میں اس کے ایک ایک نشان کی خبر دیکھ دیکھ کر ان کو دیتا رہا۔

(مشکوۃ' ص530)

Marfat.com

(96)

دنیا مختصر مدّت کے لئے ہے

(امام ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ہارون بن سفیان نے خبر دی' انہیں ابوعقبہ عباد بن موسیٰ بصری نے' انہیں محمد بن مسلم طائفی نے' وہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں' وہ عبید بن عمیر سے' انہوں نے فرمایا: دنیا ایک مختصر مدت کے لئے ہے اور آخرت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ (حلیۃ الاولیاء' 283/3)

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی' انہیں حکم بن یعلی نے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بقدر حاجت دنیا طلب کرنا یہ دنیا کی محبت نہیں اور جس مقدار سے تیری ضرورت پوری ہو سکے اسے بھی چھوڑ دینا ''زہد'' ہے جسے دنیا سے محبت ہو اور اس کے آنے سے خوشی ہو اس کے دل سے آخرت کا خوف نکل جاتا ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی' انہیں محاربی نے خبر دی' وہ سفیان سے روایت کرتے ہیں' سفیان فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: میرے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں لہٰذا تو اس میں رہ کر اللہ کے ڈر کو اپنی کشتی بنا اور اللہ کی ذات وصفات پر ایمان اس میں بھر لے اور اس کی ذات پر توکل کو بادبان بنا لے تو شاید تو بچ سکے مگر مجھے بچتا نظر نہیں آتا۔

☆......سلیمان بن یزید عدوی نے یہ اشعار کہے: (ترجمہ)

دنیا کی نعمتیں ختم ہوتی جا رہی ہیں
اور یہ بڑے بڑے حوادثات کیلئے چلا رہی ہے

یہ تو مہمان خانہ اور غربت کدہ ہے
جو دن بدن ختم ہوتا جا رہا ہے

(ایضاً)

آج اور کل میدان سبقت لے جانے والوں کے ہاتھ ہوگا

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حسن بن محبوب نے خبر دی' انہیں ابوزید فیض بن اسحٰق نے' انہیں فضیل بن عیاض نے' وہ عطا بن سائب سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے فرمایا: ہم لوگ سفر میں تھے۔ مدائن سے ایک فرسخ پہلے ہم نے پڑاؤ ڈالا۔ میرے والد ہاتھ پکڑ کر مجھے نماز جمعہ کے لئے لے گئے۔ ہم لوگ (مسجد میں) پہنچے تو دیکھا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ وہ فرما رہے تھے خبردار قیامت قریب آ چکی ہے۔ چاند دو ٹکڑے ہو چکا ہے۔ دنیا ختم ہونے والی ہے۔ آج اور کل میدان سبقت کرنے والوں کے ہاتھ رہے گا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا ابا جان! کیا کل لوگ دوڑ لگانے میں مقابلہ کریں گے؟ وہ فرمانے لگے بیٹے تو کتنا نادان ہے! اس سے تو عمل مراد ہے۔ آئندہ جمعہ بھی اسی قسم کی باتیں فرمائیں نیز یہ بھی فرمایا: انتہا جہنم ہوگی' سبقت لے جانے والا تو وہی ہے جو جنت کی طرف سبقت لے جائے۔

(حلیۃ الاولیاء' 280/1)

☆ ......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن یحیٰی بن ابو حاتم ازدی نے خبر دی' انہیں سعد بن یونس نے' وہ ابو عمرو شیبانی' وہ عمران بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں' وہ ہشام سے' وہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے' وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز تمام لوگ ننگے جمع کئے جائیں گے سوائے اہل زہد کے کہ انہیں لباس پہنایا جائے گا۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆ ......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن یحیٰی نے خبر دی' انہیں جعفر بن ابی جعفر نے' وہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہم نے اپنے ایک بھائی کے پاس لکھا اے میرے بھائی دنیا کی محبت کو خیر باد کہہ دے' کیونکہ دنیا کی محبت (اللہ کے اوامر و نواہی سے) بہرا اور گونگا کر دیتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء' 18/8)

Marfat.com

(97)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

ابو علی فضیل بن عیاض بن مسعود بشر تمیمی خراسانی بہت نامور محدث اور مشہور اولیاء میں سے ہیں۔ یہ پہلے بہت زبردست ڈاکو تھے۔ فضل بن موسیٰ کا بیان ہے کہ یہ ڈاکہ ڈالنے کیلئے کسی مکان کی دیوار پر چڑھے۔ اتفاق سے مالک مکان قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ ناگہاں فضیل بن عیاض نے یہ آیت سنی :

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یعنی کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی کے لئے نرم پڑ جائیں؟ یہ آیت فضیل بن عیاض کے کان میں پڑی اور تاثیر ربانی کا تیر بن کر دل میں چبھ گئی اور اتنا اثر ہوا کہ یہ خوف خداوندی سے کانپنے لگے اور بلا اختیار ان کے منہ سے نکل گیا کہ کیوں نہیں! اے میرے پروردگار! اب اس کا وقت آ گیا چنانچہ آپ روتے ہوئے دیوار سے اتر پڑے اور رات میں ایک سنسان گرے پڑے مکان کے کھنڈر میں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں ایک قافلہ آ کر ٹھہرا۔ قافلے والے آپس میں کہنے لگے کہ رات کو سفر مت کرو اور یہاں پر ٹھہر جاؤ کیونکہ فضیل بن عیاض ڈاکو اسی اطراف میں رہتا ہے۔ آپ قافلے والوں کی باتیں سن کر اور زیادہ رونے لگے۔ ہائے! افسوس میں کتنا بڑا گنہگار ہوں کہ میرے خوف سے امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے رات میں سفر نہیں کرتے اور گھروں میں عورتیں میرا نام لے کر بچوں کو ڈراتی ہیں۔ آپ نے اسی جگہ روتے روتے صبح کر دی اور سچی توبہ کر کے خدا سے یہ عہد کر لیا کہ اب ساری زندگی بیت اللہ شریف کی مجاوری اور عبادت میں گزاروں گا۔

Marfat.com

نامور ڈاکو مشہور محدث ولی بن گیا

چنانچہ پہلے آپ نے علم حدیث پڑھنا شروع کیا اور امام اعمش و امام جعفر صادق ومنصور وعبیداللہ بن عمرو وغیرہ اولیائے محدثین کی شاگردی اختیار کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ ایک صاحب فضیلت محدّث ہو گئے اور خود بھی حدیث کا درس شروع کر دیا۔ چنانچہ آپ کی درس گاہ حدیث میں تعلیم حاصل کرنے والے امام شافعی وعبداللہ بن مبارک وسفیان ثوری وسفیان بن عینیہ و یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ جیسے ائمہ حدیث ہوئے جو آسمان علم وفضل پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ خلیفہ بغداد ہارون رشید کہا کرتا تھا کہ میں نے علماء میں امام مالک سے زیادہ بارعب اور فضیل بن عیاض سے زیادہ بڑھ کر پرہیز گار کسی کو نہیں دیکھا۔

فضیل بن عیاض کے خادم اشعث کا بیان ہے کہ فضیل بن عیاض کے دل میں اس قدر خوف الٰہی تھا کہ اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے کہ حاضرین مجلس کو رحم آنے لگتا تھا۔ جس دن فضیل بن عیاض کا انتقال ہوا تو امام وکیع بول اٹھے کہ آج خوف الٰہی دنیا سے رخصت ہو گیا۔

آپ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں مستقل طور پر معتکف ہو گئے تھے اور آخر عمر میں درس حدیث بند کر کے حرم الٰہی میں عبادت گزاری اور رات دن گریہ وزاری کرنا آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔ بدن پر دو کپڑوں کے سوا کوئی سامانِ دنیا آپ کے پاس نہیں تھا اور اسی حالت میں محرم 187ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (تہذیب التہذیب وغیرہ)

(98)

خدا سے تعلق والے

شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کا گزر لکام پہاڑ پر ہوا۔ وہاں انار کے درخت دیکھ کر انہیں انار کھانے کی خواہش ہوئی۔ انہوں نے ایک انار توڑ کر کھایا تو بہت ترش تھا۔ وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دور پر انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے جسم پر بہت سی بھڑیں لپٹی ہوئی تھیں۔ انہوں نے سلام کیا۔ جواب ملا وعلیکم السلام یا ابراہیم' پوچھا: آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ جواب دیا جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس پر کچھ چھپا نہیں رہتا۔ میرے خیال میں آپ کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ہے۔ اگر آپ اس تعلق سے اپنے حق میں دعا کریں تو شاید وہ ان بھڑوں سے نجات دے۔ وہ بولے: جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہے۔ اگر آپ اس کے وسیلے سے دعا کرتے تو وہ آپ کو انار کی خواہش سے محفوظ رکھتا کیونکہ لذت انار کی سزا تو آخرت میں بھگتنا ہوگی اور ان بھڑوں کی تکلیف تو بس یہیں تک ہے پھر ختم ہو جائے گی۔

☆......فقراء کی ایک جماعت کے مرکز پر حضرت شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہوشیار' چالاک اور خوبصورت نوجوان کو دیکھا۔ حضرت شیخ نے حاضرین سے فرمایا: "یہ تو مجھے یہودی لگتا ہے۔" فقراء نے شیخ کی بات ناگواری سے سنی۔ شیخ جب وہاں سے چلے تو وہ نوجوان بھی ان کے ساتھ مجلس سے باہر نکلا مگر معاً پھر واپس جا کر لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ شیخ ابراہیم میرے بارے میں کیا کہہ رہے تھے۔ لوگوں نے بتانے سے احتراز کیا مگر جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو بات بتا دی۔ وہ نوجوان اسی وقت دوڑتا ہوا شیخ ابراہیم کی خدمت میں پہنچا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور کہا: "ہماری کتابوں میں ملتا ہے کہ

صدیق کی فراست غلط نہیں ہوتی۔ میں نے سوچا کہ مسلمانوں میں شامل ہو کر اس کی آزمائش کروں۔ فقراء کا یہ گروہ مجھے نظر پڑا تو میں نے سوچا کہ اگر صدیق کوئی ہوگا تو ان ہی میں ہوگا کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو ماسوی اللہ کو ترک کرتے ہیں چنانچہ جب میں شیخ ابراہیم کے روبرو ہوا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا اور میں نے بھی انہیں جان لیا کہ وہ مرتبہ صدیقیت پر فائز ہیں۔" وہ نوجوان آگے چل کر صوفیہ کبار میں سے ہوا۔

یہودی مسلمان ہو گیا

ایسا ہی واقعہ شیخ ابوالعباس مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ ان کے پاس ایک بوڑھا شخص آیا کرتا تھا اور نہایت میٹھی زبان میں اچھی باتیں کرتا رہتا تھا اور کہتا تھا دل میں آپ لوگ جیسا خیال رکھتے ہیں بلاتکلف کہہ دیں۔ ایک روز شیخ نے اپنے احباب کی مجلس میں اظہار کیا کہ یہ بوڑھا مجھے یہودی لگتا ہے تو ان کے دوست جریدی پر یہ بات بہت گراں گزری۔ شیخ ابوالعباس نے ایک روز خود اسی سے کہا: تمہارے کہنے کے مطابق تمہارے بارے میں اپنے خیال کا اظہار کرتا ہوں کہ تم یہودی ہو۔ یہ سن کر اس نے کچھ دیر سر جھکا کر رکھا پھر سر اٹھا کر کہا آپ نے سچ فرمایا اور اب میں آپ کے سامنے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرتا ہوں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس نے کہا: "میں نے تمام مذاہب کی چھان بین کی ہے۔ میرے دل میں یہ بات تھی کہ اگر سچائی ہوگی تو تمہارے ہی مذہب میں ہوگی۔ میں اس بات کا امتحان کر رہا تھا اور آج تم نے میرے گمان کو یقین میں بدل دیا۔"

نور خدا سے دیکھنے کا مطلب

امام الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "شیخ سری سقطی (میرے شیخ) مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگوں میں وعظ کیا کرو اور میں لوگوں کے سامنے تقریر کرنے سے ہچکچاتا تھا اور خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ ایک جمعہ کی شب میں سویا ہوا تھا کہ مجھے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم لوگوں کو نصیحت کرو۔ میں بیدار ہوا اور صبح کا انتظار کیے بغیر حضرت شیخ سری سقطی کے دروازے پر جا کر دستک دی۔ انہوں نے کہا: جب تک تم سے خود نہ فرمایا گیا تم نے

Marfat.com

میرے کہنے کا اعتبار نہیں کیا۔"

حضرت جنید بغدادی کا وعظ

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی صبح سے جامع مسجد میں اپنا وعظ شروع کر دیا۔ لوگوں میں یہ بات فوراً پھیل گئی کہ آج سے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرمائیں گے۔ وعظ کے دوران بھیس بدل کر ایک نصرانی جوان مجلس میں آیا اور کھڑے ہو کر سوال کیا "اے شیخ! بتائیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله (تبارک وتعالیٰ) کا کیا مطلب ہے؟" ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھا کرتا ہے۔ شیخ جنید نے اس کا سوال سنا تو چند لمحے کو سر جھکا لیا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا: "تو نصرانی ہے اور اب تیرا ایمان لانے کا وقت آن پہنچا ہے اسلام لے آ۔" وہ جوان اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(99)

جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو اونٹوں او گائیوں' بکریوں والا ان کا حق ادا نہ کرے تو قیامت کے دن ایک ہموار زمین پر بٹھایا جائے گا اور کھروں والا جانور اس کو اپنے کھروں سے روندے گا اور سینگوں والا اس کو اپنے سینگوں سے زخمی کرے گا۔ اس دن کوئی جانور بغیر سینگ اور ٹوٹے ہوئے سینگ والا نہ ہوگا۔'' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حق کیا ہے۔ فرمایا: ''اس کے نر کو چھوڑنا اور اس کے ڈول کسی کو بخش دینا پانی پر ان کا دودھ نکالنا اور اللہ کے راستے میں ان پر سواری کرانا اور کوئی مال والا جو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی صورت میں تبدیل کیا جائے گا جو اپنے مالک کا پیچھا کرے گا جہاں وہ جائے گا وہ اس کے پیچھے بھاگے گا' کہا جائے گا یہ تیرا وہ مال ہے جس پر تو بخل کیا کرتا تھا۔ جب وہ دیکھے گا کہ اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا تو وہ اس کے ہاتھ کو چبا ڈالے گا جیسا کہ نر اونٹ چبالیتا ہے۔''

(مسلم' الکسوف' باب اثم مانع الزکوٰۃ' 988)

☆...... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کے پاس لایا جائے گا جس کے سر کے پاس دو نقطے ہوں گے۔ قیامت کے دن اس کا طوق بنایا جائے گا پھر اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں'

Marfat.com

میں تیرا خزانہ ہوں' پھر قرآن کی آیت پڑھی اور وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا کیا اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں گے بلکہ یہ برا ہے اور قیامت کے دن یہی مال ان کے گلے کا طوق ہوگا۔" (بخاری' 1403)

آگ کے کنگن

ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی اور بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون سے پوچھا:

"کیا تم اس کی زکوۃ دیتی ہو؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے؟"

فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلِرَسُوْلِهٖ.

"چنانچہ اس عورت نے ان کو اتار دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا اور کہنے لگی کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔"

(سنن ابی داؤد' 1563' نسائی' 2481' ترمذی' 637' حسن)

اولاد اور شوہر صدقے کے زیادہ مستحق ہیں

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر حاضر ہوئیں۔ اجازت ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آج آپ نے صدقہ کا حکم دیا تھا اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی مگر (میرے شوہر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ خیال ہے کہ وہ اور ان کی اولاد اس صدقہ کے ان (مساکین) سے زیادہ مستحق ہیں جن پر صدقہ کروں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابن مسعود نے ٹھیک کہا ہے۔ تیرا شوہر اور اس کی اولاد تیرے صدقے کی زیادہ مستحق ہے۔" (بخاری' 1462)

Marfat.com

☆......سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا:

''جو زمین آسمانی بارش اور چشموں سے سیراب ہوتی ہو یا رطوبت والی ہو اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے (عشر ہے) اور جو زمین پانی کھینچ کر سیراب کی جاتی ہو اس میں بیسواں حصہ (نصف عشر) ہے۔'' (بخاری' 1483)

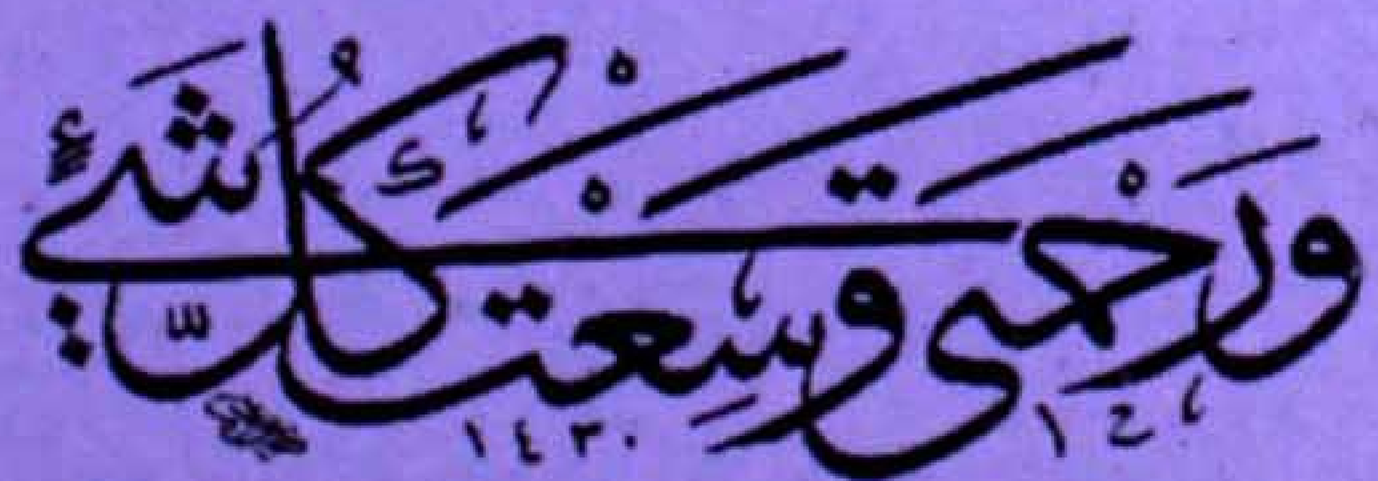

Marfat.com

(100)

شاید اِسی میں بھلائی ہو!

حضرت سیدنا اعمش بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ایک نیک شخص کسی جنگل میں رہا کرتا تھا۔ اس مرد صالح کے پاس ایک مرغ' ایک گدھا اور ایک کتا تھا۔ مرغ صبح سویرے اسے نماز کے لئے جگاتا' گدھے پر وہ پانی اور دیگر سامان لاد کر لاتا اور کتا اس کے مال ومتاع اور دیگر چیزوں کی رکھوالی کرتا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ اس کے مرغ کو ایک لومڑی کھا گئی۔ جب اس نیک شخص کو معلوم ہوا تو اس نے کہا: میرے لئے اس میں بہتری ہوگی (یعنی وہ اپنے رب کی رضا پر راضی رہا اور صبر کا دامن نہ چھوڑا) لیکن گھر والے اس سے بہت پریشان ہوئے کہ ہمارا نقصان ہوگیا۔ چند دن کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ان کے گدھے کو چیر پھاڑ ڈالا۔ جب گھر والوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور آہ وزاری کرنے لگے کہ ہمارا بہت بڑا نقصان ہو گیا۔

لیکن اس نیک شخص نے کوئی بے صبری والے جملے زبان سے نہ نکالے بلکہ کہا کہ اس گدھے کے مر جانے ہی میں ہماری عافیت ہوگی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد کتے کو بھی بیماری نے آلیا اور وہ بھی مر گیا لیکن اس صابر وشاکر شخص نے پھر بھی بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ نہ کیا بلکہ وہی الفاظ دہرائے کہ اس کے ہلاک ہو جانے میں ہی عافیت ہوگی۔

اور اسی میں بھلائی تھی

وقت گزرتا رہا۔ کچھ دنوں بعد دشمنوں نے رات کو اس جنگل کی آبادی پر حملہ کیا اور ان تمام لوگوں کو پکڑ کر لے گئے جو اس جنگل میں رہتے تھے۔ ان سب کی قید کا سبب یہ بنا کہ ان

کے پاس جانور وغیرہ موجود تھے جن کی آواز سن کر دشمن متوجہ ہو گیا اور دشمنوں نے جانوروں کی آواز سے ان کی رہائش کی جگہ معلوم کر لی پھر ان سب کو ان کے مال و اسباب سمیت قید کر کے لے گئے۔

لیکن وہ نیک شخص اور اس کا ساز و سامان سب بالکل محفوظ رہا کیونکہ اس کے پاس کوئی جانور ہی نہ تھا جس کی آواز سن کر دشمن اس کے گھر کی طرف آتے۔ اب اس نیک مرد کا یقین اس بات پر مزید پختہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔

(عیون الحکایات)

Marfat.com

(101)

نرالی تدبیر

ایک دولت مند شخص اہواز میں رہتا تھا۔ اس کی ایک بیوی بھی تھی۔ ایک مرتبہ وہ بصرہ گیا تو وہاں ایک دوسری عورت سے بھی نکاح کر لیا جس کا اہواز والی پہلی بیوی کو کوئی علم نہ تھا۔ اس نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ سال میں ایک یا دو دفعہ اس دوسری بیوی کے پاس بصرہ جاتا تھا اور بصرہ والی بیوی کا چچا اس شخص سے خط و کتابت کیا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایسا ہوا کہ بصرہ والی بیوی کے چچا کا خط اہواز والی بیوی کے ہاتھ لگ گیا جس سے اسے حقیقت حال کا علم ہو گیا تو اس نے یہ تدبیر کی کہ اپنے ایک رشتہ دار سے جو بصرہ میں تھا اس مضمون کا خط لکھوا کر شوہر کے نام بھجوایا کہ آپ کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے یہاں پہنچئے۔ جب یہ خط اہواز میں اس کو ملا تو اس نے پڑھ کر سفر کی تیاری شروع کر دی۔ پھر اہواز والی بیوی نے کہا: میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا دل کہیں اور لگا ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ بصرہ میں کوئی اور بیوی آپ کی موجود ہے۔ اس نے کہا: معاذ اللہ۔ عورت نے کہا: میں اتنا کہنے سے مطمئن نہیں ہو سکتی بغیر اس قسم کے کہ آپ یہ حلف کریں کہ میرے سوا جو بھی آپ کی بیوی ہو غائب ہو یا حاضر ہو اس پر طلاق ہو۔ اس دولت مند شخص نے یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا انتقال ہی ہو گیا ہے یہ حلف لے لیا پھر اس کی اہواز والی بیوی نے کہا: اب آپ کو سفر کی ضرورت نہیں رہی اب وہ عورت آپ سے الگ ہو چکی ہے حالانکہ وہ زندہ ہے۔

(کتاب الاذکیاء امام ابن جوزی ص 438)

Marfat.com

(102)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابواسحاق ہے اور خاندان قریش کے ایک بہت ہی نامور شخص ہیں جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ یہ ابتدائے اسلام ہی میں جب کہ ابھی ان کی عمر سترہ برس کی تھی، دامن اسلام میں آ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار پر تیر چلایا اور ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر اس حال میں جہاد کیا کہ ہم لوگوں کے پاس سوائے ببول کے پتوں اور ببول کی پھلیوں کے کوئی کھانے کی چیز نہ تھی۔ (مشکوٰۃ، ج 2، ص 567)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ.

''اے اللہ ان کے تیر کے نشانہ کو درست فرما دے اور ان کی دعا کو مقبول فرما۔''

خلافت راشدہ کے زمانے میں بھی یہ فارس اور روم کے جہادوں میں سپہ سالار رہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا۔ پھر اس عہدہ سے معزول کر دیا اور یہ برابر جہادوں میں کفار سے کبھی سپاہی بن کر اور کبھی اسلامی لشکر کے سپہ سالار بن کر لڑتے رہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امیر المومنین ہوئے تو انہوں نے دوبارہ ان کو کوفہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب مقام ''حقیق'' میں اپنا ایک گھر بنا کر اس میں رہتے تھے اور 55ھ میں جب کہ ان کی عمر شریف پچھتر برس

Marfat.com

کی تھی اسی مکان کے اندر وصال فرمایا۔آپ نے وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں میرا اون کا وہ پرانا جبہ ضرور پہنایا جائے جس کو پہن کر میں نے جنگ بدر میں کفار سے جہاد کیا تھا۔ چنانچہ وہ جبہ آپ کے کفن میں شامل کیا گیا۔لوگ فرطِ عقیدت سے آپ کے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر مقام ''حقیق'' سے مدینہ منورہ لائے اور حاکم مدینہ مروان بن الحکم نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کی قبر منور بنائی۔

''عشرہ مبشرہ'' یعنی جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابیوں میں سے یہی سب سے اخیر میں دنیا سے تشریف لے گئے اور ان کے بعد دنیا عشرہ مبشرہ کے ظاہری وجود سے خالی ہوگئی مگر زمانہ ان کی برکات سے ہمیشہ ہمیشہ مستفیض ہوتا رہے گا۔

(اکمال فی اسماء الرجال وتذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 22 وغیرہ)

آپ کی کرامتوں میں سے چند کرامات مندرجہ ذیل ہیں۔

بدنصیب بوڑھا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کوفہ کے کچھ لوگ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایات لے کر امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار خلافت مدینہ منورہ میں پہنچے۔حضرت امیر المومنین نے ان شکایات کی تحقیقات کے لئے چند معتمد صحابیوں کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور یہ حکم فرمایا: کوفہ کی ہر مسجد کے نمازیوں سے نمازوں کے بعد یہ پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیسے آدمی ہیں؟ چنانچہ تحقیقات کرنے والوں کی اس جماعت نے جن جن مسجدوں میں نمازیوں کو قسم دے کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو تمام مسجدوں کے نمازیوں نے ان کے بارے میں کلمہ خیر کہا اور مدح وثناء کی مگر ایک مسجد میں فقط ایک آدمی جس کا نام ''ابوسعدہ'' تھا اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی تین شکایتیں پیش کیں اور کہا: لَا یَقْسِمُ بِالسَّوِیَّةِ وَلَا یَسِیْرُ بِالسَّرِیَّةِ وَلَا یَعْدِلُ فِی الْقَضِیَّةِ یعنی یہ مال غنیمت برابری کے ساتھ تقسیم نہیں کرتے اور خود لشکروں کے ساتھ جہاد میں نہیں جاتے اور مقدمات کے فیصلوں میں عدل نہیں کرتے۔

Marfat.com

حضرت کی بد دُعا لگ گئی

یہ سن کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فوراً ہی یہ دعا مانگی۔ اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی عمر لمبی کر دے اور اس کی محتاجی کو دراز کر دے اور اس کو فتنوں میں مبتلا کر دے۔ عبدالملک بن عمیر تابعی کا بیان ہے کہ اس دعا کا میں نے یہ اثر دیکھا کہ "ابو سعدہ" اس قدر بوڑھا ہو چکا تھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں بھویں اس کی دونوں آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں اور وہ در بدر بھیک مانگ کر انتہائی فقیری اور محتاجی کی زندگی بسر کرتا تھا اور اس بڑھاپے میں بھی وہ راہ چلتی جوان جوان لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور ان کے بدن میں چٹکیاں بھرتا پھرتا تھا اور جب کوئی اس سے اس کا حال پوچھتا تو وہ کہا کرتا تھا کہ میں کیا بتاؤں میں ایک بڈھا ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہوں کیونکہ مجھ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بد دعا لگ گئی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج 2، ص 865 بحوالہ بخاری و مسلم وبیہقی)

دشمن صحابہ کا انجام:

ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کے الفاظ بکنے لگا۔ آپ نے فرمایا: تم اپنی اس خبیث حرکت سے باز رہو ورنہ میں تمہارے لئے بد دعا کر دوں گا۔ اس گستاخ و بے باک نے کہہ دیا کہ مجھے آپ کی بد دعا کی کوئی پروا نہیں۔ آپ کی بد دعا سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ یہ سن کر آپ کو جلال آ گیا اور آپ نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! اگر اس شخص نے تیرے پیارے نبی کے پیارے صحابیوں کی توہین کی ہے تو آج ہی اس کو اپنے قہر و غضب کی نشانی دکھا دے تاکہ دوسروں کو اس سے عبرت حاصل ہو۔ اس دعا کے بعد جیسے ہی وہ شخص مسجد سے باہر نکلا تو بالکل ہی اچانک ایک پاگل اونٹ کہیں سے دوڑتا ہوا آیا اور اس کو دانتوں سے پچھاڑ دیا اور اس کے اوپر بیٹھ کر اس قدر زور سے دبایا کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر لوگ دوڑ دوڑ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دینے لگے کہ آپ کی دعا مقبول ہو گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دشمن ہلاک ہو گیا۔

(دلائل النبوۃ، ج 3، ص 207 و حجۃ اللہ علی العالمین، ج 2، ص 866)

گستاخ کی زبان کٹ گئی:

جنگ قادسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلامی لشکروں کے سپہ سالار تھے لیکن آپ زخموں سے نڈھال تھے اس لئے میدان جنگ میں نکل کر جنگ نہیں کر سکے بلکہ سینے کے نیچے ایک تکیہ رکھ کر اور پیٹ کے بل لیٹ کر فوجوں کی کمان کرتے رہے۔ بڑی خونریز اور گھمسان کی جنگ کے بعد جب مسلمانوں کو فتح مبین ہوگئی تو ایک مسلمان سپاہی نے یہ گستاخی اور بے ادبی کی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے ان کی شان میں ہجو اور بے ادبی کے اشعار لکھ ڈالے جو یہ ہیں:

نُقَاتِلُ حَتّٰی یُنْزِلَ اللّٰہُ نَصْرَہٗ
وَسَعْدٌ بِبَابِ الْقَادِسِیَّۃِ مُعْصَمُ

''ہم لوگ جنگ کرتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی مدد نازل فرما دیتا ہے اور حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کا یہ حال ہے کہ وہ قادسیہ کے پھاٹک پر محفوظ ہو کر بیٹھے ہی رہتے ہیں۔''

فَاُبْنَا وَقَدْ اٰمَتْ نِسَاءٌ کَثِیْرَۃٌ
وَنِسْوَۃُ سَعْدٍ لَیْسَ فِیْھِنَّ اَیِّمُ

''ہم جنگ سے واپس آئے تو بہت سی عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں، لیکن سعد کی کوئی بیوی بھی بیوہ نہیں ہوئی۔''

اس دل خراش ہجو سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قلب نازک پر بڑی زبردست چوٹ لگی اور آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! اس شخص کی زبان اور ہاتھ کو میری ہجو کرنے سے روک دے۔ آپ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ یکایک کسی نے اس گستاخ سپاہی کو اس طرح تیر مارا کہ اس کی زبان کٹ کر گر پڑی اور اس کا ہاتھ بھی کٹ گیا۔ وہ شخص ایک لفظ بھی نہ بول سکا اور اس کا دم نکل گیا۔

(دلائل النبوۃ، ج 3، ص 207، والبدایہ والنہایہ، ج 7، ص 45)

☆......ایک عورت کی یہ عادت بد تھی کہ وہ ہمیشہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

عنہ کے مکان میں جھانک جھانک کر آپ کے گھریلو حالات کی جستجو تلاش کیا کرتی تھی۔ آپ نے بار بار اس کو سمجھایا اور منع کیا مگر وہ کسی طرح باز نہیں آئی۔ یہاں تک کہ ایک دن نہایت جلال میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ "تیرا چہرہ بگڑ جائے۔" ان لفظوں کا یہ اثر ہوا کہ اس عورت کی گردن گھوم گئی اور اس کا چہرہ پیٹھ کی طرف ہو گیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج 2، ص 866 بحوالہ ابن عساکر)

ایک خارجی کی ہلاکت:

ایک گستاخ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یہ سن کر رنج و غم میں ڈوب گئے اور جوش میں آ کر یہ دعا کر دی کہ یا اللہ! اگر یہ تیرے اولیاء مین سے ایک ولی کو گالی دے رہا ہے تو اس مجلس کے برخاست ہونے سے قبل ہی اس شخص کو اپنا قہر و غضب دکھا دے۔ آپ کی زبان اقدس سے اس بددعا کا نکلنا تھا کہ اس مردود کا گھوڑا بدک گیا اور وہ پتھروں کے ڈھیر میں منہ کے بل گر پڑا اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، ج 2، ص 886 بحوالہ حاکم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا ان پانچ کراموں سے ہم کو دو سبق ملتے ہیں:

اول یہ کہ محبوبانِ بارگاہِ الٰہی یعنی انبیاء و صدیقین اور شہداء کرام و صالحین کی شان میں ادنیٰ درجے کی گستاخیاں بھی بہت ہی خطرناک اور ہلاکت آفریں بلائیں ہیں۔ ان بزرگوں کی بددعا اور پھٹکار اور ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی یہ قہر الٰہی کا سگنل ہے۔ ان خدا کے مقدس اور محبوب بندوں کی ذرا سی بھی بے ادبی کو خداوند قدوس کی شان قہاری و جباری معاف نہیں فرماتی بلکہ ضرور ان گستاخوں کو دونوں جہان کے عذاب میں گرفتار کر دیتی ہے۔

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں، علماء، اولیاء اور تمام صالحین کی بددعائیں بہت ہی خطرناک اور ہلاکت آفرین بلائیں ہیں۔ ان بزرگوں کی بددعا اور پھٹکار وہ تلوار ہے جس کی کوئی ڈھال نہیں اور یہ تباہی و بربادی کا وہ زہر آلود تیر ہے جس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ زندگی بھر ہر ہر قدم پر یہ دھیان رکھے کہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی شان میں ذرہ بھر بھی بے ادبی نہ ہونے پائے اور بزرگان دین میں سے کسی کی بھی

Marfat.com

بد دعا نہ لے بلکہ ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہے کہ خدا کے نیک بندوں کی دعائیں ملتی رہیں کیونکہ بندوں کی بد دعائیں بربادی کا خوفناک سگنل اور ان کی دعائیں آبادی کا شیریں پھل ہیں۔

ساٹھ ہزار کا لشکر دریا میں:

جنگ فارس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے۔ دوران سفر راستہ میں دریائے دجلہ کو پار کرنے کی ضرورت پیش آ گئی اور کشتیاں موجود نہیں تھیں۔ آپ نے لشکر کو دریا میں چلنے کا حکم دے دیا اور خود سب سے آگے آگے آپ یہ دعا پڑھتے ہوئے دریا پر چلنے لگے نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ لوگ آپس میں بلا جھجک ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے گھوڑوں والے گھوڑوں پر سوار' اونٹوں والے اونٹوں پر سوار' پیدل چلنے والے پاپیادہ' اپنے اپنے سامانوں کے ساتھ دریا پر اس طرح چلنے لگے جس طرح میدانوں میں قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ عثمان نہدی تابعی کا بیان ہے کہ اس موقع پر ایک صحابی کا پیالہ دریا میں گر پڑا تو دریا کی موجوں نے اس پیالہ کو کنارے پر پہنچا دیا اور ان کو ان کا پیالہ مل گیا۔ اس لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار پاپیادہ اور سوار کی تھی۔

(دلائل النبوۃ' ج 3' ص 209 وطبری' ج 4' ص 171)

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ دریا بھی اولیاء اللہ کے احکام کا فرماں بردار ہے اور ان اللہ والوں کی حکومت خداوند قدوس کی عطا سے جس طرح خشکی پر ہے اسی طرح دریاؤں پر بھی ان کی حکومت کا سکہ چلتا ہے۔ کاش! وہ بد عقیدہ لوگ جو اولیاء کرام کے ادب واحترام سے محروم اور ان بزرگوں کی خداداد طاقتوں اور ان کے تصرفات کی قدرتوں کے منکر ہیں ان روایات کو بغور پڑھتے اور ان روشنی کے میناروں سے ہدایت کا نور حاصل کرتے۔

ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رحمۃ اللہ علیہ کی اسی کرامت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی نظم میں یہ شعر لکھا ہے:

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

Marfat.com

نعرۂ تکبیر سے زلزلہ:

جنگ قادسیہ میں فتح حاصل ہو جانے کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ''حمص'' پر چڑھائی کی۔ یہ رومیوں کا بہت ہی مضبوط قلعہ تھا۔ بادشاہ روم نے اس شہر کی حفاظت کے لئے ایک بہت ہی زبردست فوج بھیجی تھی مگر جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس شہر کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے لشکر کو حکم فرمایا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا بلند آواز سے نعرہ ماریں چنانچہ جب پوری فوج نے ایک ساتھ نعرہ مارا تو اس شہر میں اس زور کا زلزلہ آ گیا کہ تمام عمارتیں ہلنے لگیں۔ پھر دوسری مرتبہ نعرہ مارا تو قلعہ اور شہر کی دیواریں گرنے لگیں اور رومی فوج پر ایسی دہشت سوار ہوگئی کہ وہ ہتھیار بھی نہ اٹھا سکی بلکہ ایک گراں قدر رقم بطور جزیہ کے دے کر رومیوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔

(ازالۃ الخفاء' مقصد 2' ص 59)

کلمہ طیبہ اور تکبیر کا نعرہ ہر شخص لگا سکتا ہے مگر تجربہ یہ ہے کہ اگر اس زمانے کے لاکھوں مسلمان بھی ایک ساتھ مل کر یہ نعرہ ماریں تو گھاس کا ایک پتہ اور بھس کا ایک تنکا بھی نہیں ہل سکتا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس نعرہ سے پتھروں کی چٹانوں سے بنے ہوئے محلات اور قلعے چکنا چور ہو کر زمین پر بکھر گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ کلمہ تکبیر کے الفاظ و معانی میں تو ذرہ برابر بھی فرق نہیں ہے لیکن اللہ والوں کی زبانوں' آوازوں اور لہجوں میں اور ہماری زبانوں' آوازوں اور لہجوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کہاں وہ اللہ کے نیک اور پاکباز بندے اور کہاں ہم دلوں کے میلے اور زبانوں کے گندے؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک ہی آیت' ایک ہی دعا' ایک اللہ والا پڑھ دے تو اس کی تاثیر کچھ اور ہوتی ہے اور ایک گناہوں والا پڑھ دے تو اس کی تاثیر کچھ اور ہوتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے:

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

Marfat.com

الفاظ ومعانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

(بال جبریل)

بہر حال اس نکتہ سے ہرگز ہرگز غافل نہیں رہنا چاہئے کہ اولیاء کرام اور عام انسانوں میں بہت بڑا فرق ہے جو لوگ صرف پانچ وقت نماز پڑھ کر اولیاء کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتے پھرتے ہیں خدا کی قسم یہ لوگ گمراہی کے اتنے گہرے اور اس قدر اندھیرے غار میں گر پڑے ہیں کہ انہیں نہ تو توفیق الٰہی کی سیڑھی مل سکتی ہے نہ وہاں تک آفتاب ہدایت کی روشنی پہنچ سکتی ہے۔ خداوند کریم ان گمراہوں کے قرب اور ان کے مکروفریب کے کالے جادو سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین

عمر دراز ہو گئی:

ایک شخص نہایت ہی خطرناک اور جان لیوا بیماری میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا۔ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا اور رو رو کر فریاد کرنے لگا اے صحابی میرے بچے ابھی بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں، میرے مرنے کے بعد ان کی پرورش کرنے والا مجھے کوئی نظر نہیں آتا لہٰذا آپ یہ دعا کر دیجئے کہ ان بچوں کے بالغ ہونے تک زندہ رہوں۔ آپ کو اس مریض کے حال زار پر رحم آ گیا اور آپ نے اس کی تندرستی اور سلامتی کے لئے دعا کر دی تو وہ شخص شفایاب ہو گیا اور بیس برس تک زندہ رہا حالانکہ کسی کو بھی امید نہیں تھی کہ وہ اس بیماری سے بچ کر زندہ رہ سکے گا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج 2، ص 866 بحوالہ بیہقی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ان کرامتوں میں آپ نے ان کی بددعاؤں کا ثمرہ بھی دیکھ لیا اور ان کی دعاؤں کا جلوہ بھی دیکھ لیا۔ اس لئے اس سے سبق حاصل کیجئے اور ہمیشہ اللہ والوں کی بددعاؤں سے بچتے رہئے اور ان بزرگوں سے ہمیشہ نیک دعاؤں کی بھیک مانگتے رہئے۔ اگر آپ کا یہ طرز عمل رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ زندگی بھر آپ سعادت اور خوش بختی کے بادشاہ بنے رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(103)

بحیرہ راہب کا حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ جناب ابو طالب ملک شام کے ارادہ سے نکلے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سفر میں ان کے ساتھ تھے اور قریش کے کچھ اور بڑے لوگ بھی تھے۔ جب یہ قافلہ بحیرا کے پاس پہنچا جو اس وقت نصرانیوں کا بڑا درویش تھا تو یہاں آ کر انہوں نے اپنے کجاوے کھول دیئے اور اس سے قبل جب کبھی ان کا گزر اس طرف سے ہوتا تو یہ درویش کبھی ان کے پاس نہ آتا اور نہ ان کی طرف کوئی توجہ دیتا۔ اس مرتبہ خلاف معمول وہ نکل کر ان کے پاس آ گیا۔ لوگ بھی اپنے کجاوے کھولنے میں مشغول تھے۔ یہ قافلہ کے درمیان گھس کر کچھ ٹٹولنے لگا یہاں تک کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص ہیں جو تمام جہانوں کے سردار ہیں۔ یہ وہ ہیں جو سارے جہانوں کے پروردگار کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس پر قریش کے مشائخ نے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا: جب تم لوگ اس گھاٹی کے قریب پہنچے تو نہ کوئی درخت ایسا رہا اور نہ کوئی پتھر جو سرنگوں نہ ہو گیا اور جمادت و نباتات نبی کے علاوہ کسی اور کے لئے اس طرح سرنگوں نہیں ہوا کرتے اور ان کو تو میں نے ایک اور خاص علامت سے بھی پہچانتا ہوں یعنی مہر نبوت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ کی باریک ہڈی کے نیچے سیب کے سے انداز کی ہے۔ اس کے بعد وہ واپس آ گیا اور اس نے ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔

بادل آپ پہ سایہ کناں ہو گیا

جب وہ کھانا لے کر آیا تو آپ اس وقت اونٹ چرانے نکل گئے تھے۔ اس نے کہا:

کسی کو آپ کے پاس بھیج دو۔ آپ تشریف لائے تو آپ کے اوپر ایک بادل سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب آپ لوگوں کے بالکل پاس تشریف لے آئے تو سب لوگ آپ سے پہلے درخت کے سایہ میں جا چکے تھے۔ جب آپ آ کر بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک گیا؟ اس درویش نے کہا: دیکھو ذرا درخت کے سایہ کو دیکھو کیسا آپ کی طرف جھک گیا۔

ابھی یہ درویش ان کے پاس کھڑے یہ اصرار کر ہی رہے تھے کہ آپ کو وہ اپنے ہمراہ نہ لے جائیں کیونکہ وہ لوگ آپ کو دیکھ پائیں گے تو آپ کی خاص علامت کی وجہ سے آپ کو پہچان جائیں گے اور آپ کے قتل کے درپے ہو جائیں گے۔ اس نے جو رخ بدلا کیا دیکھتا ہے کہ سات آدمی روم سے آ رہے ہیں۔ درویش نے ان کا استقبال کیا اور پوچھا آپ لوگ کیوں آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: اس لئے کہ وہ نبی امی اسی مہینہ میں اپنے وطن سے باہر نکلنے والا ہے کوئی راستہ ایسا نہیں رہا جس پر لوگ نہ بھیجے گئے ہوں اور ہم کو اطلاع ملی ہے کہ وہ آپ کے اسی راستہ پر ہیں۔ درویش نے کہا: ذرا بتاؤ تو سہی جس بات کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرما چکا ہو کہ وہ پوری کر دے پھر لوگوں میں وہ کون ہے جو اس کو ٹال سکتا ہو۔ یہ سن کر وہ لوگ اس کی بات مان گئے اور کچھ دن اس کے ہاں قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد اس درویش نے کہا: ارے عرب کے لوگو قسم کھا کر بتاؤ تم میں سے اس کا ولی کون ہے۔ ابوطالب بولے میں۔ اس پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی پر برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے آپ کو مکہ مکرمہ واپس کر دیا اور رخصت کے وقت درویش صاحب نے آپ کے ساتھ زادِ راہ کے لئے کچھ زیتون اور چپاتیاں پیش کیں۔ (ترمذی وغیرہ)

وہ درخت آج بھی صحیح سلامت اور ہرا بھرا ہے:

ابھی چند دن پہلے نوائے وقت اخبار میں اس درخت کی تصویر اور نیٹ پہ بھی آئی، جس کے سائے میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا۔ اس بارے میں خورشید ربانی صاحب کا مضمون (صحابی درخت) قدرے تکرار کے باوجود برائے ازدیادِ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ یہ بات اپنی جگہ محل نظر ہے کہ درخت کو صحابی رسول کہا بھی جا سکتا ہے یا نہیں۔ قارئین کرام کی نذر کیا جا رہا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والے اس مبارک درخت کو دریافت کر

Marfat.com

لیا گیا ہے جس کو ساڑھے 14 سو سال قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس ''زندہ صحابی درخت'' کی موجودگی کا انکشاف اردن کی اس دستاویزی فلم کے ذریعے ہوا جسے دنیا بھر میں پذیرائی نصیب ہوئی۔ یہ مبارک درخت وہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت نصیب ہوئی اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت کا اعزاز یوں پایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کناں رہا یعنی اپنی محبت کی چھاؤں نور نبوت پر نچھاور کرتا رہا۔ ترمذی شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت 12 سال کے تھے جب انہوں نے حضرت ابوطالب کے ساتھ شام کے سفر میں شریک ہونے کی خواہش ظاہر کی اور جس کا احترام کیا گیا۔ تجارت کی غرض سے شام جانے والے اس قافلہ نے بیت المقدس کے قریب بصریٰ کے مقام پر قیام کیا اور راستہ میں موجود ایک گھنے درخت کے سائے میں کچھ وقت گزارا۔ یہیں قریب میں واقع ایک گرجا میں مشہور زمانہ راہب بحیرا بھی قیام پذیر تھا۔ بحیرا کو ایک بڑے عالم کے طور پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ کتاب مقدس کا مدرس بھی تھا اور یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے قبل از اسلام اس سے علم حاصل کیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ 582ء میں ظہور پذیر ہوا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ بحیرا وہاں اس لئے مقیم تھا کیونکہ اسے معلوم تھا یہاں سے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گزرنا ہے۔ وہ مدتوں سے اسی انتظار میں حجاز سے آنے والے قافلوں کی راہ دیکھتا تھا۔ جب حضرت ابوطالب کے قافلہ میں بحیرا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بھاگا ہوا آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ تھام کر کہا بخدا یہ تمام جہانوں کا سردار ہے' یہ پروردگار عالم کا رسول ہے' اللہ تعالیٰ انہیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر معبوث فرمائے گا۔

بحیرا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچان لیا

بحیرا سے جب پوچھا گیا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا تو اس نے کہا: جب قافلہ ایک گھاٹی سے گزر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ درختوں اور پتھروں نے آپ کو سجدہ کیا ہے' بادل آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کناں ہے تو میں نے جان لیا کہ یہی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مہر نبوت سے بھی

پہچان سکتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان ہو گی۔ صاحب دلائل النبوت لکھتے ہیں کہ بحیرا نے مہر نبوت دیکھی تو اس کے سر کے بال بکھر گئے اور اس نے بے اختیار ہو کر مہر نبوت کو چوم لیا۔ بحیرا نے قافلہ کے لئے ضیافت کا اہتمام بھی کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کا اعزاز بھی پایا۔ بحیرا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زیتون اور کنک کا نذرانہ بھی پیش کیا۔ کتب تاریخ وسیرت میں درج ہے کہ صحابی درخت نے اپنی شاخیں فرطِ جذبات اور عقیدت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر جھکا دی تھیں۔ محمد فتح اللہ گولن اپنی کتاب ''محمد نورِ سرمدی فخر انسانیت'' میں رقم طراز ہیں کہ بحیرا نے ابوطالب سے کہا: وہ اپنے بھتیجے کو شام لے کر جانے کے بجائے واپس چلے جائیں کیونکہ یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں خاتم النبیین کی صفات دیکھ کر حسد کی وجہ سے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے چنانچہ ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر واپس مکہ آ گئے۔ دلائل النبوت میں ابونعیم احمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کچھ یہودیوں نے حضور کو پہچان بھی لیا اور بحیرا راہب نے ان کے استفسار پر اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہاں یہ وہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن تم انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے لہٰذا وہ نا کام ونامراد واپس چلے گئے۔ کتب سیرت میں یہ بھی درج ہے کہ حضور نبی رحیم وکریم صلی اللہ علیہ وسلم تجارت کی غرض سے دوسری بار بھی شام گئے۔

نسطورا راہب کا قصہ

دلائل النبوت میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب 25 سال تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام جاتے ہوئے بصریٰ کے مقام پر ایک خوش بخت درخت کے پاس رکے تھے جہاں قریب ہی ایک معبد میں نسطورا نامی راہب مقیم تھا۔ ممکن ہے یہ وہی بخت ور درخت ہو۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرا بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھا۔ نسطورا راہب میسرا کو جانتا تھا اس نے میسرا سے پوچھا یہ درخت کے نیچے کون فروکش ہوا ہے؟ میسرا نے جواب دیا اہل حرم میں سے ایک قریشی ہے۔ نسطورا نے کہا: اس درخت کے سائے میں کوئی نبی ہی آ کر فروکش ہوا کرتا ہے۔ پھر نسطورا راہب آپ کے اوصاف جان کر گویا ہوا یہ نبی ہے اور آخرالانبیاء ہے۔ اے

کاش میں وہ زمانہ پاتا جب انہیں معبوث کیا جائے گا۔ جب قافلہ واپسی کے سفر پر تھا تو میسرا نے بھی دیکھا کہ جب گرمی ہوتی تو دو فرشتے نظر آتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج کی گرمی سے بچاتے تھے۔ الخصائص الکبریٰ میں علامہ جلال الدین سیوطی نے ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت نقل کی ہے جسے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اٹھارہ بیس سال کی عمر میں شام کا سفر کیا تھا اور ان کی ملاقات بصریٰ کے مقام پر بحیرا نامی راہب سے ہوئی تھی۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی پیش گوئی کی اور کہا کہ اس درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نہیں بیٹھا۔ اس روایت کے بارے میں علامہ ابن حجر کا کہنا ہے کہ اگر یہ درست ہے تو یہ ابوطالب کے ساتھ کئے گئے سفر کے علاوہ ہے۔ یہ تو ایک صحابی درخت ہے اور اس کی یہ شان اور منزلت کیوں نہ ہو کہ اللہ نے تو اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والوں کو اپنی نگاہ شفقت و محبت سے نوازا ہے۔

تحقیق و تصدیق مزید

مشرقی اردن کے علاقہ صفوی میں وادی سرہان کے قریب موجود اس مبارک درخت کی حقیقت سے متعلق (the blessing tree) کے عنوان سے دستاویزی فلم میں اردن کے شاہ عبداللہ دوم، شہزادہ غازی بن محمد، ڈاکٹر محمد سید رمضان، شیخ الحبیب عمر فتح، پروفیسر حسن نصر اور شیخ عبدالحکیم مراد کی آرا بھی شامل ہیں جنہوں نے اس کے حقیقی ہونے کی گواہی دی اور اس کی زیارت کو اپنے لئے بڑی سعادت قرار دیا۔ چند افراد کے ایک قافلہ نے اس مبارک درخت کو دیکھا تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ تا حد نظر اس بیابان میں اکیلا درخت کس قدر سرسبز و شاداب ہے۔ ہم اس صحابی درخت کے سائے میں بیس منٹ موجود رہے۔ ہم ان لمحوں کی کیفیات بیان نہیں کر سکتے کہ ہم اس صحابی درخت کی شاخوں کو مس کر آئے ہیں جس نے دو عالم کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ اس صحابی درخت نے ہمیں اپنے کیف آور سائے کی دولت عطا کی جو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نچھاور کی تھی۔ روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو ٹھنڈی اور گداز چھاؤں فراہم

Marfat.com

کرنے پر دعا دی تھی اس لئے آج بھی یہ زندہ سلامت ہے۔ قریباً ساڑھے 14 سو سال قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف پانے والے اس درخت کی ایک لق ودق صحرا میں موجودگی جہاں قدرت کا کرشمہ ہے وہیں اہل اسلام کے لئے محبت اور عقیدت کا ایک مرکز بھی بن گیا ہے کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کے سائے کو اپنے لئے قبول کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے بقائے دوام بھی بخشا اور دنیا کے لئے اپنی قدرت کی ایک نشانی بھی بنا دی کہ اصحاب بصیرت و یقین کا ایمان تازہ ہو۔ محققین نے وہ شاہراہ بھی دریافت کر لی ہے جہاں سے حضرت ابو طالب کا قافلہ اس صحابی درخت تک پہنچا تھا۔ عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ صحابی درخت یقیناً ان روحانی قوتوں کا سبب بنے گا جو حیات جاوداں کا باعث ہیں:

جس طرح ملتے ہیں لب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب
کاش ہم مل جائیں سب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب

(روزنامہ نوائے وقت، 13 دسمبر 2013ء ملی ایڈیشن)

(104)

زہر والی بکری کے گوشت نے آپ ﷺ کو مطلع کیا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خیبر کی ایک یہودیہ عورت نے ایک بھنی ہوئی بکری زہر ملا کر آپ کے سامنے ہدیہ پیش کی۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا اور آپ کے بعض صحابہ نے بھی کھالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھانے سے ہاتھ اٹھالو اور اس یہودی عورت کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا اور اس سے پوچھا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے۔ اس نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے بتایا ہے؟ آپ نے دستی کے اس ٹکڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ یہ سن کر وہ بولی جی ہاں میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ اگر یہ نبی ہوں گے تو ان کو یہ زہر کیا نقصان دے گا اور اگر نبی نہ ہوں گے تو ان سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ آپ نے اس یہودی عورت کو معاف فرما دیا اور اس کو کوئی سزا نہ دی اور آپ کے جن صحابہ نے وہ گوشت کھایا تھا ان کا انتقال ہو گیا اور آپ بھی اس زہر آلود بکری کے اثر سے اپنے شانوں کے درمیان سینگی لگوالیا کرتے تھے۔ سینگی لگانے والا ابو ہند انصار کے قبیلہ بنو بیاضہ کا ایک آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے سینگ اور نشتر سے آپ کے سینگی لگائی تھی۔ (ابوداؤد، دارمی)

نور حق کی شمع فروزاں کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

Marfat.com

(105)

حسن ابن ابوالحسن کا خطاب

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ حسانی نے خبر دی' انہیں عبدالکریم بن بکر سہمی نے' انہیں محمد بن حصین کے ایک بیٹے نے' وہ فرماتے ہیں کہ حسن بن ابوالحسن کا بنو ثقیف کی ایک مجلس سے گزر ہوا۔ وہ عرض کرنے لگا اے ابوسعد' چند نصیحتی کلمات ارشاد فرما دیجئے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ذریعے نفع پہنچائے گا۔ چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

یقیناً ہمارے پروردگار کا کوئی شریک و سہیم نہیں' اللہ نے دنیا کو گزرگاہ بنایا ہے اور خیر و شر کو اس میں دنیا والوں کے لئے آزمائش اور فتنہ بنایا ہے تا کہ وہ انہیں آزمائے کہ کون اچھے عمل والا ہے مگر لوگ دنیا میں ختم ہونے والی زندگی کی مختصر سی مدت میں مختلف (چیزوں کی) محنتیں کر رہے ہیں۔ جس سے وہ اپنے اپنے رزق حاصل کرتے ہیں اور جو میسر آتا ہے اسے کھا لیتے ہیں اور کچھ تھوڑا سا بعد والوں کے لئے بھی چھوڑ جاتے ہیں جس طرح کہ ان سے پہلے ان کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ یہ لوگ اسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ان کی مدت پوری ہو جاتی ہے اور دنیا انہیں جھٹک دیتی ہے اور جس طرح پہلے لوگ فنا ہو گئے اسی طرح یہ بھی فنا کے گھاٹ اترتے جاتے ہیں اور اللہ نے آخرت کو دائمی زندگی کا مقام بنایا۔ جنت میں ہو یا جہنم میں دونوں کے لئے اللہ کی طرف سے حصہ مقرر ہو چکا ہے۔ خیر شر سے انتہائی بعید ہے اور شر خیر سے انتہائی دور ہے۔ سو ہم تو اس ذات سے جس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے جس کے لئے بھی پیدا فرمایا ہو' ہم تو یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمارا اور تمہارا ٹھکانہ اپنے سلامتی کے گھر جنت میں بنا دے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Marfat.com

(106)

قاسم نام کے چند محدثین کرام

حضرت قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو محمد یا ابو عبدالرحمٰن ہے۔ آپ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ جب ان کے والد محمد بن ابی بکر شہید کر دیئے گئے تو یہ اپنی پھوپھی حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں رہنے لگے۔

آپ اکابر تابعین میں سے ہیں اور مدینہ منورہ کے مشہور سات فقہاء میں آپ کا شمار ہے اور اپنے زمانے میں علم وعمل کے لحاظ سے آپ تمام اہل مدینہ میں سب سے افضل مانے جاتے تھے۔ چنانچہ یحییٰ بن سعید کا قول ہے کہ ہم لوگ قاسم بن محمد سے بڑھ کر کسی کو افضل نہیں سمجھتے تھے۔ ابوالزناد نے فرمایا: قاسم بن محمد سے بڑھ کر کوئی احادیث کا جاننے والا میری نظر میں نہیں آیا۔

یہ حدیث میں اپنے والد محمد بن ابو بکر اور اپنی پھوپھی حضرت بی بی عائشہ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عباس وامیر معاویہ وابو ہریرہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کثیرہ کے شاگرد ہیں اور آپ کے تلامذہ میں امام شعبی وسالم بن عبداللہ وامام زہری وغیرہ سینکڑوں تابعین وتبع تابعین محدثین ہوئے۔

آپ حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے، زیادہ تر خاموش رہتے اور اپنا زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزارتے تھے۔

مزاج میں انکسار وتواضع کی خصلت بھی تھی۔ ابن اسحاق نے آپ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دیہاتی نے آپ سے مسجد نبوی میں سوال کیا کہ آپ کا علم زیادہ ہے یا سالم بن عبداللہ کا؟ آپ سبحان اللہ کہہ کر خاموش ہو گئے مگر دیہاتی بار بار یہی سوال کرتا رہا تو آپ

نے اس سے فرمایا: تم یہ سوال سالم بن عبداللہ سے کرو اور آپ فوراً مسجد سے باہر نکل گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: واقعہ یہ ہے کہ آپ علم میں سالم بن عبداللہ سے بڑھ کر تھے مگر آپ نے دیہاتی کو اس لئے جواب نہیں دیا کہ اگر آپ یہ کہتے کہ میرا علم زیادہ ہے تو اس میں اپنی بڑائی کا اظہار ہوتا اور اگر یہ کہہ دیتے کہ سالم بن عبداللہ کا زیادہ علم ہے تو یہ جھوٹ اور غلط ہوتا۔

آپ شریعت وطریقت دونوں کے امام تھے اور بہت ہی عابد وزاہد اور با کرامت وصاحب ولایت تھے۔ آپ نے فیض باطنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور آپ کے خلیفہ وجانشین ہیں چنانچہ سلسلہ نقشبندیہ کے شجرہ میں آپ کا نام نامی واسم گرامی مذکور ہے۔

مدینہ منورہ میں 101ھ میں یا 106ھ میں آپ نے وصال فرمایا اور جنت البقیع کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ (تہذیب التہذیب وغیرہ)

قاسم بن مخیمرہ اور قاسم بن سلام

☆...... ابوعروہ قاسم بن مخیمرہ ہمدانی کوفی عبداللہ بن عمرو وابوسعید خدری وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد اور علقمہ بن مرثد وابواسحاق سبیعی وامام اوزاعی وغیرہ محدثین کرام کے استاد ہیں۔ یہ کوفہ میں لوجہ اللہ حدیث کا درس دیتے تھے اور تجارت کی کمائی سے گزربسر کرتے تھے۔ خلیفہ عادل عمر بن عبدالعزیز نے ان کی تنخواہ مقرر فرمادی تو ان کو بڑی خوشی یہ ہوئی کہ الحمدللہ! میں اب تجارت سے بے نیاز رہ کر سارا وقت درس حدیث میں صرف کروں گا۔

ابن حبان نے ان کو ثقہ محدث لکھ کر فرمایا: یہ اپنے زمانے میں علم وعمل کے اعتبار سے افضل الناس تھے اور کثرتِ عبادت میں کوفہ کے صالحین میں بہت ممتاز تھے۔

آخر عمر میں کوفہ سے شام چلے گئے اور مجاہدین کے لشکر میں شامل ہو کر جہاد میں مصروف ہو گئے اور اسی حال میں 108ھ میں آپ نے وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب)

☆...... ابوعبدالرحمٰن قاسم بن عبدالرحمٰن یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور حدیث میں اپنے والد اور دادا کے علاوہ عبداللہ بن عمر وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تلمذ رکھتے ہیں اور ان کے شاگردوں میں ابواسحاق سبیعی وعبداللہ بن محیریز

Marfat.com

وعطاء بن سائب وغیرہ معتبر محدثین ہیں۔

ابن سعد نے ان کو ثقہ وکثیر الحدیث باوقار تابعی لکھا ہے۔ یہ کوفہ کے قاضی بھی تھے لیکن اپنے اس عہدہ کی کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے۔

محارب کا قول ہے کہ ہم لوگ کوفہ سے بیت المقدس تک سفر میں ان کے ساتھ رہے تو ہم نے نماز کی کثرت اور سخاوت وخاموشی وغیرہ صفات حمیدہ میں ان کو سب سے افضل پایا۔ 120ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب)

علم وعمل کا پہاڑ

ابوعبید قاسم بن سلام کا لقب قاضی وفقیہ ہے۔ ان کی جائے پیدائش ہرات ہے مگر بغداد کو اپنا وطن بنالیا تھا اس لئے بغدادی کہلاتے ہیں۔

انہوں نے یحییٰ بن سعید قطان وعبداللہ بن مبارک ووکیع بن الجراح وسفیان بن عینیہ تابعی محدثین سے حدیث کی سماعت وروایت کی ہے اور ان کے شاگردوں کی جماعت بھی بہت کثیر ہے جن میں سعید ابن ابی مریم بہت نمایاں ہیں اور خود قاسم بن سلام نے بھی سعید بن ابی مریم سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

ہلال بن علاء رقی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر چار آدمیوں کو پیدا فرما کر بہت بڑا احسان فرمایا اور چاروں آدمی اپنے اپنے زمانے میں اس امت پر بڑے بڑے انعام ربانی کا مظہر تھے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل ویحییٰ بن معین وقاسم بن سلام۔ امام حربی نے فرمایا: قاسم بن سلام کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ گویا ایک علم وعمل کا پہاڑ ہے جس میں روح پھونک دی گئی ہے۔

یہ اٹھارہ برس تک طرطوس کے قاضی بھی رہے۔ امام ابوبکر انباری کا بیان ہے کہ قاسم بن سلام رات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے۔ ایک تہائی رات سوتے اور ایک تہائی رات میں نماز تہجد ونوافل پڑھتے اور ایک تہائی رات میں کتابیں تصنیف فرماتے۔ اس لئے آپ کی تصنیفات بھی کافی تعداد میں ہیں۔ قاضی بن جانے کے بعد فرصت نہیں ملتی تھی اس لئے درس حدیث بند کر دیا تھا۔ آخری عمر میں حج کے لئے گئے اور مکہ معظمہ ہی میں 224ھ میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب)

Marfat.com

(107)

احسان کے بدلے احسان عظیم

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے چالیس مریدوں کے ہمراہ شہر سے باہر تشریف لے گئے۔ ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق کا کفیل ہے چنانچہ اس کا ارشاد کتنا پیارا ہے: وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (الطلاق' 3/65) ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان (بھی) نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

یہ وعظ فرمانے کے بعد شیخ نے مریدوں کو وہیں چھوڑا اور خود وہاں سے تشریف لے گئے۔ وہ تمام مریدین تین روز تک وہاں رہے مگر ان پر کچھ واشگاف نہ ہوا۔ چوتھے دن شیخ واپس آئے اور کہا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے سبب تلاش کرنا مباح فرمایا ہے اور اس کی اجازت دی ہے۔ ارشاد فرمایا ہے: هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِىْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ (الملک' 15/67) اور وہی (اللہ) ہے جس نے زمین تمہارے تابع کر دی تو اسی کے راستہ پر چلو اور اللہ کے رزق میں سے کھاؤ۔

اس لئے تم اپنے میں سے کسی اچھے کو بھیج دو۔ امید ہے کہ وہ کچھ کھانا لے کر آئے گا۔ مریدوں نے ایک غریب شخص کو بغداد شہر میں بھیجا۔ وہ غریب گلی گلی پھرتا رہا مگر روزی ملنے کی کوئی راہ پیدا نہ ہوئی۔ تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ رہا۔ جہاں وہ بیٹھا تھا وہ ایک نصرانی طبیب کا مطب تھا۔ مریض اس کے پاس آ جا رہے تھے۔ اس طبیب کا طریقہ یہ تھا کہ مریض کا

Marfat.com

حال خود بتا دیتا تھا۔

طبیب کا اپنا علاج ہو گیا

سب چلے گئے تو اس نے اس درویش کو بھی مریض سمجھ کر بلایا اور پوچھا تمہیں کیا مرض ہے اس نے کچھ کہے بغیر ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا تا کہ وہ نبض دیکھے۔ طبیب نے نبض دیکھ کر کہا: ''میں تمہاری بیماری اور اس کے علاج دونوں سے باخبر ہو چکا ہوں'' اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ بازار جا کر بہت سی روٹیاں اور اسی لحاظ سے بھنا ہوا قیمہ اور اسی قدر حلوہ لائے۔ غلام نے تھوڑی دیر میں تمام چیزیں حاضر کر دیں۔ نصرانی طبیب نے فقیر کو وہ چیزیں دیں اور کہا تمہارے مرض کی یہی دوائیں ہیں۔ فقیر نے طبیب سے کہا: اگر تم اپنے طریقہ علاج میں صادق ہو تو سنو اسی مرض میں مبتلا چالیس اور اشخاص بھی ہیں۔ طبیب نے سنا اور غلاموں کے ذریعہ چالیس آدمیوں کے لئے ایسا ہی کھانا منگوا کر فقیر کے ہمراہ بھجوا دیا اور اس کے کچھ دیر بعد خود بھی ان سے چھپ کر چلا' کھانا جب شیخ کے روبرو رکھا گیا تو انہوں نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا اور فرمایا: فقیرو! اس کھانے میں تو عجیب راز مضمر ہے' کھانا لانے والے فقیر نے سارا قصہ سنایا۔ شیخ نے فرمایا: ''ایک نصرانی نے ہمارے ساتھ جو یہ حسن سلوک کیا ہے کیا ہم لوگوں کے لئے روا ہے کہ ہم اسے اس کا کوئی بدلہ دیئے بغیر کھانا کھا لیں۔'' مرید فقراء نے عرض کیا ''حضور عالیٰ! ہم تو غریب و فقراء ہیں ہم کیا دے سکتے ہیں؟'' شیخ شبلی نے فرمایا: ''کھانے سے پہلے اس کے حق میں دعا کرو۔'' چنانچہ دعا کی گئی۔

نصرانی طبیب یہ ساری باتیں چھپ کر سن رہا تھا اس کا دل اس طرح بدلا کہ اس نے فوراً ان کے روبرو حاضری دی' صلیب توڑ کر پھینکی اور شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور شیخ کے مریدوں میں شامل ہو کر بلند درجہ پایا۔

(روض الریاحین)

Marfat.com

(108)

غزوۂ تبوک میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جذبہ

وہی عثمان رضی اللہ عنہ ہیں غزوۂ تبوک کے لئے اعلان ہوا۔ اسلامی لشکر کے لئے گھوڑوں اور اونٹوں کی ضرورت ہے' اٹھے' کہا: اے اللہ کے حبیب! سو اونٹ میں دیتا ہوں اور ان کا سامان بھی میں دیتا ہوں۔ کہا: ''عثمان تجھے اللہ نے جنت دے دی ہے۔'' پھر چندے کی اپیل ہوئی۔ سامنے عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں' کہتے ہیں اے اللہ کے حبیب! ایک سو اونٹ اور اللہ کے راستے میں دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عثمان! تجھ پر اللہ راضی ہو گیا ہے۔ تجھے اللہ نے جنت دے دی ہے۔'' پھر اعلان ہوتا ہے' چنانچہ اس موقع پر اکیلے عثمان نے نو سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے اللہ کے راستے میں دیئے' ساڑھے پانچ کلو سونا' ساڑھے انتیس کلو چاندی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے لئے دی تھی۔ اسی لئے تو اللہ فرماتا:

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ (البقرہ'2)

ہمارے بندے تو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں وہ بخیل نہیں ہوتے' وہ دولت پر سانپ بن کر نہیں بیٹھے' تنگدل نہیں ہوتے۔ ان کے دلوں میں وسعت ہوتی ہے' کوئی سائل آتا ہے تو خوش ہوتے ہیں کوئی تعاون کے لئے آتا ہے تو اچھے اخلاق سے بولتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہا تھا:

مَا ضَرَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ ۔

''عثمان آج کے بعد کوئی نیکی نہ بھی کرے تو کچھ ضرر نہیں۔'' (ترمذی' المناقب' باب فی فضل عثمان' امام مسند احمد' 5/63' 20649)

Marfat.com

(109)

منزل ملی مراد ملی مدعا ملا

حضرت سیدنا محمد بن عبید زاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے پاس ایک لونڈی تھی جسے میں نے بیچ دیا' بعد میں خیال آیا کہ اس لونڈی کو نہیں بیچنا چاہئے تھا وہ میرے پاس ہی رہتی تو بہتر تھا۔ اسے دوبارہ حاصل کرنے کی مجھے بہت زیادہ جستجو ہوئی لہٰذا میں لونڈی کے نئے مالک کے پاس پہنچا اور اس سے کہا: ''تم یہ لونڈی مجھے واپس دے دو اور ادا کردہ قیمت کے علاوہ بیس دینار مزید لے لو۔ وہ اس بات پر راضی نہ ہوا چنانچہ میں وہاں سے واپس آ گیا لیکن اس لونڈی کو واپس لینے کی خواہش مزید بڑھنے لگی۔ میں نے اپنے آپ کو بہت سمجھایا مگر بے سود' ساری رات اسی پریشانی میں جاگتے ہوئے گزار دی لیکن مسئلہ پھر بھی حل نہ ہوا۔

اس لونڈی کا نیا مالک لونڈی کو لے کر مدائن چلا گیا۔ اسے یہ خوف تھا کہ کہیں میں اس سے دشمنی نہ کرلوں اور زبردستی اس سے لونڈی نہ چھین لوں۔ جب مجھے یہ اطلاع ملی تو میں مزید بے قرار ہو گیا بالآخر میں نے اسی لونڈی کا نام اپنے صحن کی دیوار پر لکھ دیا۔ جب بھی کوئی مسافر آتا اور وہ اس نام کو دیکھ کر اس کے متعلق سوال کرتا تو میں آسمان کی طرف اپنی ہتھیلیاں اٹھاتا اور کہتا ''اے میرے سردار! میرا یہ معاملہ ہے۔'' دو دن اسی طرح گزر گئے۔ تیسری صبح کسی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا ''کون ہے؟'' کہا: ''میں تمہاری سابقہ لونڈی کا مالک ہوں۔ میں نے ہی تم سے یہ لونڈی خریدی تھی' اب میں بخوشی یہ لونڈی تمہیں دیتا ہوں' یہ لو اپنی لونڈی سنبھالو۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے۔ میں نہ تو تم سے اس کی قیمت لوں گا اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا نفع۔ میں یہ لونڈی تمہیں تحفہ میں پیش کرتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''آخر تم یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہو؟'' اس نے کہا: ''کل رات مجھے خواب میں کسی کہنے والے نے کہا: ''یہ لونڈی محمد بن علی ابن عبید رحمۃ اللہ علیہ کو واپس کر دو۔'' (عیون الحکایات)

Marfat.com

(110)

صنف نازک کی ذہانت وچالاکی کے واقعات

ابن السکیت نے بیان کیا کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کا ارادہ کرلیا تو اس کی ایک کنیز جو شاعرہ تھی جب سفر کی پوری تیاری کا مشاہدہ کیا تو رونے لگی۔ اس پر محمد بن عبداللہ نے کہا:

دمعه فی ساعة کاللؤلؤ الرطب علی الخدا لاسیل

اس کے آنسو تازے موتیوں کی طرح ہیں کتابی رخسار پر

هطلت فی ساعة البین من الطرف الکحیل

لگا تار بہنے لگے جدائی کے وقت سرمگیں آنکھوں سے

پھر محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سے کہا: اس پر شعر لگاؤ تو اس نے کہا:

حین هم القمر الباهر عناب بالافول

جب (ستاروں سے زیادہ) روشن چاند نے ہم سے چھپنے کا اراادہ کیا۔

انما ینتضح العشاق فی وقت الرحل

عاشق تو کوچ کے وقت ہی رسوا ہوا کرتے ہیں۔ (لطائف علمیہ' ص 316)

☆......امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ مجھے ایک عورت دھوکا دے گئی۔ ہوا یوں کہ ایک عورت نے ایک تھیلی کی طرف اشارہ کیا جو راستے میں پڑی ہوئی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ اسی کی ہے۔ میں تھیلی اٹھا کر اس کے پاس لے گیا تو کہنے لگی اس کو محفوظ رکھئے جب تک اس کا مالک نہ ملے۔ (نزہۃ المجالس' باب المجاہد' ص 163)

☆......ام زین الدین کا شمار پانچویں صدی ہجری کی یگانہ روزگار عالمات وعابدات

Marfat.com

میں ہوتا ہے۔ ویسے تو ان کو تمام علوم دینی میں دسترس حاصل تھی لیکن علم تفسیر میں خاص مہارت رکھتی تھیں۔ ان کے بھائی امام عبدالوہاب بھی بہت بڑے مفسر قرآن تھے۔ انہوں نے ''کتاب الجواہر'' کے نام سے تیس جلدوں میں قرآن کی تفسیر لکھی تھی۔ ام زین الدین کو یہ تمام تفسیر زبانی یاد تھی۔ ان کے بیٹے زین الدین بھی علامہ دہر تھے اور اپنے وقت کے امام تسلیم کئے جاتے تھے۔ طالب علمی کے زمانے میں وہ ایک مرتبہ اپنے ماموں (امام عبدالوہاب) سے تفسیر کا سبق لے کر گھر آئے تو والدہ نے پوچھا: ماموں نے آج کیا پڑھایا؟ انہوں نے جو پڑھا تھا' بیان کیا۔ انہوں نے پوچھا: فلاں آیت کے ساتھ فلاں قول بھی بیان کیا؟ بیٹے نے کہا' نہیں۔ مسکرا کر کہا کہ بھائی بھول گئے ہوں گے۔

ام زین الدین کو عبادت الٰہی سے خاص شغف تھا۔ اپنے وقت کا بیشتر حصہ مصلے پر بیٹھ کر گزارتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اسی حالت میں مسلسل چالیس سال گزار کر وفات پائی۔ (مسلمان خواتین کی دینی وعلمی خدمات)

عورت کی چالاکی پکڑی گئی

ایک شخص نے ایک چالاک عورت سے شادی کر لی۔ عورت بڑی ہوشیار' چالاک اور کھانے پینے کی رسیا تھی۔ ہر وقت کھاتی پیتی رہتی تھی۔ ایک دن اس کے ہاں ایک مہمان آ گیا۔ مہمان کی خاطر وہ شخص سیر بھر گوشت لایا اور بیوی سے کہا: مہمان کے لئے آج گوشت پکاؤ۔ عورت نے گوشت پکانے کے لئے ہنڈیا چولہے پر رکھی اور گوشت بھونتے ہوئے ایک ایک بوٹی نکال کر سارا گوشت چٹ کر گئی۔ خاوند گھر آیا تو کہنے لگی وہ دیکھئے جو بلی آپ نے پال رکھی ہے کم بخت کس بھوکے پن سے بیٹھی ہے میں ہنڈیا میں مصالحہ بھون رہی تھی گوشت طاق میں رکھا ہوا تھا' بلی نے گوشت دیکھ لیا تو سارا گوشت وہ چٹ کر گئی۔ جایئے بازار سے گوشت اور لے آیئے۔

خاوند ساری بات سمجھ گیا اور بازار سے ترازو لے آیا۔ اس کے بعد بلی کو پکڑا' ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور دوسرے پلڑے میں سیر کا باٹ رکھا۔ تولا تو بلی پوری ایک سیر نکلی۔ گوشت بھی ایک سیر تھا اور بلی بھی سیر نکلی۔ خاوند نے بیوی سے کہا: ادھر آ بے حیا اور مجھے بتا کہ یہ سیر بھر وزن اگر بلی کا ہے تو گوشت کہاں گیا؟ اور اگر یہ سیر بھر وزن گوشت کا ہے

Marfat.com

تو بلی کہاں گئی؟

ایمان ورضا کا سبق دینے والی عورتیں

محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر پہنچی کہ ایک عورت جس کا نام حسنہ تھا اس نے دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ دیا تھا اور عبادت میں مشغول ہو گئی تھی۔ دن کو روزے رکھتی اور رات کو قیام کرتی تھی۔ اس کے گھر میں کچھ بھی نہیں تھا۔ جب اس کو پیاس لگتی تو نہر کی طرف چلی جاتی اور اپنے ہاتھوں سے پانی پیتی۔ وہ بہت خوبصورت تھی۔ ایک عورت نے اس کو کہا کہ شادی کر لے۔ اس نے کہا' ٹھیک ہے کوئی ایسا زاہد آدمی لے آؤ جو مجھے دنیاوی معاملات میں پریشان نہ کرے اور مجھے یقین ہے کہ تم ایسا آدمی نہیں پا سکو گی۔ خدا کی قسم میرے دل میں یہ ہے کہ میں دنیا کی عبادت نہیں کروں گی اور نہ مردوں کے ساتھ دنیا کے مزے اڑاؤں گی۔ اگر تو ایسا آدمی پائے جو خود بھی روئے اور مجھے بھی شوق دلائے تو صحیح۔ اگر ایسا مرد مل جائے تو اچھی بات ہے ورنہ سلام۔ (صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

☆...... ایک عورت نے جب اپنے شوہر کو پریشان دیکھا تو کہا تجھے کس چیز کا غم ہے؟ اگر دنیا کا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس سے فارغ کر دے اور اگر آخرت کا ہے تو اللہ اس کو زیادہ کر دے۔ (روضۃ المحبین '450)

☆...... ایک عرب کے امیر نے جس کو ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا تھا ایک عورت سے شادی کر لی۔ اس سے بچی پیدا ہوئی۔ اس کو امید تھی کہ بیٹا پیدا ہوگا۔ امیر نے ناراض ہو کر اس کا گھر چھوڑ کر کسی اور گھر میں رہنا شروع کر دیا۔ بیٹا نہ ہونے کے غم میں ایک سال بعد وہ اس مکان سے گزرا تو اس کی بیوی اس کی بچی کو ادبی شعر پڑھا رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ کو کیا ہوا ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ ہمارے قریب کسی اور گھر میں رہتے ہیں۔ اس بات پر غصہ ہے کہ مجھ سے بیٹا کیوں نہیں پیدا ہوا۔ خدا کی قسم یہ بات میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہمیں تو جو ملتا ہے اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔ یہ سن کر ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ صبح گھر آئے۔ ابوحمزہ کو اس کی عورت نے ایمان اور رضا کا سبق دیا۔ ابوحمزہ نے اپنی بچی اور بیوی کے سر پر بوسہ دیا اور اللہ کی تقسیم اور عطا پر راضی ہو گئے۔

(صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

Marfat.com

صابر و شاکر دونوں جنتی

ایک دن عمران بن حطان رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیوی کے پاس آئے۔ عمران بڑے بدشکل اور چھوٹے قد والے تھے جب کہ آپ کی بیوی بہت ہی حسین تھی۔ جب بیوی کی طرف دیکھتے تو ان کی آنکھ میں حسن اور بڑھ جاتا اور وہ اس پر نظر جما نہیں سکتے تھے۔ بیوی نے کہا' کیا حال ہے؟ جواب دیا اللہ کی قسم تو بہت حسین ہے۔ اس عورت نے جواب دیا' خوشخبری ہے کہ میں اور آپ جنت میں ہوں گے۔ عمران رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' تو نے یہ بات کیسے کہی؟ اس نے جواب دیا آپ کو میری جیسی عورت ملی' آپ نے شکر کیا اور مجھے آپ جیسا مرد ملا تو میں نے صبر کیا۔ صابر اور شاکر دونوں کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔

(صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

☆...... ایک لڑکی کی شادی ہوئی۔ ماں نے رخصتی کے وقت وصیت کی کہ ساس کے گھر میں جا کر مت بولنا۔ اب بہو بولتی نہیں۔ ساس نے کہا' بہو بولتی کیوں نہیں۔ اس نے کہا' میری ماں نے منع کر دیا تھا کہ ساس کے گھر میں مت بولنا۔ ساس نے کہا' ماں تیری بے وقوف ہے۔ کہا' بولوں؟ ساس نے کہا: ضرور بول۔ کہا میں یہ پوچھتی ہوں کہ اگر تمہارا بیٹا مر گیا اور میں بیوہ ہوگئی تو مجھ کو یوں ہی بٹھائے رکھو گی یا کسی کے نکاح میں کر دو گی۔ ساس نے کہا: تیری ماں نے سچ کہا تھا کہ تو خاموش رہے۔

(اشرف علی تھانوی کے پسندیدہ واقعات)

Marfat.com

(۱۱۱)

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو خوب پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھ کو سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اس کو خوب پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

☆......سعید کہتے ہیں: جب حرہ کا واقعہ پیش آیا تو تین دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور سعید بن میسب ان ایام میں بھی مسجد سے نہیں نکلے اور نماز۔ ہٹ کی آواز سے پہچانا کرتے جو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک ہے۔

☆......حضرت عائشہ رضی ہیں: ایک مرتبہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دیکھا کرتی ہوں کہ علیہ لم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں، پھر وہاں سے واپس آتے ہیں۔ مد جو شخص آپ کے بعد جاتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلہ کا کوئی نشان تک ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ کیا تم نہیں جانتی اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے خارج شدہ فضلہ کو جذب کرے۔ (خصائص الکبریٰ)

معطر دو عالم کو جو کر گئے

حضرت معاذ بن نہ بیان کرتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ وسلم نے فرمایا: ذرا میرے قریب آنا۔ میں قریب گیا تو میں نے آپ صلی خوشبو نہ تو مشک میں دیکھی اور نہ عنبر میں۔ (بزار)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستہ پر جاتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا شخص اسی راستہ پر جاتا تو وہ ضرور پہچان لیتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اس طرف سے ہوا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے راستہ مہکا ہوا ہوتا تھا۔ (داری)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور ایسا ہوا کہ دوپہر میں آپ نے ہمارے ہی گھر استراحت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا تو میری ماں ایک شیشی لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے تو پوچھا اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا یہ آپ لی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ہے، ہم اپنے عطروں میں اس کو ملا لیتے ہیں اور یہ عطر ہمارے یہاں سب سے زیادہ خوشبودار ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

ایک روایت میں اتنا اور ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا ہمیں امید ہے کہ اس کی برکت ہمارے بچوں کو بھی لگ جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے درست کہا۔

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی طرف چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا۔ سامنے سے کچھ بچے آ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ محبت ان سب کو ایک ایک رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ جب میرا نمبر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں رخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی خنکی محسوس کی اور اس کی خوشبو سونگھی۔ ایسا مہک رہا تھا جیسا ابھی عطر فروش کے ڈبہ سے نکلا ہے۔ (مسلم)

☆......عبدالرحمٰن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند روایت کرتے ہیں: فلاں شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں آ کر بیٹھا کرتا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو استہزا کے طور پر منہ بنایا کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا یونہی ہو جائے۔ (اللہ تعالیٰ نے اس کا منہ اسی طرح بنا دیا) اور جب تک زندہ رہا اسی طرح منہ بناتا رہا۔ (حاکم)

(112)

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنی سواریاں ایک غربت کدے میں ٹھہرا لی ہیں جو انہیں الٹ پھیر کر رہا ہے اور گردش دلا رہا ہے۔ دھوکے کے گھر کی نعمتوں میں پھنس چکے ہیں حالانکہ وہ لوگ اس کے زوال کا مشاہدہ اور تجربہ کر چکے ہیں۔ وہ کبھی انہیں خوش کر دیتی ہے اور کبھی اپنی دغا بازیوں کا ذائقہ چکھاتی ہے جو بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح تکلیف دہ ہوتی ہے' وہ دنیا کی مذمت کرنے لگتے ہیں۔ اس کی خیر سے نفع نہیں اٹھاتے۔ میں نے دنیا جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کی برائی بھی کی جائے اور فائدہ بھی اٹھایا جائے۔ بردبار کو اپنی زیبائش کی طرف متوجہ کرتی ہے مگر جب وہ اس کی طرف بڑھتا ہے تو فوراً اسے ڈس لیتی ہے اور سم قاتل کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ میں نے تو اس نعمتوں والی دنیا کو منتخب کر لیا' اللہ کرے اس میں کوئی بھلائی نہ رہے۔ کبھی وہ سنجیدہ ہوتی اور کبھی مذاق کرتی ہے۔ ہر ایک (جو بھی اس میں پھنسا ہے) اس کے قول و فعل کو جھٹلاتا ہے۔ بہترین بات تو وہ ہے جس کی تکذیب نہ کی جا سکے۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

امام ابن ابی الدنیا عبداللہ فرماتے ہیں کہ کسی عقل مند نے فرمایا: اے دنیا کے بندو! تم بظاہر مالدار ہو مگر حقیقت میں یہی مفہوم تنگدستی اور فقیری کا ہے۔ تم لوگ مشقت میں پھنس کر اپنی کمائی سے بھی نفع نہیں اٹھا سکتے بلکہ تمہیں ہر وقت مصیبتوں اور آفات کے آنے کا غم لگا رہتا ہے۔ تم لوگ دھوکے میں پڑے ہو' تقدیر ازلی تمہارا حصہ مقرر کر چکی ہے۔ تم نے دنیا سے جو خیر جمع کی ہے وہ تمہیں اس کی حلاوت چکھانے سے انکار کر چکی ہے حتیٰ کہ اس نے تمہیں مزید دنیا طلبی میں لگا دیا تاکہ تم کہیں سے جو کچھ حاصل کر چکے ہو اس سے نفع نہ اٹھا سکو

اور نئے سرے سے تمہیں ایسے کاموں کی مشقت میں ڈال دیا جو تم پر انتہائی گراں ہیں اور تم اپنی راحت و آرام اس میں صرف کرتے ہو اگر تم اس ذخیرہ اندوزی میں کامیاب بھی ہو گئے تو اس کا حال بھی وہی ہو گا جو پہلے مال کا ہوا اور پھر وہ تمہاری اور ضروریات اور حاجتیں پیدا کر دے گی۔ جب تک تم اس کی رغبت کرتے رہو گے تمہارا یہی حال رہے گا۔ (ایضا)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا آخری خطبہ

امام ابن ابی الدنیا عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اسحٰق بن اسمٰعیل نے خبر دی' انہیں یحییٰ بن ابی بکیر نے' انہیں عبداللہ بن فضل تمیمی نے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے سب سے آخری خطبے کے لئے منبر پر چڑھے' اللہ کی حمد وثنا کی' اس کے بعد فرمایا: امابعد! بلاشبہ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ہلاکت والوں کے اسباب ہیں' جس طرح پہلے لوگ اسے چھوڑ گئے اس طرح بعد والے بھی اسے چھوڑ جائیں گے' کیا یہ تمہاری نظروں کے سامنے نہیں کہ تم لوگ ہر صبح و شام کسی نہ کسی کو اللہ کے حوالے کرتے ہو اور اسے زمین کے اندر لحد میں دفن کرتے ہو جہاں نہ فرش ہے نہ تکیہ۔ تمام اسباب چھوڑ چلا۔ دوست احباب سے جدا ہوا' مٹی میں اسے ٹھہرا دیا گیا' حساب و کتاب میں پھنس گیا' جو کچھ آگے بھیجا اس کا محتاج ہو گیا' جو پیچھے چھوڑا اس سے مستغنی ہوا۔ اللہ کی قسم یہ باتیں بظاہر میں تمہیں کہہ رہا ہوں' مگر حقیقت میں ان کا جس قدر میں محتاج ہوں اتنا کسی کو نہیں پاتا۔ اس کے بعد اپنی آنکھوں پر کپڑا رکھ کر رونے لگے پھر منبر سے اتر کر گھر تشریف لے گئے اور انتقال کر گئے۔ ان کو دفن کے لئے قبرستان میں لے جایا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء: 266/5)

Marfat.com

(113)

شیخ شبلی، طبیب روحانی

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہو گئے۔ لوگ بسلسلہ علاج آپ کو شفا خانے لے گئے۔ شفا خانے میں بغداد کے وزیر علی بن عیسیٰ تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے رابطہ قائم کیا کہ کوئی تجربہ کار معالج بھیجئے۔ بادشاہ نے ایک طبیب حاذق کو بھیجا۔ وہ اپنے فن کا بہت ماہر تھا۔ اس کا مذہب نصرانیت تھا۔ اس نے بہتیرا علاج کیا مگر شفا نہ ہوئی اس نے ایک روز کہا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ کی دوا میرے پارۂ گوشت میں ہے تو اپنے بدن کا گوشت کاٹ کر دینا بھی مجھ پر کچھ گراں نہ ہوتا۔ شیخ نے فرمایا: ''میرا علاج اس سے کم میں ہو سکتا ہے۔'' طبیب نے عرض کیا وہ کیا؟ فرمایا صلیب توڑ دے اور مسلمان ہو جا۔ یہ سن کر اس نے مسیحیت سے توبہ کر لی' مسلمان ہو گیا فوراً ہی شیخ بھی صحت مند ہو گئے۔ بادشاہ نے یہ واقعہ سنا تو اشکبار ہو گیا۔ کہا: ''ہم نے تو اپنی دانست میں طبیب کو مریض کے پاس بھیجا تھا مگر ثابت یہ ہوا کہ مریض کو طبیب کے پاس بھیجا گیا تھا۔'' (روض الریاحین)

☆..... حضرت شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سفر کا ارادہ کرتے تو کسی کو نہ بتاتے' بس ایک لوٹا تھا جسے ہمراہ رکھتے۔ جب سفر کرنا ہوتا تو لوٹا اٹھاتے اور چل پڑتے۔ شیخ ایک بار ایک مسجد سے آمادہ سفر ہوئے۔ حامد اسود نامی ایک نیک مرد بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا۔ قادسیہ پہنچ کر شیخ نے پوچھا حامد کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: ''حضور جہاں جائیں۔'' فرمایا میں مکہ مکرمہ کا قصد رکھتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا ''پھر میں بھی کفش بردار ہوں گا۔''

وہاں سے تین روز سفر کرنے کے بعد ایک تیسرا نوجوان شخص ان لوگوں کے ہمراہ چلنے لگا۔ ایک روز گزرا تو حامد اسود نے شیخ سے عرض کیا یہ نوجوان ہمارے ساتھ سفر کر رہا ہے' نماز بالکل نہیں پڑھتا۔ شیخ نے جوان سے دریافت کیا۔

Marfat.com

عیسائیت میں رہ کر توکل وصدق

نوجوان: اے بزرگ مجھ پر نماز ضروری نہیں کیونکہ میں مسلمان نہیں عیسائی ہوں۔ اس نے مزید کہا عیسائیت میں رہ کر میں توکل پر کاربند ہوں اور اسے کامل حد تک پورا کرنا چاہتا ہوں اسی لئے ویرانے جنگل میں نکل پڑا ہوں کیونکہ یہاں خدا کے سوا مدد کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور میں اپنے نفس کے دعویٰ توکل کا بہتر امتحان کر سکوں گا۔ شیخ ابراہیم نے اس کی باتیں سنیں تو حامد اسود سے فرمایا: ''اسے درگزر کرو اب یہ ہمارے ساتھ ساتھ رہے گا۔''

وہاں سے ہم تینوں ہمراہ چل کر ''بطن مر'' پہنچے۔ شیخ نے وہاں اپنے کپڑے اتار کر دھوئے اور نصرانی سے مخاطب ہوئے۔

شیخ: تمہارا نام کیا ہے؟ نصرانی: میرا نام عبدالمسیح ہے۔ شیخ: اے عبدالمسیح! یہ مقام دہلیز حرم ہے۔ اللہ تعالیٰ تم جیسے لوگوں کو اس کے اندر جانا حرام قرار دیتا ہے اس لئے تم حدود حرم میں نہ جانا۔

شیخ ابراہیم خواص اور حامد اسود اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھے۔ مکہ شریف پھر عرفات گئے۔ حامد اسود کہتے ہیں ہم نے اسے عرفات میں احرام پوش حالت میں لوگوں کا منہ تکتے دیکھا، ہمیں دیکھا تو آ کر شیخ ابراہیم کے قدموں میں گر پڑا۔

شیخ ابراہیم: عبدالمسیح! ہم سے الگ ہونے کے بعد تم پر کیا گزری وہ بتاؤ۔

عبدالمسیح: شیخ! اب مجھے عبدالمسیح نہ کہیں اب تو میں اسی کا بندہ ہوں خود مسیح جس کے بندے تھے آپ لوگوں کے آنے کے بعد میں اسی جگہ تھا کہ حاجیوں کا ایک قافلہ آیا۔ میں نے مسلمانوں کا بھیس بنایا، احرام کا لباس پہنا اور قافلہ حجاج میں شامل ہو گیا۔ میں نے اس وقت خود کو ایک مجرم محسوس کیا۔ جب خانہ کعبہ پر میری نظر پڑی تو دین اسلام کے علاوہ سب ادیان مجھے بے اصل لگنے لگے۔ اسی وقت میں نے غسل کیا، مسلمان ہوا اور احرام باندھ لیا اور آج تو میں آپ ہی لوگوں کو ڈھونڈ رہا تھا۔ شیخ ابراہیم خواص نے حامد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''نصرانیت میں رہ کر بھی صدق کی یہ برکت ہے، دیکھو اسے اسلام کی نعمت مل گئی۔'' اس کے بعد وہ فقراء کے گروہ میں شامل ہو گیا اور انہی کے ساتھ زندگی کے دن پورے کر کے وصال پایا۔ (ایضاً)

Marfat.com

(114)

ستر سالہ ماں بیٹے کے انتظار میں

اس کی عمر تقریباً ستر سال تھی۔ وہ ساحل سمندر پر چادر بچھا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے قریب ایک چائے دانی تھی جس سے وہ تھوڑی دیر بعد چائے کے گھونٹ لے رہی تھی۔ وہ کبھی سورج کی طرف دیکھتی جو دن بھر روشنی بکھیرنے کے بعد غروب ہونے والا تھا۔ اس کی شعاعیں افق میں سمٹ رہی تھیں۔ وہ سطح سمندر پر اس کی کرنوں کی جھلملاہٹ کا نظارہ کر رہی تھی جس نے اپنے حسن و جمال سے سمندر کو چار چاند لگا دیے تھے۔

سمندر میں موجیں اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ اس حسین نظارے کو دیکھ کر وہ اس خیال میں غرق تھی کہ نجانے ٹھاٹھیں مارتے اس سمندر نے کتنی دلخراش داستانیں اور کتنے ناقابل فراموش واقعات کو اپنے سینے میں دفن کر رکھا ہوگا۔ اس کی اپنی زندگی بھی کئی پہلوؤں سے سمندر سے مشابہ لگ رہی تھی۔

وہ ساحل سمندر پر بیٹھی کسی سوچ میں غرق تھی۔ اس کے قریب ہی ایک فیملی بھی تھی جو زندگی کے روزمرہ معمولات سے وقتی طور پر نجات پانے کے لئے سمندر کے کنارے سیر کے لئے آئی تھی۔ خاندان کے افراد مختلف امور پر گفتگو کر رہے تھے۔ چائے اور قہوہ کا دور چل رہا تھا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد ان کے گھر جانے کا وقت آیا تو گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی۔ اس وقت بھی ستر سالہ بوڑھی عورت' اکیلی بیٹھی تھی اور گاہے گاہے چائے کی چسکی لے رہی تھی۔ اس کی نگاہیں سمندر کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ دیکھنے والا اس کی غور و فکر سے بھرپور نگاہیں آسانی سے پڑھ سکتا تھا۔

سیر کے لئے آئے ہوئے خاندان میں ایک شخص کی نگاہ بار بار اس بوڑھی پر پڑ رہی تھی۔ وہ شاید اس عمر رسیدہ خاتون کی کیفیت کو بھانپ رہا تھا۔

Marfat.com

جب وہ فیملی چلنے کے لئے تیار ہوئی تو اس سے رہا نہ گیا۔ اس نے قریب آ کر پوچھا:

خالہ جان! کیا میں آپ کو آپ کے گھر پہنچانے کی سعادت حاصل کر سکتا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ تن تنہا بیٹھی ہیں، کوئی آپ کے پاس نہیں ہے، اگر اجازت ہو تو میں آپ کی یہ خدمت کر دوں؟

عمر رسیدہ خاتون: نہیں بیٹا، اللہ آپ کو جزائے خیر دے! میں اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی ہوں، وہ آتا ہی ہوگا۔ شاید راستے میں اسے تاخیر ہوگئی ہو۔

اجنبی: خالہ جان! اب رات کے ڈیڑھ بجے کا وقت ہے۔ ساحل سمندر سکوت کا منظر پیش کر رہا ہے۔

عمر رسیدہ خاتون: ہاں، بات تو ٹھیک ہے۔ مگر میں بیٹے کے انتظار کے علاوہ اور کیا کر سکتی ہوں؟ اچھا بیٹا! یہ کاغذ دیکھنا، میرا بیٹا مجھے سمندر کے کنارے چھوڑ کر جاتے وقت یہ رقعہ دے گیا تھا۔ ذرا پڑھنا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

اس نے رقعہ کھولا۔ اس کا مضمون یہ تھا "یہ رقعہ پڑھنے والے سے درخواست ہے کہ اس خاتون کو اولڈ ہاؤس پہنچا دے۔"

خط کا مضمون پڑھنا تھا کہ پڑھنے والے شخص کے خاندان کے افراد چیخ اٹھے۔ انہیں اس بڑھیا پر بڑا ترس آیا کہ جس ماں نے بیٹے کو جنم دیا، دو سال دودھ پلایا، اس کے چین وسکون کے لئے رات کی نیندیں اپنے اوپر حرام کر لیں لیکن اس کا صلہ اسے کیا ملا؟ اس نافرمان بیٹے نے ماں کو زندگی کے آخری ایام میں ساحل سمندر پر لے جا کر یوں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ جس طرح سمندر کی موجیں اٹکھیلیاں کرتے ہوئے ساحل پر سمندر کا جھاگ چھوڑ جاتی ہیں۔

(انیس القلوب، تالیف: مصطفیٰ کمال، بحوالہ کتاب قصص و مآس من عقوق الوالدین 130، 131)

(115)

صدقہ جاریہ اور مال کا حساب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن آدمی کو وفات کے بعد جن اعمال وحسنات کا ثواب ملتا رہتا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں:

عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ ۔

''وہ علم ہے جسے اس نے لوگوں کو سکھایا اور اس کی نشرو اشاعت کی۔''

وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ ۔

''نیک اولاد جسے وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔''

وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ ۔

''قرآن جسے دوسروں کو سکھا کر اس کا وارث بنا گیا۔''

اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ ۔

''وہ مسجد یا مسافر خانہ جسے وہ تعمیر کرا گیا۔''

اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ ۔

''ایسی نہر جسے وہ جاری کرا گیا۔''

اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ ۔

''یا وہ صدقہ جسے وہ اپنی زندگی میں صحت وتندرستی کی حالت میں بنا گیا۔''

(صحیح ابن ماجہ مقدمہ باب ثواب معلم الناس الخیر 242)

Marfat.com

ایک خوفناک آواز

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جارہا تھا تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ دیکھا تو فرمایا:

مَا اُحِبُّ اَنَّهٗ تَحَوَّلَ لِیْ ذَهَبًا یَمْكُثُ عِنْدِیْ مِنْهُ دِیْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا دِیْنَارًا اُرْصِدُهٗ لِدَیْنٍ ۔

''میں نہیں چاہتا کہ یہ پہاڑ اگر میرے لئے سونا بن جائے تو تین دن کے بعد ایک دینار بھی اس میں باقی ہو البتہ وہ دینار جو کسی قرض کے واسطے رکھ چھوڑوں۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْاَكْثَرِیْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ۔

''جن لوگوں کے پاس مال زیادہ ہے ان کی نیکیاں بہت کم ہوں گی سوائے اس شخص کے جو مال کو اس طرح اور اس طرح خرچ کرے مگر ایسے کم ہوتے ہیں۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''تم یہیں پر کھڑے رہنا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آؤں۔'' پھر آپ کچھ آگے چلے گئے اور میں نے ایک ہیبت ناک آواز سنی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جاؤں پھر مجھے آپ کی یہ بات یاد آ گئی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ تم اپنی جگہ رہنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو میں نے کہا: یارسول اللہ! وہ آواز کیسی تھی جو میں نے سنی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم نے سنی تھی؟'' میں نے عرض کیا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے کہا:

مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

''آپ کی امت میں سے کوئی شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے

ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

مشرک کی بخشش نہیں

میں نے عرض کی:

وَاِنْ زَنٰی وَسَرَقَ ۔اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے؟

فرمایا:"ہاں" (یعنی وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور جائے گا)۔(صحیح البخاری' الاستئذان' باب من اجاب' 6268)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص کھجور کے برابر (خواہ صورت میں خواہ قیمت میں) حلال کمائی میں سے خرچ کرے (اور یہ جان لو کہ) اللہ تعالیٰ صرف مال حلال قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لئے اس طرح پالتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔"

(بخاری' الزکاۃ' باب الصدقۃ من کسب طیب' 1410 'مسلم' 2342' الترمذی' 661 'النسائی' 2525)

Marfat.com

(116)

قصاب کی توبہ

حضرت سیدنا بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق ہو گیا۔ اتفاق سے ایک دن لونڈی کو اس کے مالک نے دوسرے گاؤں کسی کام سے بھیجا۔ قصاب کو موقع مل گیا اور وہ بھی اس لونڈی کے پیچھے ہو لیا۔ جب لونڈی جنگل سے گزری تو اچانک قصاب نے سامنے آ کر اسے پکڑ لیا اور اسے گناہ پر آمادہ کرنے لگا۔ جب اس لونڈی نے دیکھا کہ اس قصاب کی نیت خراب ہے تو اس نے کہا:

''اے نوجوان تو اس گناہ میں نہ پڑ! حقیقت یہ ہے کہ جتنی تو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے کہیں زیادہ میں تیری محبت میں گرفتار ہوں لیکن مجھے اپنے مالک حقیقی کا خوف اس گناہ کے ارتکاب سے روک رہا ہے۔''

اس نیک سیرت اور خوفِ خدا رکھنے والی لونڈی کی زبان سے نکلے ہوئے یہ الفاظ تاثیر بن کر اس قصاب کے دل میں پیوست ہو گئے اور اس نے کہا: ''جب تو اللہ تعالیٰ سے اس قدر ڈر رہی ہے تو میں اپنے پاک پروردگار سے کیوں نہ ڈروں، میں بھی تو اسی مالک کا بندہ ہوں۔ جا! تو بے خوف ہو کر چلی جا۔'' اتنا کہنے کے بعد اس قصاب نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کی اور واپس پلٹ گیا۔

راستے میں اسے شدید پیاس محسوس ہوئی لیکن ویران جنگل میں کہیں پانی کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہ تھا۔ قریب تھا کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے اس کا دم نکل جاتا۔ اتنے میں اسے اس زمانے کے نبی علیہ السلام کا ایک قاصد ملا۔ جب اس نے قصاب کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا ''تجھے کیا پریشانی ہے؟'' کہا: ''مجھے سخت پیاس لگی ہے۔'' یہ سن کر قاصد

Marfat.com

نے کہا: ''آؤ! ہم دونوں مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمت کے بادل بھیجے اور ہمیں سیراب کرے یہاں تک کہ ہم اپنی بستی میں داخل ہو جائیں۔'' قصاب نے جب یہ سنا تو کہنے لگا ''میرے پاس تو کوئی ایسا نیک عمل نہیں جس کا وسیلہ دے کر دعا کروں۔ آپ نیک شخص ہیں آپ ہی دعا فرمائیں۔''

جب کرم ہوتا ہے......

اس قاصد نے کہا: میں دعا کرتا ہوں' تم آمین کہنا۔ پھر قاصد نے دعا شروع کی اور وہ قصاب آمین کہتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر میں بادل کے ایک ٹکڑے نے ان دونوں کو ڈھانپ لیا اور وہ بادل کا ٹکڑا ان پر سایہ فگن ہو کر ان کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

جب وہ دونوں بستی میں پہنچے تو قصاب اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا اور وہ قاصد اپنی منزل کی طرف جانے لگا۔ بادل بھی قصاب کے ساتھ ساتھ رہا۔ جب اس قاصد نے یہ ماجرا دیکھا تو قصاب کو بلایا اور کہنے لگا ''تم نے تو کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نیکی نہیں اور تم نے دعا کرنے سے انکار کر دیا تھا' پھر میں نے دعا کی اور تم آمین کہتے رہے لیکن اب حال یہ ہے کہ بادل تمہارے ساتھ ہو لیا ہے اور تمہارے سر پر سایہ فگن ہے۔ سچ سچ بتاؤ! تم نے ایسی کون سی عظیم نیکی کی ہے جس کی وجہ سے تم پر یہ خاص کرم ہوا؟'' یہ سن کر قصاب نے اپنا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر قاصد نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ دوسرے لوگوں کا نہیں۔'' (عیون الحکایات)

Marfat.com

(117)

ایک عرب لڑکی کی ذہانت اور عقل مندی کا واقعہ

خلیفہ مامون ایک مرتبہ شکار کے لئے نکلا' گھوڑے پر بیٹھا اور بہت دور تک نکلتا چلا گیا۔نہر فرات کے کنارے پہنچا تو اس نے ایک حسین وجمیل دوشیزہ دیکھی جس کے چہرے اور بشرے سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی عرب خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔اس کے ہاتھ میں ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی بھرا تھا۔یہ پانی وہ نہر سے بھر کر لاتی تھی۔نشیب سے فراز پر آتی ہوئی وہ مشکیزہ نہ سنبھال سکی۔اس نے مدد کے لئے اپنے باپ کو آواز دی لیکن ایسے فصیح وبلیغ اور دلنشین جملے کہے کہ مامون کو اس کی فصاحت اور بلاغت پر بڑی حیرت ہوئی۔مامون نے پوچھا: اے لڑکی تو کس قبیلے سے ہے؟ وہ بولی: بنی کلاب سے۔

مامون: ایسے قبیلے میں کیوں پیدا ہوئی تو؟

دوشیزہ: میں ایسے قبیلے سے ہوں جو معزز ہے' جس پر کوئی الزام نہیں' وہ لوگ مہمانوں کی عزت کرتے ہیں' تلوار چلانے میں تیز وچست ہیں لیکن اے شخص تو کس قبیلے سے ہے؟

مامون: کیا تم علم الانساب جانتی ہو؟

دوشیزہ: ہاں جانتی ہوں۔

مامون: میں مضر حمرا کا فرد ہوں۔

دوشیزہ: کون سا مضر؟

مامون: وہ جو نسب کے لحاظ سے سب سے مکرم اور حسب کے اعتبار سے سب سے معظم ہے۔

دوشیزہ: میں سمجھ گئی' تم کنانہ میں سے ہو لیکن کنانہ کی کس شاخ سے؟

Marfat.com

علم الانساب کی ماہرہ

مامون: جس کے بچے سب میں زیادہ شریف اور متین ہوتے ہیں۔

دوشیزہ: ہاں میں نے جان لیا تم قریش میں سے ہو لیکن قریش کے کس خاندان سے؟

مامون: جس کا ذکر سب سے سربلند اور جس کا فخر سب سے اونچا ہے۔

دوشیزہ: خدا کی قسم تم بنی ہاشم میں سے ہو لیکن بنی ہاشم کے کس گھرانے سے؟

مامون: جس کے گھر سب سے اونچے، جس کا قبیلہ سب سے اشرف، جس سے ہاشم ہیبت زدہ تھے۔

یہ سن کر دوشیزہ نے ادب سے سر جھکایا اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

مامون اس لڑکی کی ان باتوں سے بہت خوش ہوا اور اس کی فصاحت و بلاغت، حاضر دماغی، برجستہ گوئی، ذہانت، ہر چیز نے خلیفہ کو متاثر کیا۔

مامون نے اسی وقت اس لڑکی سے نکاح کر لیا اور اپنے ساتھ لے آیا۔ اس کے بطن سے عباس پیدا ہوا۔ خلیفہ اس کی دلچسپ اور دلنشین باتوں سے ہمیشہ لطف اندوز ہوا کرتا تھا۔ وہ اس کے محل میں ایک چمکتا ہوا چراغ تھی جس سے تاریکی میں اجالا ہو جاتا ہے۔

(حادثات الملوک)

Marfat.com

(118)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

یہ بھی عشرہ مبشرہ یعنی ان دس صحابیوں میں سے ہیں جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی ہے۔ یہ خاندان قریش میں سے ہیں اور زمانہ جاہلیت کے مشہور موحد زید بن عمرو بن نفیل کے فرزند اور امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بہنوئی ہیں۔ یہ جب مسلمان ہوئے تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسی سے باندھ کر مارا اور ان کے گھر میں جا کر ان کو اور اپنی بہن فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا کو بھی مارا مگر یہ دونوں استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جنگ بدر میں ان کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کا پتہ لگانے کے لئے بھیج دیا تھا اس لئے یہ جنگ بدر کے معرکہ میں حصہ نہ لے سکے مگر اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں یہ شمشیر بکف ہو کر کفار سے ہمیشہ جنگ کرتے رہے۔ گندمی رنگ دراز قد' خوبصورت اور بہادر جوان تھے۔ تقریباً 50ھ میں ستر برس کی عمر پا کر مقام ''حقیق'' میں وصال فرمایا اور لوگوں نے آپ کے جنازہ مبارکہ کو مدینہ منورہ لا کر آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا۔

(اکمال فی اسماء الرجال' ص 596 و بخاری شریف' ج 1' ص 545 مع حاشیہ)

کنواں قبر بن گیا:

ایک عورت جس کا نام اروئی بنت اویس تھا اس نے اپنے حاکم مدینہ مروان بن الحکم کی کچہری میں یہ دعویٰ دائر کیا کہ سعید بن زید نے میری ایک زمین لے لی ہے۔ مروان نے جب ان سے جواب طلب کیا تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی کی بالشت برابر بھی زمین لے لے گا تو قیامت کے دن اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا تو اس حدیث کو سن لینے کے بعد بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں کسی کی زمین لے لوں گا؟ آپ کا یہ جواب سن کر مروان نے کہا: اے عورت! اب میں تجھ سے کوئی گواہ طلب نہیں کروں گا۔ جا تو اس زمین کو لے لے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر دعا مانگی۔ یا اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اندھی ہو جائے اور اسی زمین پر مرے چنانچہ اس کے بعد یہ عورت اندھی ہو گئی۔ محمد بن زید بن عمر و رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ میں نے اس عورت کو دیکھا ہے کہ وہ اندھی ہو گئی تھی اور دیواریں پکڑ کر ادھر ادھر چلتی پھرتی تھی یہاں تک وہ ایک دن اسی زمین کے اسی کنویں میں گر کر مر گئی اور کسی نے ان کو نکالا بھی نہیں اس لئے وہی کنواں اس کی قبر بن گیا اور ایک اللہ والے کی دعا کی مقبولیت کا جلوہ نظر آ گیا۔

(مشکوٰۃ، ج 2، ص 546 و حجۃ اللہ ج 2، ص 866، بحوالہ بخاری و مسلم)

اللہ والوں کی یہ کرامت ہے کہ ان کی دعائیں بہت زیادہ اور بہت جلد مقبول ہوا کرتی ہیں اور ان کی زبان سے نکلے الفاظ کا ثمرہ خداوند کریم ضرور عالم وجود میں لاتا ہے۔ سچ ہے:

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

Marfat.com

(119)

حلم خداوندی اور حکم موسوی

عبداللہ بن حارث سے روایت ہے: قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا اور ہمیشہ ان کے درپے آزار رہا کرتا تھا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے ایک زانیہ عورت کو فہمائش کی کہ لوگ جب میرے پاس جمع ہوں تو کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مائل کرنا چاہا میرے قلب کو۔ چنانچہ جب کل ہوئی اور لوگ جمع ہوئے تو وہ آئی اور قارون سے چپکے سے اس نے کوئی بات کی۔ پھر لوگوں کو مخاطب کر کے بولی اس قارون نے ہی مجھ کو موسیٰ علیہ السلام کے سر ایسی ایسی بات لگانے کے لئے کہا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان باتوں میں سے کوئی حرف مجھ سے نہیں فرمایا۔ یہ خبر موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہوگئی۔ وہ اس وقت محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ سن کر سجدہ میں گر گئے اور فرمایا: پروردگار؟ قارون نے مجھ کو بڑی تکلیفیں دیں اور جو کچھ اس نے کہا: وہ یہاں تک کہ اب اس کے تہمت لگانے کی نوبت بھی آ گئی۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی۔ میں نے زمین کو حکم دے دیا ہے تم اس سے جو کہو وہ تمہاری تابعداری کرے گی۔ قارون ایک بالا خانہ میں رہتا تھا جس میں اس نے سونے کے بستر چڑھا رکھے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت قارون کے احباب بھی وہاں موجود تھے اور فرمایا: تیری ایذاؤں کی نوبت اب یہاں تک آ گئی ہے کہ تو نے اس قسم کے کلمات کہے۔ اے زمین تو ان کو پکڑ لے۔ زمین نے فوراً گھٹنوں تک ان کو ہضم کر لیا۔ اس پر وہ چیخ پڑے کہ موسیٰ: اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہم کو اس عذاب سے نجات بخش دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے مگر موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو پھر یہی فرمایا

ان کو اور گھٹنوں تک پکڑے۔ موسیٰ علیہ السلام زمین سے برابر یوں ہی فرماتے رہے حتیٰ کہ زمین اوپر سے مل گئی اور وہ اس کے اندر چیختے چلے گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی آئی۔ موسیٰ تم کتنے تیز مزاج ہو۔ خوب سن لو! اگر مجھ کو وہ ایک بار بھی پکارتے تو میں ان کو نجات دے دیتا۔

(در منثور: الصارم المسلول)

(120)

فضل بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا نصیحت بھرا طویل خط

(امام ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے عمر بن ابوالحارث ہمدانی نے خبر دی' انہیں محبوب بن عبداللہ تمیزی نے انہیں عبیداللہ بن ابوالمغیرہ قریشی نے' وہ فرماتے ہیں کہ فضل بن عیسیٰ نے میرے پاس یہ خط لکھا:

اما بعد! بلاشبہ جس گھر میں ہم رہتے ہیں یہ مصائب سے بھرا ہوا ہے' فنا ہونا اس کی خاصیت ہے' اس کی ہر چیز ختم ہونے والی اور زوال پذیر ہے' اہل دنیا خوشحال اور مسرت میں ہوتے ہیں۔ اچانک یہ انہیں مشقتوں اور پریشانیوں میں پھنسا دیتی ہے۔ اس کے حالات اور امور بدلتے رہتے ہیں۔ اس کے مصائب میں لوگوں کو الجھایا جاتا ہے اور اس خوش حالی سے انہیں آزمایا جاتا ہے۔ اس کی عیش نا قابل مذمت' اس کی خوشی ناپائیدار' اس عیش کو دوام کس طرح مل سکتا ہے جسے آفات نے بدل ڈالا ہو اور جس میں آفات پے در پے آتی رہتی ہوں' حوادثات رونما ہوتے رہتے ہوں' موت جہاں کے مکینوں کو لقمہ بناتی رہتی ہو۔ یہ تو اس کے تیر کے اہداف ہیں' اموات جہاں منتظر ہوں' انہیں تیر کا نشانہ بنا کر موت کے منہ میں لے جا کر چھوڑتی ہے' ان مراحل سے ضرور گزرنا ہوگا' اور ان کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کرنا ہوگا۔ یہ معاملہ تو اللہ کی تقدیر میں پہلے سے طے ہو چکا ہے جسے کر گزرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ جس سے چھوٹ کر کہیں بھاگ نہیں سکتے۔ کتنا برا ہے وہ ٹھکانہ جس کا سایہ ناپائیدار اس کے اہل فنا ہونے والے' وہ تو اس میں محض مسافر کی حیثیت سے پڑاؤ ڈالے ہوتے ہیں' جو اپنے خیموں کو اکھاڑنے والے ہیں' گویا کہ گردش ایام نے پلٹا کھایا ہے اور ان کے لئے کوچ کا نقارہ بجایا۔

ڈرو اس سے جو وقت سے آنے والا

اب وہ بے آب و گیاہ جنگل بیابان میں پڑے ہیں جہاں عمارتیں زمین بوس ہو چکیں۔ان کے نشانات مٹ چکے۔اب وحشت ناک قبروں میں جا پڑے اور ویرانگی کو وطن بنالیا جو گارا مٹی سے بنی ہوئی ہیں۔ان کے ٹھکانے قریب قریب ہیں مگر ایک دوسرے سے وحشت زدہ، اجنبی اور پراگندہ حال ہیں۔آبادی سے انہیں کوئی انس نہیں۔اعزاو اقارب اور پڑوسیوں کی طرح میلاپ سے دور ہیں باوجودیکہ ان کے ٹھکانے قریب ہیں پھر بھی ایک دوسرے سے وصل نہیں۔میں نے ان جیسے لوگ کبھی نہیں دیکھے۔آپس میں قریب دیار اور عقد جوار کے باوجود ایک دوسرے کی طرف التفات نہیں۔وہاں یہ ہو بھی کس طرح سکتا ہے جب کہ فنا و بوسیدگی کی چکی نے انہیں پیش ڈالا؟ مٹی و پتھر انہیں کھا گئے۔زندگی کے بعد ریزہ ریزہ ہو گئے۔دوست احباب کو غمزدہ چھوڑ گئے اور ایسے گئے کہ لوٹنے کا نام نہیں۔ایک روز ہمارا بھی یہی حال ہوگا جو ان کا ہو چکا، ہمیں بھی ایسی خواب گاہ میں رکھا جائے گا۔وہی ٹھکانہ ہمارا مکان ہوگا، سختی اور ڈانٹ کے ساتھ ہمارا مواخذہ ہوگا مگر اس وقت کا ڈرنا کوئی نفع نہ دے گا۔والسلام

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا: تم نے ان کی طرف کس لئے خط لکھا تھا تو وہ جواب نہ دے سکے۔(حلیۃ الاولیاء 6/206، 207)

(121)

قابل رشک لوگ یعنی محدثین کرام

حضرت قدوری رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوالحسین اور نام ونسب احمد بن محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان ہے۔ بغداد کے ایک گاؤں "قدورہ" کے رہنے والے تھے اس لئے قدوری کہلاتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ قدور (ہانڈیوں) کی تجارت کرتے تھے اس لئے قدوری کہلاتے ہیں۔

یہ بغداد بلکہ پورے عراق میں علماء حنفیہ کے مسلم الثبوت امام تھے اور علم فقہ وحدیث میں اپنے دور کے بہت ہی باکمال فقیہ ومحدث تھے۔ یہ فقہ میں ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ جرجانی فقیہ کے شاگرد ہیں جو امام کرخی کے شاگرد کے شاگرد ہیں اور علم حدیث میں تو یہ اس قدر بلند مرتبہ اور نامور شیخ الحدیث تھے کہ خطیب بغدادی نے ان کی درس گاہ میں زانوائے تلمذ تہ کیا اور برسوں ان کے خرمن علم سے خوشہ چینی کرتے رہے۔ قدوری بہت بڑے مناظر بھی تھے چنانچہ انہوں نے شیخ ابوحامد سفرائنی فقیہ شافعی سے مناظرہ بھی کیا تھا۔

آپ کی تصنیف کردہ کتابوں میں مختصر القدوری بہت مشہور ہے جو آج تک عرب وعجم کے مدارسِ اسلامیہ میں داخل درس ہے۔

یہ بہت ہی عبادت گزار اور متقی وپرہیزگار بھی تھے اور دن رات تلاوت قرآنِ مجید فرماتے رہتے تھے۔ اہل عراق ان کا بے حد احترام کرتے اور ان کو عراق کے بڑے صالحین وعابدین میں شمار کرتے تھے۔ 428ھ میں شہر بغداد کے اندر آپ کی وفات ہوئی۔ پہلے اپنے مکان ہی میں دفن کئے گئے پھر کچھ دنوں کے بعد آپ کے جسم مبارک کو قبر سے نکال کر شارع منصور میں ابوبکر خوارزمی کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(تبصرۃ الدرایہ وغیرہ)

Marfat.com

حمصی اور کرخی رحمۃ اللہ علیہما

امام ابوالحسن کثیر بن حمصی کا لقب حذاء (جوتے کی تجارت کرنے والا) ہے۔ یہ بقیہ بن الولید وسفیان بن عینیہ ووکیع بن الجراح وغیرہ نامور محدثین کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اوران کے علم وفضل کا اندازہ لگانے کے لئے یہی کافی ہے کہ امام ابوداؤد وامام نسائی وامام ابن ماجہ وابوزرعہ وغیرہ محدثین کرام نے ان کی درس گا میں حاضری دے کرعلم حدیث حاصل کیا۔

یہ نہایت ثقہ وصالح محدث اور عبادت وریاضت کے اعتبار سے خدارسیدہ عابد وصاحب کرامت بزرگ تھے۔

ساٹھ برس تک مسلسل حمص کی جامع مسجد کے امام وخطیب رہے مگر کبھی سجدۂ سہو کی حاجت نہیں پڑی۔ لوگوں نے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں جب مسجد کے پھاٹک میں قدم رکھتا ہوں تو غیر اللہ کا خیال اپنے دل سے نکال کر مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ 250ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ (تہذیب التہذیب)

☆...... حضرت کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ونسب عبید اللہ بن حسین بن دَلال ہے اور کنیت ابوالحسن ہے۔ کرخ بغداد کے قریب میں ایک گاؤں ہے اس کی طرف نسبت ہونے سے کرخی کہے جاتے ہیں۔

یہ علم وفقہ میں ابوسعید بردعی کے شاگرد ہیں جو امام ابوحنیفہ کے پوتے اسماعیل بن حماد کے شاگرد تھے اوران کے شاگردوں میں ابورازی وعلی تنوخی وابوعلی شاشی وابوعبداللہ دامغانی وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

یہ فقہائے حنیفہ میں امام کا درجہ رکھتے ہیں اور ابوحازم وابوسعید بردعی کے بعد یہ رئیس الحنفیہ تھے۔ انہوں نے جامع صغیر وجامع کبیر کی شرح بھی تحریر فرمائی ہے۔

یہ بہت ہی پاکدامن، قناعت پسند اور متوکل تھے اور صوم وصلوٰۃ کی کثرت ونفلی عبادت میں بھی مشہور ومعروف تھے۔ آخری عمر میں ان کو فالج کی بیماری ہو گئی تو ان کے شاگردوں نے امیر سیف الدولہ بن حمدان کے پاس درخواست بھیجی کہ امام کرخی کے علاج کے لئے شاہی خزانہ سے کچھ رقم عطا کی جائے۔ جب آپ کو پتہ چلا تو آپ بستر بیماری پر رو رو کر دعا

Marfat.com

کرنے لگے کہ یا اللہ! جس طرح تو نے اب تک مجھے شاہی خزانہ کی رقم سے بچایا آخری وقت میں بھی ایسی رقم سے میرے دامن کو داغدار ہونے سے بچالے۔ امیر سیف الدولہ نے درخواست پاتے ہی دس ہزار درہم فوراً بھیجا مگر یہ رقم پہنچنے سے پہلے ہی آپ کی وفات ہو گئی۔ 260ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور 340ھ میں خاص شب برأت کی مقدس رات میں آپ نے وفات پائی۔ (تبصرۃ الدرراء)

بغدادی وحارثی رحمۃ اللہ علیہما

ابوبکر عمر بن ابراہیم بغدادی کا لقب ابوالآذان ہے۔ یہ حدیث میں اسماعیل بن مسعود جحدری وابوکریب وعلی بن شعیب سمسار وغیرہ کے شاگرد اور امام نسائی وغیرہ محدث کے استاد ہیں۔ خلیلی وخطیب نے ان کو ثقہ فرمایا اور ان کے حفظ کی مدح فرمائی اور اسماعیل نے ان کو صاحب تقویٰ وعبادت اور باکرامت محدث بتایا اور ان کا ایک واقعہ نقل کیا کہ یہ ایک یہودی سے مناظرہ کر رہے تھے۔ یہودی اپنی ہٹ دھرمی سے حق کو تسلیم نہیں کرتا تھا اس لئے جلال میں آ کر آپ نے فرمایا: اے یہودی چل! ہم دونوں مباہلہ کرلیں اور دونوں اپنا اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیں جو حق پر ہوگا وہ نہیں جلے گا چنانچہ یہ کہہ کر آپ نے آگ میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور آپ کا ہاتھ بالکل نہیں جلا۔ مجبوراً یہودی نے اپنا ہاتھ آگ میں ڈال دیا تو وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ (تہذیب التہذیب)

☆...... ابو محمد عبداللہ حارثی بخاری کا لقب عبداللہ استاذ ہے۔ علم حدیث کے لئے آپ نے حجاز وخراسان وغیرہ کے بڑے بڑے شہروں کا سفر کیا اور علمی مرکزوں میں پہنچ کر بڑے بڑے نامور شیوخ سے احادیث کی روایت کی۔ علم فقہ آپ نے ابوحفص صغیر سے سیکھا۔ ابوحفص صغیر اپنے والد ماجد ابوحفص کبیر کے شاگرد ہیں جو امام محمد (شاگرد امام ابوحنیفہ) کے شاگرد ہیں۔

عبداللہ حارثی بہت کثیر حدیثوں کے حافظ تھے۔ آپ مسند امام ابوحنیفہ کے جامع ہیں اور اپنے زمانے میں فقہائے حنفیہ کے امام ہوئے۔

آپ ان فقہائے محدثین میں سے ہیں جن کو روئے زمین پر مقبولیت کی کرامت حاصل ہوئی۔ منقول ہے کہ جب آپ اپنی کشف الآثار الشریفۃ فی مناقب الامام

Marfat.com

ابی حنیفة کا بغداد میں املاء کراتے تھے تو آپ کی مجلس درس میں چار سو مستملی (شیخ کی آواز کو دور تک پہنچانے والے) ہوتے تھے۔ غور کیجئے کہ جب مستملیوں کی یہ تعداد ہوتی تھی تو سامعین کی تعداد کتنی ہوتی ہوگی؟

پھر جب مناقب امام ابوحنیفہ کے سامعین کا یہ عالم تھا تو پھر بھلا مسند امام ابوحنیفہ کے درس کے حاضرین کی تعداد کس قدر ہوتی ہوگی۔ 340ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ)

(122)

حضرات ابدال، مردانِ بے نفس

ایک بزرگ اس شوق میں شرق و غرب کا سفر اختیار کرتے تھے کہ کہیں حضرات ابدال کی زیارت سے آنکھوں کو منور کریں۔ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن عشاء کے وقت میں بصرہ کے ساحل پر پہنچا۔ راستے میں دائیں جانب پانی کے قریب اتر گیا۔ میں نے دیکھا کہ دس نورانی اشخاص اپنے اپنے مصلے پر تشریف فرما ہیں۔ (اس دور میں صوفی حضرات اپنے ہمراہ لوٹا رکھا کرتے تھے مگر) ان میں سے کسی کے پاس لوٹا نہیں تھا۔ وہ تمام میرے استقبال کو کھڑے ہو گئے۔ مجھ سے سب نے معانقہ کیا پھر سب سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ کوئی ایک دوسرے کی طرف نظر نہ اٹھاتا یہاں تک کہ سورج بھی غروب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان میں سے ایک اٹھا اور دریا میں سے گیارہ بھنی ہوئی مچھلیاں نکال لایا حالانکہ وہاں آگ اور پکانے کا کوئی سامان نہ تھا۔ ان میں سے ایک دوسرا اٹھا اور اس نے ہر ایک کے سامنے ایک ایک مچھلی رکھ دی اور خود ایک بڑی مچھلی لے کر سب سے دور جا بیٹھا۔ کچھ دیر بعد سب کے سب پھر اپنے شغل میں لگ گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ صبح کی سپیدی نمودار ہوئی تو مؤذن نے اذان دی۔ جماعت سے نماز پڑھی گئی اور سب اپنے اپنے مصلے لے کر دریا پر پاؤں رکھ کر جانے لگے۔ سب سے پیچھے بڑی مچھلی لے کر الگ بیٹھنے والا بھی چلا گیا اور وہ دریا میں غوطے کھانے لگا۔ انہوں نے اس سے کہا: ”خیانت کرنے والا ہماری جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔“ (روض الریاحین)

تین نورانی صورتیں

آبادان کی جامع مسجد میں ایک بزرگ (شیخ عبداللہ بن عبید عبادانی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

نے نماز عشاء کے اندر تین نورانی صورت لوگوں کو دیکھا۔ انہوں نے صف اول میں باجماعت نماز ادا کی اور پھر مسجد سے نکل کر دریا کی طرف روانہ ہوئے۔ بزرگ نے بھی ان کی متابعت کی اور دریا کی جانب ان کے پیچھے پیچھے چلے۔ ان تینوں نے سطح آب پر قدم رکھ کر چلنا شروع کیا تو ایسا لگا دریا کے اندر سے چاندی کے تاروں سے بنی ہوئی جالی جیسی شے ان کے لئے نکل کر سطح آب پر پھیل گئی۔ ان بزرگ نے سوچا کہ میں بھی ان نقرئی جالیوں پر پاؤں رکھ کر گزر جاؤں مگر وہ جالی زیر آب چلی گئی اور وہ وہیں دریا کے کنارے غم سے رونے لگے۔

نماز صبح میں پھر وہ تینوں حضرات صف اول میں نظر آئے اور اس وقت سے وہ مسجد ہی میں رہے اور نماز عشاء کے بعد دریا سے گزر گئے۔ وہ بزرگ پھر ناکام لوٹے۔ تیسرے دن وہ تینوں حضرات پھر نظر آئے اور سطح آب سے گزر نہ سکنے والے بزرگ نے انہیں دیکھ کر اپنے جی میں سوچا ''یقیناً مجھ میں کوئی خرابی یا کمی ہے اسی لئے تو یہ حضرات پار اتر جاتے ہی اور میں رہ جاتا ہوں۔'' انہوں نے تیسرے روز بھی ان حضرات کے پیچھے پیچھے چل کر دریا پار کرنا چاہا تو وہ چاندی کی جالیاں ان کے لئے بچھی رہیں اور ان تینوں میں سے ایک نے انہیں سہارا بھی دیا۔ وہ فرماتے ہیں ''ہم لوگ اس پار پہنچے تو سب مل کر سات آدمی تھے' آٹھواں میں تھا' تھوڑی دیر بعد آسمان سے ایک خوان اترا جس میں آٹھ بنی ہوئی مچھلیاں تھیں۔ میں بھی ان کے ہمراہ کھانے کے لئے بیٹھا۔ اتفاقاً آٹھویں نووارد بزرگ نے ان میں سے ایک سے کہا: ہمارے پاس اگر نمک ہوتا تو کیا بات تھی؟ اس پر انہوں نے ایک سرد آہ کھینچی اور فرمایا: ''تم ایسے لوگوں میں ہو؟'' اس کے بعد ان میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دیر بعد میں نے خود کو ایک پن گھٹ پر پایا اور پھر میں نے ان میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ (روض الریاحین)

(123)

دعا کی برکت سے زنجیریں ٹوٹ گئیں

حضرت مالک بن عوف اشجعی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو دشمنوں کے لشکر نے گرفتار کرلیا۔ بیٹے کی گرفتاری کی اطلاع مالک اشجعی رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کو ملی تو دونوں بے حد پریشان ہوئے۔ ماں تو بیٹے کی گرفتاری کی تاب نہ لاکر گریہ وزاری کرنے لگی۔

سیدنا مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: أُسِرَ ابْنِیْ عَوْفٌ ۔

''میرا بیٹا عوف گرفتار ہوگیا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف رضی اللہ عنہ کے والدین کو کثرت کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ پڑھنے کا حکم فرمایا چنانچہ دونوں میاں بیوی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کا ورد کرنے لگے۔ ان کی کثرتِ دعا رنگ لائی۔ ان کے صاحبزادے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ جو دشمنوں کے نرغے میں تھے اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئی تھیں والدین کی دعا کی بدولت ان کی بیڑیاں ٹوٹ کر قید خانے میں گر گئیں پھر وہ دشمنوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ انہوں نے فوری طور پر اپنے آپ کو سنبھالا اور دشمنوں سے چھپ چھپا کر نکل بھاگے۔

سامنے دشمنوں کی ایک اونٹنی نظر آئی۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کو اپنے قبضے میں لیا اور اس پر سوار ہو گئے۔ جونہی بھاگنے کے لئے اونٹنی کی لگام کھینچی ان کی دشمنوں کے اونٹوں پر نظر پڑی۔ انہوں نے اونٹوں کو بھی ہانکنا شروع کر دیا پھر اونٹ بھی عوف بن

Marfat.com

مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلنے لگے۔

رب کعبہ کی قسم یہ میرا بیٹا ہے

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ راستے میں کہیں نہیں ٹھہرے۔ جب ان کا پاؤں رکا تو وہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ آواز سنتے ہی ان کے والدین کی زبان سے نکلا: عَوْفٌ وَّرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

"رب کعبہ کی قسم! یہ میرا بیٹا عوف ہی ہے۔"

ماں نے جب یہ آواز سنی تو مارے خوشی کے چیخ پڑی کہ سبحان اللہ! میرا بیٹا دشمنوں کے نرغے سے بچ کر آ گیا۔

ادھر عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ دشمنوں نے انہیں زنجیر میں جکڑ دیا تھا اس کی وجہ سے ان کے قویٰ جواب دے چکے تھے اور ان کی جسمانی قوت کمزور پڑ گئی تھی۔ وہ شدتِ درد سے کراہ رہے تھے۔ ماں باپ اور خادم جلدی جلدی دروازے سے باہر آئے۔ دیکھا کہ ان کا لخت جگر درد سے کراہ رہا ہے۔ وہ فوراً بیٹے کو گھر میں لے گئے۔ انہوں نے ابھی دروازہ بھی بند نہیں کیا تھا کہ بیٹے کے ساتھ ڈھیر سارے اونٹ بھی گھر کے آنگن میں داخل ہو گئے۔ ماں باپ اور خادم کو یہ اونٹ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا:

"ابو جان! جب میں دشمنوں کے لشکر سے نظریں بچا کر بھاگ رہا تھا تو ان کے اونٹ میرے سامنے تھے۔ میں نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ انہیں بھی ساتھ ہانک لایا۔ یہ دشمنوں ہی کے اونٹ ہیں۔"

مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے بیٹے عوف رضی اللہ عنہ کی داستان کہہ سنائی۔ ساتھ ہی اونٹوں کے بارے میں بھی بتلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا:

اِصْنَعْ بِهَا مَا أَحْبَبْتَ، وَمَا كُنْتَ صَانِعًا بِإِبِلِكَ۔

"جو سلوک تم اپنے اونٹوں کے ساتھ کرتے ہو ویسا ہی ان اونٹوں کے ساتھ بھی

Marfat.com

کرو۔''اس واقعے کے پس منظر میں قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے' اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔'' (الطلاق 65:2'3)

والدین کی بیٹے سے محبت

اس واقعے میں ہمارے موضوع سے مطابقت رکھنے والی جو بات ہے وہ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے والدین کی بیٹے سے شدید محبت ہے۔ جب بیٹے کی گرفتاری کا علم ہوا تو فوراً بارگاہِ نبوی میں ان کے والد مالک رضی اللہ عنہ اور ایک روایت کے مطابق ماں باپ دونوں ہی حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹے کی گرفتاری پر اپنی تشویش اور بیٹے سے اپنی شدید محبت کا اظہار کیا۔

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بھی اپنے والدین سے بے حد محبت کرتے تھے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے جنگ خیبر میں حصہ لیا۔ فتح مکہ کے موقع پر قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ آخری عمر میں ملک شام میں جا کر بس گئے تھے۔ ان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ شفاعت نبوی کے حوالے سے درج ذیل حدیث سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے:

أَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ أَنْ یُّدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِی الْجَنَّةَ، وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، وَهِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا.

شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

''میرے پاس رب کریم کا نمائندہ آیا اور مجھے دو باتوں میں سے کسی ایک کا

اختیار دیا' میری امت کی آدھی تعداد کو اللہ تعالیٰ (بے حساب) جنت میں داخل فرمادے' یا مجھے (امت کے حق میں) شفاعت کا موقع دے' چنانچہ میں نے (قیامت کے روز) شفاعت کرنے کو اختیار کیا۔ میری یہ شفاعت وسفارش ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔"

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کی وفات دمشق میں 73ھ میں ہوئی۔ (اس واقعہ کی تفصیل ان کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ الترغیب والترہیب' حدیث 2446' واسد الغابۃ' 300/4' 301 و 37/5 وجامع العلوم والحکم' 493/1' والاصابۃ' 617/4' والاستیعاب' ص 586' 587)

قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ الکریم

فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ

Marfat.com

(124)

سخی اللہ کا دوست ہے

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ ایک دفعہ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اسی ہزار درہم بھیجے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس وقت روزہ سے تھیں' آپ نے بوسیدہ کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ انہوں نے اسی وقت یہ سارا مال فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا اور اپنے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رکھا۔ آپ کی لونڈی نے آپ سے کہا: اے ام المومنین! آپ ہمارے لئے ایک درہم بھی بچا کر نہ رکھ سکیں' اس کے عوض ہم گوشت خریدتے اور آپ اس سے اپنا روزہ افطار کر لیتیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''میری بیٹی! اگر تو مجھے یاد دلا دیتی تو میں ایسا ہی کر لیتی۔''

(جامع الترمذی' کتاب البر والصلۃ' باب ماجاء فی معالی الاخلاق' 2018)

☆......سخاوت کے میدان میں حاتم طائی کا نام بہت مشہور ہے۔ اس کا مختصر تعارف یہ ہے۔ حاتم بن عبداللہ بن سعد بن الحشرج الطائی القحطانی جو نجد کا رہنے والا تھا۔ نہایت بہادر اور دلیر تھا۔ شعر و شاعری سے خاص دلچسپی تھی۔ جود و سخا میں اس کی مثال نایاب تھی۔ حاتم طائی کا نام زبان پر آتے ہی ایک عظیم اور بے مثال سخی کا تصور لوگوں کے ذہن و دماغ میں ابھر آتا ہے۔ اس کی وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے آٹھویں سال ہوئی۔ (دیکھئے علامہ زرکلی کی کتاب الاعلام' 2/151)

حاتم طائی سے بڑا سخی

کسی نے حاتم طائی سے پوچھا:

Marfat.com

هَلْ غَلَبَكَ اَحَدٌ فِی الْکَرَمِ؟

''کیا کبھی ایسا ہوا کہ کوئی شخص جود وسخا میں آپ پر سبقت لے گیا ہو؟''

حاتم طائی نے جواب دیا: ہاں' ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مجھے قبیلہ طے کے ایک یتیم کے گھر ٹھہرنے کا موقع ملا۔ اس کے پاس دس بکریاں تھیں۔ اس نے میری مہمانی کی خاطر ایک بکری ذبح کی اور دستر خوان پر میرے آگے اس کا مغز پیش کیا۔ مجھے مغز کا وہ حصہ بہت ہی لذیز لگا اور میں نے کھانے کے ساتھ ہی کہا:

طَیِّبٌ وَّاللّٰهِ! یہ کس قدر لذیز ہے۔

یتیم لڑکے نے جب میری زبان سے یہ الفاظ سنے تو اس نے ایک ایک کر کے ساری بکریوں کو ذبح کر کے ان کا مغز میرے آگے پیش کر دیا۔ مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ میری خاطر اس نے اپنی ساری بکریاں ذبح کر دی ہیں۔ جب میں واپسی کے لئے اس کے گھر سے نکلا تو میری نگاہ گھر کے اردگرد پھیلے خون پر پڑی۔ میں نے دیکھا کہ اس نے بکریوں کو ان کی رسیوں سمیت ہی ذبح کر ڈالا ہے۔ میں نے اس یتیم سے مخاطب ہو کر کہا: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟

''تم نے ان ساری بکریوں کو کیوں ذبح کر ڈالا؟''

وہ کہنے لگا:

یَا سُبْحَانَ اللّٰهِ! تَسْتَطِیْبُ شَیْئًا اَمْلِكُهٗ فَاَبْخَلَ عَلَیْكَ بِهٖ اِنَّ ذٰلِكَ لَسُبَّةٌ عَلَی الْعَرَبِ قَبِیْحَةٌ۔

''سبحان اللہ! آپ (جیسے میرے مہمان) کو کوئی ایسی چیز اچھی لگے جو میرے قبضے میں ہو اور میں بخل سے کام لے کر آپ سے اسے روک رکھوں؟ یہ تو عربوں کی شان میں ایک گستاخی اور عیب ہوگا۔''

تین سو سرخ اونٹنیاں اور پانچ سو بکریاں

حاتم طائی سے پوچھا گیا: فَمَا الَّذِیْ عَوَّضْتَهٗ؟

''پھر آپ نے بطور عوض اس یتیم لڑکے کو کیا دیا؟''

Marfat.com

حاتم طائی نے کہا: میں نے اس یتیم کو تین سو سرخ اونٹنیاں اور پانچ سو بکریاں دیں۔ یہ سن کر لوگوں نے حاتم طائی سے کہا:

اَنْتَ اِذًا اَکْرَمُ مِنْهُ ۔

''پھر تو آپ اس سے زیادہ سخی ہوئے۔''

حاتم طائی نے ان کے جواب میں کہا:

بَلْ هُوَ اَکْرَمُ لِاَنَّهٗ جَادَ بِکُلِّ مَا یَمْلِکُهٗ وَاِنَّمَا جُدْتُ بِقَلِیْلٍ مِنْ کَثِیْرٍ ۔

''نہیں' بلکہ وہ یتیم مجھ سے زیادہ سخی تھا کیونکہ اس نے اپنی ملکیت میں موجود سب کچھ سخاوت کر دی' جب کہ میں نے اپنی ملکیت کا ایک چھوٹا سا حصہ دیا۔''

(المستجاد للتنوخی' ص 203)

حضور سے کفن کے لیے چادر مانگنے والا

سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی ہوئی حاشیہ دار چادر تحفۃً لائی۔ اس عورت نے کہا: میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے اور اس لئے لائی ہوں تاکہ آپ اس کو پہنیں۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کر لیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت بھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور وہ چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن کر رکھی تھی۔ اتنے میں ایک شخص نے چادر کی تعریف کی اور کہا یا رسول اللہ! یہ چادر مجھے دے دیجئے (چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر اسے دے دی) لوگوں نے (اس شخص سے) کہا:

لَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَیْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهٗ وَعَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا یَرُدُّ ۔

''تو نے سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (نہایت) ضرورت کی حالت میں پہنا تھا لیکن تو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لی تو یہ بھی جانتا ہے کہ آپ سوال کو رد نہیں فرماتے۔''

Marfat.com

(خواہ آپ کو کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو) اس شخص نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر اس لئے نہیں مانگی کہ اس کو پہنوں گا بلکہ میں نے یہ اس لئے مانگی ہے کہ وہ میرا کفن ہوگا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہی چادر اس کا کفن بنی۔

(صحیح البخاری' الجنائز' باب من استعد الکفن' 1277)

Marfat.com

(125)

شہوت پرست بادشاہ اور لالچی عورت پر قہر الٰہی

حضرت سیدنا میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک بہت عبادت گزار لکڑہارا رہتا تھا۔ اس کی بیوی بنی اسرائیل کی عورتوں میں سب سے حسین وجمیل تھی۔ دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے۔ جب اس ملک کے بادشاہ کو لکڑہارے کی بیوی کے حسن وجمال کی خبر ملی تو اس کے دل میں شیطانی خیال آیا اور اس نے تہیہ کرلیا کہ میں کسی طرح اس عورت کو ضرور حاصل کروں گا چنانچہ اس ظالم اور شہوت پرست بادشاہ نے ایک بڑھیا کو اس لکڑہارے کی بیوی کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ورغلائے اور لالچ دے کر اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ لکڑہارے کو چھوڑ کر شاہی محل میں ملکہ بن کر زندگی گزارے۔

چنانچہ وہ مکار بڑھیا لکڑہارے کی بیوی کے پاس گئی اور اس سے کہا: ''تو کتنی عجیب عورت ہے کہ اتنے حسن وجمال کے باوجود ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار رہی ہے جو نہایت ہی مفلس اور غریب ہے جو تجھے آسائش وآرام فراہم نہیں کرسکتا۔ اگر تو چاہے تو بادشاہ کی ملکہ بن سکتی ہے۔ بادشاہ نے پیغام بھیجا ہے کہ اگر تو لکڑہارے کو چھوڑ دے گی تو میں تجھے اس جھونپڑی سے نکال کر اپنے محل کی زینت بناؤں گا' تجھے ہیرے جواہرات سے آراستہ وپیراستہ کردوں گا' تیرے لئے ریشم اور عمدہ کپڑوں کا لباس ہوگا' ہر وقت تیری خدمت کے لئے کنیزیں اور خدام ہاتھ باندھے کھڑے ہوں گے اور تجھے اعلیٰ درجے کے بستر اور تمام سہولتیں مل جائیں گی۔ بس تو اس غریب لکڑہارے کو چھوڑ کر میرے پاس چلی آ۔''

جب اس عورت نے یہ باتیں سنیں تو لالچ میں آگئی اور اس کی نظروں میں بلند وبالا محلات اور اس کی آسائشیں گھومنے لگیں۔ چنانچہ اس نے لکڑہارے سے بے رخی اختیار کرلی اور ہر

Marfat.com

وقت اس سے ناراض رہنے لگی۔ جب اس نیک شخص نے محسوس کیا کہ یہ مجھ سے بے رخی اختیار کر رہی ہے تو اس نے پوچھا ''اے اللہ تعالیٰ کی بندی! تم نے یہ رویہ کیوں اختیار کر لیا ہے؟'' یہ سن کر اس لالچی عورت نے مزید سخت رویہ اختیار کر لیا بالآخر لکڑ ہارے نے مجبوراً اس حسین وجمیل بے وفا لالچی عورت کو طلاق دے دی۔ وہ خوشی خوشی بادشاہ کے پاس پہنچی۔

بادشاہ اور اس کی دلہن کا بُرا انجام

بادشاہ اسے دیکھ کر پھولے نہ سمایا۔ اس نے فوراً اس سے شادی کر لی۔ بڑی دھوم دھام سے جشن منایا گیا پھر جب بادشاہ اپنی نئی دلہن کے پاس حجرہ عروسی میں پہنچا اور پردہ ہٹایا تو یکدم بادشاہ بھی اندھا ہو گیا اور وہ عورت بھی اندھی ہو گئی۔ نہ تو وہ عورت اس بادشاہ کو دیکھ سکی نہ ہی بادشاہ اس لالچی و بے وفا عورت کے حسن و جمال کا جلوہ دیکھ سکا۔ پھر بادشاہ نے اپنی دلہن کی طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ اسے چھو سکے لیکن اس کا ہاتھ خشک ہو گیا اور پھر اس عورت نے بادشاہ کو چھونا چاہا تو اس کے ہاتھ بھی خشک ہو گئے۔ جب انہوں نے ایک دوسرے سے بات کرنا چاہی تو دونوں ہی بہرے اور گونگے ہو گئے اور ان کی شہوت بالکل ختم ہو گئی۔ اب وہ دونوں بہت پریشان ہوئے۔ صبح جب خدام حاضر خدمت ہوئے تو دیکھا کہ بادشاہ اور اس کی نئی ملکہ دونوں ہی گونگے، بہرے اور اندھے ہو چکے ہیں اور ان کے ہاتھ بھی بالکل بے کار ہو چکے ہیں۔

جب یہ خبر اس دور کے نبی علیہ السلام کو پہنچی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان دونوں کے بارے میں عرض کی تو بارگاہِ خداوندی سے ارشاد ہوا ''میں ہرگز ان دونوں کو معاف نہیں کروں گا، کیا انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ جو حرکت انہوں نے لکڑ ہارے کے ساتھ کی میں اس سے بے خبر ہوں۔'' (عیون الحکایات)

Marfat.com

(126)

ایک عورت کی دور اندیش باتیں

محمد بن معین الغفاری سے روایت ہے: ایک عورت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میرا شوہر دن کو روزے رکھتا ہے اور رات بھر نفلیں پڑھتا ہے اور مجھے اس کی شکایت کرنا بھی ناگوار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا شوہر بہت اچھا ہے۔ وہ عورت جب اپنی بات کو دہراتی تھی تو آپ بھی اپنا وہی جواب دہرا دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے کعب الاسدی نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ عورت شکایت کر رہی ہے کہ اس کے شوہر نے اسے ہمبستری سے چھوڑ رکھا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیونکہ تم نے ہی اس کا کلام سمجھا اب دونوں میں فیصلہ تم ہی کرو۔ کعب نے کہا: اس کے شوہر کو میرے پاس لایا جائے۔ جب وہ آ گیا تو اس سے کہا' تیری زوجہ کو تجھ سے شکایت ہے۔ اس نے کہا' کھانے میں یا پینے میں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ عورت نے کہا: (اور اس نے اشعار میں اپنا دعویٰ قاضی کے سامنے پیش کیا)

اشعار کی صورت میں دعویٰ' جواب دعویٰ اور فیصلہ

یا ایها القاضی الحکیم ارشده
الهی خلیلی عن فراش مسجده

''اے قاضی دانا اس کو ہدایت کیجئے میرے پیارے کو میرے بستر سے اس کی مسجد کے شوق نے غافل کر دیا۔''

زهده فی مضجعی تعبده
نهاره ولیله مایرقده

Marfat.com

''میری آرمگاہ سے کنارہ کش کر دیا اس کی عبادت نے جو دن میں اور رات میں اس کو آرام نہیں کرنے دیتی۔''

ولست فی امر النساء احمده

''اور میں عورتوں کے معاملے میں اس کی تعریف نہیں کر سکتی۔''

یہ سن کر اس کے شوہر نے کہا: (یہ بطور جواب دعوئی ہے)

''بے شک میں اس کے بستر سے یکسو رہا اور اس سے علیحدگی اختیار کی ہے (مگر میں معذور ہوں) کیونکہ میں ایسا شخص ہوں کہ مجھے بھلا دیا ان احکام نے جو نازل ہوئے۔''

وفی سورة النمل وفی السبع الطوال

وفی کتاب الله تخویف جلل

''سورۂ نمل اور سبع طوال (سورۂ بقرہ سے سات سورتیں) میں اور کتاب اللہ میں (عذاب سے) جو عظیم الشان خوف دلایا ہے۔''

تو کعب نے کہا: (انہوں نے بھی منظوم فیصلہ سنایا):

ان لها حقا علیك یا رجل

تصیبها فی اربع لمن عقل

''اے شخص تجھ پر اس کا حق ہے کہ صاحب عقل کے نزدیک تو اس سے چار دن میں ایک صحبت ہو۔''

فاعطه ودع عنك العلل

''تو یہ حق اس کو دے اور حیلے بہانے چھوڑ۔''

حضرت عمر بھی فیصلے پہ تعجب کرنے لگے

پھر کہا' اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے تیرے لئے دو دو تین تین چار چار عورتوں کو اس لئے تیرے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں جن میں تو اپنے رب کی عبادت کرتا رہے اور عورت کے لئے ایک دن اور ایک رات ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' واللہ میں نہ

Marfat.com

سمجھ سکا کہ تمہاری ان دونوں باتوں میں سے کون سی عجیب ہے (اس عورت کے اشارات سے) زوجین کے اختلاف کو سمجھ جانا یا فیصلہ جو تم نے ان دونوں کے درمیان (کتاب اللہ سے استنباط کرکے) نافذ کیا۔ جاؤ میں تمہیں بصرے کے لئے عہدہ قضا دیتا ہوں۔

(لطائف علمیہ، ص 307)

Marfat.com

(127)

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

یہ خاندانِ قریش کے بہت ہی نامور اور معزز شخص ہیں۔ فہر بن مالک پر ان کا خاندانی شجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ یہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان کا اصلی نام "عامر" ہے۔ ابو عبیدہ ان کی کنیت ہے اور ان کو بارگاہِ رسالت میں امین الامتہ کا لقب ملا ہے۔ ابتدائے اسلام ہی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو آپ فوراً ہی اسلام قبول کر کے جاں نثاری کے لئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ پہلے آپ نے حبشہ ہجرت کی پھر حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ جنگ بدر وغیرہ تمام اسلامی جنگوں میں انتہائی جاں بازی کے ساتھ کفار سے معرکہ آرائی کرتے رہے۔ جنگ احد میں لوہے کی ٹوپی کی دو کڑیاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار منور پر چبھ گئی تھیں۔ آپ نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر ان کڑیوں کو کھینچ کر نکالا۔ اسی میں آپ کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ بہت ہی شیر دل، بہادر، بلند قامت اور بارعب چہرے والے پہلوان تھے۔ 18ھ میں بمقام اردن طاعون عمواس میں وفات پا گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقام بیسان میں دفن ہوئے۔ وقت وفات عمر شریف اٹھاون برس تھی۔

(اکمال فی اسماء الرجال، ص608)

آپ کی کرامتوں میں سے ایک بہت ہی مشہور اور عجیب کرامت درج ذیل ہے:

بے مثال مچھلی:

آپ تین سو مجاہدین اسلام کے لشکر پر سپہ سالار بن کر "سیف البحر" میں جہاد کے لئے

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ وہاں فوج کا راشن ختم ہو گیا یہاں تک کہ یہ چوبیس گھنٹے میں ایک ایک کھجور بطور راشن کے مجاہدین کو دینے لگے۔ پھر وہ کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔ اب بھکمری کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا۔ اس موقع پر آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اچانک سمندر کی طوفانی موجود نے ساحل پر ایک بہت بڑی مچھلی کو پھینک دیا اور اس مچھلی کو یہ تین سو مجاہدین کی فوج اٹھارہ دنوں تک شکم سیر ہو کر کھاتی رہی اور اس کی چربی کو اپنے جسموں پر ملتی رہی یہاں تک کہ سب لوگ تندرست اور خوب فربہ ہو گئے۔ پھر چلتے وقت اس مچھلی کا کچھ حصہ کاٹ کر اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ واپس آئے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھی اس مچھلی کا ایک ٹکڑا پیش کیا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا: اس مچھلی کو اللہ تعالیٰ نے تمہارا رزق بنا کر بھیج دیا۔ یہ مچھلی کتنی بڑی تھی لوگوں کو اس کا اندازہ بتانے کے لئے امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی دو پسلیوں کو زمین میں گاڑ دیں چنانچہ دونوں پسلیاں زمین پر گاڑ دی گئیں تو اتنی بڑی محراب بن گئی کہ اس کے نیچے سے کجاوہ بندھا ہوا اونٹ گزر گیا۔

(بخاری شریف، ج 2، ص 626، باب غزوہ سیف البحر)

کرامتوں کا مجموعہ

ایسے وقت میں جبکہ لشکر میں خوراک کا سارا سامان ختم ہو چکا تھا اور لشکر کے سپاہیوں کے لئے بھکمری کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں تھا، بالکل ہی ناگہاں بغیر کسی کی محنت و مشقت کے اس مچھلی کا خشکی میں مل جانا اس کو کرامت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ پھر اتنی بڑی مچھلی کہ تین سو بھوکے سپاہیوں نے اس مچھلی کو کاٹ کاٹ کر اٹھارہ دنوں تک خوب خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ یہ ایک دوسری کرامت ہے کیونکہ اتنی بڑی مچھلی بہت ہی نادر الوجود ہے کہ اتنا بڑا لشکر اس کو اتنے دنوں تک کھاتا رہے اور پھر اس کے ٹکڑوں کو کاٹ کاٹ کر اونٹوں پر لاد کر مدینہ منورہ تک لے جائے مگر پھر بھی مچھلی ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کا کچھ حصہ لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ اتنی بڑی مچھلی کا وجود دنیا میں بہت ہی کمیاب ہے۔ پھر مچھلی ایک ایسی چیز ہے کہ مرنے کے بعد دو چار دنوں میں سڑ گل کر اور پانی بن کر بہہ جاتی ہے مگر عادت جاریہ کے خلاف مہینوں تک یہ مری ہوئی مچھلی زمین پر دھوپ میں پڑی رہی پھر بھی بالکل تازہ رہی نہ

Marfat.com

اس میں بدبو پیدا ہوئی نہ اس کا مزہ تبدیل ہوا' یہ تیسری کرامت ہے۔

غرض اس عجیب وغیب مچھلی کا مل جانا اس ایک کرامت کے ضمن میں چند کرامتیں ظاہر ہوئیں جو بلاشبہ امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ جنتی صحابی کی بہت ہی عظیم اور نادر الوجود کرامتیں ہیں۔ (کرامت صحابہ' علامہ اعظمی)

Marfat.com

(128)

ایک بے مثال فیصلہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: آپ نے بیان فرمایا: دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے دو بچے تھے۔ بھیڑیا آیا ان میں سے ایک کا بچہ لے گیا۔ اس پر اس کی ساتھ والی بولی کہ تیرے بچہ کو لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا: نہیں تیرے کو لے گیا ہے۔ یہ دونوں اپنا معاملہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے کر آئیں۔ انہوں نے (روئیداد مقدمہ سن کر) بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی طرف چلیں اور ان دونوں نے پھر یہاں اپنا معاملہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: لاؤ چھری لاؤ میں اس لڑکے کو کاٹ کر آدھا آدھا تم دونوں کو دے دیتا ہوں۔ یہ سن کر چھوٹی بول پڑی اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ دیکھئے ایسا نہ کیجئے چلئے یہ لڑکا اسی کا ہے اس کی یہ بات سن کر انہوں نے فیصلہ دیا کہ لڑکا چھوٹی کو دے دیا جائے۔ (متفق علیہ)

ماہِ عرب کے جلوے

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور آدم علیہ السلام ابھی آب وگل ہی کی حالت میں تھے یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا اور لو میں تم کو اس کی ابتدا بتاتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں اور اپنی والدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے ایک نور دیکھا کہ جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اٹھے اور اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کی والدہ بھی دیکھا کرتی تھیں۔

(مسند احمد' طبرانی' مستدرک)

Marfat.com

(129)

کوچ کا طبل بج چکا

(امام ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوعبداللہ تیمی نے خبر دی، انہیں شریح عابد اور محمد بن عبداللہ شیبانی نے خبر دی، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہم نے حنتم بن جحشہ عجلی ابوبکر عابد سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے۔

اے دنیا کو خطبہ دینے والے، اس کا تو ہر روز ایک نیا شوہر ہوتا ہے۔ دنیا اپنے کتنے پیغام نکاح دینے والوں کو قتل کر چکی۔ یہ شروع سے ہی ایک ایک کر کے مارتی آتی ہے ایک سے نکاح کرتی ہے اس کی جگہ دوسرے کے ساتھ پہلے سے دوستی ہوتی ہے۔ میں دھوکہ میں پڑا ہوں اور بوسیدگی آہستہ آہستہ میرے جسم کو کھا رہی ہے۔ موت کی تیاری کر اور اس کے لئے توشہ حاصل کر لے اس لئے کہ موت کے منادی نے کوچ کا طبل بجا دیا۔

(حلیۃ الاولیاء، 10/139)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سعید بن سلیمان نے خبر دی، وہ سلیمان بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ثابت سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ابلیس نے اپنے کارندوں سے کہا: جاؤ! کوئی حادثہ پیش آیا ہے دیکھو کہ وہ کیا ہے؟ وہ گئے اور واپس آ کر کہنے لگے ہمیں معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا پیش آیا ہے۔ ابلیس بولا میں خبر لاتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور واپس آ کر کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو چکی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے شیاطین کو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجنے لگا۔ وہ واپس آتے تو ان کے اعمال نامے میں کوئی گناہ نہ ہوتا، یہ دیکھ کر ابلیس بولا تمہیں کیا ہوا کہ تم ان سے کوئی گناہ کا کام نہیں کرواتے؟ وہ بولے ہم نے ان جیسے لوگ کبھی نہیں دیکھے۔ ہم ان سے بعض گناہ کے کام کرواتے ہیں مگر یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں تو ان کے سارے گناہ معاف

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔ ابلیس بولا کچھ دن صبر کرو! عنقریب ان پر دنیوی فتوحات ہوں گی پھر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکو گے۔

دیکھے مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حسن بن حماد ضبی نے خبر دی' انہیں حسین جعفی نے' وہ فضیل بن عیاض سے روایت کرتے ہیں' وہ سفیان ثوری سے' وہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری یہ دعا فرماتے تھے۔ اے اللہ دنیا ہم پر کشادہ فرما کر اس سے بے رغبتی عطا فرما۔ ہم پر اسے تنگ فرما کر ہمیں اس کی طرف راغب نہ فرما۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن قدام جوہری نے خبر دی' وہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا آزاد سخی جو دنیا سے ناراض ہو کر دکھائے؟ (ایضا)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی' انہیں محاربی نے خبر دی' وہ مبارک بن فضالہ سے روایت کرتے ہیں' وہ حسن بصری سے' وہ فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ انتہائی عقل مند و سمجھدار تھے۔ اچھے اعمال کرتے رہے' پاکیزہ مال کھاتے رہے' بچے ہوئے کو آگے چلتا کرتے رہے۔ نہ دنیا والوں کی دنیا کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا نہ دنیوی عزت کی طمع کی نہ اس کی ذلت سے گھبرائے۔ صاف ستھرے کو لے لیا۔ کدورت بھرے کو ترک کر دیا۔ اللہ کی قسم انہوں نے کوئی نیک عمل کر کے اسے بڑا نہ سمجھا اور نہ کسی برائی کو ہلکا جانا۔ (ایضا)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی' انہیں عبداللہ بن ادریس نے' وہ حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم تیمی نے فرمایا: جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کی طرف دنیا دوڑ کر آتی تھی اور وہ اس سے دور بھاگتے تھے' اس پر انہیں کیا کچھ درجات ملے' اور تم لوگ دنیا کے طالب ہو مگر وہ تم سے پیٹھ پھیر کر بھاگ رہی ہے۔ پھر تم جن مصائب میں مبتلا ہو وہ ظاہر ہی ہیں۔ اپنے اور ان کے حال کا اندازہ لگاؤ۔ (ایضا)

دنیا کو ملامت کرنا آسان ہے' چھوڑنا مشکل

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی' انہیں عبدان بن عثمان نے خبر دی' انہیں عبداللہ نے' انہیں سفیان ثوری نے' وہ سلیمان بن حارث سے روایت کرتے ہیں' وہ عبدالرحمن بن یزید سے' وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے جہاد بھی طویل' تمہاری نمازیں بھی زیادہ' اس کے باوجود وہ تم سے بہت افضل تھے۔ ان کے ساتھیوں نے پوچھا: وہ کیوں؟ فرمانے لگے وہ دنیا میں تم سے زیادہ بے رغبت اور آخرت میں تم سے بہت زیادہ رغبت رکھنے والے تھے۔

(کتاب الزہد لابن مبارک' ص 50' حلیۃ الاولیاء' 136/1)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوکریب نے خبر دی' انہیں ابن ابی زائدہ نے' وہ مجالد بن سعید سے روایت کرتے ہیں' وہ شعبی سے' وہ فرماتے ہیں کہ شریح نے فرمایا: دنیا کو ملامت کرنا بہت آسان کام ہے' جو اسے ملامت کرتا ہے وہ اسے اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Marfat.com

(130)

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ

فقیہ مصر ابوالحارث امام لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن فہمی کی جلالت شان اور امامت وبزرگی کے احوال بے شمار ہیں۔ ان کی عظمت کے لئے دو بزرگ اماموں یعنی امام شافعی وامام یحییٰ بن بکیر کی یہی شہادت کافی ہے کہ لیث بن سعد امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے حالانکہ امام شافعی وامام یحییٰ بن بکیر دونوں امام مالک کے شاگرد ہیں اور یہ دونوں امام مالک کے علم واتقان وبزرگی وجلالت شان سے اچھی طرح واقف ہیں۔

لیث بن سعد 94ھ میں مصر کی ترائی کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباؤ اجداد فارسی النسل اصفہان کے رہنے والے تھے۔ یہ بچپن ہی سے نہایت ذہین ومحنتی اور علم کے شوقین تھے۔ یہ علم حدیث میں امام زہری، امام نافع ویحییٰ بن سعید انصاری وہشام وعطا بن ابی رباح وغیرہ سینکڑوں شیوخ حدیث کے شاگرد رشید ہیں اور ان کی درس گاہ علم سے فیض تعلیم پانے والے تلامذہ ہزاروں محدثین ہیں جو اپنے دور میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ لیث بن سعد اپنے زمانے کے سب سے بڑے مفتی اور کثیر الحدیث محدث تھے اور سخاوت وجوانمردی میں تو یہ بے مثال تھے۔ امام احمد بن حنبل علی الاعلان فرماتے تھے کہ ان مصری محدثین میں کوئی بھی لیث بن سعد سے بڑھ کر صحیح حدیثوں کا بیان کرنے والا نہیں ہوا۔ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ سعید مقبری کے شاگردوں میں لیث بن سعد زیادہ علم والے ہیں یا ابن ابی ذئب؟ تو یحییٰ بن معین نے جواب دیا کہ دونوں ٹھیک ہیں مگر لیث بن سعد کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

Marfat.com

161ھ میں یہ بغداد آئے تو خلیفہ بغداد منصور عباسی نے ان کو مصر کا گورنر بنانا چاہا مگر آپ نے اس عہدہ کو نہایت بے پرواہی سے ٹھکرادیا۔

زُہد وتقویٰ اور عبادت وسخاوت

ابن ابی مریم محدث کہا کرتے تھے کہ میں نے خدا کے بندوں میں لیث بن سعد سے زیادہ افضل کسی کو نہیں دیکھا اور علم وعمل وزہد وتقویٰ وعبادت وسخاوت غرض کوئی بھی ایسی نیکی نہیں ہے جو لیث بن سعد میں موجود نہ ہو۔

آپ طالب علموں کی بہت زیادہ مالی امداد فرماتے تھے۔ منصور بن عمار محدث جب آپ کی ملاقات کے لئے آئے تو آپ نے ان کی خدمت میں ایک ہزار دینار نذرانہ پیش فرمایا۔ اسی طرح جب ابن لہیعہ محدث کا گھر جل گیا تو ان کی بھی ایک ہزار دینار سے امداد فرمائی۔ امام مالک نے آپ کی خدمت میں خط لکھا کہ میری بچیوں کی شادی میں کپڑا رنگنے کے لئے کچھ عصفر بھیج دیجئے تو آپ نے تیس اونٹوں پر لاد کر عصفر مصر سے مدینہ منورہ بھیج دیا۔ عبداللہ بن صالح بیان کرتے ہیں: میں بیس برس تک لیث بن سعد کی خدمت میں رہا۔ وہ دن رات کا کھانا اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک طلباء وعلماء کی ایک جماعت آپ کے دسترخوان پر نہ بیٹھ جائے۔ یہ بھی منقول ہے کہ آپ روزانہ تین سو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ آپ کی جائیدادوں کی آمدنی اسی ہزار دینار سالانہ تھی مگر انہی سخاوتوں کی وجہ سے آپ پر کبھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی۔ شعبان 175ھ میں یہ سعید روح عالم بالا کو روانہ ہوئی۔ (تہذیب التہذیب ونووی واکمال)

(131)

خدا رسیدہ غلام

شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام خریدا۔ رات کا اندھیرا چھایا اور شیخ نے غلام کو تلاش کیا تو پورے گھر میں کہیں نہ پایا۔ دروازوں کو دیکھا تو سب بند ہیں۔ کوئی دروازہ بھی کھلا ہوا نہیں۔ وہ سخت حیرت میں پڑے کہ آخر وہ کیسے غائب ہوا؟ صبح ہوئی تو حاضر ہو گیا اور شیخ کی خدمت میں ایک درہم پیش کیا جس پر سورۂ اخلاص کندہ تھی۔ عرض کیا اگر آپ مجھے رات کی خدمت سے آزاد رکھیں تو ایسا درہم میں روزانہ حاضر کیا کروں۔ شیخ نے اسے اس کی مہلت دے دی۔ کچھ عرصہ بعد شیخ کے چند پڑوسیوں نے آ کر ان سے شکایت کی کہ آپ کا غلام کفن چور ہے، اسے بیچ ڈالئے۔ شیخ نے ان لوگوں کو تو رخصت کیا اور خود اس بات کی تحقیق کا ارادہ کیا۔ شیخ نے دیکھا کہ عشاء کے بعد جب اس کے جانے کا وقت ہوا، اس نے بند دروازے کو اشارہ کیا جو خود بخود کھل گیا۔ اسی طرح مکان کے تمام دروازوں سے گزر کر وہ ایک چٹیل میدان میں پہنچا جو لباس اس کے بدن پر تھا اتار کر صوف کا موٹا کپڑا پہنا اور صبح تک مصروف نماز رہا۔ صبح کے آثار نمودار ہوئے تو اس نے دعا کی: اے میرے آقائے حقیقی! میرے مجازی آقا کی اجرت عطا کر۔ آسمان سے ایک درہم اس کے ہاتھ میں گرا جسے اس نے رکھ لیا۔ شیخ یہ سارے واقعات کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے حق میں اپنی بدظنی سے استغفار کیا اور اس کو آزاد کرنے کا عہد کیا۔ اس سے فارغ ہو کر انہوں نے غلام کو تلاش کیا تو وہاں اسے نہیں پایا اور وہ میدان و بیابان بھی شیخ کے لئے اجنبی تھا۔ اسی وقت وہاں ایک اسپ سوار نمودار ہوا اور خود ہی پوچھا عبدالواحد آپ آج یہاں کیسے؟ شیخ نے سارا قصہ ذکر فرمایا۔

Marfat.com

اسم اعظم کی برکت اور غلام کی کرامت

اسپ سوار: کیا آپ کو معلوم ہے یہ بیابان آپ کے شہر سے کتنی دور ہے۔ فرمایا: نہیں؟ اس نے کہا: اگر تیز سواری سے سفر ہو تو دو برس میں آپ اپنے شہر پہنچ سکیں گے۔ آپ یہیں ٹھہریں اور اس غلام کے آنے کا انتظار کریں۔ رات ہوئی تو غلام وہاں جا پہنچا۔ اس کے ہاتھ میں دستر خوان تھا جس میں انواع واقسام کے کھانے تھے۔ اس نے عرض کیا: اے میرے آقا لیجئے تناول فرمایئے اور آئندہ ایسا نہ کیجئے گا۔ شیخ نے کھانا کھایا اور غلام پھر اپنی نماز میں مشغول ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر اس نے کوئی اسم اعظم پڑھا اور پھر چند قدم اٹھانے کے بعد ہم لوگ اپنے گھر جا پہنچے۔

غلام: اے میرے آقا! کیا آپ نے مجھے آزاد کرنے کا عہد نہیں کر لیا ہے؟

شیخ: میں اپنے عہد پر اب بھی قائم ہوں۔

غلام: میں آپ کا شکر گزار ہوں مجھے آزاد رکھئے اور میری قیمت لے لیجئے۔ یہ کہہ کر اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا جو اٹھاتے ہی خالص سونا بن گیا۔ وہ شیخ کو دیا اور چلا گیا۔ شیخ اس عارف حق غلام کو جاتے ہوئے بھیگی ہوئی پلکوں سے دیکھتے رہے۔ بعد میں جب ہمسایوں نے شیخ سے دریافت کیا کہ اس غلام کا آپ نے کیا کیا اور شیخ نے انہیں حقیقت حال سے باخبر فرمایا اور اس کی کرامت سنائی تو سب نے اپنی بدظنی پر توبہ کی اور تاسف کے اشک بہائے۔ (روض الریاحین)

(132)

تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ ہی کا تو ہے

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک جوان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

یَا رَسُوْلَ اللہِ! یُرِیْدُ أَبِیْ أَنْ یَّأْخُذَ مَالِیْ.

''اے اللہ کے رسول! میرا باپ میرے مال پر قبضہ جمانا چاہتا ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: أَنْتَ بِأَبِیْکَ عِنْدِیْ.

''اپنے باپ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔''

وہ جوان اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے اس لئے آپ چلیں۔

باپ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: یَقُوْلُ ابْنُکَ أَنْتَ تَأْخُذُ مَالَہٗ.

''تمہارے بیٹے نے شکایت کی ہے کہ تم اس کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔''

باپ گویا ہوا: اے اللہ کے نبی! ذرہ میرے بیٹے سے پوچھیں کہ آیا میں نے اپنے اور بچوں کے اخراجات کے لئے اس کا مال لیا ہے یا اس کے رشتہ داروں کے اخراجات کے لئے لیا ہے۔

جبریل علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں

اسی دوران جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتلایا:

Marfat.com

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ هٰذَا الشَّيْخُ فِيْ نَفْسِهٖ شِعْرًا مَا وَصَلَ اِلٰى اُذُنِهٖ ۔

''اے اللہ کے رسول! اس بزرگ نے دل ہی دل میں چند اشعار کہے ہیں جن کی رسائی اس کے کانوں تک نہیں ہوئی ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگ سے دریافت فرمایا:

هَلْ قُلْتَ فِيْ نَفْسِكَ شِعْرًا؟

''کیا تم نے اپنے دل میں کچھ اشعار کہے ہیں؟''

بزرگ نے اس کی تصدیق کی اور عرض کیا:

لَا يَزَالُ يَزِيْدُنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِكَ بَصِيْرَةً وَّيَقِيْنًا ۔

''اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں ہماری بصیرت اور یقین میں برابر اضافہ کرتا رہتا ہے۔''

اشعار کا ترجمہ

چنانچہ اس کے بعد بزرگ نے اپنے دل میں کہے ہوئے سات اشعار سنائے۔ ان اشعار کا مختصر مفہوم درج ذیل ہے:

''یہ پیدا ہوا تھا تو میں نے اس کی دیکھ بھال میں بڑی مشقتیں برداشت کی تھیں۔ اسے بخار ہو جاتا تو میری نیند حرام ہو جاتی۔ میں رات بھر جاگتا رہتا۔ میرا دل بیٹے کی تکلیف کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتا اور میں گھبرا اٹھتا حالانکہ میرے دل کو یہ بھی معلوم تھا کہ موت تو کسی نہ کسی دن آنی ہے مگر یہ رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ مرتے دم تک بیٹے کو تحفظ فراہم کرنا باپ اپنا فرض سمجھتا ہے لیکن آج مجھے اپنے اس بیٹے کے ناروا سلوک سے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں اس کا باپ نہیں بلکہ غیر ہوں۔ بیٹے! جب تم نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو میں تمہارے بارے میں حسین خواب دیکھنے لگا کہ میرا بیٹا جوان ہو کر کمائے گا' میرا ہاتھ بٹائے گا۔ سبحان اللہ! تم نے مجھے کیا خوب بدلہ دیا کہ میرے بارے میں تمہارا انداز ہی بدل گیا' تمہارا رویہ سخت ہو گیا۔ تم مجھ سے معمولی سا تعاون کر کے میرے بہت بڑے محسن بن بیٹھے۔ اب میں تمہارے احسان تلے دبا ہوا ہوں۔ کاش! تم حقوقِ والدین سے بخوبی واقف ہوتے تاکہ تم

Marfat.com

میرے ساتھ غیر جیسا معاملہ نہ کرتے۔"

حضور علیہ السلام کا فیصلہ

یہ واقعہ بیان کرنے والے صحابی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اشعار سنے تو رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگ کے بیٹے کا گریبان پکڑا اور فرمایا: اِذْهَبْ! اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ ۔

"چلے جاؤ! تم اور تمہارا مال، سب تمہارے باپ کا ہے۔"

اس واقعے سے باپ کے حقوق کا پتہ چلتا ہے کہ ایک بیٹے پر باپ کا کتنا حق ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواہ باپ بیٹے کا پورا مال خرچ کر ڈالے، بیٹے کو اس پر باپ سے ناراض نہیں ہونا چاہئے کہ باپ ہی کے وجود سے تو بیٹے کا وجود ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں بیٹے کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا: جاؤ، تمہارا ہی نہیں بلکہ تمہارے تمام مال کا مالک بھی تمہارا باپ ہی ہے۔

(ابجد العلوم، 330/1، 332، دار الکتب العلمیۃ بیروت، تحقیق عبدالجبار زکار، 1978 و دلائل النبوۃ للبیہقی، 305/6)

(133)

روزہ اور رمضان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''بنی آدم کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے بایں طور کہ ایک نیکی کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مگر روزہ کہ وہ میرے ہی لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا یعنی روزہ کی جو جزا ہے اسے میں ہی جانتا ہوں اور وہ روزہ دار کو میں خود ہی دوں گا۔ اس بارے میں کوئی دوسرا یعنی فرشتہ بھی واسطہ نہیں ہوگا کیونکہ روزہ دار اپنی خواہش اور اپنا کھانا صرف میرے لئے ہی چھوڑتا ہے (یعنی وہ میرے حکم کی بجا آوری میری رضا وخوشنودی کی خاطر اور میرے ثواب کی طلب کے لئے روزہ رکھتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی تو روزہ رکھنے کے وقت اور دوسری خوشی (ثواب ملنے کی وجہ سے) اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت۔ یاد رکھو روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ لطیف اور پسندیدہ ہے اور روزہ ڈھال ہے (کہ اس کی وجہ سے بندہ دنیا میں شیطان کے شر وفریب سے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے محفوظ رہتا ہے) لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص روزہ دار ہو تو وہ نہ فحش باتیں کرے اور نہ بے ہودگی کے ساتھ اپنی آواز بلند کرے اور اگر کوئی (نادان جاہل) اسے برا کہے یا اس سے لڑنے جھگڑنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ وہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔''
(بخاری، الصوم، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم، 190، مسلم، 2707، النسائی، 2215، ابن ماجہ، 1638)

جس نے رمضان پایا اور بخشا نہ گیا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

Marfat.com

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: (اٰمِیْن! اٰمِیْن! اٰمِیْن) قِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّکَ صَعِدْتَ الْمِنْبَرَ فَقُلْتَ: اٰمِیْنَ! اٰمِیْنَ! اٰمِیْنَ؟ فَقَالَ: (اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَانِیْ فَقَالَ: مَنْ اَدْرَکَ شَھْرَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَہٗ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ قُلْ: اٰمِیْن! فَقُلْتُ: اٰمِیْنَ...... الخ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین مرتبہ آمین' آمین' آمین کہا۔ کسی نے دریافت کیا' یارسول اللہ! آپ نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین دفعہ آمین کہا ہے' اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل امین نے مجھے آ کر کہا جس آدمی نے رمضان کا مہینہ پایا' پھر بھی اس کی بخشش نہ ہو سکی اور نتیجتاً وہ آگ میں داخل ہو گیا تو اللہ اسے ہلاک و برباد کرے اور اپنی رحمت سے دور کرے۔ (جبرائیل علیہ السلام نے کہا:) آپ آمین کہیں تو میں نے آمین کہی۔ (صحیح ابن حبان' 907' مستدرک حاکم' 7256' صحیح ابن خزیمہ' 1888' جامع الترمذی' 3545' مسند امام احمد' 7444)

رمضان میں حضور کی سخاوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدَ مَا یَکُوْنُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَلْقَاہُ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ حَتّٰی یَنْسَلِخَ فَیَعْرِضُ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ الْقُرْآنَ فَاِذَا لَقِیَہٗ جِبْرِیْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَۃِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سے مال کے عطا کرنے میں سخی تھے اور تمام اوقات سے زیادہ رمضان کے مہینے میں آپ کی سخاوت ہوتی تھی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر رمضان کے اختتام تک آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو قرآن مجید سناتے تھے اور جب حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے ملاقات کرتے تو آپ چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

(مسلم' الفضائل' باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم أجود الناس بالخیر من الریح المرسلۃ' 6009' بخاری' 6' 1902' 3554' 4997' النسائی' 2094)

جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

صحیح بخاری میں روایت موجود ہے۔ جناب ابراہیم بتاتے ہیں:

اُتِیَ بِطَعَامٍ وَکَانَ صَائِمًا فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَھُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ فَلَمْ یُوْجَدْ لَہٗ مَا یُکَفَّنُ فِیْہِ اِلَّا بُرْدَۃٌ اِنْ غُطِّیَ بِھَا رَأْسُہٗ بَدَتْ رِجْلَاہُ وَاِنْ غُطِّیَ رِجْلَاہُ بَدَا رَأْسُہٗ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْیَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِیْنَا مِنَ الدُّنْیَا مَا اُعْطِیْنَا قَدْ خَشِیْنَا اَنْ تَکُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ یَبْکِیْ حَتّٰی تَرَکَ الطَّعَامَ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس (افطاری کے وقت) کھانا لایا گیا جب کہ آپ روزے دار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ ان کے کفن کے لئے صرف ایک چادر میسر آئی (جو اتنی سی تھی) کہ اس سے ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پیر ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ اس کے بعد ہمارے لئے دنیا فراخ کر دی گئی جو تم دیکھ رہے ہو یا (یہ فرمایا) کہ ہمیں اتنی عطا کر دی گئی جو ظاہر ہے ہم تو ڈر رہے ہیں کہ کہیں دنیا میں ہی ہمیں ہماری نیکیوں کا جلدی بدلہ تو نہیں دے دیا گیا' رونے لگ گئے یہاں تک کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔

(بخاری' الجنائز' باب اذا لم یوجد الا ثوب واحد' باب الکفین من جمیع المال: 1275' 1274)

صوم وصال اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پے در پے روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے

عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تو پے در پے روزے رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَاَیُّکُمْ مِثْلِی اِنِّی اَبِیْتُ یُطْعِمُنِی رَبِّی وَیَسْقِیْنِ ۔

"تم میں سے کون شخص میری طرح ہے، میں تو اس طرح رات گزارتا ہوں کہ مجھے خود میرا پروردگار کھلاتا ہے اور میری پیاس بجھاتا ہے۔"

(بخاری، الصوم، باب تعجیل الافطار، 1957، مسلم، 2554، الترمذی، 699، ابن ماجہ، 1698)

☆ ...... حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے راوی سے کہ جن کا نام عمر بن ثابت ہے یہ حدیث بیان کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّهْرِ ۔

"جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد شوال کے مہینہ میں چھ روزے بھی رکھے تو وہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے کی مانند ہوگا۔"

(مسلم، الصیام، باب استحباب، صوم ستة ایام من شوال اتباع لرمضان، 2758، ابوداؤد، 2433، الترمذی، 759)

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

حضرت یوسف علیہ السلام جب تخت مصر پر بیٹھے تو روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ عرض کیا گیا کہ حضرت دنیا کے اس وقت کے ترقی یافتہ ملک کی مسند اقتدار پر بیٹھ کر کچھ تو اپنا خیال فرماتے۔ آپ نے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ فرمایا: اس لئے تا کہ میرے اندر میری رعایا کے بھوکے اور پیاسوں کا تصور زندہ رہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں انہیں بھول جاؤں۔

(رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار لخاتمة المحققین محمد امین الشهیر با بن عابدین مع تکملة ابن عابدین نجل المولف: تحقیق الشیخ عادل احمد عبد الموجود والشیخ علی محمد معوض الناشر دار الکتب العلمیة بیروت)

روزوں میں رعایت کا سبب

سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا

Marfat.com

دستور تھا کہ جب کوئی روزہ دار ہوتا اور افطار کے وقت افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو پھر باقی رات میں کچھ نہ کھاتا اور نہ (اگلے) دن میں حتیٰ کہ پھر شام ہو جاتی اور سیدنا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور ان سے پوچھا: کیا چیز کھانے کو ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں، ہاں میں جاتی ہوں کوئی چیز لے کر آتی ہوں۔ صورت حال یہ تھی کہ حضرت قیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ تمام دن محنت کرتے رہے تھے اس لئے ان پر نیند غالب آ گئی (اور وہ سو گئے پھر) جب ان کی بیوی (کھانا لے کر) آئیں اور ان کو (سوتا ہوا) دیکھا تو کہنے لگیں کہ تمہاری خرابی آ گئی۔ دوسرے دن جب دو پہر کا وقت ہوا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ط (البقرہ 187)

"تمہارے لئے روزوں کی رات میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔"

صحابہ بہت خوش ہوئے کیونکہ اسی آیت کے یہ الفاظ بھی نازل ہوئے تھے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ج (ایضا)

"کھاؤ اور پیو حتی کہ تم کو سفید دھاگہ (یعنی فجر کی سفیدی) رات کی سیاہ دھاری سے نمایاں نظر آنے لگے پھر رات تک روزہ پورا کرو۔"

(بخاری الصوم باب قول اللہ احل لکم لیلۃ...... 1915)

افطاری کا ثواب

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا۔

"جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر

Marfat.com

روزہ دار کے لئے ہوگا اور روزہ دار کے اجر سے کوئی چیز کم نہ ہوگی۔"

(جامع ترمذی، الصوم، باب فضل من فطر صائما، 807، ابن ماجہ، 1746، صحیح ترمذی، 647)

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَهَّزَ غَازِيًا فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِهٖ ۔

"جس کسی نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی مجاہد کو سامان دیا تو اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا۔"

(مسند احمد، 4/114، النسائی فی الکبریٰ، 2331، البیہقی، 4/240)

عاشورہ کا روزہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا تو لوگوں نے کہا: یقیناً یہود ونصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ (اس لئے روزہ رکھتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ ۔

"آئندہ سال انشاء اللہ ہم نو محرم کا روزہ بھی رکھیں گے۔"

لیکن آئندہ سال (اس دن) سے پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کو چھوڑ گئے۔

(صحیح مسلم، الصیام، باب ای یوم الصیام فی عاشورہ، 1134، ابوداؤد، 2445)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ ۔

"اگر میں آئندہ سال تک باقی رہا (ظاہری حیات کے ساتھ زندہ رہا) تو ضرور نو محرم کا روزہ رکھوں گا۔" (مسلم ایضاً، 1134، ابن ماجہ، 1736)

حدیث میں عاشورہ (دس محرم) کے روزہ کا ذکر ہے جو رمضان کی فرضیت سے قبل فرض تھا بعد میں محض نفل کی حیثیت میں رہ گیا۔ اصل میں یوم عاشورہ کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں سے نجات دی تھی جس کی خوشی میں یہودی روزہ رکھتے تھے جب رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم صادر فرمایا اور ساتھ ساتھ اس کا ثواب بھی بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ اَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِىْ قَبْلَهٗ.

''اللہ تعالیٰ یوم عاشورہ کے روزے کے عوض گزشتہ سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔'' (صحیح مسلم' الصیام' باب استحباب صیام ثلثۃ' 1162' ابوداؤد' 2325)

Marfat.com

(134)

شیطان کا جال

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام محفل میں تشریف فرما تھے کہ ابلیس ملعون آپ علیہ السلام کے پاس آیا۔ اس نے اپنے سر پر مختلف رنگوں والی بڑی سی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ ابلیس آپ کے قریب آیا اور رنگین ٹوپی اتار کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دی پھر کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام آپ پر سلامتی ہو۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا: ''میں ابلیس ہوں۔'' آپ علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا ''تو ابلیس ہے' اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی نہ دے بلکہ برباد کرے' تو میرے پاس کیوں آیا ہے؟'' اس لعین نے جواب دیا ''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کا مقام بہت بلند و برتر ہے' آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں' میں اسی لئے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے آیا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے پوچھا ''یہ مختلف رنگوں والی ٹوپی کیا ہے اور تو نے یہ کیوں پہن رکھی ہے؟'' ابلیس نے جواب دیا ''یہ میرا جال ہے' میں اس کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو شکار کرتا ہوا نہیں اپنے جال میں پھنساتا ہوں اور ان پر حاوی ہو جاتا ہوں۔''

یہ سن کر آپ علیہ السلام نے استفسار فرمایا: ''کس سبب سے تو نیک لوگوں پر حاوی ہو جاتا ہے؟'' شیطان نے کہا: ''جب انسان (اپنے اعمال پر) مغرور ہو جائے' اپنی نیکیوں کو بہت زیادہ شمار کرنے لگے اور گناہوں کو بھول جائے تو میں اس پر غالب آ جاتا ہوں اور اسے مضبوطی سے جکڑ لیتا ہوں۔''

Marfat.com

تین باتوں سے ہوشیار رہو

اے موسیٰ علیہ السلام میں آپ کو تین باتوں سے خبردار کرتا ہوں۔

1- کبھی بھی کسی ایسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہنا جو اجنبیہ (غیر محرم) ہو کیونکہ جب انسان کسی غیر محرم عورت کے ساتھ ہوتا ہے تو ان دونوں کے درمیان تیسرا میں ہوتا ہوں اور انہیں گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں۔

2- جب کبھی اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کرو تو اسے ضرور پورا کرو اور اسے پورا کرنے میں جلدی کرو کیونکہ جب بھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے تو میں اور میرے ساتھی اس کو وعدہ پورا کرنے سے روکتے ہیں۔

3- جب بھی کسی پر صدقہ کرنے کا ارادہ کرو تو فوراً اس پر عمل کرو کیونکہ جب بھی کوئی شخص ایسا نیک ارادہ کرتا ہے تو میں اور میرے ساتھی اسے ورغلاتے ہیں اور اسے اس نیک عمل سے روکتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد شیطان مردود آپ علیہ السلام کے پاس سے رخصت ہو گیا اور وہ یہ کہتا جا رہا تھا "ہائے افسوس! موسیٰ علیہ السلام میرے تینوں واروں سے واقف ہو گئے۔ ان کے ذریعے ہی تو میں لوگوں کو بہکاتا ہوں۔ اب موسیٰ علیہ السلام تو لوگوں کو ان باتوں سے آگاہ کر دیں گے۔" (عیون الحکایات)

Marfat.com

(135)

حافظہ اور ذہانت کے لئے

فتاوی شامی' ج 1 'ص 150 پر ہے چھ چیزیں موجب نسیان ہیں (1) چوہے کا جوٹھا کھانا۔ (2) زندہ جوں کو زمین پر پھینک دینا۔ (3) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔ (4) اونٹوں کی قطار میں چلنا۔ (5) کچا گوشت چبانا۔ (6) سیب کھانا۔ یاد رہے حافظہ کی کمزوری کے اور بہت سے اسباب ہیں۔ حضرت علامہ شیخ سید عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الکشف والبیان عما یتعلق بالنسیان" میں اٹھانوے (98) اسباب بیان فرمائے ہیں۔ ان سب کا بیان تو یہاں ممکن نہیں البتہ چند وہ اسباب جو موجودہ دور میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:

(1) بکثرت سونا۔ (2) چاشت کے وقت سونا۔ (3) قہقہہ مارنا۔ (4) قبرستان میں ہنسنا۔ (5) کبوتر بازی (موجودہ دور کی پتنگ بازی کو بھی اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے)۔ (6) عمداً جھوٹ بولنا۔ (7) کھڑے پانی کو دیکھنا۔ (8) اپنا اور غیر کا ستر دیکھنا۔ (9) زنا۔ (10) بیوی سے صحبت کی کثرت۔ (11) صغیرہ و کبیرہ گناہوں کا ارتکاب۔ (12) ہاتھ منہ دھوئے بغیر جنابت (ناپاکی) کی حالت میں کھانا پینا۔ (13) زیادہ ریاضت اور تھکانے والا کام۔ (14) ویران مکانوں کو دیکھنا۔ (15) ننگے ہو کر پیشاب کرنا۔ (16) بیت الخلاء میں پہلے دایاں پاؤں رکھنا۔ (17) دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا۔ (18) رات کے وقت جھاڑو دینا۔ (19) کھانے کے برتنوں کو پھٹے پرانے کپڑوں سے صاف کرنا۔ (20) اولاد اور والدین کے لئے دعائے خیر نہ کرنا۔ (21) گھروں میں صفائی کا نہ ہونا۔ (22) کنجوسی۔ (23) فضول خرچی۔ (24) کنگھا جس کے ایک یا زائد دندانے ٹوٹے

Marfat.com

ہوئے ہوں' استعمال کرنا۔ (25) نماز سستی کے ساتھ ادا کرنا۔ (26) قبروں کے کتبے پڑھنا۔ (27) ٹھنڈا پانی بکثرت پینا۔ (28) ٹھنڈی چیزیں کھانا۔ (29) شراب نوشی۔ (30) نر جانور کا گوشت کھانا۔ (31) بوڑھی بھیڑ کا گوشت کھانا۔ (32) بہت زیادہ موٹے جانور کا گوشت یعنی چربی زیادہ کھانا۔ (33) کچا پیاز کھانا۔ (34) کچا انڈا کھانا۔ (35) بیٹھ کر عمامہ باندھنا۔ (36) کھڑے ہو کر شلوار پہننا۔ (37) حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا اور ان کی مذمت کرنا۔ (38) بازار میں بہت سویرے جانا۔ (39) فجر کی نماز پڑھ کر بہت جلد مسجد سے نکل کر چلے جانا۔ (40) دامن اور آنچل سے منہ ہاتھ وغیرہ صاف کرنا۔ (41) بیت الخلاء میں مسواک کرنا۔ (42) غیر کی مسواک استعمال کرنا۔ (43) دو عورتوں کے درمیان چلنا۔ (44) سڑک کے درمیان چلنا۔ (45) باپ کے آگے چلنا۔ (46) قراء وعلماء کا جھگڑنا اور ایک دوسرے پر علمی طور پر حملہ آور ہونا۔ (47) فاسق وفاجر کی نیکی کے متعلق صفائی دینا۔ (48) نیک لوگوں کا برے لوگوں کی حمایت اور طرفداری کرنا۔ (49) سیاہ جوتا پہننا۔ (50) بے معنی کلام کی طرف کان لگانا۔ (51) ناخنوں کا بڑھانا۔

یاد رہے کہ یہ جملہ امور نسیان پیدا کرتے ہیں۔ یونہی ان سے فقر وتنگ دستی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

گناہ' حافظہ کو کمزور کر دیتے ہیں

جو چیز حافظے میں مخل ثابت ہوں جو حافظے اور یادداشت کو کمزور کرنے والی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- **المعاصی والذنوب**: سب سے بڑھ کر جو چیز حافظے کو کمزور کرتی ہے وہ معصیت اور گناہ ہیں معصیت اور گناہ حافظے کو ایسے کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ خشک لکڑیوں کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ شہر گئے ہوئے تھے کہ بازار میں کسی اجنبی عورت کی پنڈلی پر نظر پڑی۔ فوراً ہی حافظے کی کمزوری کا احساس ہونے لگا۔ چنانچہ پریشان ہوئے اور بھاگتے ہوئے اپنے استاذ حضرت وکیع کے پاس حافظے کی

Marfat.com

کمزوری کی شکایت لے کر تشریف لائے اور اس واقعے کو خود ہی انہوں نے اشعار میں بیان کیا ہے:

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فاوصانی الی ترك المعاصی
فان الحفظ فضل من الهی
وفضل الله لایعطی لعاصی

ترجمہ: میں نے وکیع کو اپنے حافظے کے کمزور ہونے کی شکایت کی تو انہوں نے گناہ ترک کر دینے کی وصیت فرمائی اور فرمایا: حافظہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا فضل گناہ گار کو نصیب نہیں ہو سکتا ہے۔

گویا گناہ حافظے کو بالکل ہی ختم کر دیتا ہے۔

نسیان پیدا کرنے والی چیزیں

2- کثرِ ہموم و غموم سے بھی حافظہ میں خلل پیدا ہو سکتا ہے۔ دنیا کے ہموم حافظے کو برباد کر کے رکھ دیتے ہیں اس لئے کسی عاقل ہوشیار کو زیبا نہیں ہے کہ وہ دنیوی ہموم و احزان میں اپنے آپ کو ملوث کر دے بلکہ ان سے نجات ہی نجات اور کامرانی کی اصل راہ ہے اور حافظے کی حفاظت کا اچھا طریقہ ہے۔

3- رطوبت اور بلغم پیدا کرنے والی چیزوں سے نسیان غالب آ سکتا ہے مثلاً کھٹی اور کچی چیزیں کھانے سے نسیان غالب آ سکتا ہے۔

4- واکل التفاح الحامض: اور کچا سیب کھانے سے نسیان غالب ہو سکتا ہے۔ چونکہ کھٹا بھی ہوتا ہے اس لئے بزرگوں کا مجرب ہے کہ وہ نسیان بڑھا دیتا ہے۔

5- وقراء لوح القبور: اور قبروں پر لکھے ہوئے کتبے پڑھنے سے نسیان کا اندیشہ ہے۔ یہ بھی مجرب ہے اور تعلیم المتعلم سے اخذ کیا گیا ہے۔

6- والحجامه علی نقرة القفا: اور گدی پر حجامت کرنا یعنی خون چوس کر نکالنا مثلاً سینگی وغیرہ سے جسے پچھنے کہتے ہیں۔

Marfat.com

کند ذہنی کے اسباب

7- **والمرور بين قطار الجمال**: اور اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا بھی تجربہ کی روشنی میں حافظے کے لئے مفید نہیں ہے۔ یعنی اونٹوں کی قطار جو چل رہی ہوتی ہے۔ اس کے درمیان سے گزرنا۔ ویسے بھی کوئی آتے ہوئے آدمیوں کی قطار ہی ہو تو کاٹنا مناسب نہیں ہے۔

8- **والقاء القمل الحى على الارض**: اور زندہ جوؤں کو زمین پر ڈالنا بھی حافظے کو کمزور کر سکتا ہے۔ یہ بھی تجربات سے ثابت ہے کہ کسی مضر حشرات کو زمین پر چھوڑ دینا صحت کے لئے مضر ہے۔

9- تجربات سے ثابت ہے کہ خیرات' نذرانے' مردے کے گھر سے کھانا۔ یہ سب چیزیں حافظے کے لئے مضر ہیں اور یہ چیزیں حافظے کو کند کر دیتی ہیں۔

10- **واكل الكذيرة الرطبه**: اور کچا دھنیا کھانا۔ یہ بھی تجربات و مشاہدات سے ثابت ہے کہ ذہن کو کند بنا دیتی ہے۔

11- رات کی باسی روٹی کھانے سے بھی حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔

12- پھانسی دیئے ہوئے کو دیکھنا۔

13- عورت غلیظہ دیکھنا اور صلیب دیکھنا۔

(حافظہ اور ذہانت کے حیرت انگیز واقعات از مولانا روح اللہ نقشبندی)

Marfat.com

(136)

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ یہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور چونکہ انہوں نے بھی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہ کا دودھ پیا تھا اس لئے دودھ کے رشتہ سے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ صرف چار سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں بڑے تھے اور بعض کا قول ہے کہ صرف دو ہی سال کا فرق تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی والہانہ محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ابو جہل نے حرم کعبہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ برا بھلا کہا تو یہ باوجودیکہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جوش غضب میں آپے سے باہر ہو گئے اور حرم کعبہ میں جا کر ابو جہل کے سر پر اس زور کے ساتھ اپنی کمان سے ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا اور ایک ہنگامہ مچ گیا۔ آپ نے ابو جہل کا سر پھاڑ کر بلند آواز سے کلمہ پڑھا اور قریش کے سامنے زور زور سے اعلان کرنے لگے کہ میں بھی مسلمان ہو چکا ہوں۔ اب کسی کی مجال نہیں ہے کہ میرے بھتیجے کو آج کے بعد کوئی برا بھلا کہہ سکے۔ اس میں اختلاف ہے کہ اعلانِ نبوت کے دوسرے سال آپ مسلمان ہوئے یا چھٹے سال۔ بہر حال آپ کے مسلمان ہو جانے سے بہت زیادہ اسلام اور مسلمانوں کو تقویت کا سامان ہو گیا کیونکہ آپ کی بہادری اور جنگی کارناموں کا سکہ تمام بہادرانِ قریش کے اوپر بیٹھا ہوا تھا۔ دربار نبوت سے ان کو ''اسد اللہ'' و ''اسد الرسول'' (اللہ و رسول کا شیر) کا معزز خطاب ملا۔ 3ھ میں جنگ احد کے معرکہ میں لڑتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گئے اور سید الشہداء کے قابل احترام لقب کے ساتھ مشہور ہوئے۔

(اکمال' ص560 و زرقانی' ج3' ص270 تا ص285 و مدارج النبوۃ وغیرہ)

فرشتوں نے غسل دیا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کی شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔ چنانچہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق فرمائی کہ بے شک میرے چچا کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین' ص 863' ج 2' بحوالہ ابن سعد)

مسئلہ یہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ تو غسل دیا' نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا حکم فرمایا لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ چونکہ تمام شہدائے احد میں آپ سید الشہداء کے معزز خطاب سے سرفراز ہوئے اس لئے فرشتوں نے اعزازی طور پر آپ کے اعزاز واکرام کا اظہار کرنے کے لئے آپ کو غسل دیا یا ممکن ہے کہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکۃ کی طرح ان کو بھی غسل کی حاجت ہو اور فرشتوں نے اس بناء پر غسل دیا۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ ایک صحابی کو غسل دینے کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور اپنے نورانی ہاتھوں سے غسل دینا یہ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک بہت ہی عظیم الشان کرامت ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

قبر کے اندر سے سلام:

حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دن حضرت سید الشہداء جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے گئی اور میں نے قبر منور کے سامنے کھڑے ہو کر السلام علیک یا عم رسول اللہ کہا تو آپ نے باآواز بلند قبر کے اندر سے میرے سلام کا جواب دیا جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔ (حجۃ اللہ' ج 2' ص 863' بحوالہ بیہقی)

اسی طرح شیخ محمود کردی شیخانی نزیل مدینہ منورہ نے آپ کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے قبر منور کے اندر سے باآواز بلند ان کے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا: اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر "حمزہ" رکھنا چنانچہ جب خداوند کریم نے ان کو فرزند عطا فرمایا تو انہوں نے اس کا نام "حمزہ" رکھا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین' ج 2' بحوالہ کتاب الباقیات الصالحات)

Marfat.com

شہید کی بے مثال زندگی

اس روایت سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی چند کرامتیں معلوم ہوئیں۔

1- یہ کہ آپ نے قبر کے اندر سے شیخ محمود کے سلام کو سن لیا اور دیکھ بھی لیا کہ سلام کرنے والے شیخ محمود ہیں۔ پھر آپ نے سلام کا جواب شیخ محمود کو سنا بھی دیا حالانکہ دوسرے قبر والے سلام کرنے والوں کے سلام کو سن لیتے ہیں اور پہچان بھی لیتے ہیں مگر سلام کا جواب سلام کرنے والوں کو سنا نہیں سکتے۔

2- سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنی قبر شریف کے اندر رہتے ہوئے یہ معلوم تھا کہ ابھی شیخ محمود کے کوئی بیٹا نہیں ہے مگر آئندہ ان کو خداوند کریم فرزند عطا فرمائے گا جبھی تو آپ نے حکم دیا کہ اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر حمزہ رکھنا!

3- آپ نے جوابِ سلام اور بیٹے کا نام رکھنے کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ اس قدر بلند آواز سے فرمایا کہ شیخ محمود اور دوسرے حاضرین نے سب کچھ اپنے کانوں سے سن لیا۔

مذکورہ بالا کرامتوں سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے کہ شہداء کرام اپنی اپنی قبروں میں پورے لوازمِ حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے کہ وہ یہاں تک جان اور پہچان لیتے ہیں کہ آدمی کی پشت میں جو نطفہ ہے اس سے پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی! یہی تو وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے شیخ محمود! تم اپنے لڑکے کا نام میرے نام پر رکھنا۔ اگر ان کو بالیقین یہ معلوم نہ ہوتا کہ لڑکا ہی پیدا ہوگا تو آپ کس طرح لڑکے کا نام اپنے نام پر رکھنے کا حکم دیتے؟ واللہ تعالیٰ اعلم

قبر میں سے خون نکلا:

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے دوران مدینہ منورہ کے اندر نہریں کھودنے کا حکم دیا تو ایک نہر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کے پہلو میں نکل رہی تھی۔ لاعلمی میں اچانک نہر کھودنے والوں کا پھاوڑا آپ کے قدم مبارک پر پڑ گیا اور آپ کا پاؤں کٹ گیا تو اس میں سے تازہ خون بہہ نکلا حالانکہ آپ کو دفن ہوئے چھیالیس

Marfat.com

سال گزر چکے تھے۔ (حجۃ اللہ ج 2 ص 864 بحوالہ ابن سعد)

وفات کے بعد تازہ خون کا بہہ نکلنا یہ دلیل ہے کہ شہداء کرام اپنی قبروں میں پورے لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
در حقیقت ہم سے وہ کبھی جدا ہوتے نہیں

....

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
شہید کا جو خون ہے وہ قوم کی زکوٰۃ ہے

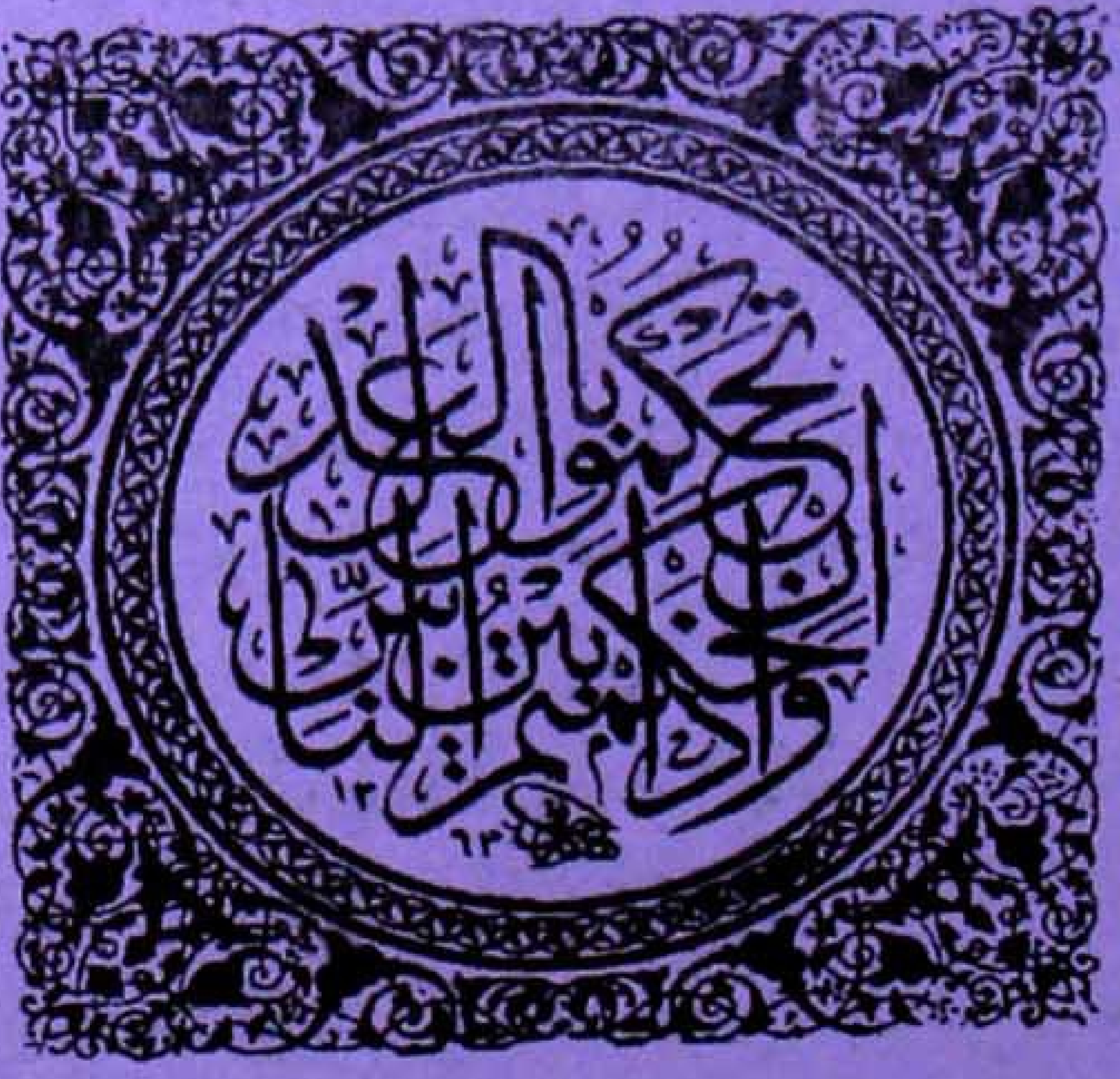

(137)

بعثتِ نبوی اور جنات و یہود

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہو کہ میرا گمان ہے کہ یہ واقعہ اس طرح ہوگا پھر وہ ٹھیک اسی طرح نہ نکلا ہو۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ وہ تشریف فرما تھے سامنے سے ایک حسین شخص گزرا۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا: یا تو میرا خیال غلط ہے ورنہ یہ شخص یا تو اپنی اسی کفر کی حالت پر قائم ہے یا وہ پہلے کاہن ہوگا' اچھا اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ حاضر کر دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وہی بات فرمائی۔ اس نے کہا: آج سے پہلے میں نے اس سے زیادہ تعجب کی بات کوئی نہیں دیکھی تھی کہ ایک مسلمان آدمی سے ایسی بات کہی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اپنی اصلیت ضرور بتا۔ اس نے کہا: اچھا تو پھر یہ بات ہے کہ میں جاہلیت کے زمانے میں کاہن تھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا جو جن تمہارے پاس خبریں لایا کرتا تھا ان میں سب سے زیادہ تعجب خیز خبر کون سی تھی؟ اس نے کہا: ایک دن میں بازار میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا اور کچھ گھبرایا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے کہا: کیا تم نے جنات کی ناامیدی کا حال نہیں دیکھا۔ وہ ذلیل ہو کر کس طرح مایوس پڑے ہیں اور انہی اونٹنیوں اور کجاووں میں جا گھسے ہیں (یعنی اب بستیوں میں آمد و رفت نہ ہوگی بلکہ جنگل میں ہی رہا کریں گے) یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میں ان کے بتوں کے پاس سو رہا تھا۔ ایک شخص ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس نے بھینٹ چڑھایا۔ میں نے ایک غیبی چیخ مارنے والے کی آواز سنی کہ ایسی شدید آواز اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

Marfat.com

کوئی کہتا ہے او جلیح (نام) ایک کامیاب بات ظاہر ہوئی۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی خدا نہیں یہ سن کر اور لوگ تو کود کود کر بھاگ گئے مگر میں نے کہا: میں تو یہاں سے اس وقت تک نہ ٹلوں گا جب تک اس کی صحیح صحیح حقیقت معلوم نہ کرلوں۔ پھر وہی آواز آئی۔ اے جلیح! ایک کامیاب بات ظاہر ہوئی۔ ایک فصیح شخص کہتا ہے۔ ایک اللہ کے سوا اور اللہ نہیں۔ اس کے بعد میں اٹھ کھڑا ہوا۔ ابھی کچھ دن ہی گزرے ہوں گے۔ یہ شہرت اڑ گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ (بخاری شریف)

جب جنوں نے قرآن سنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ رضی اللہ عنہ کو لے کر عکاظ کے بازار کی طرف چلے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ آسمان کی خبریں سننے کے لئے شیاطین کے اوپر جانے کی بندش ہو چکی تھی اور ان پر آتش بازی ہونے لگی تھی۔ اس پر شیاطین واپس آ کر باہم یہ گفتگو کرنے لگے آخر یہ بات کیا ہے کہ اب ہم آسمانوں پر خبریں سننے کے لئے جا ہی نہیں سکتے اور ہمارے اوپر شہاب کی بھرمار کی جاتی ہے۔ ہو نہ ہو ضرور کوئی بات ہوئی ہے لہٰذا مشرق و مغرب کو چھان کر اس کی تحقیق کرو کہ بات کیا پیش آئی ہے؟ چنانچہ جنات اس واقعہ کی تحقیق کے لئے مشرق و مغرب میں پھیل پڑے۔ اتفاق سے جو جماعت تہامہ کی طرف چلی تھی وہ مقام نخلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار عکاظ کو جاتے ہوئے اپنے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن پاک سنا تو اور غور کر کے ساتھ کان لگا کر اس کو سننے لگے تو بے ساختہ بول اٹھے کہ وہ بات ضرور یہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان بندش ہو گئی ہے۔ بس اسی وقت اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے اور اپنی قوم سے کہا: ہم نے ایک عجیب و غریب قرآن سنا ہے جو لوگوں کو بھلائی کی راہ دکھاتا ہے۔ ہم تو اس پر ایمان لا چکے ہیں اور اب ہم اپنے پروردگار کا کسی کو ہرگز شریک نہیں ٹھہرا سکتے۔ اس واقعہ کی تصدیق کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی قل اوحی الی الی اخرہ۔

Marfat.com

گائے نے آمد مصطفیٰ کی خبر دی

حضرت مجاہد کہتے ہیں: مجھ سے ایک شیخ نے بیان کیا کہ جس کو ابن عیسیٰ کہا جاتا ہے۔ اس وقت ہم غزوۂ رودس میں مشغول تھے اس نے کہا: میں اپنے خاندان کی گائے چرا رہا تھا۔ میں نے اس کے اندر سے ایک آواز سنی اے ذریح کے خاندان والو! ایک فصیح بات ایک خیر خواہ شخص کہتا ہے کہ اللہ کے سوا اور اللہ کوئی نہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا: ہم مکہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعوائے نبوت کا اعلان کر چکے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو سب سے پہلی خبر ہم کو ملی وہ اس صورت میں ملی کہ ایک عورت کے ایک جن تابع تھا۔ ایک دن وہ ایک پرندہ کی شکل میں اس کے گھر کے ایک کھجور کے ٹھڈ پر آ کر بیٹھا۔ وہ کہتی ہے میں نے کہا: ہمارا مہمان ہو جا تو ہم کو خبریں سنا اور ہم تجھ کو سنائیں۔ اس نے کہا: ایک نبی مکہ میں ظاہر ہوئے ہیں جنہوں نے ہم پر زنا حرام کر دیا ہے اور کہیں جا کر رہنے سے ہم کو روک دیا ہے۔

آمد مصطفیٰ اور یہودی کی آہ و بکا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک یہودی تھا جو مکہ مکرمہ میں رہا کرتا تھا۔ جس شب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی اس نے لوگوں سے تحقیق کی کہ آج کی شب میں کیا تمہارے گھروں میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں۔ اس نے کہا: اچھا جاؤ تحقیق کرو کیونکہ اس شب میں ضرور اس امت کا نبی پیدا ہو چکا ہے۔ اس کے دوشانوں کے درمیان ایک علامت ہے اور کئی راتوں سے اس نے منہ میں دودھ بھی نہیں لیا ہے کیونکہ ایک سرکش جن نے اپنا ہاتھ اس کے منہ میں رکھ چھوڑا ہے (یہ جھوٹ کہا) لوگ واپس ہوئے اور تحقیق شروع کی تو ان سے کہا گیا کہ ہاں عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک فرزند پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی ان کو ساتھ لے کر ان کی والدہ کے پاس گیا انہوں نے آپ کو دکھلایا۔ یہودی کا اس علامت کو دیکھنا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور بولا افسوس بنی اسرائیل میں سے نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔

Marfat.com

اُمت رسول اللہ کی۔صلی اللہ علیہ وسلم

اے قریش والو! یاد رکھو کہ یہ تم پر ایسا زبردست حملہ کریں گے جس کی خبر مشرق سے مغرب تک اڑ جائے گی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ تورات سے ناقل ہیں کہ ہم آپ کی صفات توات میں یہ لکھی ہوئی پاتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ درشت زبان وطبیعت نہ بازاروں میں شور کرنے والے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ بہت معاف کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ مکہ مکرمہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ملک شام تک (جو انبیاء علیہم السلام کا مرکز ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اللہ تعالیٰ کی اتنی تعریف کرنے والی ہے کہ اس کا لقب حمادون ہے یعنی راحت وتکلیف میں اللہ کی تعریف کرے گی ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والی اور ہر اونچے مقام پر اللہ کی تکبیر پڑھنے والی آفتاب کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے والی نماز کو اپنے وقتوں پر ادا کرنے والی نصف پنڈلیوں تک اپنی لنگی باندھنے والی اور اپنے ہاتھ اور پیر یعنی جسم کے اطراف کا وضو کرنے والی ان کا موذن بلند مقام پر کھڑے ہو کر اذان کہنے والا ان کی صنف نمازوں میں ایسی سیدھی جیسی جہاد میں شب کی تاریکی میں پست آواز سے اس طرح تلاوت قرآن کرنے والی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھن بھن۔

(کتب احادیث وسیر مشکوٰۃ)

Marfat.com

(138)

ہائے میری بربادی

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوعبدالرحمٰن قریشی اور عبدالرحمٰن صالح ازدی نے خبر دی انہیں محاربی نے خبر دی، وہ موسیٰ جہنی سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عون بن عبداللہ بن عتبہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ہائے میری بربادی' دنیا میں میری ضروریات کتنی بڑھتی جارہی ہیں حالانکہ میرا گھر نہیں' اور میں اس کے لئے کس قدر جمع کرتا جارہا ہوں حالانکہ اس میں میرا قیام نہیں ہے اور نہ ہمیشہ رہنا ہے۔ اس میں میری رغبت کتنی بڑھتی جارہی ہے حالانکہ اس میں تھوڑی سی مقدار مجھے کافی ہے' میں اس میں کس طرح مطمئن ہو جاؤں کہ میری حالت اس میں دائمی نہیں' میں اسے کس طرح ترجیح دوں جب کہ مجھ سے پہلے جس نے بھی ترجیح دی وہ بھی نقصان میں رہا۔ اس میں میرا حرص کتنا بڑھتا جارہا ہے حالانکہ جو کچھ میں اس میں چھوڑوں گا وہ مجھے میرے بعد کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ میں اپنی مدت ختم ہونے سے پہلے پہلے کیوں نہ جلدی جلدی اعمال کرلوں اور میں اپنے آپ کو قیدی بننے سے پہلے پہلے کیوں نہ آزاد کروالوں۔ میں اپنے آپ کو ان چیزوں میں کس طرح پھنساؤں جن کا میں تحمل نہیں کرسکتا' اس میں میری خوشی کتنی بڑھتی جارہی ہے حالانکہ ایک دن یہ ضرور مجھ سے جاتی رہے گی اور ختم ہو جائے گی۔

(حلیۃ الاولیاء' 258/4)

وہ دن دور نہیں' جب یہ لاشہ اٹھے گا:

عبداللہ فرماتے ہیں کہ ابواسحٰق قرشی تیمی نے مجھے یہ اشعار سنائے۔ ترجمہ:

تو دنیا کی رغبت رکھتا ہے اور ہم اسے معیوب بتاتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم!

Marfat.com

ہمیں تو اس کے حوادثات ڈرا رہے ہیں۔ ہم یہ خیال بھی نہیں کرتے کہ گزرنے والے دن ہماری زندگی گھٹا رہے ہیں مگر حقیقت میں ان کی چال نہایت تیز اور بے آواز ہے اور (وہ دن بھی دور نہیں) کہ ایک جماعت میری نعش کو اٹھائے۔ ایک گڑھے کی طرف لے جا رہے ہوں گے جس کی مٹی مجھ پر ڈال دی جائے گی۔ وہاں کتنے ہی لوگ غمگین ومحزون ہوں گے اور کچھ انا للہ کہہ رہے ہوں گے اور رو رو رہے ہوں گے جن کے رونے کی آواز بلند ہو رہی ہو گی اور بہت سی رونے والیاں مجھ پر رو رہی ہوں گی حالانکہ میں تو ان کی آواز سے بھی غافل ہوں گا تو انہیں جواب کہاں دے سکتا ہوں؟ اے لذتوں کو ختم کر دینے والی موت! تجھ سے بچ کر کوئی نہیں بھاگ سکتا' تیری طرف سے جو حادثہ مجھ پر آنے والا ہے میں اس سے خوف زدہ ہوں۔ اسحٰق کے علاوہ کسی اور نے مزید یہ اشعار کہے:

میں تو ان لوگوں میں سے تھا جو موت اور بوسیدگی کو برا سمجھتے تھے اور زندگی کی زیب وزینت جنہیں پسند تھی پس کہاں تک اور کب تک میرے لئے سورج کا طلوع وغروب ہوتا رہے گا؟ میں نے دیکھا کہ موت نے لوگوں کے ٹکڑے کر کے رکھ دیئے اور عنقریب میرا بھی نمبر آنے والا ہے۔ (ایضاً 141/10)

Marfat.com

(139)

حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام محمد بن امیر المومنین حضرت علی ہے اور آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ بعضوں نے آپ کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر الحنفیہ لکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی والدہ جنگ یمامہ کے قیدیوں میں سے تھیں اور بنو حنیفہ کی باندی تھیں اس لئے حنفیہ کہلاتی ہیں۔

آپ علم حدیث میں اپنے والد بزرگوار حضرت امیر المومنین بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں اور آپ کے تلامذہ میں خود آپ کے فرزند ابراہیم بن محمد بہت بلند مرتبہ محدث ہوئے ہیں۔

اموی بادشاہ عبدالملک بن مروان کو بادشاہِ روم نے خط لکھا اور دھمکی دی کہ تم مجھے خراج دو ورنہ میں ایک لاکھ فوج خشکی کے راستے اور ایک لاکھ فوج دریا کے راستے بھیج کر تمہاری سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ عبدالملک بن مروان حیران تھا کہ میں اس خط کا کیا جواب دوں؟ آخر اس نے اپنے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کو خط لکھا کہ تم ایسا ہی دھمکیوں سے بھرا ہوا ایک خط محمد بن حنفیہ کو لکھو کہ وہ میری بیعت کر لیں اور وہ اس خط کا جو جواب تحریر کریں اس کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے محمد بن الحنفیہ کو خط لکھا کہ تم امیر المومنین عبدالملک بن مروان کی بیعت کر لو ورنہ میں ایک لاکھ فوج خشکی کے راستے اور ایک لاکھ فوج دریا کے راستے بھیج کر مدینہ منورہ کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا اور تمہیں اور تمہارے اہل و عیال کو غارت کر دوں گا۔

بادشاہ کو جرأت مندانہ جواب

محمد بن الحنفیہ نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا: اے حجاج! اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر

Marfat.com

روزانہ تین سو نوے مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور مجھے یہی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نظر رحمت مجھے تیری اتنی بڑی فوج سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ حجاج نے محمد بن الحنفیہ کا خط عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا اور عبدالملک بن مروان نے یہی جواب بادشاہ روم کو لکھا تو بادشاہ روم نے لکھا اے عبدالملک یہ تیرا جواب نہیں ہے اور نہ تو کبھی ایسا جواب لکھ سکتا تھا۔ خدا کی قسم یہ جواب تو کسی اہل بیت نبوت ہی کا ہو سکتا ہے۔

محمد بن الحنفیہ کی شجاعت و سخاوت اور عبادت و کرامت کے احوال اس قدر کثیر ہیں کہ ان کو لکھنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ آپ نے 81ھ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ پینسٹھ سال کی عمر شریف ہوئی۔

(اکمال و طبقات شعرانی وغیرہ)

Marfat.com

(140)

ولیوں کی باتیں

شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ بازار بصرہ سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص غلام فروخت کر رہا ہے اور کہتا ہے اس کے ساتھ تین عیوب لگے ہوئے ہیں۔ شیخ نے پوچھا اس میں کیا خرابیاں ہیں؟ کہا شب میں سوتا نہیں، دن کو کھاتا نہیں، کوئی غیر ضروری بات کرتا نہیں۔ شیخ نے غلام سے کہا: مجھے تم عارف لگ رہے ہو۔

غلام: عارف ہوتا تو غیر خدا میں مشغول ہوتا؟

اس کی یہ بات سن کر شیخ کو اس کے ولی اللہ ہونے کا یقین واثق ہو گیا اور انہوں نے اسے خرید لیا۔ غلام کے آقا کو اس کی قیمت چکاتے ہوئے شیخ نے اپنے دل میں نیت کی کہ اسے اللہ کے لئے آزاد کروں گا۔ اسی لمحے غلام نے شیخ کی جانب دیکھا اور کہا: ''آپ نے اگر مجھے دنیا میں غلامی سے آزادی دی تو رب کائنات نے آپ کو آخرت میں دوزخ سے آزادی بخشی۔'' فرماتے ہیں کہ یہ کہہ کر غلام چلا گیا اور پھر کبھی نظر نہیں آیا۔

☆...... اہل اللہ میں سے کسی نے ایک غلام خریدا۔ فرماتے ہیں، میں نے اس سے جو سوالات کیے اس نے اس کے جواب اس طرح دیئے۔

تمہارا نام کیا ہے؟ میرا نام وہی ہے جو آپ رکھ دیں اور کام؟ آپ جو حکم دیں اس پر عمل کرنا میرا کام اور تمہارا کھانا؟ آپ جو کھلائیں وہی میرا کھانا ہے۔ تمہارے دل کی اپنی کوئی خواہش؟ آقا کے ہوتے ہوئے غلام کی خواہش کیا؟ آپ کی مرضی ہی میری خواہش ہے۔ اس کی یہ تین باتیں سن کر مجھے رونا آ گیا اور مجھے اپنے مالک حقیقی سے اپنا تعلق یاد آ گیا۔ میں نے غلام سے کہا: ''عزیز من! تو نے مجھے رب کائنات سے ادب کا سبق سکھا

دیا۔''

اہل اللہ اور کُتے کی دس اچھی خصلتیں

ایک اللہ والے کو ایک دعوت میں کئی بار ایک دروازے سے بلایا گیا مگر جب وہ پہنچتے بلانے والا واپس کر دیتا۔ انہوں نے اپنے دل پر اس کا کوئی غبار نہیں لیا اور بلا رنج لوٹ آئے۔ اس دعوت دینے والے شخص نے جب دیکھا کہ ان پر ہماری بدخلقی کا کوئی اثر نہیں ہوا تو کہا یہ تو بہت بڑی بات ہے۔ اللہ والے بزرگ نے سنا تو فرمایا: ''یہ تو نہایت چھوٹی بات ہے جو کتے میں بھی پائی جاتی ہے' اسے جب بلاؤ آ جاتا ہے اور راندو تو چلا جاتا ہے۔''

☆...... حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتے میں دس عادتیں ایسی ہیں جو ہر مومن میں ہونی چاہئیں۔

1- کتا بھوکا رہتا ہے جو صالحین کی خصلت ہے۔

2- کتے کا کوئی خاص مکان نہیں ہوتا جو اہل توکل کی علامت ہے۔

3- کتا رات میں بہت کم سوتا ہے جو اہل محبت کی عادت ہے۔

4- کتا مرتا ہے تو کوئی وراثت نہیں چھوڑتا جو زاہدوں کی علامت ہے۔

5- کتا اپنے مالک کو خواہ وہ جفا کرے نہیں چھوڑتا جو مریدان صادق کا طریقہ ہے۔

6- کتا تھوڑی سی جگہ پر قناعت کرتا ہے جو اہل تواضع کی نشانی ہے۔

7- کتے کی جگہ پر کوئی قبضہ کر لیتا ہے تو وہ وہاں سے کہیں اور چلا جاتا ہے جو اہل رضا کا شیوہ ہے۔

8- کتا اپنے مارنے اور ستانے والے کے تھوڑے ٹکڑے پر پھر لوٹ آتا ہے پچھلی بات بھول جاتا ہے جو خاشعین کی صفت ہے۔

9- کھانا رکھا ہو تو کتا دور بیٹھا دیکھا کرتا ہے جو مساکین کا طریقہ ہے۔

10- جس جگہ سے کوچ کرتا ہے پھر پلٹ کر ادھر نہیں دیکھتا جو غمزدوں کی نشانی ہے۔

تو بھی بندہ بننا ان سے سیکھ لے

ایک پہاڑ کے غار میں بہت سے کتے رہتے تھے۔ ہفتہ بھر وہ غار سے باہر نہیں جاتے

Marfat.com

تھے۔ ہفتہ میں صرف ایک دن غار سے نکل کر شہر کے ان مقامات پر جاتے جہاں انہیں کچھ کھانے کو مل جاتا پھر لوٹ کر اسی غار میں آ جاتے۔ ایک شخص نے کتوں کے ان معمولات کو اپنے لئے رہنما بنایا اور ہفتہ بھر انہیں کے ساتھ غار میں رہنے لگا اور صرف ایک بار شہر جا کر وہاں کچھ کھا لیتا۔ گویا اس نے ان کتوں ہی سے ریاضت اور آداب سیکھے۔

(روض الریاحین)

(141)

بوڑھی ماں کی جان بچانے کا صلہ

ایمبولینس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں اس عمارت کے چاروں طرف کھڑی تھیں۔ ان کی آوازیں سن کر قرب وجوار کے سارے لوگ ہوشیار ہو گئے۔ وہ رہائشی عمارت تھی جس کے نچلے حصے میں کئی سٹور بنے ہوئے تھے۔ اتفاق سے ان میں آگ لگ گئی تھی۔ آگ بجھانے کے لئے سرکاری وغیر سرکاری عملہ پہنچ چکا تھا۔ آواز بلند ہو رہی تھی کہ عمارت میں جتنے لوگ ہیں وہ فوراً عمارت خالی کر دیں۔

وہ عورت اپنے فلیٹ میں سو رہی تھی۔ اس کا شوہر اتفاق سے اس روز گھر سے باہر گیا ہوا تھا۔ عورت کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔ بستر پر اس کی دو بچیاں بھی سو رہی تھیں۔ اس کی عمر رسیدہ ماں کا بستر بھی ایک طرف لگا ہوا تھا جو چلنے پھرنے سے عاجز تھی۔ لوگوں کے چیخنے چلانے کی آواز سے عورت بیدار ہو گئی۔ اس نے فلیٹ کی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ جب اس نے دیکھا کہ عمارت کے سٹور والے حصے میں آگ لگ چکی ہے اور لوگ چیخ رہے ہیں اور بہت سے لوگوں کی آوازیں بھی آ رہی ہیں کہ بلڈنگ خالی کرو، جلدی نکلو، بھاگو، نیچے اترو۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر عورت بری طرح گھبرا گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کرے تو کیا کرے؟

عورت نے فوراً اپنی دونوں بچیوں کو جگایا۔ بچیاں بھاگ کر چھت پر چڑھ گئیں اور بچاؤ کے بارے میں سوچنے لگیں۔ آگ کے شعلے عورت کے فلیٹ تک پہنچ چکے تھے۔ اب اس عورت کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اپنے شیر خوار بچے اور عمر رسیدہ ماں دونوں ہی کو فلیٹ سے باہر نکال لے۔ وہ زیادہ سے زیادہ ان میں سے کسی ایک ہی کو بچا سکتی تھی کیونکہ چند ہی

Marfat.com

لمحوں بعد آگ کے شعلے پورے فلیٹ کو اپنی لپیٹ میں لینے والے تھے۔

بیٹے کی قربانی ماں کے لئے

اب ایک مشکل مرحلہ تھا' آیا اپنے شیر خوار بچے کو فلیٹ سے نکالے یا اپنی عمر رسیدہ ماں کو جو بہت بوڑھی تھی اور اپنے آپ اٹھ بیٹھ بھی نہیں سکتی تھی۔ ذرا غور کریں یہ موقع کس قدر گھمبیر تھا اور ایسے نازک وقت میں فیصلہ کس قدر مشکل تھا۔ عورت نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اپنی بوڑھی ماں کو کندھے پر اٹھایا' فلیٹ سے نکلی اور چھت پر چڑھ گئی۔ ادھر فلیٹ سے اس کا نکلنا تھا کہ آگ پوری طرح فلیٹ میں پھیل گئی۔ بچہ بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اس کی آواز تو باہر سنائی دے رہی تھی مگر فلیٹ کے اندر کسی کو جانے کی ہمت نہیں تھی۔

عورت عمارت کی چھت پر بچے کے لئے فکر مند تھی۔ اس کا جگر رنج وغم سے پھٹ رہا تھا۔ اسے اپنی فکر کم' شیر خوار بچے کی زیادہ تھی۔ وہ سینے کو دبا کر چھت پر بیٹھ گئی۔ یہ رات کا وقت تھا۔ سب لوگ دعائیں مانگ رہے تھے۔ ماں اپنے بچے کے لئے نڈھال تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہی تھی۔ ادھر فائر بریگیڈ والے بھی پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے جلدی آگ پر قابو پالیا۔

یکا یک لوگ یہ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے کہ بچہ زندہ ہے۔ اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ آگ نے اسے کچھ نقصان نہیں پہنچایا۔ سب لوگ بے حد ہوش تھے۔ لوگوں کے شور وغل کی آواز ماں کے کانوں سے ٹکرائی اور بچے کو صحیح سلامت دیکھ کر اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ اس نے فوراً بچے کو سینے سے لگالیا اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔

قارئین کرام! آپ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا خوش کن انجام دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ماں کو اپنے بچے پر ترجیح دینے والی خاتون کے شیر خوار بچے کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح بچایا۔ کاش! ہم بھی اپنی ماؤں کو اسی طرح فوقیت دیں جیسے اس خاتون نے دی تھی۔ (یہ واقعہ انٹرنیٹ سے ماخوذ ہے۔ کئی ایک جرائد میں بھی شائع ہو چکا ہے)

خالہ کا درجہ ماں کے برابر ہے

اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ارشادات ملاحظہ کریں:

Marfat.com

☆...... ایک شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد میں جانے کی اجازت چاہی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اَحَیٌّ وَّالِدَاكَ ''کیا تمہارے والدین حیات ہیں؟''

اس نے عرض کیا جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ ''ان دونوں ہی میں جہاد کرو۔''یعنی ان دونوں کی خدمت کرو' یہی تمہارا جہاد ہے۔''

(جامع الترمذی' البر والصلۃ' حدیث 1904 و صحیح ابن حبان' 2/176' 177' حدیث 435)

☆...... ایک شخص نہایت شکستہ دل' پریشان حال اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ کیا میرے لئے توبہ ہے؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ ۔

کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟

اس نے عرض کیا: جی نہیں۔

ارشاد ہوا: هَلْ لَّكَ مِنْ خَالَةٍ ۔ کیا تمہاری خالہ زندہ ہیں؟

اس نے کہا: جی ہاں وہ زندہ ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَبِرَّهَا ۔ جاؤ اس کے ساتھ نیکی کرو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خالہ کا مرتبہ والدہ کے برابر ہے۔

(جامع الترمذی' البر والصلۃ' حدیث 1904 و صحیح ابن حبان' 2/176' 177' حدیث 435)

Marfat.com

(143)

حج بیت اللہ شریف

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ ''کہ کون سا عمل افضل ہے؟''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔''

پھر پوچھا گیا اس کے بعد کون سا؟ فرمایا:

اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' کہا گیا پھر کیا ہے؟ فرمایا: ''حج مبرور۔''

(صحیح بخاری' الایمان' باب من قال ان الایمان ھو العمل' 26)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام روحاء پر تھے کہ آپ کو ایک قافلے والے ملے۔ آپ نے انہیں سلام کہا اور پوچھا: مَنِ الْقَوْمُ؟ ''تم کون لوگ ہو؟''

فَقَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ' فَقَالُوْا: فَمَنْ اَنْتُمْ؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَتْ اِمْرَاۃٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! هَلْ لِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ (نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ)

''انہوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا: آپ کون لوگ ہیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ایک عورت نے جلدی سے اپنے بچے کو بازو سے پکڑا اور اپنے ہودج سے باہر نکالا

Marfat.com

اور بولی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اور تیرے لئے اجر ہے۔"

(صحیح مسلم، الحج، باب صحۃ الصبی واجر من حج بہ 1336، ابوداؤد 1736)

حج تمام گناہ دھوڈالتا ہے:

صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: ہم عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ وہ بہت دیر تک روتے رہے اور چہرہ مبارک دیوار کی طرف پھیر لیا۔ ان کے بیٹے ان سے کہہ رہے تھے کہ اے ابا جان! کیوں رو رہے ہیں کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت نہیں سنائی؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ادھر متوجہ ہوئے اور فرمایا:

ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور مجھ پر تین دور گزرے ہیں۔ ایک دور تو وہ ہے جو تم نے دیکھا کہ میرے نزدیک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی مبغوض نہیں تھا اور مجھے یہ سب سے زیادہ پسند تھا کہ آپ پر قابو پا کر آپ کو قتل کر دوں۔ اگر میری موت اس حالت میں آ جاتی تو میں دوزخی ہوتا پھر جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈالی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے عمرو! کیا بات ہے؟" میں نے عرض کیا: ایک شرط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا شرط ہے؟" میں نے عرض کیا: یہ شرط کہ کیا میرے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عمرو! کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام لانے سے اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ہجرت سے اس کے سارے گزشتہ اور حج کرنے سے بھی اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں؟"

Marfat.com

زندوں کی وجہ سے مُردوں کو اُنس

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کسی سے محبت نہیں تھی اور نہ ہی میری نظر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کا مقام تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی وجہ سے مجھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھرپور نگاہ سے دیکھنے کی سکت نہ تھی (اسی وجہ سے) اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کے متعلق پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ عظمت وجلال دیکھ نہ سکا۔ اگر اس حال میں میری موت آجاتی تو مجھے جنتی ہونے کی امید تھی پھر اس کے بعد ہمیں کچھ ذمہ داریاں دی گئیں۔ اب مجھے پتہ نہیں کہ میرا کیا حال ہوگا پس جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازے کے ساتھ نہ کوئی رونے والی ہو اور نہ آگ ہو۔ جب تم مجھے دفن کر دو تو مجھ پر مٹی ڈال دینا۔ اس کے بعد میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ تمہارے قرب سے مجھے انس حاصل ہو اور میں دیکھ لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

(صحیح مسلم' الایمان' باب کون الاسلام یھدم ما قبلہ وکذا الھجر ۃ والحج' 121' احمد' 17792)

Marfat.com

(143)

عورت کا فتنہ

حضرت عبداللہ المنعم بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:
حضرت سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا عبادت گزار شمار کیا جاتا تھا۔ وہ بستی سے الگ تھلگ ایک مکان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اسی بستی میں تین بھائی اپنی ایک جوان کنواری بہن کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ اچانک ان کے ملک پر دشمن حملہ آور ہو گیا۔ ان تینوں بہادر نوجوانوں نے جہاد پر جانے کا عزم مصمم کر لیا لیکن انہیں اس بات کی فکر لاحق ہوئی کہ ہم اپنی جوان بہن کس کے سپرد کر کے جائیں۔ انہوں نے بہت غور و فکر کیا لیکن کوئی ایسا قابل اعتماد شخص نظر نہ آیا جس کے پاس وہ اپنی جوان کنواری بہن کو چھوڑ کر جاتے پھر انہیں اس عابد کا خیال آیا اور وہ سب اس بات پر راضی ہو گئے کہ یہ عابد قابل اعتماد ہے۔ ہم اپنی بہن کو اس کی نگرانی میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

چنانچہ وہ تینوں اس عابد کے پاس آئے اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ عابد نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا: ''میں یہ ذمہ داری ہرگز قبول نہیں کروں گا لیکن وہ تینوں بھائی اس کی منت سماجت کرتے رہے بالآخر وہ عابد اس بات پر راضی ہو گیا کہ میں تمہاری بہن کو اپنے ساتھ نہیں رکھوں گا بلکہ میرے مکان کے سامنے جو خالی مکان ہے تم اپنی بہن کو اس میں چھوڑ جاؤ۔ وہ تینوں بھائی اس پر راضی ہو گئے اور اپنی بہن کو اس عابد کے مکان کے سامنے والے مکان میں چھوڑ کر جہاد پر روانہ ہو گئے۔

وہ عابد روزانہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اترتا اور دروازے پر کھانا رکھ دیتا پھر

Marfat.com

اپنے عبادت خانے کا دروازہ بند کر کے اوپر اپنے عبادت خانے میں چلا جاتا پھر لڑکی کو آواز دیتا کہ کھانا لے جاؤ۔ لڑکی وہاں سے کھانا لے کر چلی جاتی۔

عبادت گزار پہ شیطان کا داؤ چل گیا

اس طرح کافی عرصہ تک عابد اور اس لڑکی کا آمنا سامنا نہ ہوا۔ وقت گزرتا رہا۔ ایک مرتبہ شیطان مردود نے اس عابد کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ وہ بے چاری اکیلی لڑکی ہے۔ روزانہ یہاں کھانا لینے آتی ہے۔ اگر کسی دن اس پر کسی مرد کی نظر پڑ گئی اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہو گیا تو یہ کتنی بری بات ہے۔ کم از کم اتنا تو کر کہ دن کے وقت تو اس لڑکی کے دروازے پر کھانا رکھ آیا کرتا کہ اسے باہر نہ نکلنا پڑے۔ اس طرح تجھے زیادہ اجر بھی ملے گا اور وہ لڑکی غیر مردوں کے شر سے بھی محفوظ رہے گی۔ اس عابد کے دل میں یہ وسوسہ گھر کر گیا اور وہ شیطان کے جال میں پھنس گیا۔

چنانچہ وہ روزانہ دن میں لڑکی کے مکان پر جاتا اور کھانا دے کر واپس آ جاتا لیکن اس سے گفتگو نہ کرتا پھر کچھ عرصہ بعد شیطان نے اسے ترغیب دلائی کہ تیرے لئے نیکی کمانے کا کتنا عظیم موقع ہے کہ تو کھانا اس کے گھر پہنچا دیا کرتا کہ اس لڑکی کو پریشانی نہ ہو۔ اس طرح تجھے اس کی خدمت کا ثواب زیادہ ملے گا۔ چنانچہ اس عابد نے اب گھر میں جا کر کھانا دینا شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ اسی طرح معاملہ چلتا رہا۔ شیطان نے اسے پھر مشورہ دیا کہ وہ دیکھ وہ لڑکی کتنے دنوں سے اکیلی اس مکان میں رہ رہی ہے اسے تنہائی سے وحشت ہوتی ہوگی اگر تو اس سے کچھ دیر بات کر لے اور اس کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ جائے تو اس کی وحشت ختم ہو جائے گی اور اس طرح تجھے بہت اجر و ثواب ملے گا۔ عابد پھر شیطان لعین کے چکر میں پھنس گیا اور اس نے اب لڑکی کے پاس بیٹھنا اور اس سے بات چیت کرنا شروع کر دی۔ پہلے پہل تو اس طرح ہوا کہ وہ عابد اپنے عبادت خانے سے بات کرتا اور لڑکی اپنے مکان سے۔ پھر وہ دونوں دروازوں پر آ کر گفتگو کرنے لگے۔ پھر شیطان کے اکسانے پر وہ عابد اس لڑکی کے مکان میں جا کر اس کے پاس بیٹھتا اور باتیں کرتا۔ بالآخر شیطان نے اب اسے ورغلانا شروع کر دیا کہ دیکھ یہ لڑکی کتنی خوبصورت ہے! کیسی حسین و جمیل ہے۔ جب اس نے جوان لڑکی کی جوانی پر نظر ڈالی تو اس کے دل میں گناہ کا ارادہ ہوا۔ ایک دن اس نے لڑکی سے

Marfat.com

بہت زیادہ قربت اختیار کی اور اس کی ران پر ہاتھ رکھا پھر اس سے بوس و کنار کیا۔ بالآخر اس بدبخت عابد نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر اس لڑکی سے زنا کیا جس کے نتیجے میں لڑکی حاملہ ہوگئی اور اس حمل سے ایک بچہ پیدا ہوا۔

اور عبادت گزار قاتل بھی بن گیا

پھر شیطان مردود نے اس عابد کے پاس آ کر کہا: ''دیکھ! تیری حرکت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے' تیرا کیا خیال ہے کہ جب اس لڑکی کے بھائی آئیں گے اور وہ اپنی بہن کو اس حالت میں دیکھیں گے تو تجھے کتنی رسوائی ہوگی اور وہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟ تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو اس بچے کو مار ڈال تاکہ انہیں اس واقعہ کی خبر ہی نہ ہو اور تو رسوائی سے بچ جائے۔'' چنانچہ اس بدبخت نے بچے کو ذبح کر ڈالا اور ایک جگہ دفن کر دیا۔ اب وہ مطمئن ہوگیا کہ لڑکی اپنی رسوائی کے خوف سے اپنے بھائیوں کو اس واقعے کی خبر نہ دے گی لیکن شیطان ملعون دوبارہ اس عابد کے پاس آیا اور کہا: اے جاہل انسان! کیا تو نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یہ لڑکی اپنے بھائیوں کو کچھ نہیں بتائے گی' یہ تیری بھول ہے' یہ ضرور تیری حرکتوں کے بارے میں اپنے بھائیوں کو آگاہ کرے گی اور تجھے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو اس لڑکی کو بھی قتل کر کے دفن کر دے تاکہ معاملہ ہی ختم ہو جائے۔ عابد نے شیطان کے مشورہ پر عمل کیا اور لڑکی کو قتل کر کے اسے بھی بچے کے ساتھ ہی دفن کر دیا اور عابد دوبارہ مصروف عبادت ہوگیا۔

وقت گزرتا رہا۔ جب اس لڑکی کے بھائی جہاد سے واپس آئے تو انہوں نے اس مکان میں اپنی بہن کو نہ پا کر عابد سے پوچھا تو اس نے بڑے مغموم انداز میں روتے ہوئے جواب دیا ''تمہارے جانے کے بعد تمہاری بہن کا انتقال ہوگیا اور یہ اس کی قبر ہے' وہ بہت نیک لڑکی تھی۔ اتنا کہنے کے بعد وہ عابد رونے لگا اور اس کے بھائی بھی قبر کے پاس رونے لگے۔ کافی دن وہ اسی مکان میں اپنی بہن کی قبر کے پاس رہے پھر اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور انہیں اس عابد کی باتوں پر یقین آ گیا۔

ایک رات جب وہ تینوں بھائی اپنے اپنے بستروں پر آرام کے لئے لیٹے اور ان کی آنکھ لگ گئی تو شیطان ان تینوں کے خواب میں آیا اور سب سے بڑے بھائی سے سوال کیا

Marfat.com

''تمہاری بہن کہاں ہے؟'' اس نے کہا: ''وہ تو مر چکی ہے اور فلاں جگہ اس کی قبر ہے۔'' شیطان نے کہا: ''اس عابد نے تم سے جھوٹ بولا ہے' اس نے تمہاری بہن کے ساتھ زنا کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا پھر اس نے رسوائی کے خوف سے تمہاری بہن اور اس بچے کو مار ڈالا اور ان دونوں کو ایک ساتھ دفن کر دیا۔ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو تم وہ جگہ کھود کر دیکھ لو۔'' اس طرح اس نے تینوں بھائیوں کو خواب میں آ کر ان کی بہن کے متعلق بتایا۔ جب صبح سب کی آنکھ کھلی تو سب حیران ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگے ''رات تو ہم نے عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔'' پھر سب نے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بڑا بھائی کہنے لگا ''یہ محض جھوٹا خواب ہے' اس کی کوئی حقیقت نہیں لہٰذا اسے ذہن سے نکال دو۔'' چھوٹے بھائی نے کہا: ''میں اس کی ضرور تحقیق کروں گا اور ضرور اس جگہ کو کھود کر دیکھوں گا۔''

چنانچہ وہ تینوں بھائی اسی مکان میں پہنچے اور جب اس جگہ کو کھودا جس کی شیطان نے نشاندہی کی تھی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں ان کی بہن اور ایک بچہ ذبح حالت میں موجود ہیں۔ چنانچہ وہ اس بد بخت عابد کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا ''سچ سچ بتا تو نے ہماری بہن کے ساتھ کیا کیا ہے؟'' عابد نے جب ان کا غصہ دیکھا تو اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا اور سب کچھ بتا دیا۔ چنانچہ وہ تینوں بھائی اسے پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں لے گئے۔ بادشاہ نے ساری بات سن کر اسے پھانسی کا حکم دے دیا۔

شیطان کے لئے سب سے بڑا کام کسی کا ایمان ضائع کرنا ہے

جب اس بد بخت عابد کو پھانسی دی جانے لگی تو شیطان مردود اپنا آخری وار کرنے پھر اس کے پاس آیا اور اسے کہا: ''میں ہی تیرا وہ ساتھی ہوں جس کے مشوروں پر عمل کر کے تو عورت کے فتنے میں مبتلا ہوا پھر تو نے اسے اور اس کے بچے کو قتل کر دیا' ہاں! اگر آج تو میری بات مان لے گا تو میں تجھے پھانسی سے رہائی دلوا دوں گا۔'' عابد نے کہا: ''اب تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟'' شیطان لعین بولا ''تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کر دے اور کافر ہو جا' اگر تو ایسا کرے گا تو میں تجھے آزاد کرا دوں گا۔'' یہ سن کر کچھ دیر تو عابد سوچتا رہا لیکن پھر دنیاوی عذاب سے بچنے کی خاطر اس نے اپنی زبان سے یہ کفریہ کلمات بکے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانت کا منکر ہو گیا (والعیاذ باللہ تعالیٰ) جب شیطان ملعون نے اس بد بخت عابد کا ایمان

Marfat.com

بھی برباد کروادیا تو اسے حالت کفر میں پھانسی دے دی گئی اور وہ فوراً اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے غائب ہو گیا۔''

شیطان کی شیطانیت کے بارے میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (پ28، الحشر16)

''شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا: کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب۔'' (تفسیر القرطبی، سورۃ الحشر، تحت الآیۃ 16، الجزء الثامن عشر، جلد 9، ص30 تا 32)

(144)

عم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ

یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے چچا ہیں۔ ان کی عمر آپ سے دو سال زائد تھی۔ یہ ابتدائے اسلام میں کفار مکہ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ آپ جنگ بدر میں کفار کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے مگر محققین کا قول یہ ہے کہ یہ جنگ بدر سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے اور کفار مکہ ان کو قومیت کا دباؤ ڈال کر زبردستی جنگ بدر میں لائے تھے۔ چنانچہ جنگ بدر میں لڑائی سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ تم لوگ حضرت عباس کو قتل مت کرنا کیونکہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں لیکن کفار مکہ ان پر دباؤ ڈال کر انہیں جنگ میں لائے ہیں۔

یہ بہت ہی معزز اور مالدار تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی حجاج کو زمزم شریف پلانے اور خانہ کعبہ کی تعمیرات کا اعزاز آپ کو حاصل تھا۔ فتح مکہ کے دن انہیں کی ترغیب پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا اور دوسرے سرداران قریش بھی انہیں کے مشوروں سے متاثر ہو کر اسلام کے دامن میں آئے۔ ان کے فضائل میں چند حدیثیں بھی مروی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت سی بشارتیں اور بہت زیادہ دعائیں دی ہیں جن کا تذکرہ صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

32ھ میں اٹھاسی برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں سپرد خاک کئے گئے۔ (اکمال ص 606 وتاریخ الخلفاء وغیرہ)

ان کے طفیل رب نے بارش بھی عطا کی:

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب شدید قحط پڑ گیا اور خشک

Marfat.com

سالی کی مصیبت سے دنیائے عرب بدحالی میں مبتلا ہوگئی تو امیر المومنین نماز استقاء کے لئے مدینہ منورہ سے باہر میدان میں تشریف لے گئے اور اس موقع پر ہزاروں صحابہ کرام کا اجتماع ہوا۔ اس بھرے مجمع میں دعا کے وقت حضرت امیر المومنین نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بازو تھام کر انہیں اٹھایا اور ان کو اپنے آگے کھڑا کر کے اس طرح دعا مانگی:

"یا اللہ! پہلے جب ہم لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تھے تو تیرے نبی کو وسیلہ بنا کر بارش کی دعائیں مانگتے تھے اور تو ہم کو بارش عطا فرماتا تھا مگر آج ہم تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے ہیں لہٰذا تو ہمیں بارش عطا فرمادے۔"

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی بارش کے لئے دعا مانگی تو ناگہاں اسی وقت اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ گھٹنوں گھٹنوں تک پانی میں چلتے ہوئے اپنے گھروں میں واپس آئے اور لوگ جوش مسرت اور جذبۂ عقیدت سے آپ کی چادر مبارک کو چومنے لگے اور کچھ لوگ آپ کے جسم مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو دربارِ نبوت کے شاعر تھے اس واقعہ کو اپنے اشعار میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

سَئَلَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا
فَسَقَى الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ
اَحْيَ الْاِلٰهُ بِهِ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ
مُخْضَرَّةَ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْيَاس

یعنی امیر المومنین نے اس حالت میں دعا مانگی کہ لگاتار کئی سال سے قحط پڑا ہوا تھا تو بدلی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی روشن پیشانی کے طفیل میں سب کو سیراب کر دیا۔ معبودِ برحق نے اس بارش سے تمام شہروں کو زندگی عطا فرمائی اور ناامیدی کے بعد تمام شہروں کے اطراف ہرے بھرے ہوگئے۔

(بخاری ج 1 ص 526 و حجۃ اللہ ج 2 دلائل النبوۃ ج 3 ص 206)

Marfat.com

(145)

ہم جہاں میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی ایذاء رسانی مجھ کو سخت ناپسند تھی۔ جب مجھ کو یہ خطرہ گزرنے لگا کہ اب یہ آپ کو قتل کرنے والے ہیں تو میں (مکہ سے) باہر نکل گیا یہاں تک کہ ایک گرجے میں جا پہنچا۔ گرجے کے لوگ اس کے سردار کے پاس گئے اور اس کو میری اطلاع دی۔ اس نے کہا: تین دن تک اس کی مناسب مہمانی کرو اس کے بعد کہا ضرور اس کو کوئی خاص بات پیش آئی ہے جاؤ اس سے جا کر پوچھو کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ (راوی کہتا ہے) وہ آئے اور اس سے آکر پوچھا اس نے کہا' اللہ کی قسم اور تو کوئی بات نہیں' صرف اتنی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وطن یعنی شہر مکہ میں میرے چچازاد بھائی کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے اس پر ان کی قوم نے ان کو ایذاء دینی شروع کی۔ یہ دیکھ کر میں وہاں سے چلا آیا ہوں تاکہ میں اپنی آنکھوں سے ان واقعات کو نہ دیکھوں۔ انہوں نے میری اس ساری داستان کی اطلاع اپنے رئیس کو جا کر دی۔ اس نے کہا: اس کو یہاں بلا لاؤ۔ میں اس کے پاس گیا اور اپنا سارا ماجرا اسے کہہ سنایا۔ اس نے کہا: کیا تم کو یہ ڈر ہے کہ وہ لوگ اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: اگر تم دیکھو گے تو کیا ان کی صورت پہچان لو گے؟ میں نے کہا: ابھی ابھی تو ان کے پاس سے آرہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے چند تصویریں دکھائیں جو غلاف میں ڈھکی ہوئی تھیں۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا کہ یہ تصویر ان سب تصویروں میں ان کے بہت مشابہ معلوم ہوتی ہے پس وہی آپ کا قد و قامت' وہی آپ کی جسامت' وہی آپ کے شانوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس نے کہا: تم کو یہ ڈر ہے کہ وہ ان کو قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا: میرا یقین ہے کہ وہ ان کو

Marfat.com

قتل کر کے فارغ بھی ہو چکے ہوں گے۔ اس نے کہا: بخدا وہ اس کو قتل نہیں کر سکتے بلکہ جوان کے قتل کرنے کا ارادہ کرے گا وہی اس کو قتل کریں گے۔ یقیناً وہ نبی ہیں اور ضرور اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر کر کے رہے گا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تصاویر

حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ اور نعیم بن عبداللہ اور ایک شخص اور تھے جن کا نام انہوں نے بیان کیا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شاہ روم کے پاس روانہ کئے گئے۔ وہ کہتے ہیں: ہم جبلۃ بن الایہم کے پاس گئے۔ اس وقت وہ مقام عوظہ میں تھا اور پورا قصہ ذکر کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ بادشاہ کے پاس ان تینوں کو لے کر گئے تو اس کے پاس ایک سنہرا معطر صندوقچہ دیکھا۔ اس میں چھوٹے چھوٹے سے خانے بنے ہوئے تھے۔ اس میں ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا ٹکڑا نکالا۔ اس میں ایک سفید رنگ کی تصویر تھی اس کے بعد آدم علیہ السلام کی صورت کا ذکر کیا۔ پھر دوسرا خانہ کھولا اور اس میں سے بھی ایک ریشم کا ٹکڑا نکالا اور اس میں نوح علیہ السلام کی تصویر تھی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت نکالی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دکھائی اور کہا کہ یہ سب سے آخری خانہ کی ہے لیکن اس کو نکالنے میں اس لئے جلدی کی ہے تاکہ میں تم سے ان کے متعلق پوچھوں۔ اس کے بعد اور خانے کھولے اور بقیہ انبیاء علیہم السلام کی تصاویر دکھائیں اور فرمایا: یہ ہمارے پاس آدم علیہ السلام کے زمانے سے چلی آ رہی ہیں۔ ان کو دانیال علیہ السلام نے بنایا تھا۔ (رواہ موسیٰ بن عقبہ کذافی ابن کثیر وکذافی شرح المواہب)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب وہ مقوقس اور شاہ مصر اور اسکندریہ کے شاہ نصاریٰ کے پاس گئے تو انہوں نے ان کو انبیاء علیہم السلام کی تصویریں دکھائیں اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بھی دکھائی جس کو دیکھ کر فوراً انہوں نے پہچان لیا۔ (الجواب الصحیح، ص 567، ج3)

خلافت صدیق اور اہل کتاب کی تصدیق

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو مبعوث فرمایا اور مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت ہوگئی تو اتفاق سے میں شام کے لئے نکلا۔ جب بصریٰ پہنچا تو میرے پاس نصرانیوں کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے کہا: کیا تم حرم کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔

اس کے بعد وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گرجا میں لے گئے جس میں کچھ تصویریں تھیں۔ مجھ سے کہا: غور سے دیکھو کہ ان میں کون سی تصویر اس نبی کے مشابہ ہے جو تم میں بھیجا گیا ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نہ تھی۔ میں نے ان سے کہا: ان میں کوئی تصویر نہیں۔ پھر وہ مجھ کو ایک بڑے گرجا میں لے گئے۔ اس میں بہت سی تصویریں تھیں۔ میں وہاں دیکھتا رہا تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی تصویر نظر آئی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کو پکڑے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: یہ تصویر ہے۔ انہوں نے کہا: بے شک یہ تمہارے نبی ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا: یہ پاؤں میں گرے ہوئے کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: یہ شخص نبی کے بعد ان کا خلیفہ ہوگا۔ (رواہ البخاری فی تاریخ وابو نعیم فی الدلائل)

Marfat.com

(146)

سکندر ذوالقرنین کی فرشتے سے ملاقات

عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوکریب نے خبر دی' انہیں محاربی نے خبر دی' وہ بکر بن خنیس سے روایت کرتے ہیں' وہ شعیب بن سلیمان وغیرہ سے' وہ فرماتے ہیں کہ سکندر ذوالقرنین کی ملاقات ایک فرشتے سے ہوئی تو انہوں نے فرشتے سے کہا: مجھے ایسا عمل سکھا دیجئے کہ جس کی وجہ سے میرا ایمان ویقین زیادہ ہو جائے۔ فرشتے نے کہا: تجھ میں اس کی استطاعت نہیں۔ ذوالقرنین نے کہا: شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس کی ہمت عطا فرمادے۔ فرشتے نے کہا: کل آئندہ کے لئے غمگین نہ ہونا' اگر اللہ تعالیٰ تجھے بادشاہت یا مال عطا فرمائے تو اس پر خوش نہ ہونا' اور اگر تجھ سے بادشاہت یا مال لے لے تو اس پر غمزدہ نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا اور اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر سوچ کہ جو کچھ تو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرتا ہے؟ اور غصہ چھوڑ دے۔ اس لئے کہ شیطان کو انسان پر سب سے زیادہ قدرت غصے کی حالت میں ہوتی ہے۔ غصے کو پی کر ختم کردو۔ بردباری کے ساتھ اسے ٹھنڈا کردو! جلد بازی نہ کرنا کیونکہ تو جلد بازی کرے گا تو غلطی کر بیٹھے گا۔ دوست ودشمن ہر ایک کے حق میں نرم سہل ہو جا۔ سخت اور متکبر نہ ہونا۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو
کوئی آگے مانے یا نہ مانے

Marfat.com

(147)

مردوں سے کلام کرنے والا محدّث

حضرت مطرف بن عبداللہ شخیر قبیلہ بنی عامر کے خاندان سے ہیں اور بصرہ آپ کا وطن ہے اس لئے عامری و بصری کہلاتے ہیں۔ بہت ہی بزرگ تابعی ہیں اور حدیث میں حضرت ابوذر غفاری و عثمان بن ابی العاص وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں اور آپ کے شاگردوں کی فہرست بھی بہت طویل ہے جس میں سینکڑوں اولیائے محدثین ہیں۔

صبر وشکر اور تسلیم ورضا میں اپنے زمانے کے بے مثال عالم ربانی تھے۔ آپ کے فرزند کا انتقال ہوگیا تو داڑھی میں خوب تیل کنگھی کر کے اور بہترین پوشاک پہن کر بیٹھے۔ لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اس مصیبت پر غمگین ہو کر گھر میں بیٹھ رہوں؟ میں اپنے ربِ کریم کی مرضی پر راضی ہوں اور اس کے حکم پر صابر وشاکر ہوں۔ آپ بہت ہی صاحب کرامات تھے۔ جب اکیلے اپنے مکان میں بیٹھتے تو مکان کی ایک ایک اینٹ آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتی تھی۔ ایک مرتبہ کسی ظالم نے آپ کو بہت زیادہ ستایا۔ آپ برابر صبر کرتے رہے مگر جب وہ اپنے ظلم سے باز نہیں آیا تو آپ نے بددعا فرمائی کہ الٰہی اس کو فوراً ہی موت دے دے۔ چنانچہ وہ ظالم فوراً ہی مر گیا۔ لوگ آپ کو پکڑ کر بصرہ کے گورنر زیاد کے دربار میں لے گئے اور آپ پر قتل کا مقدمہ دائر کر دیا۔ گورنر نے پوچھا: کیا انہوں نے مرنے والے شخص کو ہاتھ لگایا تھا؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ گورنر نے کہا: پھر ان پر کیا الزام ہے؟ یہ تو ایک اللہ والے کی بددعا ہے جو اس کو لگ گئی ہے اور اس کی تقدیر میں یوں ہی مرنا لکھا تھا۔ گورنر نے آپ کو باعزت بری کر کے رہا کر دیا۔

Marfat.com

دار العمل بس یہی دنیا ہے

آپ کی یہ بھی ایک بڑی خاص کرامت تھی کہ آپ قبرستان کے مردوں سے گفتگو اور سوال و جواب فرماتے تھے چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ میں قبرستان میں گیا تو میں نے سب قبر والوں کو بیٹھا ہوا دیکھا لیکن جب میں نے ان لوگوں کو سلام کیا تو کسی نے بھی سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو قبر والوں نے جواب دیا کہ سلام کا جواب دینا نیکی و عبادت کا کام ہے اور اب ہمیں اس کی طاقت و اجازت نہیں ہے کہ ہم کوئی عبادت کر سکیں۔ عمل کا گھر تو دنیا ہے اور ہم لوگ اب دارِ آخرت کے رہنے والے ہو چکے ہیں۔

آپ کی وفات کے بارے میں صاحب اکمال نے اتنا ہی لکھا ہے کہ 87ھ کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ (اکمال وطبقات شعرانی)

Marfat.com

(148)

بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے: آپ کوڑا کرکٹ جمع ہونے کی جگہ سے پرانے کپڑے چن چن کر پاک کرلیا کرتے تھے اور انہی سے گدڑی سی لیتے۔ سبزی فروشوں کے نکالے ہوئے پتے اور پھل وغیرہ کو کھانے کے لئے اٹھا لیتے۔ ایک روز مزبلہ (روڑی' گندگی کے ڈھیر) کے پاس ایک کتا آپ پر بھونکنے لگا۔ آپ نے جواباً فرمایا: ''جو تیرے قریب ہے اس سے تو کھا' جو میرے قریب ہے اس سے میں کھا رہا ہوں تو مجھ پر بھونکتا کیوں ہے؟ اگر پل صراط سے میں سلامت گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں ورنہ تو مجھ سے بہتر ہے۔''

آپ کا یہ حال تھا کہ گھر والے آپ کو مجنون خیال کرتے تھے اور اہل رشتہ حقارت سے دیکھتے' تمسخر کرتے اور بچے پاگل سمجھ کر آپ کو کنکریاں مارتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا اللہ تعالیٰ خلقت میں ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو متقی و مخلص ہوں۔ پاک وصاف اور پوشیدہ زندگی گزارنے والے ہوں' ان کے بال بکھرے ہوئے' چہرے غبار آلود اور شکم پیٹھ سے لگے ہوئے ہوں۔ وہ اگر مالداروں کی مجلس میں جانا چاہیں تو اجازت نہ پائیں' خوشحال عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں تو رشتے نہ ملیں۔ اگر وہ کہیں چلے جائیں تو کوئی ان کا متلاشی نہ ہو اور جب کہیں سے آئیں تو دیکھ کر کوئی خوش ہونے والا نہ ہو۔ بیمار ہوں تو کوئی عیادت کو نہ آئے' مر جائیں تو کوئی جنازہ پر نہ پہنچے۔

Marfat.com

رسول اللہ حضرت اویس کی تعریف فرما رہے ہیں

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان میں سے کسی شخص سے کیسے ملاقات کر سکتے ہیں؟

فرمایا: اویس قرنی ایسے لوگوں میں سے ہوں گے۔

عرض کیا: یارسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہوگی؟

فرمایا: آنکھیں نیلگوں، بال سرخی آمیز، سینہ چوڑا، میانہ قد، سخت گندمی رنگ، اپنی ٹھوڑی سینے کی طرف مائل اور نگاہ ہمیشہ جائے سجدہ اور اپنی نگاہ کی جانب جھکی رکھیں گے۔ اکثر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر روتے ہوں گے، دو کمبل ساتھ رکھیں گے ایک تہبند، دوسرا چادر کی جگہ استعمال کریں گے۔ اہل زمین میں گمنام ہوں گے مگر اہل آسمان میں ان کی شہرت ہو گی۔ وہ اگر اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ضرور پوری کر دے۔ ان کے بائیں مونڈھے تلے تھوڑا سا سفید داغ ہوگا۔

لوگو! یاد رکھو روز حشر سب نیک بندوں سے تو جنت میں جانے کے لئے کہا جائے گا مگر اویس کو حکم ہوگا کہ تم ٹھہرو لوگوں کی شفاعت کرو۔ پھر رب تعالیٰ ربیعہ و مضر قبیلوں کی تعداد کے برابر لوگوں کے بارے میں ان کی شفارش قبول فرمائے گا۔

اے عمر اور علی! جب تم لوگ ان سے ملاقات کرنا تو ان سے اپنے حق میں دعا و استغفار کرانا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔

اس کے بعد دس سال تک حضرت سیدنا عمر اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم خواجہ اویس قرنی کی جستجو میں رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی بالآخر جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی حیات کے آخری سال حج میں تھے تو آپ بوقبیس کی پہاڑی پر چڑھے اور باآواز بلند اہل یمن کو پکارا اور پوچھا: کیا تم میں اویس نام کا کوئی آدمی ہے؟ اس وقت ایک بوڑھا شخص جس کی ریش دراز تھی وہ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا ہمیں تو اویس کے بارے میں معلوم نہیں ہے مگر اس نام کا میرا ایک بھتیجا ضرور ہے جو نہایت گمنام، کم مال، بے وقعت ہے، وہ اس لائق نہیں کہ آپ کی خدمت میں لایا جائے۔ شتر بانی کرتا ہے اور ہم لوگوں میں بہت معمولی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت عمر و علی نے حضرت اویس کا بوسہ لیا

حضرت عمر: وہ کہاں ہے؟ کیا وہ نزدیک ہی ہے؟

ضعیف مرد: جی ہاں' میدان عرفات میں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جلدی سے عرفات پہنچے اور انہیں ایک درخت کے پاس کھڑے نماز پڑھتے پایا اور ان کے گرد اونٹ چرنے میں مصروف تھے۔ تھوڑی دور پر اپنی سواری روک کر یہ دونوں حضرات قریب پہنچے اور سلام کیا۔ خواجہ اویس نے نماز پوری کر کے ان کے سلام کا جواب دیا۔ ان لوگوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ ایک شتربان اور لوگوں کا ملازم۔ (جواب ملا) آپ کی شتربانی اور اجرت کاری سے متعلق ہمارا سوال نہیں' اپنا نام بتایئے؟ عبداللہ (اللہ کا بندہ) اویس نے کہا:

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں' تمام اہل زمین و آسمان اللہ کے بندے ہیں۔ آپ ہمیں اپنا وہ نام بتائیں جو آپ کی والدہ نے رکھا۔ (بولے) آپ حضرات کو آخر مجھ سے کیا غرض ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو اویس قرنی کی صفت اور ان کا حلیہ بتایا تھا جس میں سے بالوں کی سرخی' آنکھوں کا نیلا پن تو ہم نے دیکھ لیا مگر سرکار نے ارشاد فرمایا تھا کہ اویس کے بائیں مونڈھے تلے قدرے سپیدی ہوگی۔ کیا آپ ہمیں دکھانے کی زحمت کریں گے؟ (عمر و علی بولے)

یہ سن کر خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنا مونڈھا دکھایا تو وہ سپیدی موجود تھی۔ ان حضرات نے اس سپیدی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اویس قرنی آپ ہی ہیں۔ آپ ہمارے حق میں دعائے مغفرت کریں۔''

حضرت اویس جناب عمر و علی کی تعظیم کرتے ہوئے

خواجہ اویس: میں تو استغفار میں کسی فرزند آدم کی تخصیص نہیں کرتا (سب کی بخشش مانگتا ہوں) مگر بحر و بر کے مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات میں مستجاب الدعوات کون ہے؟ خواجہ اویس: آپ لوگوں پر خدا نے میرا حال ظاہر کر دیا ہے' بتائیں آپ کون لوگ ہیں؟ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: یہ ہیں امیر المومنین عمر بن خطاب اور میں ہوں علی بن ابی

Marfat.com

طالب۔ خواجہ اویس یہ سن کر اداً کھڑے ہوگئے اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ویا ابن ابی طالب اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اس امت کی جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ حضرت عمر نے کہا: آپ کے لئے مکہ شریف جا کر کچھ خرچ اور کچھ کپڑے لانا چاہتا ہوں اس وقت تک آپ یہیں ٹھہرے رہیں۔

خواجہ اویس: امیر المومنین ایسا کوئی وعدہ نہ لیں اور نہ ہم آج کے بعد دوبارہ ملیں گے اور بھلا اس پیسے اور کپڑے کو میں کیا کروں گا؟ آپ تو دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی چادر اور لنگی موجود ہے۔ میں انہیں اتنی جلد تو نہ پھاڑ ڈالوں گا۔ اس کے علاوہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس مضبوط سلا ہوا جوتوں کا جوڑا ابھی ہے۔ یہ ابھی کہاں ٹوٹتے ہیں؟ اور آپ کو تو خبر نہیں میں اونٹ چرانے کی اجرت چار درہم لیتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں انہیں کب تک کھاؤں گا؟ امیر المومنین! ہمارے آپ کے مابین ایک نہایت سخت گھاٹی آنے والی ہے اس پر سے وہی پار اترے گا جو ہلکا اور دبلا ہوگا لہٰذا آپ بھی ہلکے ہی رہیں۔

کاش! عمر کو اس کی ماں نہ جنتی

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے خواجہ اویس کی یہ بات سنی تو اپنے کوڑے کو زمین پر مارا اور باآواز بلند پکارا۔ اے کاش عمر! تجھے تیری ماں پیدا نہ کرتی تو بہتر تھا۔ کاش وہ عقیم ہوتی، تیرے حمل کی مصیبت نہ اٹھاتی۔ اس کے بعد امیر المومنین اور سیدنا علی مکہ کی طرف تشریف لے گئے اور خواجہ اویس قرنی نے اپنے اونٹوں کو ہنکایا اور سب اونٹ ان کے مالکوں کے حوالے کئے اور شتربانی چھوڑ کر صرف عبادت میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ وصال فرما گئے۔

صحیح مسلم میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس اویس بن عامر بن مراد قرن کے یمنی لوگوں کے ساتھ آئے گا۔ اسے برص تھا جس سے اس کو شفا مل گئی ہے۔ صرف درہم کے برابر سفیدی رہ گئی۔ وہ اپنی ماں کا فرمانبردار ہے۔ اگر کوئی قسم کھالے تو خدا پوری کردے۔ اگر تم اپنے لئے اس سے دعائے مغفرت کرا سکو تو ضرور کراؤ۔ پھر باقی حدیث حسب بالا بیان کی یہاں تک کہ اپنی اور حضرت علی کی ملاقات کا ذکر کیا اور یہ کہ ان سے دعائے مغفرت کو کہا تو انہوں نے دعائے مغفرت کی پھر حضرت عمر نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ بتایا: کوفہ کا۔ فرمایا: کیا آپ

Marfat.com

کے لئے میں کوفہ کے گورنر کو لکھ دوں؟ کہا مجھے نادار و گمنام رہنا زیادہ پسند ہے۔

مسلم کی ایک روایت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے' فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جسے لوگ اویس کہتے ہیں۔ (اہل خانہ میں) اس کی محض ماں ہے۔ اس کے جسم پر ذرا سفیدی ہے۔ تم لوگ ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرانا۔

امام یافعی کا تبصرہ

امام یافعی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اویس خیر التابعین ہیں۔ اس بارے میں صریح ہے کہ وہ تمام تابعین سے مطلقاً بہتر ہیں۔ اس ارشاد سے یہ دلیل بھی ملتی ہے کہ نفع لازم' نفع متعدی سے بعض اوقات افضل بھی ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا شناس علمائے باطن احکام شناس علمائے ظاہر سے افضل ہیں۔

حضرت علقمہ بن مرشد کا فرمان ہے' زہد تابعین میں آٹھ آدمیوں پر ختم ہے۔ انہی میں سے ایک اویس قرنی بھی ہیں۔ ان کے گھر والوں نے انہیں مجنون خیال کر کے باہر ان کے واسطے حجرہ بنا دیا تھا اور وہ لوگ سالہا سال تک ان کو دیکھنے بھی نہ جاتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو موسم حج میں انہوں نے آواز دی۔ اے لوگو! سب کھڑے ہو جاؤ۔ سب لوگ سن کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا: یمن والوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔ (چنانچہ یمن کے لوگ کھڑے ہو گئے اور تمام لوگ بیٹھ گئے) اس طرح پھر اہل یمن میں سے صرف قبیلہ مراد کے باشندوں کو' اس کے بعد مقام قرن کے باشندوں کو کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اس طرح سب لوگ بیٹھ گئے محض ایک آدمی کھڑا رہ گیا جو حضرت اویس قرنی کا چچا تھا۔

حضرت اویس کی شفاعت

حضرت عمر: کیا تم خاص قرن کے باشندے ہو؟ ضعیف مرد: ہاں امیر المومنین۔

حضرت عمر: کیا تم اویس کو جانتے ہو؟ ضعیف مرد: امیر المومنین آپ اویس کا کیا پوچھتے ہیں۔ اس سے زیادہ بے وقوف' مجنون اور محتاج ہم میں کوئی نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بوڑھے کی

Marfat.com

یہ بات سن کر رو پڑے اور فرمایا: یہ عیوب جو تو گنا رہا ہے تجھ میں ہیں اس میں نہیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اویس کی شفاعت سے قبیلہ ربیع ومعز جتنے آدمی بہشت میں داخل ہوں گے۔

عمار بن یوسف قاضی کا بیان ہے کہ کسی نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ صبح وشام کس طرح گزارتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا صبح کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں رہتا ہوں اور شام کو اس کی حمد وستائش میں۔ ویسے تم ایک ایسے انسان کا حال دریافت کرتے ہو جو صبح کو شام تک کی زندگی کا یقین نہیں رکھتا اور شام کو صبح تک کی زندگی کا کیونکہ موت اور اس کی یاد نے مومن کے لئے کوئی خوشی باقی نہ رکھی اور مال میں اللہ تعالیٰ کے حق نے مسلمان کے لئے چاندی سونے کی گنجائش باقی نہ رکھی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حق نے مسلمان کا کوئی دوست نہ رہنے دیا۔ جب ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں تو وہ ہمیں برا جانتے ہیں۔ ہماری بے حرمتی کرتے ہیں اور ہمارے مقابلے میں اہل فسق کو اپنا ہم نوا پا لیتے ہیں۔ بخدا نوبت بایں جا رسید کہ مجھ پر بڑے بڑے بہتان باندھ دیئے۔ اتنا کہہ کر اویس نے اپنا راستہ لیا اور مجھے تنہا چھوڑ گئے۔

یہ بند ہدو عالم سے خفا میرے لیے ہے

ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اویس قرنی کے احوال سن کر کوفے پہنچا۔ ان سے ملاقات کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ دوپہر کے وقت میں نے انہیں دریائے فرات کے کنارے وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ ان کا جو حلیہ اور اوصاف میں نے سن رکھے تھے ان سے انہیں فوراً پہچان لیا۔ گندم گوں، غمگین صورت، سر کے بال منڈے ہوئے، باہیبت آدمی تھے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور میری جانب دیکھا۔ میں نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا مگر انہوں نے مصافحہ نہیں کیا۔

ہرم بن حیان: اللہ آپ کو رحمت ومغفرت سے نوازے۔ آپ کس حال میں ہیں (یہ کہتے کہتے میں اپنے دل میں چھپی ان کی محبت کے سبب رونے لگا۔ اویس بھی مجھے دیکھ کر رو پڑے)

اویس قرنی: اے ہرم بن حیان! اللہ تعالیٰ تمہیں خوش وخرم رکھے تم کس طرح ہو؟ اور تم

کو میرا کہاں سے پتہ چل گیا؟ ہرم: اللہ تعالیٰ نے خبر دی۔ اویس: بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہمارا پروردگار، پاک اور منزہ ہے۔ اس کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ ہرم: آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے جانا۔ آج سے قبل تو ہم لوگوں نے کبھی باہم ملاقات نہیں کی؟ اویس: نبانی العلیم الخبیر (علیم وخبیر رب نے بتا دیا) ہرم: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیں۔ اویس: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت وصحبت نصیب نہ ہوئی البتہ میں نے ان لوگوں کی زیارت کی ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی مگر میں محدث، قاضی یا مفتی ہونا پسند نہیں کرتا اور میری طبیعت لوگوں سے اکتاتی ہے۔ ہرم: قرآن مجید کی کچھ آیات ہی سنا دیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ سے کچھ سنوں اور مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جسے میں یاد رکھوں۔

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

یہ سن کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا۔ یہ پڑھا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور فرمایا: بے شک سب سے سچی بات میرے پروردگار کی ہے اور سب سے صادق قول اللہ ہی کا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (الانبیاء 14/21)

اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے (بے مقصد) پیدا نہیں کیا۔ اگر ہم کھیل تماشا بنانا چاہتے تو اپنے پاس سے اسے بنا لیتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔"

یہاں سے آخر سورہ تک تلاوت کی اور ایک سرد آہ کھینچی جسے سن کر میں نے سوچا کہ ابھی بے ہوش ہوئے۔ پھر فرمایا: "اے ابن حیان! تمہارے والد تو مر ہی چکے ہیں۔ عنقریب تم بھی مر جاؤ گے معلوم نہیں اس کے بعد تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں، اس کے علاوہ دیکھو کہ بابا آدم اور ماں حوا بھی انتقال کر چکے۔ حضرت نوح نجی اللہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، داؤد خلیفۃ اللہ، محمد رسول اللہ (علیہم السلام) اور حضور کے

خلیفہ ابوبکر صدیق اور میرے بھائی اور میرے دوست عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سب کے سب وفات پا چکے۔

ہرم: ابھی امیر المومنین عمر بن خطاب تو حیات ہیں۔ میں نے یہی سنا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی یہ معلوم ہوا ہے اور میرا دل بھی یہی کہتا ہے اور ہم تم بھی مرنے والوں ہی میں ہیں۔ اس کے بعد درود اور دعا پڑھی اور فرمایا: ''میری تمہیں بس اتنی ہی وصیت ہے کہ موت کو یاد رکھنا اور زندگی میں پلک جھپکنے کے مقدار بھی اس ذکر کو دل سے الگ نہ کرنا اور جب اپنے اہل وعیال میں پہنچنا تو انہیں خوف خدا کی تاکید کرنا اور ساری امت کو سمجھانا۔ جماعت سے علیحدہ نہ رہنا ورنہ دین سے جدا ہو کر دوزخ میں پہنچ جاؤ گے اور تم میرے لئے اور اپنے لئے دعا کرو۔'' پھر دیر تک میرے لئے دعا کرتے رہے اور فرمایا: ''آج کے بعد اب تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے کیونکہ میں شہرت کو ناپسند کرتا ہوں اور تنہائی کو عزیز رکھتا ہوں۔ اب نہ کسی سے میرے بارے میں سوال کرنا اور نہ مجھے ڈھونڈنا بس یاد کرتے رہنا' میں بھی تمہارے حق میں دعا کرتا رہوں گا۔ اب تم چلے جاؤ' میں بھی چل رہا ہوں۔ مجھے ان کے ہمراہ کچھ دیر چلنے کی خواہش تھی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا اور میں روتا ہوا ان سے جدا ہوا۔ وہ بھی روتے رہے۔ میں انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے انہیں بہت تلاش کیا اور لوگوں سے دریافت کیا مگر کوئی ان کا سراغ بتانے والا نہیں ملا اور مجھ پر کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا جس میں ایک دو بار انہیں خواب میں نہ دیکھوں۔

جب نبی میں زندگی کیسے گذر گئی

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب شام ہوتی تو کہتے یہ رکوع کرنے کی رات ہے اور پھر پوری رات رکوع ہی میں گزار دیتے۔ کبھی فرماتے یہ رات سجدے کی رات ہے اور رات سجدہ ہی میں بسر ہو جاتی۔ بعض اوقات شام کو کچھ کھانا بچ رہتا تو شام ہی کو خیرات کر دیتے پھر دعا کرتے بارالہا! اگر کوئی بھوکا مر جائے تو مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا اور کوئی ننگا ہو تو بھی مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا۔''

حضرت عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے ''دور فاروقی میں آذربائیجان میں جہاد

Marfat.com

ہوا تھا جس میں ہم لوگ شریک ہوئے تھے۔ اس میں خواجہ اویس قرنی بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ جب ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو اویس بیمار ہوئے۔ ہم نے انہیں اٹھانا چاہا مگر ان کی طبیعت سنبھل نہ سکی اور وہیں انتقال فرما گئے۔ وہاں کفن، خوشبو اور قبر تیار تھی۔ ہم لوگوں نے غسل و کفن دے کر نماز جنازہ ادا کیا اور انہیں دفن کر کے چلے آئے۔ ہم میں سے کسی نے دوسرے سے کہا: ہم ان کی قبر جان لیتے تو اچھا ہوتا مگر لوٹ کر دیکھا تو نہ قبر نظر آئی نہ نشان قبر۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں ''جنگ صفین میں کسی منادی نے آواز دی کیا ان لوگوں میں اویس قرنی ہیں تو اس جگہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں شہید پا گئے۔'' (روض الریاحین)

پوچھے کوئی بلال و خبیب اویس سے
حُب نبی میں زندگی کیسے گذر گئی

Marfat.com

(149)

بہترین پانی، زمزم شریف

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے نکلنے والے پانی کے بعد روئے زمین کے پانیوں میں سے بہترین پانی زمزم شریف ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَیْرُ مَآءٍ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِیْهِ طَعَامٌ مِّنَ الطُّعْمِ وَشِفَآءٌ مِّنَ السُّقْمِ۔

"روئے زمین پر بہترین پانی آب زمزم ہے اس میں بھوکے کی خوراک اور بیمار کی شفا ہے۔" (السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ 1056)

☆......جس نیک مقصد کے لئے آب زمزم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ۔

"زمزم شریف ہر اس مقصد کے لئے ہے جس کے لئے اسے پیا جائے"۔

(صحیح ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الشرب من زمزم 2484، ابن ماجہ 3062، احمد 357/3)

سینۂ مصطفیٰ سے نسبت

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فُرِجَ سَقْفِیْ وَاَنَا بِمَکَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِکْمَةً وَّاِیْمَانًا فَاَفْرَغَهَا فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِیْ فَعَرَجَ اِلَی

Marfat.com

السَّمَآءِ الدُّنيَا فَقَالَ (قَالَ) جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ الدُّنْيَا افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ .

''جب میں مکہ میں تھا تو میری (گھر کی) چھت کھلی اور جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی کے ساتھ دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اسے انہوں نے میرے سینے میں ڈال دیا اور پھر میرا سینہ بند کر دیا۔ پھر وہ میرا ہاتھ پکڑ کر آسمانِ دنیا کی طرف لے چلے۔ آسمان دنیا کے داروغہ سے جبرائیل علیہ السلام نے کہا' دروازہ کھولو۔ انہوں نے دریافت کیا کون ہے؟ تو جواب میں کہا' جبرائیل علیہ السلام ہوں۔''

(بخاری' الحج' باب ماجاء فی زمزم' 1236)

احادیث سننے کا عمدہ حیلہ

حمیدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے ہم سے زمزم کی فضیلت میں یہ حدیث بیان کی:

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ .

''زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے مراد پوری ہوتی ہے۔''

یہ حدیث سن کر مجلس میں سے ایک آدمی اٹھ گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور عرض کیا:

يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَلَيْسَ الْحَدِيْثُ بِصَحِيْحٍ الَّذِىْ حَدَّثْتَنَا بِهٖ فِىْ زَمْزَمَ اَنَّهٗ لِمَا شُرِبَ لَهٗ .

''اے ابو محمد! آبِ زمزم کے بارے میں جو حدیث ہم سے بیان کی گئی ہے کہ جس نیت سے پیا جائے وہ نیت پوری ہو جاتی ہے' کیا یہ حدیث صحیح نہیں ہے؟''

سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہاں یہ حدیث صحیح ہے۔

اس نے کہا:

اِنِّیْ قَدْ شَرِبْتُ الْاٰنَ دَلْوًا مِّنْ زَمْزَمَ عَلٰی اَنْ تُحَدِّثَنِیْ بِمَآءِ حَدِیْثٍ۔

''ابھی میں نے ایک ڈول آب زمزم نوش کیا ہے اور نیت دل میں یہ رکھی تھی کہ اپ مجھے سو حدیثیں بیان کریں گے۔ (لیکن میری مراد تو پوری نہیں ہوئی)''۔

سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیٹھو میں تمہاری مراد پوری کرتا ہوں چنانچہ انہوں نے اسی وقت سو احادیث بیان کر دیں۔ تب وہ آدمی خوش ہو کر چل دیا۔

(کتاب الاذکیاء لابن جوزی، ص133)

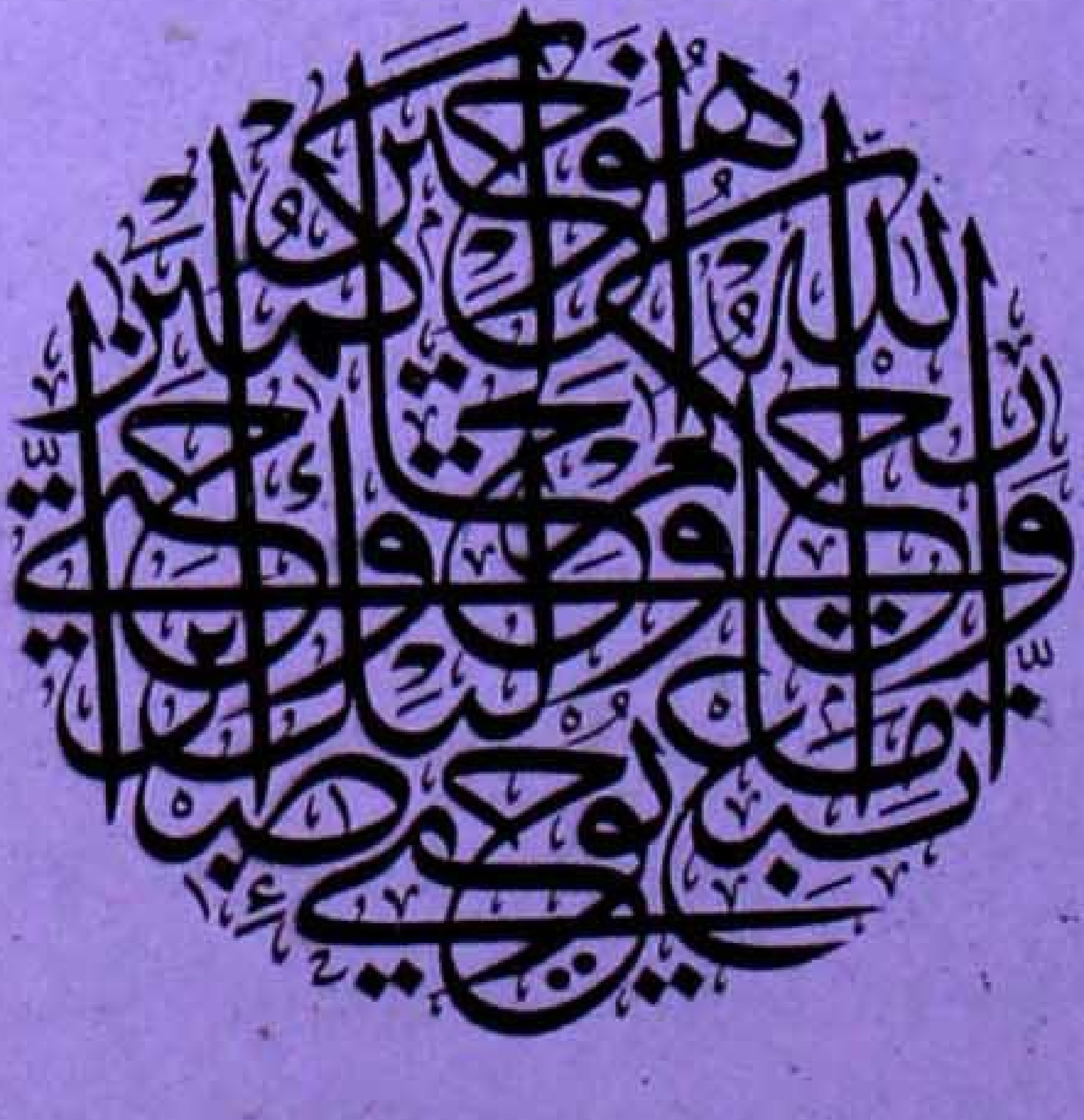

Marfat.com

(150)

ساداتِ سے محبت پر دگنا انعام

حضرت سیدنا ابوعبداللہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ عید کے موقع پر ہمارے پاس خرچ وغیرہ کے لئے کچھ بھی رقم نہ تھی۔ بڑی تنگدستی کے دن تھے۔ ان دنوں یحییٰ بن خالد برمکی حاکم تھا۔ عید روز بروز قریب آ رہی تھی۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میری ایک خادمہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی ''عید بالکل قریب ہے اور گھر میں کچھ بھی خرچہ وغیرہ نہیں۔ آپ کوئی ترکیب کیجئے تاکہ گھر والے عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔''

خادمہ کی یہ بات سن کر میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس گیا اور اس کے سامنے اپنی حالت زار بیان کی۔ انہوں نے فوراً مجھے ایک مہر بند تھیلی دی جس میں بارہ سو درہم تھے۔ میں انہیں لے کر گھر آیا اور وہ تھیلی گھر والوں کے حوالے کر دی۔ گھر والوں کو کچھ ڈھارس ہوئی کہ اب عید اچھی گزر جائے گی۔ ابھی ہم نے اس تھیلی کو کھولا بھی نہ تھا کہ میرا ایک دوست میرے پاس آیا جس کا تعلق سادات کے گھرانے سے تھا۔ اس نے آ کر بتایا ''ان دنوں ہمارے حالات بہت خراب ہیں اور عید بھی قریب آ گئی ہے، گھر میں خرچہ وغیرہ بالکل نہیں، اگر ہو سکے تو کچھ رقم قرض دے دو۔'' اپنے اس دوست کی بات سن کر میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ وہ کہنے لگی ''آپ کا کیا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ہم اس طرح کرتے ہیں کہ آدھی رقم اس سید زادے کو قرض دے دیتے ہیں اور آدھی ہم خرچ میں لے آئیں گے، اس طرح دونوں کا گزارا ہو جائے گا۔''

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا

یہ سن کر میری زوجہ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہوا جملہ کہا جس نے

میرے دل میں بہت اثر کیا۔ وہ کہنے لگی "جب تیرے جیسا ایک عام شخص اپنے دوست کے پاس اپنی حاجت مندی کا سوال لے کر گیا تو اس نے تجھے بارہ سو درہم کی تھیلی عطا کی اور اب جبکہ تیرے پاس دو عالم کے مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ایک شہزادہ اپنی حاجت لے کر آیا ہے تو تو اسے آدمی رقم دینا چاہتا ہے' کیا تیرا عشق اس بات کو گوارا کرتا ہے؟ یہ ساری رقم اس سیدزادے کے قدموں پر نچھاور کر دے۔" اپنی زوجہ سے یہ محبت بھرا کلام سن کر میں نے وہ ساری رقم اٹھائی اور بخوشی اپنے دوست کو دے دی۔ وہ دعائیں دیا ہوا چلا گیا۔

میرا سیدزادہ دوست جیسے ہی اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس میرا وہی تاجر دوست آیا اور اس نے کہا: "میں ان دنوں بہت تنگ دستی کا شکار ہوں' مجھے کچھ رقم ادھار دے دو۔" یہ سن کر اس سیدزادے نے وہ رقم کی تھیلی میرے اس تاجر دوست کو دے دی جو میں اسی (تاجر) سے لے کر آیا تھا۔ جب میرے اس دوست نے وہ رقم کی تھیلی دیکھی تو فوراً پہچان گیا اور میرے پاس آ کر پوچھنے لگا "جو رقم تم مجھ سے لے کر آئے ہو وہ کہاں ہے؟" میں نے اسے تمام واقعہ بتایا تو وہ کہنے لگا "اتفاق سے وہی سیدزادہ میرا بھی دوست ہے' میرے پاس صرف یہی بارہ سو درہم تھے جو میں نے آپ کو دے دیئے' آپ نے اس سیدزادے کو دیئے اور اس نے وہ مجھے دے دیئے۔ اس طرح ہم میں سے ہر ایک نے اپنے آپ پر دوسرے کو ترجیح دی اور دوسرے کی خوشی کی خاطر اپنی خوشی قربان کر دی۔"

جب کرم ہوتا ہے حالات بدل جاتے ہیں

ہمارے اس واقعے کی خبر کسی طرح حاکم وقت یحییٰ بن خالد برمکی کو پہنچ گئی۔ اس نے فوراً اپنا قاصد بھیجا جس نے میرے پاس آ کر یحییٰ بن خالد برمکی کا پیغام دیا "میں اپنی کچھ مصروفیات کی بناء پر آپ کی طرف سے غافل رہا اور مجھے آپ کے حالات کے بارے میں پتہ نہ چل سکا۔ اب میں غلام کے ہاتھ دس ہزار دینار بھیج رہا ہوں' ان میں سے دو ہزار آپ کے لئے' دو ہزار آپ کے تاجر دوست کے لئے اور دو ہزار اس سیدزادے کے لئے' باقی چار ہزار دینار تمہاری عظیم وسعادت مند بیوی کے لئے کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ غنی' افضل اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیکر ہے۔" (عیون الحکایات)

(151)

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں' یہ قدیم الاسلام ہیں۔ اکتیس آدمیوں کے مسلمان ہونے کے بعد یہ دامن اسلام میں آئے اور کفارِ مکہ کی ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر حبشہ سے کشتیوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور خیبر میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں اس وقت پہنچے جب کہ خیبر فتح ہو چکا تھا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت کو مجاہدین کے درمیان تقسیم فرما رہے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوشِ محبت میں ان سے معانقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ جنگ خیبر کی فتح سے مجھے زیادہ خوشی حاصل ہوئی یا اے جعفر بن ابی طالب! تم مہاجرین حبشہ کی آمد سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔

یہ بہت ہی جانباز اور بہادر تھے اور نہایت ہی خوبصورت اور وجیہہ بھی۔ 8ھ کی جنگ موتہ میں امیر لشکر ہونے کی حالت میں اکتالیس برس کی عمر میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اس جنگ میں سپہ سالار ہونے کی وجہ سے لشکر اسلام کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ کفار نے تلوار کی مار سے ان کے دائیں ہاتھ کو شہید کر دیا تو انہوں نے جھپٹ کر جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا۔ جب بایاں ہاتھ بھی کٹ کر گر پڑا تو انہوں نے جھنڈے کو دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے تھام لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب ہم نے ان کی لاش مبارک کو اٹھایا تو ان کے جسم اطہر پر نوے زخم تھے مگر کوئی زخم بھی ان کے بدن کے پچھلے حصے پر نہیں لگا تھا بلکہ

Marfat.com

تمام زخم ان کے بدن کے اگلے ہی حصے پر تھے۔ (اکمال، ص 589 وحواشی بخاری وغیرہ)

ذوالجناحین:

ان کا ایک لقب "ذوالجناحین" (دو بازوؤں والا) ہے۔ دوسرا لقب طیار (اڑنے والا) ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ کرامت بیان فرمائی ہے کہ ان کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا فرمائے ہیں اور یہ جنت کے باغوں میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔

آپ کی اسی کرامت کو بیان کرتے ہوئے امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فخریہ انداز میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

وَجَعْفَرُنِ الَّذِیْ یُمْسِیْ وَیُضْحِیْ
مَعَ الْمَلَائِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ

"یعنی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو صبح وشام فرشتوں کے جھرمٹ میں نورانی بازوؤں سے پرواز فرماتے رہتے ہیں، وہ میرے حقیقی بھائی ہیں۔"

آپ کی یہ کرامت نادرۃ الوجود ہے کیونکہ اور کسی دوسرے صحابی کے بارے میں یہ کرامت ہماری نظر سے نہیں گزری۔ (کراماتِ صحابہ)

Marfat.com

(152)

کنکریوں کا حضور ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنا

حضرت سوید بن زید بیان کرتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوذر کو تنہا دیکھا تو فرصت کو غنیمت سمجھ کر ان کے پاس جا بیٹھا اور ان کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ آ گیا۔ انہوں نے فرمایا: ان کی شان میں بھلائی کے سوا میں ایک کلمہ بھی اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا کیونکہ ان کی ایک خاص بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیکھ چکا ہوں۔ بات یہ تھی کہ میں اکثر ایسے موقعوں پر تلاش میں رہا کرتا تھا کہ کہیں آپ کو تنہا لوں تو کچھ باتیں آپ سے حاصل کرلوں۔ ایک دن اسی تلاش میں گیا تو آپ باہر جا چکے تھے۔ میں بھی پیچھے ہولیا۔ آپ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوذر کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے۔ یہ کہتے ہیں: اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے آپ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی یہی پوچھا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں سات یا نو کنکریاں لیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں۔ یہاں تک کہ ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی آواز کی طرح میں نے صاف سن لی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لیا تو تسبیح پڑھنے لگیں۔ (رواہ طبرانی ومجمع الزوائد کذافی البدایہ والنہایہ)

(153)

دنیا کے بارے میں اہل اللہ کیا فرماتے ہیں؟

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوکریب نے خبر دی' انہیں محاربی نے' وہ عاصم احول سے روایت کرتے ہیں' وہ شعبی سے' وہ مسروق سے کہ انہوں نے ایک سائل کے جواب میں فرمایا سائل نے پوچھا: دنیا کے زاہد اور آخرت کے رغبت رکھنے والے کہاں ہیں؟ مسروق نے جواب میں فرمایا (جس میں یہ دو صفتیں ہیں) میرے نزدیک کوئی بھی اس سے افضل نہیں ہے۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے کریب نے خبر دی' وہ محاربی سے' وہ عاصم احول سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ دنیا کے زاہد اور آخرت کے رغبت والے کہاں ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کی قبریں دکھا کر فرمایا یہ ہیں جن کے بارے میں تو سوال کر رہا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء' 1/306' 307)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن عباس نے خبر دی' انہیں حسین بن محمد نے' انہیں ابوسلیمان نصیبی نے' وہ ابواسحٰق سے روایت کرتے ہیں' وہ ابوزرعہ سے' وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے' وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور وہی دنیا میں جمع کرتا ہے جس میں کوئی عقل نہیں۔

دنیا کے اے مسافر!

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی' انہیں عبدان بن عثمان نے' انہیں

Marfat.com

عبداللہ نے‘ انہیں عبدالرحمٰن مسعودی نے‘ وہ قاسم بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں‘ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش کہ میں دنیا میں اس طرح تنہا ہوتا جس طرح صبح وشام کو سفر پر رخصت ہونے والا مسافر ہوتا ہے۔

(کتاب الزہد لابن مبارک‘ 567)

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی‘ انہیں عبدان نے‘ انہیں عبداللہ نے‘ انہیں ابو ہلال محمد بن سلیم نے‘ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس مسلمان کو روزانہ یومیہ رزق ملتا رہے اور وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کے لئے اسی میں بھلائی ہے تو وہ شخص عاجز ہے یا فرمایا: کمزور رائے والا ہے۔ (ایضاً‘ 565)

☆......عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ نے خبر دی‘ انہیں عبدان نے‘ انہیں عبداللہ نے‘ انہیں ثور بن یزید نے‘ وہ خالد بن معدان سے روایت کرتے ہیں‘ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے ذکر تک پہنچانے والی ہو۔

(الترغیب والترہیب‘ 98/1‘ کنز العمال‘ 185/3)

Marfat.com

(154)

ابوبکر محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ

ابوبکر محمد بن سیرین حدیث میں حضرت ابو ہریرہ ابن عمر وانس بن مالک وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کثیرہ کے شاگردِ جلیل ہیں اور کبار محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت نے آپ سے حدیث کا درس لیا۔

آپ بہت جلیل الشان شیخ المحدثین وصاحب فتویٰ تھے اور خواب کی تعبیر میں تو امام الوقت تھے۔ مورقِ عجلی کہتے ہیں: میں نے تقویٰ میں اعلیٰ درجے کا فقیہ اور فتویٰ میں اعلیٰ درجے کا متقی محمد بن سیرین سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ خلف بن ہشام کا قول ہے کہ محمد بن سیرین کی صورت وسیرت سراپا کرامت تھی۔ آپ کا چہرہ دیکھتے ہی خدا یاد آ جاتا تھا۔ اشعث سے منقول ہے کہ جب محمد بن سیرین سے کسی حلال وحرام کے بارے میں فتویٰ پوچھا جاتا تھا تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا اور ان پر کچھ عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی کہ گویا آپ اس وقت کسی دوسرے عالم میں پہنچ گئے ہیں۔ بالکل خوف وخشیت الٰہی کا پیکر بن کر فتویٰ دیتے تھے۔

خلیفہ بغداد مہدی عباسی کا بیان ہے کہ ہم لوگ محمد بن سیرین کی خدمت میں حاضری دیتے تو وہ ہم لوگوں سے بہت زیادہ دینی گفتگو فرماتے اور ہم لوگ بھی ان سے بہت زیادہ سوال وجواب کرتے مگر بات کرتے کرتے اگر مجلس میں موت یا قیامت کا ذکر چھڑ جاتا تو بس آپ بالکل ہی بے قابو ہو جاتے۔ چہرے کا رنگ ایک دم زرد پڑ جاتا اور اچانک آپ میں ایسا تغیر وانقلاب پیدا ہو جاتا کہ ہمیں پہچاننا مشکل ہو جاتا کہ آپ وہی محمد بن سیرین ہیں جو ایک منٹ پہلے تھے یا کوئی دوسرے شخص ہیں۔

ابن سیرین قید خانے میں

ایک مرتبہ آپ قرضدار ہو گئے اور قرض خواہ نے آپ کو جیل خانے میں قید کرا دیا۔ داروغہ جیل آپ کی جلالت شان اور باکرامت چہرہ دیکھ کر حیران و مرعوب ہو گیا۔ اس نے نہایت ادب سے عرض کیا: آپ رات کو اپنے مکان پر چلے جائیں اور دن کو جیل خانے میں چلے آئیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں ہرگز نہیں میں کبھی امانت میں خیانت کا مددگار نہیں بن سکتا۔

آپ کے قرضدار ہونے اور جیل خانے میں جانے کا واقعہ بعض لوگوں نے یہ بتایا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے ہزاروں روپے کا روغن زیتون خریدا۔ جب خریدا ہوا روغن زیتون مکان پر آ گیا تو اس میں ایک مرا ہوا چوہا نکلا۔ آپ کے تقویٰ نے یہ گوارا نہ کیا کہ یہ نجس تیل فرخت کیا جائے چنانچہ آپ نے تمام تیل پھینک دیا جس کی وجہ سے تجارت میں ہزاروں روپیہ کا نقصان ہو گیا اور آپ قرضدار ہو گئے یہاں تک کہ جیل خانے میں قید کیے گئے۔

جیل خانے سے رہا ہونے کے بعد آپ نے فرمایا: میں نے ایک قرض دار مسلمان کو عار دلایا تھا تو قدرت کی طرف سے مجھے اس کی سزا یہ دی گئی کہ میں خود قرضدار ہو گیا اور جیل خانے گیا۔

تقریباً اسی برس کی عمر پا کر 110ھ میں وصال فرمایا۔

(طبقات شعرانی و تہذیب التہذیب وغیرہ)

(155)

نگاہِ کشف

حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ میمونہ سوداء جنت میں آپ کی بیوی ہوگی۔ صبح ہوئی تو انہوں نے میمونہ کا حال دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ بکریاں چراتی ہے۔ حضرت ربیع نے سوچا اس کے قریب رہ کر اس کے عمل کا جائزہ لینا چاہئے۔ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس نے دن میں فرض نمازوں سے زیادہ کچھ نہ پڑھا۔ شام ہوئی تو ایک بکری کا دودھ دوہا اور خود پیا پھر اسی کا دودھ دوہا اور مجھے پلایا۔ دوسرے دن بھی یہی معمول رہا۔ تیسرے دن میں نے کہا: مجھے اور کسی بکری کا دودھ کیوں نہیں پلاتی' بکریاں تو بہت ہیں؟ اس نے کہا: میں ان کی مالک نہیں۔ میں نے کہا: پھر اس بکری کا دودھ کیسے پلاتی ہو؟ کہا یہ مجھے اس لئے دی گئی ہے کہ اس کا دودھ خود پیوں اور جس کو چاہوں پلاؤں۔

حضرت ربیع: تمہارے پاس اس سے زیادہ عمل نہیں جو میرے مشاہدے میں آیا۔

میمونہ: نہیں، مگر میں نے جس حال پر بھی صبح وشام کی تقدیر الٰہی پر رضامند رہی اور جس حال میں اس نے رکھا اس کے علاوہ کسی حال کی میں نے تمنا نہیں کی۔

حضرت ربیع: خواب میں مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بہشت میں میری بیوی ہوگی۔

میمونہ: تو تم ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ ہو۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(156)

دیدۂ عبرت نگاہ کے لئے

ملک یمن سے تعلق رکھنے والا عبداللہ بانعمہ نامی شخص ان دنوں سعودی عرب کے معروف تجارتی شہر جدہ میں مقیم ہے۔ اس کا دھڑ مکمل طور پر فالج زدہ ہے۔ صرف اس کا سر اور جسم کا اوپر والا حصہ سلامت ہے۔ وہ بستر پر پڑا رہتا ہے۔ اس قدر معذوری کے باوجود آج وہ ایک کامیابی داعی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ وہ معمولی سی حرکت نہیں کر سکتا۔ سامنے رکھے ہوئے قرآن کریم کا صفحہ بھی الٹ کر نہیں پڑھ سکتا۔ اس کا بیان ہے کہ اسے باپ کی بددعا لگ گئی ہے۔ اس کے پاس اس کی ماں بیٹھی رہتی ہے اور اس کی خدمت میں لگی رہتی ہے۔ والدین کی نافرمانی کے حوالے سے اس کا قصہ عرب ممالک میں بڑا مشہور ہے۔ مختلف عربی چینلز اس کی تقریریں نشر کرتے رہتے ہیں۔

آیئے ہم عبداللہ بانعمہ کا معروف قصہ اور انٹرویو آپ کی نذر کرتے ہیں۔

استاد عبداللہ بانعمہ! آپ کے بارے میں وہ قصہ جس کا تعلق حقوقِ والدین سے ہے بڑا معروف ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے درسِ عبرت ہے جو والدین کی اہمیت وعظمت کو نہیں سمجھتے۔ کیا آپ اس بارے میں ہمیں کچھ بتلانے کی زحمت فرمائیں گے؟

ذ عبداللہ بانعمہ: حمد وثنا کے بعد میں کہنا چاہوں گا کہ میں ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں۔ آپ نے مجھ سے اپنا قصہ بیان کرنے کی فرمائش کی ہے۔ میں یہ قصہ بطور درسِ عبرت سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝

''اور آپ نصیحت فرمائیں کہ نصیحت مومنوں کو نفع پہنچاتی ہے۔''

(الذاریات' 51'55)

Marfat.com

باپ کا گستاخ

آپ نے والدین کی نافرمانی کے حوالے سے جو قصہ سننے کی خواہش کا اظہار کیا ہے وہ قدرے طویل ہے مگر میں اختصار کے ساتھ آپ کو سنائے دیتا ہوں۔ میں اپنا قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ سے کہنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انتہائی فضل وکرم اور احسان ہے کہ اس نے مجھے توبہ کرنے کی توفیق بخشی۔ میری زندگی بھی باقی رکھی تاکہ میں اس کے دین کی خدمت کرسکوں اور زندگی بھر اسلام کی سچی اور صحیح راہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے سکوں۔ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا اتنا عظیم احسان ہے کہ میں اسے کبھی نہیں بھلا سکتا۔ یہ سچ ہے کہ میرے جسم کا نچلا دھڑ فالج زدہ اور ناکارہ ہے مگر اس کے باوجود میں خوش قسمت ہوں کہ مجھے پروردگار کی طرف سے توبہ کرنے کی توفیق ملی۔ مجھے دین کی تھوڑی بہت خدمت کا موقع بھی ملا۔ اس نعمت پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا زیادہ شکر ادا کروں، کم ہے۔

اب میں آپ کو اپنی زندگی کا وہ لمحہ بیان کرنے کی جرأت کر رہا ہوں جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قصہ یہ ہے کہ میں نے برے ساتھیوں کی صحبت اختیار کر لی اور سگریٹ پینا شروع کر دیا۔ سٹائل کے ساتھ سگریٹ کے کش لینا میری عادت تھی۔

والد محترم کو کسی نے میری اس بری عادت کے بارے میں اطلاع دی۔ ماں باپ کے لئے بہرحال یہ ایک تکلیف دہ بات ہے کہ ان کی اولاد سگریٹ نوشی کرے یا اس طرح کی دیگر بری عادتوں میں مبتلا ہو چنانچہ میرے والد فوراً میرے پاس تشریف لائے اور غصے میں پوچھا میں نے سنا ہے کہ تم سگریٹ پینے لگے ہو، کیا یہ بات صحیح ہے؟۔

''نہیں نہیں، آپ کو یہ جھوٹی خبر کس نے سنا دی؟ میں نے تو کبھی سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگایا۔''

مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں تھی کہ میں اپنے والد کے سامنے جھوٹ بول رہا ہوں۔ میرے اندر خوف الٰہی کی کمی تھی۔ میں جان بوجھ کر جھوٹ بول گیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناتا ہے۔ (معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 247/8، حدیث 2611)

''کیا تم سچ بول رہے ہو کہ واقعی تم سگریٹ نہیں پیتے اور مجھے تمہارے بارے میں جو

Marfat.com

رپورٹ پہنچی ہے وہ غلط ہے؟'' والد نے پوچھا۔

''میں بار بار آپ سے کہہ رہا ہوں کہ میں سگریٹ نہیں پیتا' نہیں پیتا' نہیں پیتا پھر بھی آپ مجھ سے یہی سوال کیے جا رہے ہیں' آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟''

میں نے باآواز بلند انہیں ڈانٹ دیا اور کہا کہ میرے کمرے سے نکل جایئے۔

میرے والد نے میرے کمرے سے نکلتے ہوئے بڑے درد سے کہا:

والد کی بددعا تقدیر الٰہی بن گئی

''اگر تم سگریٹ پیتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری گردن توڑ دے۔''

یہ میرے والد کی میرے لئے ایک قسم کی بددعا تھی۔ میں نے ان کی بددعا کی کوئی پروا نہیں کی۔ میرے لئے یہ گفتگو ایسی ہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ میرے بھائی! آپ مجھے اس حالت میں دیکھ رہے ہیں کہ میں فالج زدہ انسان ہوں مگر کم سے کم زندہ تو ہوں اور راہ ہدایت پر آ چکا ہوں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ سلامت رکھا۔ یوں مجھے توبہ کرنے کا موقع مل گیا۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوتا کہ میں اپنے والد کی بددعا کے بعد مر جاتا تو میرا کیا حشر ہوتا؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ والدین کی خوشنودی و رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی ہے؟ کیا یہ درست نہیں ہے کہ والدین کی ناراضی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ ماں باپ کے قدموں تلے جنت ہے اور ان کی نافرمانی مول لینے والے پر جہنم واجب ہے؟

میں نے اپنے والد کو اپنی چرب زبانی اور جھوٹے جواب سے قائل کرنے کی کوشش تو کی بلکہ انہیں ڈانٹ بھی دیا مگر میرے والد کو سو فیصد یقین تھا کہ میں سگریٹ پیتا ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ناراض ہو کر اور مجھے بددعا دے کر میرے کمرے سے چلے گئے۔

شام ہوئی۔ میں گھر آیا' کھا پی کر سو گیا۔ صبح ہوئی' ہاتھ منہ دھو کر سکول روانہ ہو گیا۔ سکول سے واپسی پر میں نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ سوئمنگ پول (Swimming Pool) کا رخ کیا۔ ہمارا معمول تھا کہ ہم چند دوست ہمیشہ سیر و تفریح کی غرض سے سوئمنگ پول پہنچ جاتے تھے چنانچہ اس مرتبہ بھی ہم سوئمنگ پول جا پہنچے۔ میں سوئمنگ میں بہت تیز تھا۔ دس دس منٹ تک ڈبکی لگائے رکھتا تھا۔ جب ہم سب ساتھی سوئمنگ پول کے پاس

Marfat.com

پہنچے تو دیکھا کہ پانی کا نل بند ہے۔ ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ واپس چلتے ہیں مگر میں نے انہیں کہا کہ چلنے کی ضرورت نہیں، میں نل کھولتا ہوں۔ نل سوئمنگ پول کے نچلے حصہ میں تھا۔ سوئمنگ پول کی گہرائی کوئی تین ساڑھے تین میٹر تھی جبکہ میرا قد ایک میٹر اور بیاسی سینٹی میٹر تھا۔ میں نے ایک کرسی کی مدد سے اندر جانے کی کوشش کی۔ میں نے سوئمنگ پول کے اندر داخل ہو کر نل کھولنے کے لئے ابھی ڈبکی ہی لگائی تھی کہ میں یکا یک کرسی کے نیچے ہی دب کر رہ گیا۔ میرے ساتھی سمجھتے رہے کہ میں چونکہ دیر تک پانی کے اندر ڈبکی لگائے رکھنے کا عادی ہوں اس لئے میرے اوپر نہ آنے سے انہیں کوئی تشویش نہیں ہوئی۔ میں نے لاکھ کوشش کی کہ میں پانی کے اوپر آ جاؤں مگر اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کچھ اور ہی مقدر کر رکھا تھا۔ میں نے پانی کے اندر جسم کو حرکت دینے کی لاکھ کوشش کی مگر جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا پھر جب میں پانی کے اوپر آیا تو میرے جسم کا نچلا حصہ فالج زدہ ہو چکا تھا۔

نیکی کے وسیلے سے کی گئی دعا کام کر گئی

سوئمنگ پول کے اندر جب پانی میں ڈوبا ہوا تھا تو مجھے یقین ہو چکا تھا کہ اب میں زندگی کے آخری مرحلے میں ہوں اور میرا جنازہ آج ہی اٹھایا جائے گا۔ مجھے اس وقت یاد آیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق مصیبت کی گھڑی میں اپنے نیک اعمال کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی جائیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ میں نے بھی جلدی جلدی اپنے ایک نیک عمل کے حوالے سے دعائیں مانگنی شروع کیں۔ وہ نیک عمل یہ تھا کہ میں ایک زمانے میں اپنی آمدنی سے کچھ حصہ ایک ضرورت مند بڑھیا کو دے دیا کرتا تھا۔ وہ بڑھیا میرے حق میں دعائے خیر کیا کرتی تھی۔ میں جب بھی اس کو صدقہ دیتا اس کے دونوں ہاتھ میرے لئے آسمان کی طرف بلند ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دوران پانی کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی طرف بھی میری رہنمائی فرمائی:

مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

''دنیا میں جس کا آخری جملہ لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(سنن ابی داؤد، الجنائز، حدیث 3116، البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

چنانچہ میں نے کلمہ شہادت کا ورد شروع کر دیا۔ اس دوران میرے پیٹ میں بہت

Marfat.com

سارا پانی چلا گیا۔ اب مجھ پر بے ہوشی طاری ہو چکی تھی۔ میرے بھائی کا بیان ہے کہ تقریباً پندرہ منٹ بعد مجھے سوئمنگ پول سے باہر نکالا گیا۔ اگر اس طویل وقفہ کو دیکھیں تو میں ایک مردہ انسان تھا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

بھلائی، بُری موت سے رکاوٹ بن گئی

صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِیْ مَصَارِعَ السُّوْءِ ۔

''بھلائی کے کام بری موت میں رکاوٹ بنتے ہیں۔'' (الجامع الصغیر حدیث 3795)

میرے بھائی کا بیان ہے کہ سوئمنگ پول سے نکلنے کے بعد مجھے اوپر نیچے کیا گیا۔ میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دبایا گیا تو میرے منہ سے کئی لیٹر پانی نکلا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں زیر علاج تھا۔ چار سال تک میں ہسپتال میں رہا۔ ہسپتال میں میرا جو پہلا علاج ہوا وہ میرے حلق میں سوراخ کے سلسلے میں تھا۔ مجھے سانس لینے میں بڑی تکلیف ہو رہی تھی۔ تقریباً نو ماہ تک میں نے کوئی کلام نہیں کیا کیونکہ سانس کی ہوا حلق کے راستے نکل جاتی تھی۔ آکسیجن کا بڑا مسئلہ تھا۔ کم وبیش سولہ چھوٹے بڑے آپریشن میرے جسم کے ہوئے۔ میری پشت کا سارا حصہ ناکارہ ہو چکا تھا۔ دس بارہ برس تک میری کمر کا علاج چلتا رہا۔ آج مجھے بستر مرض پر پڑے ہوئے کوئی چودہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ میں بہت صبر وتحمل کے ساتھ یہ وقت گزار رہا ہوں۔

آج مجھے آپ ایک فالج زدہ انسان کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔ اس کا سبب میں خود ہوں۔ میں نے جوانی میں اپنے باپ کی نصیحت کی کوئی پروا نہیں کی۔ غفلت کی زندگی گزاری۔ جھوٹی قسم کا سہارا لیا اور برے ساتھیوں کی صحبت میں رہا چنانچہ اس کا انجام بد اس صورت میں سامنے آیا کہ میں جوانی کے خوشگوار ایام سے محروم رہا۔ آج میں آپ کے سامنے ایک اپاہج کی حیثیت سے بستر پر پڑا ہوں۔

میں اپنی ماں کے حوالے سے بھی چند باتیں آپ کے گوش گزار کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ مجھے اس بات کا شدید احساس ہے کہ ہماری نئی نسل اپنے ماں باپ کی خدمت میں پیچھے کیوں ہے؟ ہم نے آخر اپنے والدین کو کیا دیا ہے؟ جبکہ انہوں نے ہمیں جنم دیا۔ ہماری

پرورش وپرداخت کی، ہمیں عدم سے وجود میں لانے کا وہی سبب بنے۔

میرے پاس ایک دفعہ بیس یتیموں پر مشتمل ایک ٹیم آئی۔ وہ لوگ میرے اردگرد بیٹھ گئے۔ میں نے ان کو اپنا واقعہ تفصیل سے سنایا۔ انہوں نے مجھ سے جو کچھ پوچھا میں نے اس کا جواب دیا۔ جب وہ میرے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو ان میں سے ایک نوجوان میرے پاس ہی کھڑا رہ گیا۔ وہ ٹیم کے ساتھ باہر نہیں نکلا۔ وہ زاروقطار رو رہا تھا۔ اس کے آنسو دیکھ کر میرے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کے بھی آنسو نکل پڑے۔ میں نے اس سے دریافت کیا: عزیزم! آخر تمہیں یکا یک کیا ہو گیا کہ تم زاروقطار رونے لگے؟

کاش! تمہاری جگہ میں ہوتا

نوجوان نے عرض کیا:

''عبداللہ! میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ کاش! آپ کی جگہ میں ہوتا۔''

میں نے نوجوان سے کہا:

''میرے بھائی! اللہ کا خوف کرو، تم کیوں چاہتے ہو کہ میری جگہ تم آ جاؤ؟''

اس نے انتہائی معصومیت سے کہا: تمہارے پاس ماں باپ ہیں اور ہم ماں باپ کے سائے کے بغیر جی رہے ہیں۔ اس کے باوجود کہ آپ ناگفتہ بہ حالت میں ہیں پھر بھی آپ بے حد خوش قسمت ہیں کہ آپ کے والدین ابھی زندہ ہیں اور آپ کے پاس موجود ہیں جبکہ ہمارے پاس یہ عظیم نعمت موجود نہیں۔ بھلا ماں باپ جیسی انمول دولت دنیا میں کہاں ملتی ہے۔

قارئین کرام! یہ تھا یمن کے اس نوجوان کا قصہ جو آج بھی زندہ ہے اور جدہ میں مقیم ہے۔ اس کے والدین بھی الحمدللہ اب تک بقید حیات ہیں۔ عبداللہ بانعمہ نامی یہ نوجوان آج ایک کامیاب داعی بن چکا ہے۔ دنیا کے مختلف معروف چینلز پر اس کے پروگرام نشر ہو چکے ہیں۔ جب آپ اس سے ملیں گے تو وہ سلام دعا کے بعد انتہائی محبت سے آپ سے محو گفتگو ہو گا۔ آپ جب اس سے اس کی حالت کے بارے میں پوچھیں گے تو وہ آپ کو اپنا یہ قصہ ضرور سنائے گا۔

(اس مضمون کی تفصیل کے لئے دیکھیں www.saaid.net نیز دیکھیں www.bdr130.net)

Marfat.com

(157)

میں اس شادی پر راضی ہوں

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضرت جُلیبیب رضی اللہ عنہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے بات کی کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ جلیبیب کو دے۔ انصاری نے کہا: میں اس لڑکی کی ماں سے پوچھ لوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ اچھی بات ہے۔" پھر وہ انصاری صحابی اپنی بیوی کے پاس گئے اور اسے یہ بات بتائی تو اس نے کہا: "اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف جلیبیب ہی ملا تھا؟ ہم نے تو فلاں اور فلاں کو بھی اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیا' لڑکی پردے میں سن رہی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لئے انصاری صحابی روانہ ہوئے تو لڑکی نے کہا: اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَرُدُّوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

"کیا تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رد کرتے ہو؟"

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں تو نکاح کردو' گویا کہ لڑکی نے اپنے والدین کے لئے مصیبت اور پریشانی کو دور کردیا۔ ماں باپ دونوں نے کہا: بچی نے سچ کہا ہے۔ پھر لڑکی کے والد نے جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ اگر آپ راضی ہیں تو ہم راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک میں (اس نکاح پر) راضی ہوں۔" تو اس (انصاری) نے اپنی لڑکی کا جلیبیب سے نکاح کردیا۔

بعض روایات میں ہے کہ اس صحابی کا رنگ کالا تھا جس کی وجہ سے والدین نے انکار

Marfat.com

کیا اور اس واقعہ کے متعلق دو بڑے خوبصورت شعر ہیں۔لڑکی نے اپنے باپ سے کہا:

میں نے مانا رنگ کالا حسن میں بھی ماند ہے
بھیجنے والا تو ابا چودھویں کا چاند ہے

تیری لڑکی اس کے کالے رنگ پر مسرور ہے
کالی کملی والے کی مرضی مجھے منظور ہے

"میں اس سے ہوں یہ مجھ سے ہے"

پھر ایک دفعہ (دشمن کے حملے کی وجہ سے) مدینے (والوں) میں خوف پھیل گیا تو جلیبیب سوار ہو کر باہر نکلے۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ جلیبیب شہید ہو چکے تھے اور ان کے اردگرد بہت سے مشرکین مرے ہوئے پڑے تھے جنہیں جلیبیب نے قتل کیا تھا۔

انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس عورت (جلیبیب کی بیوی) کو دیکھا' وہ مدینے کی سب سے زیادہ خرچ کرنے والی عورتوں میں سے (یعنی بہت امیر اور سخی) تھی۔

(مسند احمد' 136/3' 12393' صحیح ابن حبان' 4059' البغوی فی شرح السنۃ' 197/14' مجمع الزوائد' 450/9' 15977' الاستیعاب' 100/1)

یہ وہ خوش قسمت صحابی ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس نے سات کو قتل کیا پھر انہوں (کافروں) نے اسے قتل کیا' یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں' پھر آپ نے اس کے جسم کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا۔"

(صحیح مسلم' فضائل الصحابۃ' باب من فضائل جلیبیب رضی اللہ عنہ' 2472)

Marfat.com

(158)

سفید محل

حضرت سیدنا نعمان بن بشیر فرماتے ہیں ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دس افراد پر مشتمل ایک قافلہ یمن کی جانب روانہ فرمایا۔ میں بھی اس قافلے میں شریک تھا۔ قافلہ جانب منزل رواں دواں تھا۔ دوران سفر ہمارا قافلہ ایک ایسی بستی کے قریب سے گزرا جسے دیکھ کر ہمیں بہت زیادہ حیرت ہوئی۔ اس بستی میں بہترین قسم کی عمارتیں تھیں۔ ہمارے رفقاء نے کہا: ''کیا ہی اچھا ہو اگر ہم اس بستی میں داخل ہو جائیں اور یہاں کے حالات معلوم کریں۔''

چنانچہ ہمارا قافلہ اس خوبصورت بستی میں داخل ہوا۔ اس کی خوبصورتی دیکھ کر ہماری حیرانگی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی تمام عمارتوں کو سونے چاندی سے ڈھانپ دیا گیا ہو۔ اس کی عمارتیں ایسی تھیں جیسی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھیں۔ اس بستی میں ایک سفید محل تھا جس کی سفیدی خاص برف جیسی تھی اور اس کا صحن بھی اسی طرح سفید تھا۔ وہاں پر ایک بہترین لباس میں ملبوس چند کنواری خوبصورت نوجوان لڑکیاں موجود تھیں۔ ان کے درمیان میں ایک نہایت ہی حسین وجمیل دوشیزہ تھی جس کا حسن ان سب لڑکیوں پر غالب تھا۔ دوسری لڑکیاں اس کے گرد گھوم رہی تھیں اور وہ دف بجاتے ہوئے یہ شعر گنگنا رہی تھی:

دوشیزہ کے اشعار

مَعْشَرَ الْحُسَّادِ مُوْتُوْا كَمَدًا
كَذَا تَكُوْنُ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

Marfat.com

غُیِّبَ عَنَّا مَنْ نَعَانَا حَسَدًا
وَکَانَ وَحْدَهُ الْتَقٰی اِلَّا نُکَدًا

• ''اے حسد کرنے والو! تم شدت غم سے مرجاؤ' ہم تو اسی طرح عیش وعشرت سے زندگی گزاریں گی' جو ہم سے حسد کرتے ہوئے ہمیں موت کی خبر دیتا ہے وہ خود ہی غمگین اور محروم ہو کر پھینک دیا جاتا ہے (یعنی مرجاتا ہے)''۔

وہ دوشیزہ انہی اشعار کی تکرار کر رہی تھی۔ وہاں اس بستی میں ایک بہترین حوض بنا ہوا تھا جس میں صاف وشفاف پانی تھا۔ قریب ہی ایک چھوٹی سی بہترین چراگاہ تھی جس میں بہترین قسم کے جانور چر رہے تھے۔ عمدہ نسل کے گھوڑے' اونٹ' گائے اور گھوڑوں کے چھوٹے چھوٹے بچے وہاں موجود تھے۔ قریب ہی ایک گول محل بنا ہوا تھا۔ ہم اس جگہ کا حسن وجمال اور زیب وزینت دیکھ کر محو حیرت تھے۔ ہمارے بعض رفقاء نے کہا: ''ہم کچھ دیر یہاں قیام کر لیتے ہیں تاکہ یہاں کے مناظر سے لطف اندوز ہو سکیں اور ہمیں اس خوبصورت بستی میں کچھ دیر آرام میسر آ جائے۔'' چنانچہ ہم نے وہیں اپنے کجاوے اتارے (اور سامان وترتیب دینے لگے) اتنے میں محل کی جانب سے کچھ لوگ آئے۔ ان کے پاس چٹائیاں تھیں۔ انہوں نے آتے ہی وہ چٹائیاں بچھا دیں پھر ان پر انواع واقسام کے کھانے چن دیئے پھر ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ ہم نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد کچھ دیر آرام کیا اور وہاں کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ پھر ہم نے وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے کجاوے کسنے لگے۔

بادشاہ کا سلام پیام

ہمیں جاتا دیکھ کر محل کی جانب سے چند لوگ آئے اور کہا: ''ہمارا سردار تمہیں سلام کہتا ہے اور اس نے پیغام بھجوایا ہے کہ میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ سے ملاقات نہ کر سکا اور کما حقہ آپ کی خدمت نہ کر سکا۔ ان دنوں ہمارے ہاں ایک جشن کی تیاری ہو رہی ہے۔ جس کی مصروفیت اتنی زیادہ ہے کہ میں آپ لوگوں سے ملاقات نہیں کر سکتا۔ برائے کرم! میری اس تقصیر کو معاف فرمانا۔ آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں' آپ جب تک چاہیں ہمارے ہاں قیام

Marfat.com

فرمائیں۔''

بادشاہ کا یہ پیغام سن کر ہم نے ان لوگوں سے کہا: ''اب ہم یہاں مزید نہیں ٹھہر سکتے' ہماری منزل ابھی بہت دور ہے' ہم اب جانا چاہتے ہیں' اللہ تعالیٰ تمہیں اس مہمان نوازی کی اچھی جزاء اور برکتیں عطا فرمائے۔''

جب ہم جانے لگے تو ان خادموں نے ہمیں بہت سا کھانا اور کافی ساز و سامان دیا اور اتنا زادِ راہ دیا کہ وہ ہمارے تمام سفر کے لئے کافی تھا۔ پھر ہم وہاں سے رخصت ہو کر اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ جب ہماری واپسی ہوئی تو ہم اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے سے مدینہ منورہ پہنچے۔ کافی عرصہ گزر گیا اور جب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کے ایک وفد کے ساتھ میں دوبارہ سوئے یمن روانہ ہوا۔ میں نے اپنے رفقاء کو اس بستی کے متعلق بتایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہم نے ایک عظیم الشان بستی دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان کو وہ سارا واقعہ بتایا۔ یہ سن کر ان کا تجسس بڑھا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا: ''کیا ہی بہتر ہو اگر ہم بھی اس بستی کو دیکھ لیں۔''

محل دباغ کی جگہ ویرانی و کھنڈرات

چنانچہ ہم اسی بستی کی طرف چل دیئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو میں اس جگہ کو دیکھ کر بہت حیران ہوا کیونکہ اب وہاں کا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔ اب وہاں عظیم الشان محل تھا نہ ہی اس کا بہترین سفید فرش بلکہ وہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی اور ریت کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ چراگاہ میں جانوروں کا نام و نشان تک نہ تھا۔ بڑی بڑی خودرو گھاس نے ساری چراگاہ کو وحشت ناک بنا دیا تھا۔ تالاب میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔

الغرض چند سال قبل جہاں ہر قسم کی زیب و زینت تھی اب وہاں ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ اب وہاں نہ تو خدام تھے نہ ہی لونڈیاں۔ ہم سب اس منظر کو دیکھ کر محوِ حیرت تھے کہ ان تباہ و برباد عمارتوں میں ہمیں ایک شخص نظر آیا۔ میں نے اپنے ایک رفیق کو یہ کہتے ہوئے بھیجا کہ ''ہم اس شخص سے دور ہی رہتے ہیں' تم جاؤ اور وہاں کے حالات معلوم کر کے آؤ اور

Marfat.com

دیکھو یہ شخص کون ہے؟'' میرا دوست وہاں گیا اور کچھ ہی دیر بعد وہ خوف زدہ سا ہماری جانب پلٹا۔ میں نے پوچھا ''تم نے وہاں کیا دیکھا ہے کہ اتنے پریشان ہو رہے ہو؟'' وہ کہنے لگا ''جب میں اس شخص کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ ایک بوڑھی اور اندھی عورت ہے۔ جب اس نے میری آہٹ محسوس کی تو کہنے لگی تجھے اس کی قسم جس نے تجھے صحیح وسالم بھیجا ہے' میری آنکھوں کا نور ضائع ہو چکا تم جو بھی ہو میرے پاس آؤ (یہ سن کر میں وہاں سے واپس آ گیا ہوں)''

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں بوسیدہ اور ٹوٹی پھوٹی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اس ویران عمارت میں پہنچا جہاں وہ بڑھیا موجود تھی۔ اس بڑھیا نے کہا: ''تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا: ''تو کون ہے اور یہاں اس ویرانے میں تیرے ساتھ کون کون رہتا ہے؟'' یہ سن کر بڑھیا بولی ''میرا نام عمیرہ ہے اور میں اس بستی کے سردار ذویل کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ ایسا سخی اور فیاض تھا کہ راہ گیروں کو بلا بلا کر مہمان نوازی کرتا اور لوگ ہماری اس بستی میں قیام کیا کرتے تھے اور یہاں چند سال پہلے مہمانوں کی خوب ضیافتیں ہوا کرتی تھیں۔ پھر اس بڑھیا نے یہ شعر پڑھا:

شاہوں کے دربار بدلے گئے ہیں

وَمِنْ مَعْشَرِ ضَارُوْا رَمِيْمًا

اَبُوْهُمْ كَرِيْمٌ اَبُو الْجِحَافِ بِالْخَيْرِ ذُوَيْلُ

''اور وہ لشکر بوسیدہ وخراب و بے یار و مددگار ہو گئے جن کا باپ ذویل ایسا کریم تھا جو خیر کی طرف بہت رغبت کرتا تھا۔''

میں نے اس بڑھیا سے کہا: ''تمہارے باپ اور تمہاری باقی قوم کا کیا ہوا؟'' کہنے لگی ''انہیں موت نے آ لیا' وہ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے' زمانے نے انہیں فنا کر دیا' ان کے بعد میں اس پرندے کے بچے کی طرح ہو گئی ہوں جو کمزور گھونسلے میں اکیلا بیٹھا ہو۔'' میں نے اس سے کہا: ''کیا تمہیں یاد ہے کہ چند سال پہلے ایک مرتبہ ہم یہاں سے گزرے تھے' اس وقت یہ جگہ آباد تھی اور یہاں جشن کی تیاریاں ہو رہی تھیں' اس محل کے صحن میں چند

Marfat.com

لڑکیاں ایک حسین وجمیل دوشیزہ کے گرد جمع تھیں اور وہ دوشیزہ دف بجاتے ہوئے یہ شعر گنگنا رہی تھی:

مَعْشَرَ الْحُسَّادِ مُوْتُوْا كَمَدًا

''اے حاسدو! تم شدت غم سے مرجاؤ۔''

یہ سن کر بوڑھی عورت نے روتے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے' ان لڑکیوں میں میری بہن بھی تھی اور دف بجا کر شعر گنگنانے والی دوشیزہ میں تھی۔''

یہ سن کر میں نے کہا: ''اگر تم پسند کرو تو ہم تجھے اپنے ساتھ اپنے وطن لے جائیں اور تم ہمارے اہل خانہ کے ساتھ رہو؟'' میری یہ بات سن کر اس نے کہا: ''یہ بات مجھ پر بہت گراں ہے کہ میں اپنی اس جگہ کو چھوڑ دوں' میں اسی جگہ رہنا پسند کروں گی یہاں تک کہ مجھے بھی اپنے باپ اور قوم کی طرح موت آ جائے اور میں بھی اس دنیائے ناپائیدار سے رخصت ہو جاؤں۔''

پھر میں نے پوچھا ''تمہارے کھانے پینے کا بندوست کس طرح ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: ''یہاں سے قافلے گزرتے ہیں اور میرے لئے کھانا وغیرہ پھینک جاتے ہیں' میں اسے کھا کر گزارا کر لیتی ہوں اور یہاں ایک گھڑا موجود ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ اسے کون بھرتا ہے۔ بس اس میں سے پانی پی لیتی ہوں۔ اس طرح میری زندگی کے دن گزر جاتے ہیں۔''

مجھے مفلسی سے بچایا الٰہی

پھر اس نے مجھ سے پوچھا ''اے مسافر! کیا تمہارے قافلے میں کوئی عورت ہے؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' پھر پوچھا ''کیا تمہارے پاس کوئی سفید چادر ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں' چادر تو ہے۔'' پھر میں نے اسے دو چادریں لا کر دیں جو بالکل نئی تھیں۔ چادریں لے کو وہ ایک طرف چلی گئی۔ کچھ دیر بعد انہیں پہن کر واپس آئی اور کہنے لگی ''میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ میں دلہن بنی ہوئی ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر کی جانب جا رہی ہوں۔ یہ خواب دیکھ کر مجھے گمان ہو رہا ہے کہ میں آج مر جاؤں گی۔ کاش! کوئی عورت ہوتی جو میرے غسل وغیرہ کا انتظام کر دیتی۔'' ابھی وہ بوڑھی عورت مجھ سے یہ باتیں کر رہی تھی

Marfat.com

کہ یکدم زمین پر گری اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم نے اسے تیمم کرایا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اسے وہیں دفن کر دیا۔

جب میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو وہ رونے لگے اور فرمایا: ''اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو ضرور ایک کریم وفیاض باپ کی اس بے کس و بے بس بیٹی کو اپنے ساتھ لے کر آتا لیکن مقدر کی بات ہے اس کے نصیب میں یہی لکھا تھا۔'' (عیون الحکایات)

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرمائے اور ہمیں غیروں کی محتاجی سے بچا کر اپنا محتاج رکھے۔ چار روزہ اس نیرنگی دنیا کے دھوکے سے محفوظ رکھے اور موت سے پہلے موت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں اپنے انجام کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہوئے آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیوی نعمتوں پر غرور و تکبر کرنے سے ہمیں محفوظ رکھے۔ صرف اور صرف اپنی رضا کی خاطر تمام نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ص[illegible]ت کی دولت عطا فرمائے اور ہمیں مفلسی سے بچائے۔ آمین۔

نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا
مجھے مفلسی سے بچا یاالٰہی!

Marfat.com

(159)

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ

یہ خاندانِ قریش کے بہت ہی نامور اشراف میں سے ہیں۔ ان کی والدہ حضرت بی بی لبابہ صغریٰ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ یہ بہادری اور فن سپہ گری و تدابیر جنگ کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کی اور ان کے باپ ولید کی اسلام دشمنی مشہور تھی۔ جنگ بدر اور جنگ احد کی لڑائیوں میں یہ کفار کے ساتھ رہے اور ان سے مسلمانوں کو بہت زیادہ جانی نقصان پہنچا مگر ناگہاں ان کے دل میں اسلام کی صداقت کا ایسا آفتاب طلوع ہو گیا کہ 7ھ میں یہ خود بخود مکہ سے مدینہ جا کر دربار رسالت میں حاضر ہو گئے اور دامن اسلام میں آ گئے اور یہ عہد کر لیا کہ اب زندگی بھر میری تلوار کفار سے لڑنے کے لئے بے نیام رہے گی۔ چنانچہ اس کے بعد ہر جنگ میں انتہائی مجاہدانہ جاہ و جلال کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں شمشیر بکف رہے۔ یہاں تک کہ 8ھ میں جنگ موتہ میں جب حضرت زید بن حارثہ و حضرت جعفر بن ابی طالب و حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم تینوں سپہ سالاروں نے یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کر لیا تو اسلامی فوج نے ان کو اپنا سپہ سالار منتخب کیا اور انہوں نے ایسی جاں بازی کے ساتھ جنگ کی کہ مسلمانوں کو فتح مبین ہو گئی اور اسی موقع پر جب کہ یہ جنگ میں مصروف تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کی ایک جماعت کے سامنے ان کو "سیف اللہ" (اللہ کی تلوار) کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا تو انہوں نے ان معرکوں میں بھی خصوصاً جنگ یمامہ میں

Marfat.com

مسلمانوں کی سپہ سالاری کی ذمہ داری قبول کی اور ہر محاذ پر فتح مبین حاصل کی۔ پھر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران رومیوں کی جنگوں میں بھی انہوں نے اسلامی فوجوں کی کمان سنبھالی اور بہت زیادہ فتوحات حاصل ہوئیں۔ 21ھ میں چند دن بیمار رہ کر وفات پائی۔

(اکمال ص 593 و کنز العمال ج 15 و تاریخ الخلفاء)

زہر نے اثر نہیں کیا:

روایت ہے: جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقام ''حیرہ'' میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا تو لوگوں نے عرض کیا: اے امیر لشکر! آپ عجمیوں کے زہر سے بچتے رہیں۔ ہم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ آپ کو زہر نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا: لاؤ میں دیکھ لوں کہ عجمیوں کا زہر کیسا ہوتا ہے؟ لوگوں نے آپ کو دیا تو آپ ''بسم اللہ'' پڑھ کر کھا گئے اور آپ کو بال برابر بھی ضرر نہیں پہنچا اور ''کلبی'' کی روایت میں ہے کہ ایک عیسائی پادری جس کا نام عبدالمسیح تھا ایک ایسا زہر لے کر آیا کہ اس کے کھا لینے سے ایک گھنٹہ کے بعد موت یقینی ہو جاتی ہے۔ آپ نے اس سے وہ زہر مانگ کر اس کے سامنے ہی بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَظِیْمُ پڑھا اور یہ زہر کھا گئے۔ یہ منظر دیکھ کر عبدالمسیح نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! یہ اتنا خطرناک زہر کھا کر بھی زندہ ہیں، یہ بہت ہی حیرت کی بات ہے۔ اب بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کر لو ورنہ ان کی فتح یقینی ہے۔ چنانچہ ان عیسائیوں نے ایک گراں قدر جزیہ دے کر صلح کر لی۔ یہ واقعہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ (حجۃ اللہ ج 2، ص 867، بحوالہ بیہقی وغیرہ)

یاد رہے! کرامت کی پچیس قسموں میں مہلکات کا اثر نہ ہونا یہ بھی کرامت کی ایک بہت ہی شاندار قسم ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا روایت اس کی بہترین مثال ہے۔

شراب کا شہد اور سرکہ بن جانا:

حضرت خثیمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

پاس شراب سے بھری ہوئی مشک لے کر آیا تو آپ نے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! اس کو شہد بنا دے۔ تھوڑی دیر بعد جب لوگوں نے دیکھا تو وہ مشک شہد سے بھری ہوئی تھی۔

(حجۃ اللہ' ج 2' ص 867 و طبری' ج 4' ص 4)

☆......ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے شکایت کی کہ اے امیر لشکر آپ کی فوج میں کچھ لوگ شراب پیتے ہیں۔ آپ نے فوراً ہی تلاشی لینے کا حکم دیا۔ تلاشی لینے والوں نے ایک سپاہی کے پاس سے شراب کی ایک مشک برآمد کی لیکن جب یہ مشک آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا مانگی کہ "یا اللہ! اس کو سرکہ بنا دے۔" چنانچہ جب لوگوں نے مشک کا منہ کھول کر دیکھا تو واقعی اس میں سے سرکہ نکلا۔ یہ دیکھ کر مشک والا سپاہی کہنے لگا خدا کی قسم! یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ میں نے اس مشک میں شراب بھر رکھی تھی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین' ج 2' ص 867)

کرامت کی پچیس قسموں میں سے یہ بھی ایک قسم ہے: "قلب ماہیت" یعنی کسی چیز کی حقیقت کو بدل دینا' مذکورہ بالا دونوں روایات' کرامت کی اسی قسم کی مثالیں ہیں کہ اولیاء اللہ جب بھی چاہتے ہیں اپنی روحانی طاقت یا اپنی مستجاب دعاؤں کی بدولت ایک چیز کی حقیقت کو بدل کر اس کو دوسری چیز بنا دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی کرامتوں کے تذکروں میں اس کی ہزاروں مثالیں ملیں گی۔

Marfat.com

(160)

حضور اکرم ﷺ کی خصوصیات

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ (بیہقی)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں شدید بیمار پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری چھاتیوں کے درمیان رکھا اور اتنی دیر رکھا کہ میں نے اپنے قلب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی خنکی محسوس کی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو قلب کی شکایت ہے جاؤ حارث بن کلدہ کے پاس جا کر اپنا علاج کراؤ۔ وہ شخص طبیب ہے۔ مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور لے کر اس کو معہ گٹھلیوں کے کوٹ لے پھر اس کو بطریق ''لدود'' استعمال کرائے یعنی منہ میں ڈالے۔ (ابوداؤد) ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وقت یہ مکہ مکرمہ میں تھے اور بہت بیمار تھے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری پیشانی اور سینہ پر پھیرا تو آج تک مجھ کو یوں معلوم ہوتا ہے گویا آپ کے دست مبارک کی خنکی کا اثر میرے قلب وجگر میں ہے۔ (امام احمد)

حضرت یزید بن الاسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا تو میں نے شوق کے ہاتھوں سے اس کو لیا تو وہ برف سے زیادہ خنک اور مشک کی خوشبو سے زیادہ مہک رہا تھا۔ (بیہقی)

حضرت مسعود بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک جو پکڑا تو وہ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔ (طبرانی)

Marfat.com

(161)

اے دنیا کے متلاشی

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ نے خبر دی' انہیں عبدان نے' انہیں عبداللہ نے' انہیں کسی بصرہ والے نے کہ مطرف بن شخیر کی اہلیہ یا ان کے کسی اور عزیز کا انتقال ہو گیا تو ان کے چند بھائی کہنے لگے چلو اپنے بھائی مطرف کے پاس چلیں تا کہ کہیں شیطان انہیں تنہا پا کر ورغلا نہ دے (یعنی خلاف شرح نوحہ یا بین نہ کروا دے) چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس پہنچے تو وہ ان کے پاس عمدہ حالت میں تر و تازہ ہو کر نکلے۔ وہ کہنے لگے ہمیں تو تمہارے متعلق اندیشہ تھا مگر امید ہے کہ اللہ نے تمہاری حفاظت فرمائی ہے اور انہوں نے اپنے اندیشے کا اظہار کیا۔ مطرف ان کی بات سن کر فرمانے لگے (یہ تو ایک جان تھی جو چلی گئی) اگر مجھے پوری دنیا مل جاتی پھر قیامت کے روز پانی کے ایک گھونٹ کے بدلے مجھ سے پوری دنیا لے لی جاتی تو میں دے دیتا۔

(حلیۃ الاولیاء' 200/2' کتاب الزہد لابن مبارک' 53)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ احمد بن موسیٰ ثقفی نے مجھے یہ اشعار سنائے:

دنیا فتنے میں پڑنے والے کے حوالے کر دے اگر چہ یہ اپنی خوبیاں ظاہر کرے' اس سے بقدر ضرورت لے اگر چہ یہ اپنے خزانے پھیلا دے' یہ تو بوسیدگی کا گھر ہے جو یہاں مطمئن ہے اسے موت آن لیتی ہے۔ گردش ایام نے اس کے ظاہر و باطن کو تجھ پر واضح کر دیا ہے۔ مشاہدے کے بجائے اس کی صفات بیان کرنے والوں کی بات تیرے لئے کافی ہے۔ اس کا نیا بھی عنقریب بوسیدہ ہو جائے گا اور اس کے مکینوں کو فنا کر دے گی۔

ہائے حیرت ہائے افسوس

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابونصر مدینی نے یہ اشعار سنائے:

Marfat.com

اس دنیا کی ہم سے پہلے بھی ایک جماعت مالک بنی تھی' جو اسے ہمارے لئے چھوڑ کر چلے گئے۔ جس طرح وہ مالک بنے تھے اسی طرح ہم مالک بنے ہیں اور ہمارے بعد اور لوگ اسی طرح مالک بنیں گے۔ اس گھر پر تعجب ہے' ہم اس سے کس قدر دھوکے میں مبتلا ہیں ہائے حیرت' ہائے افسوس۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسلیمان قرشی نے خبر دی' انہیں داؤد بن ہلال نے خبر دی' وہ بنو ہزان کے ہاں مہمان ٹھہرے تھے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے میمون مرئی سے سنا' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ یہ مثال بیان فرما رہے تھے۔

یہ دنیا اپنے عاشق کو عذاب میں مبتلا رکھتی ہے اس کے دل کو حزین و بیمار رکھتی ہے اگر تو اس سے بغض رکھے گا تو نجات پا جائے گا اور اگر محبت کرے گا تو مصائب میں پھنسے گا۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خلف بن ہشام بزار نے خبر دی' وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ سفیان ثوری یوں مثال بیان فرماتے تھے۔

میں بدبخت لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس دنیا میں ملول نہیں ہوتے حالانکہ وہ اس میں ننگے بھوکے ہیں میں اس دنیا کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ اپنے دعوائے محبت کے باوجود گرمی کے بادل کی طرح جلدی سے ختم ہو جاتی ہے۔ ان مسافروں کی طرح جنہوں نے اپنی ضروریات پوری کیں اور چل دیئے۔

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن اسحٰق ثقفی نے خبر دی' وہ فرماتے ہیں کہ کسی دانا کا قول ہے کہ وہ شخص دنیا میں کیسے خوش ہوتا ہے جس کا ایک دن اس کے ایک مہینے اور مہینہ سال اور سال اس کی پوری زندگی کو برباد کر دیتا ہے اور وہ شخص دنیا میں کس طرح خوش ہو سکتا ہے جس کی حیات اسے موت کی طرف لے جا رہی ہو اور اس کی عمر بھی اسے موت کی طرف دھکیل رہی ہو؟ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Marfat.com

(162)

حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام ونسب محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب اور کنیت ابو جعفر ہے لیکن آپ محمد باقر کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کو نہایت وسیع العلم و کثیر الحدیث ہونے کی وجہ سے باقر العلوم بھی کہا جاتا ہے۔ آپ حدیث میں اپنے والد ماجد علی بن الحسین و ابن عباس و جابر بن عبداللہ و ابو سعید خدری و بی بی عائشہ و بی بی ام سلمہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مخصوص و محبوب تلامذہ میں سے ہیں اور آپ کے شاگردوں میں آپ کے فرزند امام جعفر صادق و امام زہری و امام اوزاعی وغیرہ نہایت جلیل القدر و نامور محدثین ہیں۔

امام نسائی نے آپ کو فقہائے تابعین و ثقہ محدثین کی فہرست میں شمار کیا ہے اور آپ کی علمی جلالت و بصیرت پر کبار محدثین نے شہادت دی ہے۔

آپ کو امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے والہانہ محبت تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہیں مانے گا اللہ تعالیٰ اس کے کسی قول کو دنیا و آخرت میں سچا نہیں فرمائے گا۔ آپ کو خبر ملی کہ کچھ عراقی لوگ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں اور اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: میں ان لوگوں سے بری و بیزار ہوں کیونکہ میں نے اپنے اہل بیت میں سے ہر شخص کو حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہوئے پایا ہے۔

آپ کے ارشادات اور عظیم سند حدیث

آپ یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ پیٹ اور شرم گاہ کی پاکدامنی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے۔ آپ کو امت رسول کے فقراء و مساکین سے بڑی محبت تھی اور اپنے دربار میں ان

Marfat.com

لوگوں کو اتنا قرب عطا فرماتے تھے کہ امراء کو رشک آتا تھا۔

آپ بڑے عابد وزاہد اور انتہائی مستجاب الدعوات (مقبولیت دعا والے) تھے اور علماء شریعت وعرفائے طریقت دونوں گروہوں کا اتفاق ہے کہ آپ اولیائے محدثین وعارفین میں سے نہایت بابرکت وسراپا کرامت بزرگ ہیں۔

حدیث کی جس سند میں آپ کا اور آپ کے فرزند اور آپ کے والد ماجد بزرگوار کا ذکر ہے یعنی:

جَعْفَرُ بِن الصَّادِقُ عَنْ اَبِیْہِ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ عَنْ اَبِیْہِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ اَبِیْـہِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْہِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ ۔

محدثین کا اس سند کے بارے میں یہ قول ہے کہ اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھ دی جائے تو وہ شفایاب ہو کر صاحب عقل ہو جائے۔

آپ 56ھ میں پیدا ہوئے اور 118ھ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے اندر حضرت امام زین العابدین وحضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کی دونوں قبروں کے درمیان میں آپ کی قبر مبارک آج تک زیارت گاہ خواص وعوام ہے۔

(طبقات شعرانی وتہذیب التہذیب وغیرہ)

Marfat.com

(163)

شان درویش اور ترک ماسوی اللہ

شیخ ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شہباز میرے دروازے پر آیا لیکن میں اسے دام میں نہ لا سکا۔ اس انتظار میں ہوں کہ وہ یا اس جیسا کوئی دوسرا شہباز میسر آئے مگر اب تک نامراد ہوں۔

لوگوں نے شیخ سے اس بات کی توضیح چاہی تو فرمایا: ''میرے مہمان خانے میں ایک بار عصر کی نماز کے بعد ایک جوان شخص آیا۔ اس کا رنگ زرد بال بکھرے ہوئے' ننگے سر' پاؤں برہنہ تھے۔ وضو کر کے نماز ادا کی اور مغرب کے وقت تک گریبان میں سر ڈالے بیٹھا رہا۔ اس روز خلیفہ کے دربار میں ہم لوگوں کی دعوت تھی وہاں سے ایک بلانے والا آ' یا۔ میں نے اس جوان سے کہا: جماعت کے ہمراہ تم بھی خلیفہ کی دعوت پر چلو۔ اس نے گریبان سے سر نکال کر جواب دیا۔ میرے پاس خلیفہ کے دربار تک جانے کا دل نہیں اور اپنی اشتہاء کا اظہار کیا البتہ میرا اگرم حلوہ کھانے کو جی چاہتا ہے۔ اس نے چونکہ جماعت کی معیت سے انکار کیا اس لئے میں نے بھی اس کی بات پر توجہ نہیں دی اور خیال کیا کہ ابھی راہ سلوک میں یہ جلدی داخل ہوا ہے ادب نہیں جانتا۔ پھر میں دعوت میں چلا گیا' رات کے پچھلے پہر وہاں سے واپسی ہوئی۔ مہمان خانہ میں میں نے اس نوجوان کو اسی حالت میں سر بہ گریبان دیکھا۔ میں نے بھی کچھ دیر مصلےٰ پر ذکر فکر کیا پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ بہت سے حضرات کا اجتماع ہے۔ ایک شخص مجھے بتا رہا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جملہ انبیاء علیہم السلام۔

Marfat.com

خاکسارانِ جہاں

میں نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا مگر آپ نے مجھ سے روئے انور پھیر لیا۔ میں نے پھر دوسری جانب سے جا کر سلام کیا مگر آپ نے توجہ نہیں فرمائی اور نہ سلام کا جواب دیا۔ میں نہایت پریشان ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ حضور روئے انور پھیر لیتے ہیں۔ فرمایا: ''ہماری امت کے ایک درویش نے تم سے اپنی ایک خواہش کا اظہار فرمایا اور تم نے اس کی تکمیل میں لاپروائی کی۔'' یہ سن کر میری غنودگی ختم ہوگئی (میں بیدار ہو گیا) مجھ پر ہیبت طاری تھی۔ فوراً اس فقیر کے پاس گیا مگر وہاں وہ نہیں ملا۔ میں نے دروازہ کھلنے کی آہٹ سنی۔ اس کی تلاش میں باہر پہنچا تو اسے نکل کر جاتے دیکھا۔ میں نے آواز دی' اے نوجوان! میری بات سنو' جو کچھ تم طلب کرتے تھے میں ابھی حاضر کرتا ہوں۔ اس نے مڑ کر جواب دیا ''فقیر نے تم سے ایک شے طلب کی تو تم نے نہیں دی۔ اب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی سفارش ہوئی تو تم اس کے لئے تیار ہوئے ہو۔ مجھے اب حاجت نہیں۔'' یہ کہا اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔

(روض الریاحین)

کمزور کیسے طاقتور کی نافرمانی کرتا ہے

سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دن شہر بغداد کی جامع مسجد میں وعظ ہو رہا تھا۔ ایک خوش حال' خوش پوشاک جوان اپنے دوستوں کے ساتھ آیا اور وعظ سننے لگا۔ دوران وعظ حضرت سقطی نے فرمایا: ''حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔'' یہ سننا تھا کہ جوان کا رنگ فق ہو گیا اور وہ چلا گیا۔ دوسرے دن جب سری سقطی اسی مقام پر تشریف فرما ہوئے۔ جوان پھر آیا' سلام کیا مودو رکعت نماز پڑھی اور عرض کیا کل میں نے آپ سے یہ جملہ سنا۔ ''حیرت ہے کہ کمزور کیسے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔'' ذرا اس کا مطلب مجھے بتائیں۔ فرمایا: ''مولا سے زیادہ قوی کوئی نہیں اور بندے سے زیادہ کمزور کوئی نہیں پھر بھی بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے۔'' یہ سن کر وہ چلا گیا۔

دوسرے دن پھر حاضر ہوا۔ اب اس کے جسم پر صرف دو سفید کپڑے تھے اور اس کے

ساتھ اس کا کوئی دوست نہ تھا۔ عرض کیا ''خدارسی کی راہ سے مجھے باخبر فرمائیں۔'' فرمایا: ''اگر عبادت کرنا چاہتے ہو تو دن کو روزہ رکھو، رات کو نوافل میں مشغول رہو اور اگر اللہ تعالیٰ کے طالب ہو تو ہر ماسوا کو ترک کر دو، اسے پالو گے اور رہنے کے لئے مسجد، ویرانوں اور قبرستانوں کو اختیار کرو۔'' یہ سن کر اس نے کہا: ''خدا کی قسم! میں تو وہی اختیار کروں گا جو سب سے مشکل اور دشوار ہے۔'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

شیخ سری فرماتے ہیں کچھ روز بعد میرے پاس کچھ لڑکے آئے اور انہوں نے پوچھا: ''احمد یزید کاتب کا کیا پتہ ہے؟'' شیخ نے فرمایا: میں تو اس نام کے آدمی کو نہیں جانتا البتہ ایسی ایسی عادت وصورت کا ایک آدمی یہاں آیا تھا اور اس نے مجھ سے یہ یہ باتیں دریافت کیں پھر چلا گیا۔ مجھے معلوم نہیں اب وہ کہاں ہے؟

دوسری ملاقات میں نوجوان کا حال

انہوں نے شیخ کو قسم دی کہ جب وہ شخص آپ کے پاس آئے تو ہمیں خبر کرا دیں۔ پھر اس نوجوان کا سال بھر تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ شیخ ایک روز عشاء کی نماز کے بعد اپنے حجرے میں تھے کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ شیخ نے اندر آنے کی اجازت دی تو وہی نوجوان اندر آیا۔ اس نے شیخ کی پیشانی چوم کر کہا: ''یا شیخ! آپ نے جس طرح مجھے دنیا کی غلامی سے آزاد فرمایا ہے اسی طرح اللہ آپ کو آتش دوزخ سے آزاد کرے۔''

شیخ نے نوجوان کے آنے پر ایک آدمی کو اشارہ کیا کہ اس کے گھر جا کر خبر دے۔ تھوڑی دیر بعد ایک عورت بچوں کو لئے ہوئے آن پہنچی۔ اس کا ایک بچہ زیوروں اور کپڑوں سے آراستہ تھا۔ اسے عورت نے شوہر کی گود میں ڈال دیا اور کہا آپ نے تو اپنے جیتے جی مجھے بیوہ بنا دیا اور بچوں کو داغ یتیمی دے دیا۔ نوجوان نے شیخ سری کی طرف مخاطب ہو کر کہا آپ نے یہ کیا کیا؟ (کہ انہیں خبر کر دی)

پھر بیوی بچوں سے کہا: ''بخدا تم لوگ مجھے دل سے محبوب اور پیارے ہو۔ میری اولاد مجھے مخلوقات میں سب سے زیادہ عزیز ہے مگر کیا کروں انہوں (شیخ سری رحمۃ اللہ علیہ) نے ہی مجھ سے کہا: اللہ کو راضی کرنا چاہو تو ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرو۔'' پھر بچے کا زیور اتار دیا اور بیوی سے کہا: یہ غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دو اور میرے کمبل کا ایک ٹکڑا اس کو پہنا دو۔

بیوی نے کہا: ”واللہ! میں اپنے بچے کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔“ اور بچے کو چھین لیا۔ بیوی کو کشیدہ دیکھ کر نوجوان کھڑا ہو گیا اور بولا: ”آج تم نے مجھے اپنے رب کی یاد سے بھی غافل کر دیا اور وہاں سے چلا گیا۔“ اس کے جاتے ہی اس کے گھر والے سب لوگ رونے لگے۔ اس کی بیوی نے جاتے جاتے پھر شیخ سرّی سے عرض کی اب اگر وہ پھر آئے تو مجھے ضرور خبر فرمائیں۔ شیخ نے انشاء اللہ فرمایا۔ بعدازاں ایک عرصہ گزر گیا مگر اس نوجوان کا کوئی پتہ نہیں لگا۔

تیسری ملاقات

ایک روز ایک بوڑھی خاتون شیخ سری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پیغام دیا کہ مقام شونیزیہ میں ایک لڑکا آپ کو یاد کر رہا تھا۔ شیخ شونیزیہ گئے تو وہی احمد یزید کاتب زمین پر پڑا تھا۔ زیر سر ایک اینٹ رکھی تھی۔ شیخ کا سلام سن کر آنکھیں کھولیں اور بولا شیخ! کیا خیال ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور میں غلطیاں معاف ہو جائیں گی؟ شیخ سری: اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے وہ معاف فرمائے گا۔ نوجوان: میں تو گناہوں میں غرق ہوں؟ شیخ سری: وہ غرق ہونے والوں اور ڈوبتوں کو بچالیتا ہے۔ نوجوان: میں نے بہت ظلم کیا اور مجھ پر لوگوں کا بہت حق ہے۔ شیخ سری: حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس نے توبہ کر لی بروز حشر اسے اور اس کے حق داروں کو بلایا جائے گا اور انہیں یہ حکم ہوگا کہ تم انہیں معاف کر دو اور اس کی جانب سے اللہ تعالیٰ اجر عطا کرے گا۔ نوجوان: میرے پاس گٹھلیوں کی فروخت کے چند درہم ہیں۔ میں مر جاؤں تو اسی سے کفن اور ضرورت کی چیزیں خریدیئے گا۔ میرے اہل خانہ کو نہ بتایئے گا ورنہ وہ حرام کمائی کے کفن سے میرا یہ کفن تبدیل کر دیں گے۔

شیخ سری فرماتے ہیں میں تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا۔ اس کی آنکھیں کھلی رہیں۔ اس کے بعد اس نے پڑھا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ عمل کرنے والوں کے لئے ایسے ہی اجر کے لئے عمل کرنا چاہئے اور انتقال کر گیا۔ میں نے کفن خریدنے کے لئے بازار کا رخ کیا۔ واپس ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ لوگ بے تحاشا اسی جانب چلے آرہے ہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا ایک ولی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم اس کی نماز جنازہ کے لئے دوڑے جا رہے ہیں۔ اس طرح ہم لوگوں نے نماز جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر دیا۔

نوجوان کی بیوی کا حال

کچھ دنوں کے بعد اس کے اہل خانہ اس کی خبر گیری کرنے آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ احمد یزید کا انتقال ہو چکا ہے۔ بیوی نے جب سنا تو رونے پیٹنے لگی۔ اس کی قبر کا پتہ دریافت کیا۔ عورت نے دو گواہوں کی موجودگی میں سب باندیوں کو آزاد کر دیا' ساری زمینیں' جائیدادا' اللہ کے نام پر وقف کر دی۔ مال و دولت خیرات کر دی اور عمر بھر کے لئے شوہر کی قبر کے پاس بیٹھ رہی۔ بالآخر وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ (ایضا)

Marfat.com

(164)

نکاح میری سنت ہے

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ أَصَبْتُ امْرَأَۃً ذَاتَ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ وَّاِنَّھَا لَا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُھَا قَالَ (لَا) ثُمَّ أَتَاہُ الثَّانِیَۃَ فَنَھَاہُ ثُمَّ أَتَاہُ الثَّالِثَۃَ فَقَالَ (تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ)

ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے ایک خوبصوت حسب ونسب والی عورت کو پایا ہے مگر وہ بچے نہیں جنتی، کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر وہ دوسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اور یہی بات کہی مگر) آپ نے منع فرما دیا۔ پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن تمہاری کثرت کے باعث میں امتوں پر فخر کرنا چاہتا ہوں اس لئے تم بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو۔'' (ابوداؤد' النکاح' باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء' 2050' البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ارواء الغلیل' 1784)

اللہ تعالیٰ کی مدد کے حق دار تین شخص

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ پر حق ہے۔

Marfat.com

اَلْمُكَاتَبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَآءَ ۔

''مکاتب غلام جو (مکاتبت کی مقررہ) رقم ادا کرنا چاہتا ہے۔''

وَالنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعَفَافَ ۔

''ایسا نکاح کرنے والا جو پاک دامنی چاہتا ہے۔''

وَالْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔ ''تیسرا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔''

(ترمذی' فضائل الجہاد' باب ماجاء فی الجہاد' 1655' صحیح الترغیب' 1917)

☆ ...... سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا۔ اس نے میری بہن کو طلاق دے دی۔ جب اس کی عدت پوری ہوگئی تو اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا۔ میں نے اسے جواب دیا کہ میں نے اس کا تجھ سے نکاح کر دیا تھا اور اسے تیری بیوی بنا دیا اور تیری تعظیم کی تھی لیکن تو نے اسے طلاق دے دی۔ اب تو پھر نکاح کا پیغام دیتا ہے؟ تو اللہ کی قسم! اب وہ لوٹ کر تیرے پاس نہیں آئے گی۔

سرِ تسلیم خم ہے

وہ شخص کچھ برا نہ تھا (نیک بخت تھا) اور میری بہن بھی اس کی طرف رجوع کرنے پر راضی تھی اور میں نے ان کے درمیان دخل اندازی کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْکِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط (البقرۃ' 2321)

''جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پھر وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو تم ان کو ان کے پہلے خاوند سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔ جب کہ وہ معروف طریقے کے مطابق آپس میں راضی ہوں۔''

میں نے کہا: یارسول اللہ! اب (اللہ کا حکم اتر آیا تو) میں ضرور مانوں گا (اور اس سے نکاح کر دوں گا) پھر انہوں نے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔

(بخاری' النکاح' باب من قال لا نکاح الا بولی' 513)

Marfat.com

(165)

چند نصیحتیں

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن حفص القجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایک قافلہ سفر پر روانہ ہوا اور اہل قافلہ راستہ بھول گئے۔ انہیں بڑی پریشانی ہوئی۔ بالآخر ایک طرف انہیں آبادی کے آثار نظر آئے اور وہ اسی سمت چل دیئے۔ بستی سے دور ایک راہب اپنی عبادت گاہ میں مشغولِ عبادت تھا۔ سارے قافلے والے وہاں پہنچے اور راہب کو آواز دی۔ راہب نے آواز سن کر نیچے جھانکا تو قافلے والوں نے کہا: ''ہم راستہ بھول گئے ہیں' برائے کرم! صحیح راستے کی طرف ہماری رہنمائی کرو۔'' یہ سن کر اس راہب نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ''تمہاری (اصلی) منزل اس طرف ہے۔'' راہب کی یہ بات سن کر قافلے والے جان گئے کہ راہب ہمیں یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ اصلی منزل تو آخرت کی منزل ہے۔

پھر قافلے والوں میں سے بعض نے کہا: ''ہم اس راہب سے کچھ نصیحت آموز باتیں سن لیں تو بہتر ہوگا۔'' چنانچہ وہ راہب سے کہنے لگے ''ہم تجھ سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں' کیا تم جواب دینا پسند کرو گے؟'' یہ سن کر وہ بولا ''جو پوچھنا ہے جلدی پوچھو لیکن سوالات میں کثرت نہ کرنا کیونکہ جو دن گزر گیا وہ کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا اور جو عمر گزر گئی وہ کبھی پلٹ کر نہیں آئے گی پس جو آخرت میں کامیابی کا طالب ہو اسے چاہئے کہ جلد از جلد اپنی آخرت کے لئے زادِ راہ تیار کرلے۔''

راہب کی حکمت سے بھرپور باتیں

قافلے والے اس راہب سے یہ حکمت بھری باتیں سن کر بہت حیران ہوئے اور اس سے پوچھا ''کل بروز قیامت مخلوق اپنے خالق حقیقی کے سامنے کس حالت میں ہوگی؟'' اس

Marfat.com

نے جواب دیا ''اپنی اپنی نیتوں کے مطابق وہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے۔'' پھر انہوں نے پوچھا: ''نجات کا بہترین راستہ کیا ہے؟''

راہب نے جواب دیا ''تمہارے نیک اعمال جو تم آگے بھیجتے ہو وہ تمہاری نجات کا باعث بنیں گے۔'' اہل قافلہ نے کہا: ''اے راہب! ہمیں مزید نصیحت کرو۔'' اس نے کہا: ''اپنے لئے اتنا ہی زادِ راہ لو جتنا تمہارا سفر ہے اور دنیاوی سفر کے لئے صرف اتنا ہی توشہ کافی ہے جتنا ایک جانور کے لئے ہوتا ہے۔'' اس کے بعد راہب نے اہل قافلہ کو راستہ بتایا اور اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گیا۔ (عیون الحکایات)

(166)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

یہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ یہ بچپن ہی میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔یہ علم وفضل کے ساتھ بہت ہی عبادت گزار اور متقی و پرہیز گار تھے۔میمون بن مہران تابعی کا فرمان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں دیکھا۔حضرت امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمر مسلمانوں کے امام ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ اقدس کے بعد آٹھ برس تک حج کے مجمعوں اور دوسرے مواقع پر مسلمانوں کو اسلامی احکام کے بارے میں فتویٰ دیتے رہے۔مزاج میں بہت زیادہ سخاوت اور غلبہ تھا اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کی عادت تھی۔اپنی جو چیز پسند آجاتی فوراً اس کو راہ خدا میں خیرات کر دیتے تھے۔آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلاموں کو خرید خرید کر آزاد فرمایا۔جنگ خندق اور اس کے بعد کی اسلامی لڑائیوں میں برابر کفار سے جنگ کرتے رہے۔ہاں البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو لڑائیاں ہوئیں آپ ان لڑائیوں میں غیر جانبدار رہے۔

حجاج کا ظلم

عبدالملک بن مروان کی حکومت کے دوران حجاج بن یوسف ثقفی امیر الحج بن کر آیا۔ آپ نے خطبہ کے درمیان اس کو ٹوک دیا۔حجاج ظالم نے جل بھن کر اپنے ایک سپاہی کو حکم دے دیا کہ وہ زہر میں بجھایا ہوا نیزہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاؤں میں مار دے۔ چنانچہ اس مردود نے آپ کے پاؤں میں نیزہ مار دیا۔زہر کے اثر سے آپ کا پاؤں بہت زیادہ

پھول گیا اور آپ علیل ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ مکار حجاج بن یوسف آپ کی عیادت کے لئے آیا اور کہنے لگا کہ حضرت! کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو نیزہ مارا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کو جان کر پھر تم کیا کرو گے؟ حجاج نے کہا: اگر میں اس کو قتل نہ کر سکوں تو خدا مجھے مار ڈالے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم کبھی ہرگز ہرگز اس کو قتل نہیں کرو گے' اس نے تو تمہارے حکم ہی سے ایسا کیا ہے۔ یہ سن کر حجاج بن یوسف کہنے لگا نہیں نہیں' اے ابوعبدالرحمٰن! آپ ہرگز ہرگز یہ خیال نہ کریں اور جلدی سے اٹھ کر چل دیا۔ اسی مرض میں 74ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے تین ماہ بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چوراسی یا چھیاسی برس کی عمر پا کر وفات پا گئے اور مکہ مکرمہ میں مقام "محصب" یا مقام "ذی طویٰ" میں مدفون ہوئے۔ (اسد الغابہ' ج 3' ص 229' اکمال' ص 605 وتذکرۃ الحفاظ' ج 1' ص 35)

جانور آپ کا حکم بجالاتے:

علامہ تاج الدین سبکی نے اپنے طبقات میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شیر راستہ میں بیٹھا ہوا تھا اور قافلہ والوں کا راستہ روکے ہوئے تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے قریب جا کر فرمایا: راستہ سے ہٹ کر کھڑا ہو جا۔ آپ کی یہ ڈانٹ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا راستہ سے دور بھاگ نکلا۔ (تفسیر کبیر' ج 5' ص 179 وحجۃ اللہ' ج 2' ص 866)

☆ حضرت عطاء بن ابی رباح کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دوپہر کے وقت دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت سانپ نے سات چکر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ نے اس سانپ سے فرمایا: اب آپ جب کہ طواف سے فارغ ہو چکے ہیں یہاں پر آپ کا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ میرے شہر کے نادان لوگ آپ کو کچھ ایذا پہنچا دیں گے۔ سانپ نے بغور آپ کے کلام کو سنا پھر اپنی دم کے بل کھڑا ہو گیا اور فوراً ہی اڑ کر آسمان پر چلا گیا۔ اس طرح لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کوئی فرشتہ تھا جو سانپ کی شکل میں طواف کعبہ کے لئے آیا تھا۔
(دلائل النبوۃ' ج 3' ص 207)

Marfat.com

ایک ظالم گورنر کی ہلاکت:

زیاد سلطنت بنو امیہ کا بہت ہی ظالم و جابر گورنر تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خبر ملی کہ وہ حجاز کا گورنر بن کر آ رہا ہے۔ آپ کو یہ ہرگز ہرگز گوارا نہ تھا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر ایسا ظالم حکومت کرے چنانچہ آپ نے یہ دعا مانگی: یا اللہ! ابن سمیہ (زیاد) کی اس طرح موت ہو جائے کہ اس کے قصاص میں کوئی مسلمان قتل نہ کیا جائے۔ آپ کی یہ دعا مقبول ہو گئی کہ اچانک زیاد کے انگوٹھے میں طاعون کی گلٹی نکل پڑی اور وہ ایک ہفتہ کے اندر ہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ (ابن عساکر والمنتخب، ج 5، ص 231)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی پہلی کرامت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی حکومت کا سکہ نہ صرف انسانوں ہی کے دلوں پر چلتا ہے بلکہ ان کے حاکمانہ تصرف کا پرچم درندوں، چرندوں، پرندوں کے دلوں پر بھی لہراتا رہتا ہے اور سب کے سب اللہ والوں کے فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

''یعنی خداوند تعالیٰ کے حکم سے گردن نہ موڑو تا کہ کوئی مخلوق تمہارے حکم سے گردن نہ موڑے۔'' مطلب یہ ہے کہ اگر تم خدا کے فرمانبردار بنے رہو گے تو خدا کی تمام مخلوقات تمہاری فرماں بردار بنی رہیں گی۔

طوافِ کعبہ کے دوران احتیاط

دوسری کرامت سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب کعبہ مکرمہ کے طواف کے لئے فرشتے سانپ کی شکل میں آتے ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ فرشتے انسانوں کی شکل میں بھی ضرور ہی آتے ہوں گے لہٰذا ہر حاجی کو یہ دھیان رکھنا چاہئے کہ حرم کعبہ میں ہرگز ہرگز کسی سے الجھنا نہیں چاہئے۔ خدانخواستہ تم کسی انسان سے جھگڑا و تکرار کرو اور وہ حقیقت میں کوئی فرشتہ ہو جو انسان کے روپ میں تکرار کر رہا ہو تو پھر یہ سمجھ لو کہ کسی فرشتے سے لڑنے جھگڑنے کا انجام اپنی

ہلاکت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

تیسری کرامت سے ظاہر ہے کہ اللہ والوں کی دعائیں اس تیر کی طرح ہوتی ہیں جو کمان سے نکل کر نشانہ سے بال برابر خطا نہیں کرتیں اس لئے ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ کبھی بھی کسی بددعا کی زد میں نہ پڑیں اور مغرب زدہ ملحدوں اور بے دینوں کی طرح ہرگز ہرگز یہ نہ کہا کریں کہ میاں کسی کی دعا یا بددعا سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ ملاں لوگ خوامخواہ لوگوں کو بددعا کی دھونس دیا کرتے ہیں بلکہ یہ ایمان رکھیں کہ بزرگوں کی دعاؤں اور بددعاؤں میں بہت زیادہ تاثیر ہے۔ (کرامت صحابہ، علامہ اعظمی)

Marfat.com

(167)

اُمِّ معبد کے گھر پر برکتوں کا ظہور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہشام کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اریقط رضی اللہ عنہ جو راستہ بنانے والے تھے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کر کے چلے۔ راستے میں ان کا گزر اُمّ معبد کے خیموں پر ہوا۔ یہ سن رسیدہ اور مستعد عورت تھیں۔ اپنے خیمے کے سامنے بیٹھی رہتیں اور مسافروں کی کھانے پینے سے خاطر کیا کرتی تھیں۔ ان صاحبوں نے اس سے کچھ گوشت اور کھجور کے متعلق دریافت کیا تا کہ اسے خرید لیں۔ وہاں قحط پڑ رہا تھا اس لئے ان کو کچھ نہ ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایک کونے میں کھڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ام معبد یہ بکری کیسی کھڑی ہے؟ انہوں نے عرض کی کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکی۔ آپ نے فرمایا: مجھ کو اجازت دو تو میں دودھ نکال کر دیکھوں؟ اس نے عرض کی ''میرے ماں باپ آپ پر قربان'' آپ کو دودھ معلوم ہو تو شوق سے نکال لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کو اپنے پاس بلوایا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ کہہ کر برکت کی دعا فرمائی۔ اس نے فوراً ٹانگیں پھیلا دیں اور جگالی کرنے لگی اور دودھ دینے لگی۔

گھر دودھ سے بھر گیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیراب کر سکے اور اس میں خوب دھاروں کے ساتھ دودھ نکالا یہاں تک کہ برتن پر جھاگ اٹھی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو پلایا۔ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہمراہی شکم سیر ہو کر زمین پر سو رہے۔ آپ نے کچھ دیر کے بعد پھر

Marfat.com

دودھ نکالا یہاں تک کہ برتن بھر گیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے پاس چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس کو بیعت فرمایا اور روانہ ہو گئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اس کے شوہر ابو معبد آ گئے تا کہ جو دبلی لڑکھڑاتی ہوئی بکریاں جن کی ہڈیوں میں گودا بھی نہ رہا تھا ان کو بھی ہانک کر لے جائیں۔ جب ابو معبد کی نظر دودھ پر پڑی تو ان کو بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے پوچھا: اے ام معبد یہ دودھ کہاں سے آیا؟ بکریوں میں تو کوئی بچہ والی نہ تھی اور گھر میں کوئی دوسری دودھ والی بکری بھی نہیں (پھر یہ دودھ کیسا؟) اس نے کہا: بخدا اور تو کچھ نہیں صرف یہ بات ہوئی ہے کہ ایک مبارک شخص کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔ پس یہ ان کے قدم کی برکت ہے۔ انہوں نے کہا: اچھا ان کا کچھ نقشہ تو بیان کرو۔

اُمّ معبد حضور کا حلیہ بیان کرتی ہیں:

وہ بولیں: کھلا ہوا جمال' بڑے خوش رو جسم کی ساخت بڑی خوبصورت نہ بڑے پیٹ کا عیب نہ چھوٹا سا سر بڑی خوبصورت آنکھیں' تیز سیاہ دراز مژگان' بڑی شیریں آواز' دراز گردن' ریش مبارک گھنی' ابرو خمیدہ اور درمیان سے ملی ہوئی اور گھنی اگر خاموش رہیں تو باوقار اور گفتگو فرمائیں تو فصاحت میں سب سے بلند۔ بس مجسم رونق ہی رونق اور جمال ہی جمال۔ کیا دور سے اور کیا قریب سے۔ گفتگو بڑی صاف اور شیریں' ایک ایک حرف نہ بیکار اور نہ زیادہ ہوں' معلوم ہوتا کہ ہار کے موتی ہیں جو یکے بعد دیگرے گر رہے ہیں۔ میانہ قد' نہ بہت دراز کہ برا معلوم ہو اور نہ اتنا پست کہ اس پر نظر پڑے (تو آنکھ ٹھنڈی نہ ہو) بس متوسط' تینوں میں سے دیکھنے میں سب سے زیادہ حسین اور بلند' ان کے خدام حلقہ بستہ اگر آواز نکالیں تو ہمہ تن گوش اور حکم دیں تو اس کی تعمیل کو دوڑے پڑیں' قابل غبطہ نہ ان کا چڑھا ہوا منہ' نہ کسی کی برائی کرنا۔ یہ سن کر ابو معبد بے ساختہ بول اٹھے اللہ کی قسم! تم نے یہ اوصاف جن کے بیان کئے ہیں یہ وہی قریش والے ہیں' اللہ کی قسم! میرے دل میں آتا ہے کہ میں بھی ان کے ہمراہ چلوں اور اگر کوئی صورت نکلی تو ضرور مجھ کو یہ کرنا ہے۔ ادھر مکہ مکرمہ کا حال سنئے کہ یہاں بلند آواز سے کوئی پڑھنے والا یہ اشعار پڑھتا تھا مگر یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ کون ہے۔

نامعلوم شخص کا شعر پڑھنا

1- اللہ بھلا کرے! ان دو رفیقوں کا جو ام معبد کے خیمے میں آ کر رونق افروز ہوئے۔

2- وہ ہدایت کے لئے تشریف لائے اور ام معبد کو ان کے طفیل میں ہدایت نصیب ہوگئی اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق بنا وہ یقیناً کامیاب ہوا۔

3- قبیلہ قصی پر افسوس اور صد افسوس کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر جانے کی وجہ سے ان کی سرداری پر اور ان کے اچھے اچھے افعال سب پر پانی پھیر دیا۔

4- اس وقت رفاقت پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے دادا کی سعادت مبارک ہو اور یہ بات تو یہ ہے کہ جس کو اللہ سعادت نصیب فرمائے سعادت اسی کو نصیب ہوتی ہے۔

5- بنو کعب کو اپنے خاندان کی یہ عورت. اور مسلمانوں کے انتظار میں اس کا یہ بیٹھنا مبارک۔

6- اپنی بہن سے جا کر بکری اور دودھ کے برتن کا حال تحقیق کر کے تو دیکھو بلکہ اگر خود ان کی بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دے گی۔

7- آپ نے ایک بے دودھ والی بکری اس سے منگوائی تو فوراً اس کے تھن دودھ سے لبریز ہو گئے اور وہ دودھ دینے لگی۔

8- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کو ام معبد کے گھر چھوڑ دیا تاکہ اب دودھ نکالنے والا ہمیشہ اس کا دودھ نکالتا رہے۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جب اس ہاتف غیبی کے یہ اشعار پہنچے تو انہوں نے اس کے جواب میں ذیل کے اشعار کہے۔

حضرت حسان نے غائبانہ اشعار کا جواب دیا

9- وہ قوم بڑے نقصان میں پڑ گئی جن کا نبی ان کو چھوڑ گیا اور جن کی طرف وہ رخ کر کے چلا وہ بن گئی۔

10- ان لوگوں کی عقل ماری گئی جن کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہو گئے اور نور درخشاں لے کر دوسری قوم میں جلوہ افروز ہوئے۔

11- گمراہی کے بعد ان کے پروردگار نے ان کو ہدایت نصیب فرمائی اور جو حق قبول کر

Marfat.com

لے وہی کامیاب رہتا ہے۔

12- کیا وہ گمراہ لوگ جو اپنے اندھے پن کی وجہ سے بے وقوفی کر بیٹھے ان کے برابر ہو سکتے ہیں جو ایک ہدایت یافتہ شخص سے ہدایت حاصل کر چکے۔

13- اور یثرب والوں کے پاس ہدایت کا قافلہ ایک ایسے شخص کے ساتھ آ کر اترا جو سب میں بڑھ کر سعید تھا۔

14- وہ ایک نبی ہیں جو اپنی آنکھوں سے وہ باتیں دیکھتے ہیں جو عام لوگ نہیں دیکھتے اور ہر مجمع میں اللہ کی کتاب تلاوت فرماتے ہیں۔

15- اور اگر آج وہ کوئی پیش گوئی فرماتے ہیں تو وہ فوراً ہی بالکل سچی ثابت ہو جاتی ہے۔

(کتب سیر)

(168)

دنیا میں انسان نشانے پر ہے

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن اسحٰق ثقفی نے خبر دی' وہ فرماتے ہیں کہ کسی عقل مند نے فرمایا: دن تیروں کی مانند ہیں اور لوگ ان کا نشانہ ہیں۔ زمانہ ہر روز ایک تیر تیری طرف پھینکتا ہے اور ہر شب و روز تجھے کمزور کر رہا ہے یہاں تک کہ تیرے تمام اجزاء کو کمزور کر کے ختم کر دے گا۔ جب شب و روز اس تیزی کے ساتھ تیرے جسم میں تیر پیوست ہو رہے ہیں تو تو کہاں سلامت رہ سکے گا۔ اگر تجھ پر یہ بات عیاں ہو جائے کہ ان ایام نے تیرے اندر کس قدر کمزوری پیدا کر دی ہے اور تیرا باقی ماندہ جسم بھی کب تک ختم ہو جائے گا تو تجھے ان آنے والے ایام سے وحشت ہونے لگ جائے۔ اوقات کا گزارنا تجھ پر بار گراں ہو جائے لیکن اللہ کی تدبیر اندازے سے باہر ہے۔ دنیا کی برائی اور فساد کو بھول کر ہی اس کی لذت کو چکھا جا سکتا ہے حالانکہ یہ تو حکیم کے پیسے ہوئے حنظل سے بھی زیادہ کڑوی ہے اور جس چیز کو قلیل کہا جائے اس سے بھی کم ہے۔ اس کے ظاہر افعال کو دیکھ کر کوئی بیان کرنے والا اس کے عیب بیان نہیں کر سکتا اور دنیا جن عجائب کو ظاہر کرتی ہے واعظ کے احاطہ تقریر سے باہر ہیں۔ اللہ ہی سے سیدھے راہ کی طرف رہنمائی کا سوال کرتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء' 150/10' احیاء العلوم' 227/3)

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ہے

عبداللہ فرماتے ہیں کہ بعض حکماء سے کہا گیا: ہمارے سامنے دنیا کی صفت اور اس کے باقی رہنے کی مدت بیان کیجئے تو اس نے فرمایا: دنیا اس وقت کا نام ہے جس میں تیری پلک جھپکتی ہے' اس لئے کہ جو وقت گزر چکا اسے تو پا نہیں سکتا اور جو ابھی آیا نہیں اس کے آنے نہ

Marfat.com

آنے کا کچھ علم نہیں۔ زمانہ آنے والے ایک دن کا نام ہے۔ رات جس کے مٹنے کی خبر لاتی ہے اور گھڑیال اسے لپیٹ دیتا ہے اور اس کے حوادثات انسان پر تغیر ونقصان کے تیر برساتے ہیں۔ جماعتوں کو متفرق کر دینا' جمعیتوں کو پارہ پارہ کرنا' حکومتوں کو ادھر ادھر کرنا زمانے کا کام ہے۔ آرزو بڑی طویل ہے مگر عمر انتہائی کوتاہ' اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام امور کا لوٹنا ہے۔ (ایضاً)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ محمود وراق نے مجھے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: انسان خود اپنے آپ کی دنیا ہے' جب انسان چلا گیا تو اس کی دنیا بھی ختم ہو گئی۔ انسان کے فنا ہونے سے وہ بھی فنا ہو جاتی ہے اور جو آتا ہے اسے مل جاتی ہے۔ موت کا پیالہ پلانے والی دایہ کتنی بری ہے کہ بجائے دودھ کے اسے یہ پیالہ پلا دیتی ہے۔ اس کی درستگی اور اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے مگر جب وہ فاسد ہو جاتی ہے تو درست نہیں ہوتی۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Marfat.com

(169)

یہ اللہ کے پاک بندے کہاں ہیں؟

حضرت محمد بن منکدر تیمی رحمۃ اللہ علیہ دور تابعین کے نہایت باوقار و بلند مرتبہ محدث وصاحب عبادت و باکرامت بزرگ ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ وانس بن مالک وعبداللہ بن زبیر وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث کی روایت کی ہے اور آپ کے شاگردوں میں امام مالک وسفیان ثوری بہت مشہور ہیں۔ آپ علم وعمل، زہد وتقویٰ، صدق، استقامت جیسی عبادت تمام دولتوں کے دھنی تھے۔ سفیان بن عینیہ کا قول ہے کہ آپ کی ذات صدق وامانت کی کان اور آپ کا مکان صالحین کا ملجا وماویٰ تھا۔ ابن حبان نے آپ کو محدثین کا سردار اور واقدی نے آپ کو بہت بڑا پرہیزگار وعبادت گزار بتایا۔

آپ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو ہمراہ لے کر حج کے لئے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں ان بے گناہوں کو اپنے رب کے حضور میں اس لئے پیش کرتا ہوں تا کہ وہ جب ان پر نظر رحمت فرمائے تو ان کے ساتھ میں بھی رب کریم کا منظور نظر ہو جاؤں۔

132 ھ میں آپ کا وصال ہوا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

(اکمال وطبقات وتہذیب التہذیب)

یہ عشقِ الٰہی کے پھندے کہاں ہیں

حضرت منصور بن معتمر کوفی رحمۃ اللہ علیہ، آپ اگرچہ تبع تابعین میں سے ہیں مگر تابعین میں سے بڑے بڑے باکمال اہل علم آپ کی جلالت شان کے قائل ہیں۔ امام احمد بن حنبل وعبدالرحمٰن بن مہدی وعلی بن مدینی وغیرہ نے آپ کو کوفہ کا سب سے ثقہ واعلیٰ

Marfat.com

محدث تسلیم کیا بلکہ ابو حاتم نے تو آپ کو امام اعمش سے بھی بڑھ کر حفظ و اتقان والا استادِ حدیث لکھا۔ سفیان ثوری کا بیان ہے کہ میں امام اعمش کے سامنے جب کوفہ کے کسی بھی محدث کی روایت بیان کرتا تو وہ رد کر دیتے تھے مگر جب منصور بن معتمر کا نام لیتا تو وہ بالکل خاموش ہو جاتے تھے۔

زہد و تقویٰ میں بھی آپ یکتائے زمانہ تھے۔ کوفہ کے گورنر نے آپ کو قاضی بنانا چاہا تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔ گورنر نے خفا ہو کر آپ کو قید کر دیا اور کہا کہ جب تک آپ قاضی کا عہدہ قبول نہیں کریں گے میں آپ کو قید سے رہا نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپ ایک ماہ قید میں رہے مگر جب کوفہ کے تمام عالموں اور بزرگوں نے گورنر کو سمجھایا کہ قید تو کیا چیز ہے؟ اگر تم ان کے بدن کے گوشت کا قیمہ کر ڈالو گے جب بھی یہ قاضی کا عہدہ قبول نہیں کریں گے تو گورنر نے آپ کو قید سے رہا کر دیا۔

عبادت کا حال

عبادت کا حال یہ تھا کہ سفیان ثوری کا قول ہے کہ اگر تم منصور بن معتمر کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تو یہ سمجھتے کہ بس ابھی ان کا انتقال ہو جائے گا۔ داڑھی سینے سے لگی ہوئی استغراق کے عالم میں خضوع و خشوع کا پیکر بنے ہوئے رات بھر نماز میں مشغول رہتے جب منصور بن معتمر کا انتقال ہو گیا تو ان کے پڑوسی کی ایک چھوٹی لڑکی نے اپنے باپ سے پوچھا: اے باپ! ہمارے پڑوسی کی چھت پر جو ایک ستون تھا وہ کب گر گیا؟ بچی کے سوال کی وجہ یہ تھی کہ منصور بن معتمر دن میں کبھی چھت پر نہیں چڑھتے تھے صرف رات میں چھت پر کھڑے ہو کر ساری رات نماز پڑھتے تھے تو وہ بچی یہ سمجھتی تھی کہ یہ کوئی ستون ہے!

آپ رات میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ ان کے گھر والوں کو ان پر رحم آنے لگتا تھا اور شب بیداری و گریہ وزاری کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں سرخی و آشوب کی سی کیفیت رہنے لگی تھی مگر آپ اپنی شب بیداری کو چھپانے کے لئے صبح کو آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور چہرے پر تیل کی مالش کر کے اپنی درس گاہ حدیث میں اس شان سے بیٹھتے کہ گویا ساری رات نیند سوئے رہے ہیں۔

آپ کی باکرامت عبادت کا اندازہ کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ ساٹھ برس

تک مسلسل صائم الدہر وقائم اللیل رہے۔ یعنی ساٹھ برس تک روزانہ دن میں روزہ رکھا اور ہر رات نفل نمازوں میں گزاری۔ اللہ اکبر۔

یہ عشق الٰہی کے پھندے کہاں ہیں؟
یہ اللہ کے پاک بندے کہاں ہیں؟

(طبقات شعرانی ونووی)

Marfat.com

(170)

تخت سکندری پہ وہ تھوکتے نہیں ہیں

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ مال و دولت' حکومت و ریاست چھوڑ کر راہ فقر پر کس طرح لگ گئے۔ اس کے بارے میں ایک روایت ہے۔

آپ ایک بار شکار کے لئے گئے' ایک لومڑی یا خرگوش کا پیچھا کر رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی تم اس لئے پیدا کئے گئے ہو یا اس کا تمہیں حکم دیا گیا؟ پھر ان کے گھوڑے کی زین سے جواب آیا نہیں' ہم نہ اس کے لئے پیدا کئے گئے اور نہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ یہ سن کر اپنی سواری سے اتر گئے' اپنے باپ کے گلہ بان کو راہ میں پایا تو اس سے اون کا کمبل لے کر پہن لیا۔ اپنا گھوڑا اور جو کچھ ساتھ تھا اسے دے دیا اور جنگل کی راہ لی۔

☆...... فرماں روائے کرمان شیخ ابوالفوارس بن شجاع رضی اللہ عنہ ایک بار شکار کے ارادے سے نکلے۔ جنگل میں شکار کی تلاش کرتے کرتے تنہا دور نکل گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان خونخوار درندہ کی پشت پر سوار ہے اس کے اردگرد بہت سے درندے اور بھی ہیں۔ بادشاہ کو دیکھ کر درندے اس پر جھپٹے مگر نوجوان نے انہیں روک دیا۔

نوجوان: السلام علیکم' اے بادشاہ تم رب تعالیٰ سے کتنے غافل ہو؟ دنیا کے لئے آخرت کو بھولے ہوئے ہو۔ لذت و خواہشات کی پیروی میں اپنے مالک سے روگرداں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دولت اس لئے دی کہ اس کے ذریعہ اس کی اطاعت میں سعی کرو۔ تم نے تو اسے عیش و عشرت کا ذریعہ بنالیا۔

Marfat.com

بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

نوجوان ابھی یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ ایک بڑھیا ہاتھ میں پانی کا پیالہ لئے ہوئے آئی اور نوجوان کو دیا۔ نوجوان نے اس میں سے پہلے خود پیا۔ پھر بادشاہ کو پینے کے لئے دیا۔ پھر بڑھیا وہاں سے غائب ہوگئی۔

شاہ: میں نے تو آج تک اتنی لذیز اور مزیدار شے عمر بھر میں نہیں پی۔ نوجوان: وہ بڑھیا جسے تم نے دیکھا وہ دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میری خدمت کے لئے متعین فرمایا ہے۔ جب بھی مجھے کسی چیز کی حاجت ہوتی ہے، دل میں خیال کرتے ہی حاضر کرتی ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو تخلیق فرمایا تھا تو اسے حکم دیا تھا کہ جو میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کرنا اور جو تمہاری خدمت کرے اس سے مزید اپنی خدمت لینا۔ شاہ کرمان نے جب یہ سنا تو دنیاداری سے توبہ کی۔ پھر ان کا حال و مقام کچھ اور ہی ہو گیا۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(171)

حضور ﷺ کی ازدواجی زندگی کا ایک اہم واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خواہش تھی کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کون سی دو بیویاں تھیں جن کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا تھا: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ

(التحریم 4)

"اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرلو (تو بہت بہتر ہوگا) یقیناً تمہارے دل جھک پڑے ہیں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج پر نکلا تو وہ (قضائے حاجت کے لئے) راستے سے ایک طرف چل پڑے تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹا پانی کا لے کر ان کے ساتھ ہولیا۔ جب وہ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے ان پر پانی ڈالا اور انہوں نے وضو کیا اور اس دوران میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! ازواج مطہرات میں سے وہ کون سی دو عورتیں تھیں جن کے متعلق اللہ کریم نے فرمایا ہے: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ (ایضاً)

واقعہ ایلاء کا مفصل حال

حضرت عمر نے فرمایا: اے ابن عباس! تم پر تعجب ہے وہ عورتیں عائشہ اور حفصہ (رضی اللہ عنہما) ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ واقعہ بیان کرنے لگے کہ میں اور بنو امیہ بن زید نام کا ایک انصاری جو کہ میرا ہمسایہ تھا' جب میں جاتا تو پورے دن کی باتیں اس کو آ کر سنایا کرتا تھا اور وہ جاتا تھا تو وہ تمام باتیں آ کر مجھے بتایا کرتا تھا۔ ہمارے قریشی لوگ عورتوں پر غالب

Marfat.com

تھے (یعنی مردوں کا عورتوں پر کنٹرول ہوتا تھا) لیکن جب ہم انصار کے پاس (ہجرت کر کے) آئے تو دیکھا ان کی عورتیں مردوں پر غالب تھیں' ہماری عورتیں بھی ان کی دیکھا دیکھی میں مردوں کے سامنے بولنے لگیں۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے میری کسی بات کا جواب دے دیا تو اس کا جواب دینا مجھے ناگوار گزرا تو اس نے کہا: اے عمر! میرا جواب دینا آپ کو ناگوار گزرا حالانکہ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دے لیا کرتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویاں پورا پورا دن بھی آپ سے ناراض رہتی ہیں' بولنا چھوڑ جاتی ہیں۔ میری بیوی کی اس بات نے مجھے چونکا دیا۔ میں نے کہا: ازواج مطہرات میں سے جو ایسا کرے گی وہ تو ناکام و نامراد ہو جائے گی اور بہت بڑے گناہ کی مرتکب ہو گی پھر میں نے اپنے کپڑے لئے اور اپنی بیٹی حفصہ کے پاس گیا۔ میں نے کہا: حفصہ! کیا تم میں سے کوئی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتی ہے حتیٰ کہ پورا دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رنج میں رہتی ہو؟ حفصہ نے کہا: ہاں ابو جان۔ میں نے کہا: وہ عورت تو ناکام اور خسارے میں پڑ جائے گی جو ایسا کرے گی' کیا اسے ڈر نہیں لگتا کہ اس پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غضب نازل ہو گا اور وہ ہلاک ہو جائے گی؟

حضرت حفصہ کو حضرت عمر کی تنبیہہ

حفصہ تو اللہ کے رسول سے زیادہ مطالبات نہ کرنا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بات کا جواب دینا اور نہ ہی آپ سے بول چال چھوڑنا' جو چیز تجھے ضرورت ہو وہ مجھ سے مانگ لینا۔

وَلَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ هِيَ اَوْضَاَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

"کہ تو اس دھوکے میں نہ پڑ جانا کہ تیری سوکن (عائشہ) تجھ سے زیادہ خوبرو ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے زیادہ وہ محبوب ہے (کہ تو اس کا مقابلہ کرنے لگ جائے)۔"

Marfat.com

ان ایام میں غسان کے بادشاہ کے متعلق ہمارے اندر باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ ہم سے جنگ کرنے کی تیاری میں ہے۔ ایک دن میرا ساتھی اپنی باری میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ عشاء کے وقت واپس آیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور پوچھا: کیا عمر سوئے ہوئے ہیں؟ میں یہ صورت حال دیکھ کر گھبرا کر باہر نکلا تو اس نے کہا:

حَدَثَ اَمْرٌ عَظِیْمٌ ۔ ''بڑا واقعہ رونما ہو گیا ہے۔''

میں نے کہا: کیا ہوا' کیا غسانی حملہ آور ہو گئے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں' بلکہ غسانیوں کے حملے سے بھی بڑا واقعہ ہو چکا ہے' وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا: حفصہ ناکام ہو گئی اور خسارے میں پڑ گئی۔ مجھے پہلے سے ہی یہی خطرہ تھا کہ ایسا معاملہ ہو جائے گا۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور صبح کی نماز میں نے بی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ کر پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا کر اپنے کمرے میں چلے گئے اور اکیلے جا کر بیٹھ گئے۔ میں حفصہ کے پاس گیا تو اسے روتا ہوا پایا۔ میں نے پوچھا کیوں رو رہی ہو' کیا میں نے تمہیں ڈرایا اور سمجھایا نہیں تھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان نہ کیا کرو' کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ حفصہ نے کہا: مجھے علم نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمرے میں موجود ہیں (ان سے صحیح صورت حال کا پتہ لگ سکتا ہے)

سیدنا عمر فاروق کی بے چینی

پھر میں وہاں سے نکل کر منبر رسول کے پاس آ گیا تو وہاں کچھ صحابہ کرام کو بیٹھا دیکھا۔ ان میں سے کچھ رو رہے تھے۔ میں ان کے ساتھ تھوڑی دیر بیٹھا رہا لیکن میرے دل کی کیفیت نے مجھے سکون سے نہ بیٹھنے دیا۔ پھر میں اس کمرے کے پاس چلا گیا جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ باہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ فام غلام کھڑا تھا۔ میں نے اسے کہا: میرے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر جانے کی اجازت لے کر آؤ۔ غلام گیا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی اور واپس آ گیا اور کہا کہ میں نے تمہارا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر میں

Marfat.com

دوبارہ منبر کے پاس بیٹھے لوگوں میں جا کر بیٹھ گیا لیکن میرے دل کی کیفیت نے مجھے اب کی بار بھی نہ بیٹھنے دیا۔ میں نے غلام سے کہا کہ میرے لئے اجازت مانگو لیکن اس نے دوبارہ آ کر بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں پھر دوبارہ منبر کے پاس بیٹھے لوگوں میں جا بیٹھا لیکن میرے دل کی کیفیت نے مجھے ستایا اور میں غلام کے پاس چلا آیا اور اس سے کہا: میرے لئے اجازت مانگو لیکن اس نے پھر بھی یہی آ کر کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب میں وہاں سے واپس پلٹا تو مجھے غلام نے آواز لگائی کہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت دے دی ہے۔

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جب میں آپ کے پاس کمرے میں گیا تو آپ کو چٹائی پر لیٹا ہوا دیکھا جس پر بستر نہیں تھا۔ چٹائی نے آپ کے پہلو مبارک پر نشان ڈال دیئے تھے۔ آپ نے چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگا رکھی تھی۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا اور کھڑے کھڑے میں نے آپ سے پوچھا کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ یہ سن کر آپ نے مجھ پر نظر ڈالی اور فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے آپ کے دل بہلانے کی نیت سے کھڑے کھڑے کہا یا رسول اللہ! ہم قریشی لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے' پھر جب ہم ایسی قوم کے پاس آئے جن پر ان کی عورتوں کا کنٹرول ہے (تو ہماری عورتیں بھی ان کی دیکھا دیکھی میں مردوں کے سامنے بولنے لگیں) آپ نے یہ سنا تو ہنس دیئے۔

پھر میں نے کہا: یارسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی حفصہ سے کہا: تھا کہ تجھے تیری اس سوکن (عائشہ) سے دھوکہ نہ لگے جو تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیاری لگتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر دوبارہ ہنس پڑے۔ جب آپ ہنس پڑے تو (میرا دل مطمئن ہو گیا تو) میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نظر دوڑائی:

فَوَ اللّٰہِ مَا رَأَیْتُ فِیْہِ شَیْئًا یَرُدُّ الْبَصَرَ غَیْرَ أَهَبَةٍ ثَلَاثَةٍ۔

''اللہ کی قسم! میں نے آپ کے گھر میں تین چمڑوں کے علاوہ کوئی سامان نہ دیکھا۔'' میں نے عرض کیا:

کل جہاں ملک اور......

اُدْعُ اللّٰہَ فَلْیُوَسِّعْ عَلٰی اُمَّتِکَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وُسِّعَ عَلَیْھِمْ وَاُعْطُوا الدُّنْیَا وَھُمْ لَا یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ۔

''اللہ کے نبی! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کی امت پر مال کی فراوانی کر دے فارس وروم کے لوگ دولت سے مالا مال ہیں حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن خطاب کیا آپ شک میں ہیں؟''

اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَھُمْ طَیِّبَاتُھُمْ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا۔

''فارس روم کے لوگوں کو اچھائیاں دنیا میں مل گئی ہیں۔'' (ان کو آخرت میں کچھ بھی نہیں ملے گا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میرے لئے بخشش کی دعا فرمائیں۔

اصل واقعہ

ہوا یہ تھا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا تھا جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیف ہوئی جب کہ اللہ تعالیٰ نے (یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ (التحریم ۱)) (نازل فرما کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مہینہ تک میں اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا پھر جب انتیس دن گزر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: یارسول اللہ! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک ہمارے

Marfat.com

پاس نہیں آئیں گے جب کہ ہماری گنتی کے مطابق ابھی انتیس دن ہوئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عائشہ! مہینہ انتیس دنوں کا بھی تو ہوتا ہے۔'' پھر حقیقت میں بھی وہ مہینہ انتیس کا ہو گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تب تخییر کی آیت نازل ہوئی (یعنی اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اختیار دیا گیا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنا چاہیں تو رہ جائیں اگر طلاق لینا چاہیں تو طلاق لے لیں)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم (اس آیت کے نازل ہونے کے بعد) سب سے پہلے میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تیرے سامنے ایک بات رکھتا ہوں اس کا فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لینا بلکہ اس معاملہ میں پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق لینے کا مشورہ ہرگز نہیں دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:

يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب 28)

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے پیغمبر اور عاقبت کے گھر (یعنی جنت) کی طلب گار ہو تو تم میں جو نیکوکاری کرنے والیاں ہیں ان کے لئے اللہ نے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

حضرت عائشہ کی اولیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت کرلیں تو میں نے کہا: کیا اس معاملے میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟

Marfat.com

فَاِنِّیْ اُرِیْدُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ ۔

''میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو چاہتی ہوں۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیویوں کو بھی (اپنے پاس رہنے یا طلاق لینے کا) اختیار دیا تو انہوں نے وہی جواب دیا' جو میں نے دیا تھا۔

(بخاری' المظالم' باب الفرقۃ والعلیۃ' 2468)

Marfat.com

(172)

اخلاص فروش مسلمان

حضرت سیدنا مبارک بن فضالہ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کسی علاقے میں ایک بہت بڑا درخت تھا' لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس طرح اس علاقے میں کفر و شرک کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ایک مسلمان شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا کہ یہاں غیر اللہ کی عبادت کی جارہی ہے۔ چنانچہ وہ جذبہ توحید سے معمور بڑی غضبناک حالت میں کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے چلا۔ اس کے ایمان نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ اس جذبہ کے تحت وہ درخت کاٹنے جارہا تھا کہ شیطان مردود اس کے سامنے انسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا "تو اتنی غضبناک حالت میں کہاں جارہا ہے؟" اس مسلمان نے جواب دیا "میں اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔" یہ سن کر شیطان مردود نے کہا: "جب تو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو دوسروں کا اس درخت کی عبادت کرنا تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ تو اپنے اس ارادے سے باز رہ اور واپس چلا جا۔" اس مسلمان نے کہا: "میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔" معاملہ بڑھا اور شیطان نے کہا: "میں تجھے وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔"

چنانچہ دونوں میں کشتی ہوگئی اور اس مسلمان نے شیطان کو پچھاڑ دیا۔ پھر شیطان نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا: "اگر تو اس درخت کو کاٹ بھی دے گا تو تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ میرا مشورہ ہے کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ' اگر تو ایسا کرے گا تو روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔" وہ شخص کہنے لگا "کون میرے لئے دو دینار رکھے

Marfat.com

گا۔'' شیطان نے کہا: ''میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص شیطان کی اس لالچ بھری باتوں میں آ گیا اور دو دینار کے لالچ میں اس نے درخت کاٹنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو اس نے دیکھا کہ تکیے کے نیچے دو دینار موجود تھے۔

لالچ نے شیطان کو غالب کر دیا

پھر دوسری صبح جب اس نے تکیہ اٹھایا تو وہاں دینار موجود نہ تھے۔ اسے بڑا غصہ آیا اور کلہاڑا اٹھا کر پھر درخت کاٹنے چلا۔ شیطان پھر انسانی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' وہ کہنے لگا ''میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں' میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ لوگ غیر خدا کی عبادت کریں لہٰذا میں اس درخت کو کاٹ کر ہی دم لوں گا۔'' شیطان نے کہا: ''تو جھوٹ بول رہا ہے' اب تو کبھی بھی اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔'' چنانچہ شیطان اور اس شخص کے درمیان پھر سے کشتی شروع ہو گئی۔ اس مرتبہ شیطان نے اس شخص کو بری طرح پچھاڑ دیا اور اس کا گلا دبانے لگا۔ قریب تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہو جاتی۔ اس نے شیطان سے پوچھا ''یہ تو بتا کہ تو ہے کون؟'' شیطان نے کہا: ''میں ابلیس ہوں اور جب تو پہلی مرتبہ درخت کاٹنے چلا تھا تو اس وقت بھی میں نے ہی تجھے روکا تھا لیکن اس وقت تو نے مجھے گرا دیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تیرا غصہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا لیکن اس مرتبہ میں تجھ پر غالب آ گیا ہوں کیونکہ اب تیرا غصہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ دیناروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا اب تو کبھی بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔'' (عیون الحکایات)

Marfat.com

(173)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ بن النعمان انصاری' یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے بہت ہی جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لے جانے سے پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیا کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیں اور غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہیں۔ چنانچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دامن اسلام میں آ گئے اور خود اسلام قبول کرتے ہی یہ اعلان فرمادیا کہ میرے قبیلہ بنو عبد الاشہل کا جو مرد یا عورت اسلام سے منہ موڑے گا میرے لئے حرام ہے کہ میں اس سے کلام کروں۔ آپ کا یہ اعلان سنتے ہی قبیلہ بنو عبد الاشہل کا ایک بچہ دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا۔ اس طرح آپ کا مسلمان ہو جانا مدینہ منورہ میں اشاعت اسلام کے لئے بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔

آپ بہت ہی بہادر اور انتہائی نشانہ باز تیر انداز بھی تھے۔ جنگ بدر اور جنگ احد میں خوب خوب داد شجاعت دی مگر جنگ خندق میں زخمی ہو گئے اور اسی زخم میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے نیزہ لے کر جوش جہاد میں لڑنے کے لئے میدان جنگ میں جا رہے تھے کہ ابن العرقہ نامی کافر نے ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ جس سے آپ کی ایک رگ جس کا نام ''اکحل'' ہے' کٹ گئی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجد نبوی میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا۔ خود اپنے دست مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا اور ان کا زخم بھرنے لگ گیا تھا لیکن انہوں نے شوقِ شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

Marfat.com

صحابی رسول کی پاکیزہ دعا

''یا اللہ! تو جانتا ہے کہ کسی قوم سے مجھے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور ان کو ان کے وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفار قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھنا تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت عطا فرمادے۔''

خدا کی شان کہ آپ کی یہ دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہہ کر مسجد نبوی میں بنی غفار کے خیمے کے اندر پہنچ گیا۔ ان لوگوں نے چونک کر کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے جو تمہاری طرف سے بہہ کر ہماری طرف آ رہا ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون جاری تھا۔ اسی زخم میں ان کی شہادت ہوگئی۔ (بخاری، جلد 2، ص 591، باب مرجع النبی من الاحزاب)

عین وفات کے وقت ان کے سرہانے حضور انور تشریف فرما ہیں۔ جاں کنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار نبوت کا دیدار کیا اور کہا السلام علیک یارسول اللہ! پھر بلند آواز سے کہا: یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کر دیا۔ (مدارج النبوۃ، ج 2، ص 181)

آپ کا سال وصال 5 ہجری ہے۔ بوقت وصال آپ کی عمر شریف 37 برس کی تھی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دفنا کر واپس آ رہے تھے تو شدت غم سے آپ کے آنسوؤں کے قطرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پر گر رہے تھے۔ (اکمال، ص 596، واسد الغابہ، ج 2، ص 298)

جنازے کا منظر، فرشتوں کی حاضری اور قبر کی مٹی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد بن معاذ کی موت سے عرش الٰہی ہل گیا اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ (زرقانی، ج 2، ص 143، وحجۃ اللہ، ج 2، ص 868)

Marfat.com

☆......محمد بن شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی ہاتھ میں لی تو اس میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے خوشبو آنے لگی۔ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا ذکر کیا گیا تو آپ نے سبحان اللہ! سبحان اللہ فرمایا اور مسرت کے آثار آپ کے رخسارِ انور پر نمودار ہو گئے۔

(زرقانی' ج2' ص143 ' وحجتہ اللہ' ج2' ص868 ' بحوالہ ابن سعد)

☆......حضرت سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے تو وہاں کوئی بھی آدمی موجود نہ تھا مگر پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لمبے لمبے قدم رکھ کر پھلانگتے ہوئے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ان کی لاش کے پاس تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خیمہ میں لمبے لمبے قدم کے ساتھ پھلانگتے ہوئے داخل ہوئے حالانکہ خیمہ میں کوئی شخص بھی موجود نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیمہ میں اس قدر فرشتوں کا ہجوم تھا کہ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی اس لئے میں نے فرشتوں کے بازوؤں کو بچا بچا کر قدم رکھا۔

(حجتہ اللہ علی العالمین' ج2' ص868 ' بحوالہ ابن سعد)

کیا یہ لوگ قابل زیارت نہیں؟

خدا کے نیک اور محبوب بندوں کی نسبت سے جب ان کی قبر کی مٹی میں مشک کی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے تو ان مقدس قبروں کے پاس حاضر ہونے والے زائرین کی اگر بیماریاں زائل ہو کر انہیں تندرستی مل جائے یا ان کی نحوست وشقاوت دور ہو کر انہیں برکت وسعادت حاصل ہو جائے تو اس میں کون سا تعجب ہے؟ جن کی تاثیر سے مٹی مشک بن سکتی ہے کیا ان کی تاثیر سے بیماری تندرستی اور بدنصیبی' خوش نصیبی نہیں بن سکتی؟

کاش! وہ لوگ جو اولیاء اللہ کی قبروں کو مٹی کا ڈھیر کہہ کر قبروں کی زیارت کرنے والوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں اور ان مقدس قبروں کی تاثیروں کا انکار کرتے ہیں اس روایت سے ہدایت کی روشنی حاصل کرتے اور مقابر اولیاء اللہ کا ادب واحترام کرتے۔

Marfat.com

(174)

دودھ اور کھانے میں برکت

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں اور میرے دو رفیق ایسے فقر و فاقہ کی حالت میں آئے کہ ہماری سنوائی اور بینائی دونوں جا چکی تھی۔ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کیا مگر کسی نے ہمارا بار اٹھانا منظور نہ کیا بالآخر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ہم کو لے کر اپنے گھر تشریف لائے۔ دیکھا تو گھر میں تین بکریاں موجود تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بکریوں کا دودھ نکال کر ہم سب کے درمیان تقسیم کر لیا کرو۔ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم ان بکریوں کا دودھ نکالتے اور ہم میں سے ہر شخص اپنا اپنا حصہ پی لیتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کا دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑتا۔ بعد میں جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو بس اتنی ہلکی آواز سے سلام کرتے کہ آدمی سوتا ہو تو بیدار نہ ہو اور بیدار ہو تو وہ سن لے اس کے بعد مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز پڑھتے۔ اس کے بعد تشریف لاکر اپنا حصہ نوش فرماتے۔ ایک شب کا قصہ ہے کہ میں اپنا حصہ پی چکا تھا۔ شیطان نے مجھے بہکایا کہ آپ تو انصار کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں وہ آپ کی خدمت میں کچھ نہ کچھ پیش کرتے ہیں اور آپ ان کے ہاں تناول بھی فرما لیتے ہیں۔ بھلا اس گھونٹ بھر دودھ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ضرورت ہے؟ یہ سوچ کر میں گیا اور جا کر آپ کے حصہ کا دودھ بھی پی لیا۔ جب میں نے اس کو اپنے پیٹ میں ڈال لیا اور اب گنجائش نہ رہی تو شیطان نے مجھے الٹا شرمندہ کیا اور کہا کہ کم بخت تو نے یہ ناشائستہ حرکت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کا دودھ بھی پی گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور اپنا حصہ نہ

Marfat.com

پائیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے حق میں بد دعا فرمائیں اور تیرے دین و دنیا دونوں برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ چنانچہ میں ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اگر پیر ڈھانکتا تو میرا سر کھل جاتا اور اگر سر ڈھانکتا تو پیر کھل جاتے اور اس فکر میں کسی طرح نیند نہ آتی تھی۔ میرے دو رفیق جنہوں نے یہ حرکت نہ کی تھی وہ آرام سے سو گئے۔

جب میں نے حضور کے حصے کا دودھ بھی پی لیا

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حسب عادت سلام کیا پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد اپنے حصہ کا دودھ پینے کے لئے آئے۔ برتن کھولا تو وہاں کچھ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔ میں نے کہا: ابھی آپ نے میرے اوپر بد دعا فرمائی اور ابھی میں برباد ہوا' مگر آپ نے یہ دعا فرمائی ''خدایا جو مجھے کھلائے تو اس کو کھلا اور جو مجھ کو پلائے تو اس کو پلا (آپ کی یہ دعا سن کر) میں نے اپنی چادر سنبھالی اور چھری ہاتھ میں لے کر بکریوں کی طرف بڑھا کہ ان میں جو فربہ ہو میں آپ کے لئے اس کو ذبح کر ڈالوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سب کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے۔ میں یہ دیکھ کر ایک برتن کی طرف بڑھا جس کے متعلق آپ کے گھر والوں کو یہ خیال بھی نہ گزرا تھا کہ کبھی دودھ اتنا ہوگا کہ اس برتن میں دوہا جائے گا لیکن میں نے اس میں دودھ دوہا تو وہ بھر گیا یہاں تک کہ اس کے اوپر جھاگ آ گئی۔ میں اس کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم لوگوں نے اپنا حصہ پی لیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی یا رسول اللہ! آپ نوش فرما لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پی کر مجھے کو عنایت فرما دیا۔ میں نے عرض کی اور نوش فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور پی لیا اور مجھ کو عنایت فرما دیا۔ جب میں سمجھ گیا کہ آپ خوب شکم سیر ہو چکے ہیں اور آپ کی دعا مجھ کو لگ چکی ہے تو میں ہنس پڑا اور ہنستے ہنستے زمین پر گر پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مقداد یہ کیا ناشائستہ حرکت ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا پورا واقعہ یہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ برکت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت تھی تم نے پہلے اس کی مجھ کو خبر کیوں نہ کی؟ ہم تمہارے دونوں رفیقوں کو بھی جگا لیتے اور وہ بھی اس برکت الٰہی میں شریک ہو جاتے۔ میں نے کہا: اس اللہ کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا

ہے جب وہ برکت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی اور آپ کے طفیل مجھ کو بھی نصیب ہوگئی تو پھر مجھ کو اس کی کوئی پروا نہیں رہی کہ کسی اور کو بھی پہنچی یا نہیں۔ (مسلم شریف)

سفر ہجرت کا ایک واقعہ

قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کے لئے چلے تو راستے میں ان کا گزر ایک غلام پر ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس سے دودھ طلب کیا۔ اس نے کہا: ہمارے پاس دودھ والی بکری تو کوئی نہیں۔ صرف ایک ایسی بکری ہے جو شروع جاڑوں میں گابھن ہوئی تھی اس کے بعد قبل از وقت اس کا بچہ گر گیا تھا۔ اس لئے دودھ اس کے بھی نہیں رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا جا وہی لے آ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نکالنے کے لئے اس کی ایک ٹانگ دبالی اور اس کے تھنوں پر دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ پس فوراً اس کے دودھ اتر آیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک ڈھال لے کر آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نکال کر پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پلایا۔ اس کے بعد پھر دودھ دوہا اور اس چرواہے کو پلایا پھر دودھ دوہا اور خود نوش فرمایا۔ چرواہے نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا بخدا بتائیے آپ کون صاحب ہیں؟ میں نے آپ جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو جب تک میں نہ کہوں میری خبر پوشیدہ رکھنا۔ اس نے کہا: بہت اچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اس نے عرض کی اچھا وہی تو نہیں جس کو قریش "صابی" کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں وہ تو یہی کہتے ہیں۔ اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں آپ کا دین حق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کام کیا ہے یہ تو نبی کے سوا کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا اور اب آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی یہ تم کو مشکل ہوگا لیکن جب تمہیں میرے ظہور کی خبر ملے اس وقت تم میرے پاس آ جانا۔ (مستدرک)

جب حضور دودھ دوہتے ہیں

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی دختر بیان کرتی ہیں: میرے والد خباب رضی اللہ عنہ

Marfat.com

ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ایک غزوہ میں چلے گئے۔ ان کے پیچھے ہماری ضروریات کا خیال خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ بکری تھی اس کا دودھ بھی ایک پیالے میں نکال دیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ اتنا بھر جاتا تھا کہ چھلکنے لگتا تھا۔ وہ کہتی ہیں جب خباب رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر دودھ خود نکالا تو جتنا وہ پہلے نکلتا تھا پھر اتنا ہی رہ گیا۔ وہ کہتی ہیں ہم نے خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دودھ نکالا کرتے تھے تو ہمارا برتن بھر جایا کرتا تھا پھر جب سے اس کا دودھ آپ نے نکالنا شروع کیا ہے تو وہ بہت گھٹ گیا ہے۔

(ماخوذ از: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی ایک جھلک)

(175)

حضور ﷺ کو کس بات کا اندیشہ تھا؟

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی' انہیں عبدان بن عثمان نے' انہیں عبداللہ بن مبارک نے' انہیں معمر و یونس نے' وہ زہری سے روایت کرتے ہیں' وہ عروہ بن زبیر سے کہ انہوں نے ان کو خبر دی اور انہیں مسور بن مخرمہ نے خبر دی کہ عمرو بن عوف جو بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزدۂ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ وہ بحرین سے کچھ مال لے کر آئے۔ انصار کو ان کے آنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی معیت میں پڑھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو یہ حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے' اس کے بعد فرمایا: میرا خیال ہے کہ تمہیں ابو عبیدہ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ کچھ (مال) لائے ہیں۔ وہ بولے ہاں یارسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا خوش ہو جاؤ اور اپنے مطلوب کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے فقر کا اندیشہ نہیں' مجھے تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم پر دنیا کشادہ نہ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلوں پر کی گئی تھی۔ پس تم اس میں اس طرح رغبت ظاہر کرنے لگو جس طرح انہوں نے کی تھی اور وہ تمہیں اس طرح ہلاک کر دے جس طرح ان کو کیا تھا۔ (کتاب الزہد لابن مبارک' 502)

Marfat.com

(176)

حضرت محمدین رحمۃ اللہ علیہما

یہ دونوں بزرگ محدث ہوئے ہیں۔ایک محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کی کنیت ابوالحارث اور وطن مدینہ منورہ ہے۔ یہ ابن ابی ذئب کے لقب کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے استادوں اور شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ اپنے دور کے بہت کثیر احادیث والے صادق و معتمد محدث تھے۔ امام احمد بن حنبل ان کو سعید بن مسیّب کا ہم پلہ بتاتے تھے اور ابن حبان نے مدینہ منورہ کے فقہاء اور عابدوں میں ان کا شمار کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھ کو دو محدثوں سے ملاقات نہ ہونے کا تمام عمر افسوس رہے گا۔ایک ابن ابی ذئب دوسرے لیث بن سعد۔ واقدی کا قول ہے کہ ابن ابی ذئب اعلیٰ درجے کے متقی، بے حد شریف اور انتہائی صاحب اخلاق بزرگ تھے۔ان کی عبادت کا یہ حال تھا کہ رات میں ایک منٹ کے لئے بھی نہیں سوتے تھے اور پوری رات نماز نوافل پڑھتے رہتے تھے اس کے ساتھ ساتھ عمر بھر صوم داؤدی کے پابند رہے یعنی ایک دن کا ناغہ دے کر عمر بھر روزہ رکھتے رہے۔

یہ امراء اور بادشاہوں کو نصیحت کرنے میں امام مالک سے بھی زیادہ جری تھے۔ خلیفہ بغداد منصور عباسی کے دربار میں بلائے گئے تو ذرا بھی مرعوب نہیں ہوئے اور بے دھڑک بادشاہ کے منہ پر کہہ دیا کہ اے منصور میں تیرے دروازے پر ہر طرف ظلم ہی ظلم پھیلا ہوا دیکھتا ہوں اور ان کی علمی جلالت وحقانی ہیبت کا منصور کے دل پر ایسا دبدبہ چھا گیا کہ وہ آپ کے سامنے زبان نہ کھول سکا۔ خلیفہ مہدی کا سفر حج کے دوران مسجد نبوی میں ورود ہوا۔ خلیفہ کے داخل مسجد ہوتے ہی تمام حاضرین کھڑے ہو گئے مگر ابن ابی ذئب تنہا بیٹھے رہے۔

ایک جملے سے بادشاہ کے سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے

مسیّب بن زبیر چوبدار نے کہا: کھڑے ہو جاؤ یہ امیر المومنین ہیں۔ ابن ابی ذئب نے تڑپ کر فرمایا: اِنَّمَا یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ آدمی صرف اپنے پروردگار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ خلیفہ اس جواب کی جلالت سے کانپ گیا اور چوبدار سے کہا: ان کو مت چھیڑو۔ ان کے ایک جملہ سے میرے سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے۔

(تاریخ بغداد)

ایک مرتبہ ابن ابی ذئب عبدالصمد بن علی کے پاس پہنچے۔ درمیان گفتگو میں عبدالصمد نے کہہ دیا کہ اے ابن ابی ذئب میرا خیال ہے کہ آپ کے اعمال میں کچھ ریاکاری اور دکھاوے کی بو آتی ہے تو آپ نے فوراً زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا: اے عبدالصمد میں کس کو دکھانے کیلئے اعمال کروں گا؟ خدا کی قسم تمام روئے زمین کے دنیا دار انسان میری نظر میں اس تنکے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ 158ھ یا 159ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(تہذیب التہذیب)

☆...... دوسرے بزرگ حضرت محمد بن طارق مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ تابعی محدث ہیں اور حدیث میں عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور طاؤس ومجاہد وغیرہ دور تابعین کے محدثین سے بھی انہوں نے علمی استفادہ کیا ہے اور لیث بن سعد وسفیان ثوری وسفیان بن عینیہ وغیرہ کے استاد حدیث ہیں۔ امام نسائی وابن حبان وغیرہ نے ان کو ثقہ وصالح محدث اور اپنے زمانے کا ممتاز عابد تحریر کیا ہے۔

یہ بیت اللہ شریف کے مجاور بن گئے تھے اور روزانہ بلا ناغہ ستر طواف کرتے تھے۔ کعبہ شریف کے ستر طواف کرنے میں تقریباً دس میل راستہ کے برابر چلنا پڑتا ہے۔

(تہذیب التہذیب)

Marfat.com

(177)

حضرت مالک بن دینار کی توبہ کا سبب

ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے دنیا سے تائب ہو کر راہِ مولیٰ کیسے اختیار کی۔ اس کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں ایک شرابی انسان تھا۔ ہر وقت شراب میں دھت رہتا۔ اسی زمانے میں میں نے ایک حسین جمیل کنیز خریدی۔ اس کنیز کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی۔ اس سے مجھے بے حد محبت ہو گئی۔ وہ بیٹی ذرا بڑی ہو کر جب گھسٹنے لگی تو میرے دل میں اس کی محبت نے اور جڑ پکڑ لی اور پھر ایسا ہوتا کہ جب شراب لے کر بیٹھتا تو وہ میرے پاس آ جاتی اور شراب کا پیالہ مجھ سے چھینتے ہوئے میرے کپڑوں پر گرا دیتی۔ وہ میری بیٹی جب دو سال کی ہوئی تو اچانک اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی موت کے غم نے مجھے بدحال کر دیا۔ شب برأت (پندرہویں شعبان) آئی اور یہ جمعہ کی رات بھی تھی۔ میں نے اس شب بھی شراب پی اور شراب کے نشے میں سو گیا۔ عشاء کی نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت کا میدان ہے۔ مردے قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ انہی میں میں بھی ہوں۔ مجھے اپنے پیچھے کسی چیز کی آہٹ محسوس ہوئی۔ مڑ کر جو دیکھا تو ایک بہت کالا سانپ منہ کھولے میری ہی طرف دوڑا آ رہا ہے۔ مجھ پر خوف طاری ہوا اور میں نے بھاگنا شروع کیا۔ ایک راہ پر مجھے ایک سفید پوش بزرگ شخص ملا۔ میں نے اس سے منت سماجت کی کہ مجھے اس مہلک سانپ سے بچا لو مگر اس نے معذرت کی اور کہا میں کمزور ہوں اور سانپ بہت زبردست ہے اس لئے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا مگر آگے جاؤ شاید مولا تعالیٰ تمہاری نجات کا کوئی راستہ ظاہر فرما دے۔ میں وہاں سے آگے چلا اور ایک بلند ٹیلے پر جا چڑھا جہاں سے جہنم کی آگ، اس کے طبقات

اور بھڑکتے شعلے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ پیچھے آتے ہوئے سانپ کے اندیشے سے مجھے ڈر لگا کہ کہیں میں غار جہنم میں نہ گر پڑوں۔

شب برأت وشب جمعہ بھی شراب نہ چھوڑی

اتنے میں میں نے غیب سے ایک آواز سنی۔ پیچھے ہٹ جا تو دوزخی نہیں ہے۔ یہ سن کر مجھے قدرے اطمینان ہوا۔ میں وہاں پلٹا تو سانپ بھی میرے ساتھ آیا۔ ایک آواز سن کر ضعیف مرد کے پاس آیا اور کہا آپ نے اس سانپ سے بچانے میں میری مدد نہیں کی۔ ضعیف مرد میری بات سن کر رونے لگے۔ اور کہا: میں تو ضعیف وناتواں ہوں مگر تم اس ٹیلے پر چلے جاؤ جہاں اہل ایمان کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں۔ اگر تمہاری بھی کوئی امانت ہوگی تو اس سے تمہیں ضرور مدد ملے گی۔ میں ادھر بھاگا۔ وہ ایک گول پہاڑی تھی۔ اس کے اندر بہت سے دروازے تھے۔ دروازوں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ ہر دروازہ پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے سونے کے پٹ لگے ہوئے تھے۔ میں پہاڑی پر دوڑا تو سانپ بھی میرے تعاقب میں آیا۔ میں دروازے کے نزدیک پہنچا تو ایک فرشتے نے پکارا' پردے اٹھا دو' دروازے کھول دو۔ شاید اس بدحال کی یہاں کوئی امانت ہو جو اس کے دشمن سے اسے بچا سکے۔ دروازہ کھلتے ہی بہت سے چاند جیسے خوبصورت بچے میرے پاس آ گئے۔ اتنے میں سانپ بھی میرے قریب آ گیا۔ بچوں میں سے ایک نے چیخ مار کر کہا۔ سب کے سب جلدی پہنچو' سانپ تو اس کے قریب آ گیا۔ اسی اثناء میں میری بیٹی بھی وہاں آ گئی اور مجھے دیکھ کر رو پڑی اور بولی بخدا یہ تو میرے باپ ہیں۔ یہ کہہ کر بجلی کی سرعت کے ساتھ ایک نورانی جھولے میں میرے پاس آ پہنچی۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ میری داہنی جانب بڑھایا جسے میں نے پکڑ لیا پھر اس نے اپنا دایاں ہاتھ سانپ کی طرف بڑھایا تو وہ پیچھے بھاگ نکلا۔ پھر اس نے مجھے بٹھایا اور خود میری گود میں آ بیٹھی اور میری ریش پر ہاتھ پھیرا اور بولی:

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (الحدید 12)

"کیا وہ وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لئے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی

Marfat.com

یاد اور اس کے حق کے لئے جو نازل ہوا۔"

مرحومہ بچی توبہ کا سبب بن گئی

میں یہ سن کر آبدیدہ ہو گیا۔ میں نے پوچھا اے بیٹی! کیا تم یہاں قرآن مجید بھی جانتی ہو؟ بیٹی: ہم لوگوں کو آپ سے زیادہ علم ہے۔ باپ: تو بتاؤ یہ سانپ جو مجھے ڈرا رہا تھا یہ کیا مصیبت تھی؟ بیٹی: یہ آپ کا برا عمل تھا۔ آپ نے اسے مضبوط بنا لیا تو وہ توانا اور مضبوط ہو گیا اور آپ کو جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔ باپ: یہ بزرگ مرد کون تھے؟ بیٹی: یہ آپ کا نیک عمل تھا' جسے آپ نے اتنا کمزور کر دیا کہ آپ کے عمل بد سے ٹکرانے کی اس میں قوت نہ رہی۔

باپ: بیٹی! اس پہاڑی میں تم لوگ کیا کرتی ہو؟ بیٹی: ہم سب مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ ہم قیامت تک یہیں رہیں گے۔ ہم لوگوں کو آپ لوگوں کا انتظار ہے تاکہ ہم شفاعت کریں۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں میری آنکھ کھلی تو میں حیران و پریشان تھا۔ مجھ پر خوف طاری تھا۔ صبح ہوئی تو جو سرمایہ پاس تھا لوگوں کو دے دیا اور اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کی۔ یہی واقعہ میری توبہ کا سبب ہوا۔

حضرت علامہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدیث میں آیا ہے' انسان قبر میں دفن ہوتا ہے تو اس کے اعمال اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ اگر وہ اچھے ہیں تو اس کا اعزاز و اکرام کرتے ہیں اور برے ہیں تو اسے تکلیف دیتے ہیں یعنی اگر اعمال صالحہ ہیں تو اس سے انس کرتے ہیں اور اسے خوش رکھتے ہیں اور قبر کو پُر نور اور کشادہ کر دیتے ہیں اور اسے تکالیف سے بچاتے ہیں اور برے اعمال ہیں تو اسے پریشان اور خوفزدہ کرتے ہیں اور ستاتے ہیں اور قبر کو تاریک کر کے اسے تنگ کر دیتے ہیں اور اس پر عذاب لاتے ہیں۔

بُرا عمل کُتے کی شکل میں

میں نے بعض صالحین سے سنا ہے کہ ملک یمن میں لوگ ایک میت کو دفن کر کے لوٹنے لگے تو قبر میں زور سے مار پیٹ اور بھگانے کی آواز آئی۔ میں نے دیکھا کہ اس قبر سے ایک سیاہ کتا نکل کر بھاگا۔ مرد صالح نے کتے کو مخاطب کیا اور کہا: "تو کیا بلا ہے؟" اس نے جواب دیا میں اس مردے کا گناہ ہوں۔ انہوں نے پوچھا: یہ مار پیٹ کس پر ہوئی' تجھ پر یا

Marfat.com

مردے پر؟ جواب دیا یہ حملہ مجھ پر ہوا۔ اس مردہ کے پاس سورۂ یٰسین وغیرہ آ گئیں جن کا یہ ورد کیا کرتا تھا اور مجھے وہاں سے مار کر نکال دیا گیا۔

میں کہتا ہوں کہ اس کے نیک اعمال قوی اور مضبوط تھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وکرم سے اس کی برائیوں پر غالب آ گئے۔ اگر برائیاں مضبوط ہوتیں تو وہ غالب آتیں اور اسے قسم قسم کی تکلیفیں دیتیں۔ (اعوذ باللہ من عذاب القبر)۔ (روض الریاحین)

بندۂ مومن خدا کا خوف کر
نیک بن اور کر برائی سے حذر
آج جو بھیجے گا کل وہ پائے گا
زندگی کی فرصتیں ہیں مختصر

اللھم اجرنی من النار

(178)

حقوق والدین

سیدنا ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اَلصَّلَاۃُ عَلٰی وَقْتِهَا) قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: (بِرُّ الْوَالِدَیْنِ) قُلْتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: (اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ)

کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے وقت میں نماز پڑھنا۔'' میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ نیکی کرنا۔'' میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔''

(صحیح بخاری' مواقیت الصلوٰۃ' باب فضل الصلاۃ لوقتھا' 527' 5970' صحیح مسلم' 85' الترمذی' 173)

☆...... سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

قَالَ (اُمُّكَ) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ اُمُّكَ) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ اُمُّكَ) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (ثُمَّ اَبُوْكَ

آپ نے فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا باپ۔''

(صحیح بخاری' الادب' باب من احق الناس...... الخ' 5971' مسلم' 2548)

ہلاک ہوگیا وہ شخص......

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(رَغِمَ اَنْفُهٗ' ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهٗ ثُمَّ رُغِمَ اَنْفُهٗ) قِيْلَ: مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: (مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ' اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا' فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)

''ناک خاک آلود ہو' پھر ناک خاک آلود ہو' پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا' ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں گیا۔''

(صحیح مسلم' البر والصلۃ والادب' باب رغم انف من...... الخ' 2551' مسند احمد' 8565)

Marfat.com

(179)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت میں چھ سال اور کچھ ماہ رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر خاموش رہتے اور ہم سے کبھی بھی کوئی بات نہ پوچھتے بلکہ ہم ہی ان سے کلام کرتے۔ ہمیں ایسا محسوس ہوتا جیسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں کوئی چیز ڈال کر کلام کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ میں جب بھی آپ کو دیکھتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت ایسی ہوتی جیسی اس ماں کی ہوتی ہے جس کا بچہ گم ہو گیا ہو اور مجھے دنیا میں سب سے زیادہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی غمگین نظر آتے اور ایسا لگتا جیسے آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہوں اور آپ کے کلیجے کو غموں نے چھلنی کر دیا ہو۔ آپ کے پاخانہ اور پیشاب میں خون کی آمیزش ہوتی۔ ہمیں اس کی وجہ یہی نظر آتی کہ شدتِ غم کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت ہو گئی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیں وصیت کرتے ہوئے فرماتے ''لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لو، جسے تم نہیں جانتے اسے جاننے کی کوشش نہ کرو اور جسے جانتے ہو اس سے بھی دور رہنے ہی میں عافیت ہے۔''

اسی طرح کی نصیحتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میں، حضرت سیدنا ابو یوسف الغسولی اور حضرت ابو عبداللہ سنجاری رحمۃ اللہ علیہ جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔ چنانچہ ہم چاروں ساحل سمندر پر پہنچے اور کشتی میں سوار ہو گئے۔ جب کشتی چلنے لگی تو اس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ''سب مسافر ایک ایک دینار کرایہ ادا

کریں، چنانچہ سب نے کرایہ دینا شروع کیا۔ ہماری حالت یہ تھی کہ ہمارے لباس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی شے نہ تھی۔ جب وہ شخص ہمارے پاس آیا تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور کشتی سے اتر کر ساحل پر چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد آپ واپس آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چار ایسے دینار تھے جن کی چمک سے آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان دیناروں سے کرایہ ادا کیا۔

لوگ مارے ڈر کے پریشان اور مرد خدا پُر سکون

کشتی کے لنگر اٹھا دیئے گئے اور سفر شروع ہو گیا۔ ہماری کشتی کے ساتھ دوسرے ممالک اسکندریہ، عسقلان، تنیس اور دقیاط وغیرہ کی کشتیاں بھی سفر کر رہی تھیں۔ اس طرح تقریباً سولہ یا سترہ کشتیوں نے ایک ساتھ سفر شروع کیا۔ قافلے جانب منزل رواں دواں تھے کہ ایک رات اچانک تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔ سمندر میں بھونچال سا آ گیا۔ طوفان کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ موجوں میں اضطراب بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ ہمیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا۔ سب لوگوں نے ہاتھ اٹھائے اور گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اپنی چادر اوڑھے اطمینان وسکون سے ایک جانب سو رہے تھے۔ ایک شخص نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح سوتے ہوئے دیکھا تو آپ کے قریب آ کر کہنے لگا ”اے اللہ تعالیٰ کے بندے! سمندر میں طوفان آ گیا ہے، ہم سب موت کے منہ میں پہنچ چکے ہیں پھر بھی آپ اطمینان سے سو رہے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔

یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ ہم نے نہ تو آپ کے ہونٹ ہلتے دیکھے اور نہ ہی آپ کے منہ سے کوئی کلام سنا۔ یکا یک ایک غیبی آواز گونجی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا ”اے آنے والی شدید ہواؤ! اور اے مضطرب موجو! تم ٹھہر جاؤ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اوپر ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ موجود ہے۔ یہ آواز گونج رہی تھی لیکن معلوم نہیں کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی تھی۔ نہ تو سمندر میں کوئی شخص نظر آ رہا تھا نہ ہی آسمان کی طرف سے کوئی ایسا شخص تھا جو یہ صدا بلند کر رہا ہو۔ پھر اس آواز کے گونجتے ہی

Marfat.com

ہوائیں بالکل بند ہو گئیں' اندھیرا چھٹ گیا اور سمندر میں سکون آ گیا۔ ایک بار پھر ساری کشتیاں ایک ساتھ سفر کرنے لگیں۔

پھر سب کشتیوں کے مالکوں نے آپس میں ملاقات کی۔ ان میں سے کسی نے کہا: ''کیا تم نے سمندری طوفان کے وقت غیبی آواز سنی تھی؟'' سب نے بیک زبان کہا ''ہاں! ہم نے آواز سنی تھی۔'' پھر سب نے مشورہ کیا کہ جب ہم ساحل پر پہنچیں گے تو ہر شخص کو اس کے رفقاء کے ساتھ کر دیں گے تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ وہ غیبی آواز کس شخص کے متعلق تھی پھر ہم اس عظیم شخص سے دعا کروائیں گے جس کی برکت سے ہم ہلاکت سے بچ گئے۔

کلماتِ مبارکہ پڑھنے سے قلعہ کی دیوار پھٹ گئی

جب کشتیاں ساحل سمندر پر پہنچیں تو سب لوگوں نے مطلوبہ قلعے کی طرف پیش قدمی کی۔ جب قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ قلعہ تو بہت مضبوط ہے اور اس کے دروازے لوہے کے ہیں۔ بظاہر اس کو فتح کرنا بہت دشوار تھا۔ سب شش و پنج میں تھے۔ بالآخر حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! جس طرح میں کہوں تم بھی اسی طرح کہنا' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلمات کہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ لوگوں نے بھی یہ پاکیزہ کلمات کہے۔ یکایک قلعے کی دیوار سے ایک بہت بڑا پتھر گر پڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ فرمایا: ''جس طرح میں کہوں تم بھی ایسے ہی کہنا۔'' چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر یہی کلمات فرمائے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ لوگوں نے بھی یہ کلمات دہرائے پھر ایک بہت بڑا پتھر قلعے کی دیوار سے گر گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تیسری بار بھی یہی کلمات دہرائے اور لوگوں نے بھی کہے تو دیوار سے پھر ایک پتھر گر گیا اور دیوار میں اتنا شگاف ہو گیا کہ بآسانی اس سے گزرا جا سکے۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہیے

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے لوگو! جاؤ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قلعے میں داخل ہو جاؤ' اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا لیکن میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں تم کسی پر ظلم مت کرنا اور حد سے تجاوز نہ کرنا' میری اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا۔'' لوگ آپ رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ کی نصیحتیں سننے کے بعد قلعے میں داخل ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں: وہاں سے ہمیں بغیر جہاد کے اتنا مالِ غنیمت حاصل ہوا کہ ہماری کشتیاں بوجھ سے بھر گئیں۔

پھر ہم واپس ہوئے اور تمام کشتیاں دوبارہ ایک ساتھ چلنے لگیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیریت سے اپنی منزل تک پہنچا دیا تو حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء کے ساتھ بندرگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مالِ غنیمت کی تقسیم پر کوئی اعتراض نہ کیا حالانکہ ان لوگوں نے ہمیں مالِ غنیمت میں سے ایک دینار بھی نہ دیا تھا۔ ہم نے باقی مسافروں میں سے ایک سے پوچھا "تمہیں کتنا کتنا حصہ مالِ غنیمت ملا؟" اس نے کہا: "ہم میں سے ہر ایک کو تقریباً ایک سو بیس سونے کی اشرفیاں ملیں۔" (عیون الحکایات)

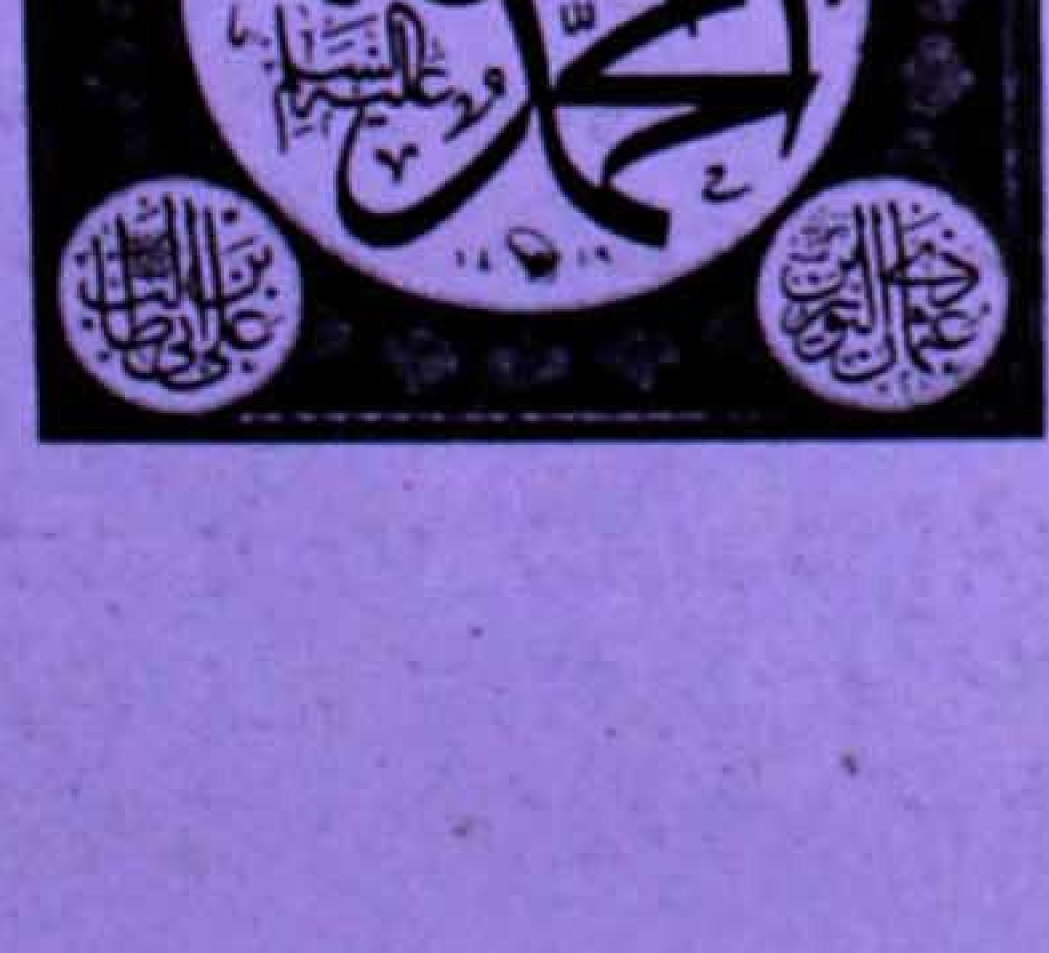

Marfat.com

(180)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ

یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے انصاری ہیں اور مشہور صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد ہیں۔ قبیلہ انصار میں یہ اپنے خاندان بنی سلمہ کے سردار اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ہی جاں نثار صحابی ہیں۔ جنگ بدر میں بڑی بہادری اور جاں بازی کے ساتھ کفار سے لڑے اور 3ھ میں جنگ احد کے دن سب سے پہلے جام شہادت سے سیراب ہوئے۔

بخاری شریف وغیرہ کی روایت ہے: انہوں نے رات میں اپنے فرزند حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ فرمایا میرے پیارے بیٹے! کل صبح جنگ احد میں سب سے پہلے میں ہی شہادت سے سرفراز ہوں گا اور بیٹا! سن لو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم سے زیادہ میرا کوئی پیارا نہیں ہے لہٰذا تم میرا قرض ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ میری آخری وصیت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ واقعی صبح کو میدان جنگ میں سب سے پہلے میرے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ ہی شہید ہوئے۔

(بخاری، ج 1، ص 180، واسد الغابہ، ج 3، ص 232)

فرشتوں نے سایہ کیا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جنگ احد کے دن جب میرے والد حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی مقدس لاش کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے تو ان کا یہ حال تھا کہ کافروں نے ان کے کان اور ناک کاٹ کر ان کی صورت بگاڑ دی تھی۔ میں نے چاہا

Marfat.com

کہ ان کا چہرہ کھول کر دیکھوں تو میری برادری اور کنبہ قبیلہ والوں نے مجھے اس خیال سے منع کر دیا کہ لڑکا اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کر رنج وغم سے نڈھال ہو جائے گا۔ اتنے میں میری پھوپھی روتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آئیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان پر روؤ یا نہ روؤ' فرشتوں کی فوج برابر لگاتار ان کی لاش پر اپنے بازوؤں سے سایہ کئے ہوئے ہے۔ (بخاری' ج 1' ص 395)

کفن سلامت بدن تروتازہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ احد کے دن میں نے اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے شہید (حضرت عمرو بن جموح) کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا تھا۔ پھر مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میرے باپ ایک دوسرے شہید کی قبر میں دفن ہیں اس لئے میں نے اس خیال سے کہ ان کو ایک الگ قبر میں دفن کروں۔ چھ ماہ کے بعد میں نے ان کی قبر کو کھود کر لاش مبارک کو نکالا تو وہ بالکل اسی حالت میں تھی جس حالت میں ان کو میں نے دفن کیا تھا۔ بجز اس کے کہ ان کے کان پر کچھ تغیر ہوا تھا۔

(بخاری' ج 1' ص 180 وحاشیہ بخاری)

اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر زخم لگا تھا اور ان کا ہاتھ ان کے زخم پر تھا۔ جب ان کا ہاتھ ان کے زخم سے ہٹایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا۔ جب ان کا ہاتھ ان کے زخم پر رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا اور ان کا کفن جو ایک چادر تھی جس سے چہرہ چھپا دیا گیا تھا اور ان کے پیروں پر گھاس ڈال دی گئی تھی' چادر اور گھاس دونوں کو ہم نے اسی طرح پڑا ہوا پایا۔ (ابن سعد' ج 3' ص 562)

پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں نہروں کی کھدائی کے وقت جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کرایا کہ سب لوگ میدان احد سے اپنے اپنے مردوں کو ان کی قبروں سے نکال کر لے جائیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ چھیالیس برس کے بعد اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر کھود کر ان کی لاش مقدس کو نکالا تو میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ اپنے زخم پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جب ان کا ہاتھ اٹھایا گیا تو زخم سے خون بہنے لگا پھر جب ہاتھ زخم پر رکھ دیا تو خون بند ہو گیا اور ان

Marfat.com

کا کفن جو ایک چادر کا تھا بدستور صحیح و سالم تھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین' ج 2' ص 864' بحوالہ بیہقی)

قبر میں تلاوت:

حضرت ابوطلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی زمین کی دیکھ بھال کے لئے "غابہ" جا رہا تھا تو راستہ میں رات ہوگئی۔ اس لئے میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہر گیا۔ جب کچھ رات گزر گئی تو میں نے ان کی قبر میں سے تلاوت کی اتنی بہترین آواز سنی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی قرأت میں نے کبھی بھی نہیں سنی تھی۔

جب میں مدینہ منورہ کو لوٹ کر آیا اور میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا اے ابوطلحہ! تم کو یہ معلوم نہیں کہ خدا نے ان شہیدوں کی ارواح کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے اور ان قندیلوں کو جنت کے باغوں میں آویزاں فرما دیا ہے۔ جب رات ہوتی ہے تو یہ روحیں قندیلوں سے نکل کر ان کے جسموں میں ڈال دی جاتی ہیں۔ پھر صبح کو وہ اپنی جگہوں پر واپس لائی جاتی ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین' ج 2' ص 871' بحوالہ ابن مندہ)

یہ مستند روایات اس بات کا ثبوت ہیں کہ حضرات شہداء کرام اپنی اپنی قبروں مین پورے لوازمِ حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ اپنے جسموں کے ساتھ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں' تلاوت کر سکتے ہیں اور دوسرے قسم قسم کے تصرفات بھی کر سکتے اور کرتے ہیں۔

Marfat.com

(181)

شانِ مصطفیٰ ﷺ کے جلوے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک جنگلی جانور تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر چلے جاتے تو ادھر ادھر دوڑتا اور کھلاڑیاں کرتا اور جبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی آہٹ محسوس کرتا تو فوراً ایک گوشہ میں دبک کر بیٹھ جاتا اور ذرا آواز نہ نکالتا اس خیال سے کہ مبادا آپ کو تکلیف نہ ہو۔

(مسند احمد)

حضرت اسماء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام صہباء میں ظہر کی نماز پڑھی اور نماز عصر سے فارغ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی) جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی گود میں اپنا سر مبارک رکھا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بیدار کرنا پسند نہ کیا کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو خواب سے بیدار نہ کرنے کا دستور تھا یہاں تک کہ آفتاب قریب الغروب ہو گیا (اور عصر کی نماز کا وقت نکل گیا) جب آپ کی آنکھ کھلی تو آپ نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز کا وقت جاتا رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی خدایا تیرا بندہ علی رضی اللہ عنہ تیرے نبی کی خدمت میں حاضر تھا (اور اس کی نماز عصر جاتی رہی) تو تو آفتاب کو پھر مشرق کی طرف لوٹا دے۔ اسماء بیان کرتی ہیں: آفتاب اتنا لوٹ آیا کہ اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پھر پڑنے لگی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضو فرما کر عصر کی نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد آفتاب غروب ہوا۔ یہ واقعہ مقامِ صہباء کا ہے۔ (مشکل الآثار)

Marfat.com

بادل سایہ کناں ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا غزوۂ احد سے بڑھ کر بھی کوئی اور سخت وقت آپ پر گزرا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا تمہاری قوم کی طرف سے جو جو مصائب میں نے برداشت کیے وہ تو کئی ایک تھے لیکن ایک بڑا سخت وقت مجھ پر وہ گزرا ہے جب کہ میں نے ابن عبد یالیل کے سامنے اپنی نبوت کو پیش کیا تو اس نے میری مرضی کا جواب نہ دیا اور صاف انکار کر دیا۔ میں سر جھکائے مغموم چلا آ رہا تھا مقام قرن الثعالب پر آ کر ذرا میری طبیعت سنبھلی تو میں نے اپنا سر اٹھایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل کا ٹکڑا مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اس کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ اس میں جبرائیل علیہ السلام موجود ہیں اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا اور آپ کی خدمت میں پہاڑوں پر موکل فرشتہ کو بھیجا ہے۔ آپ ان کے متعلق جو چاہیں اس کو حکم دیں۔ اس کے بعد ملک الجبال (پہاڑوں پر موکل فرشتہ) نے مجھ کو سلام کیا اور کہا: اے محمد! یہ درست بات ہے اب فرمائیے کیا حکم فرماتے ہیں؟ اگر حکم ہو تو میں ان دو پہاڑوں کے درمیان ان سب کو کچل ڈالوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں مجھ کو یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں کوئی بندہ ایسا پیدا کرے گا جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرے۔ (بخاری شریف)

بھیڑیا بول اُٹھا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے کسی بکری پر حملہ کیا اور اس کو جا دبایا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری اس کو اس سے چھڑا لیا۔ بھیڑیا دم دبا کر بیٹھ گیا اور یوں بولا: او چرواہے تجھ کو اللہ کا خوف نہیں آتا' اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رزق عطا فرمایا تھا اور تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ یہ سن کر چرواہا کہنے لگا کیسے تعجب کی بات ہے کہ ایک بھیڑیا دم دبا کر بیٹھا ہوا کس طرح انسانوں کی طرح باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے جواب دیا میں تجھ کو اس سے بڑھ کر ایک اور عجیب بات سناتا ہوں اور وہ یہ کہ محمد یثرب میں لوگوں کو وہ خبریں بتا رہے ہیں جو گزر چکی ہیں۔ چرواہا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا مدینہ میں پہنچا اور

Marfat.com

ان کو ایک کنارہ میں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سارا ماجرہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے حکم دیا۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ نماز تیار ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس گنوار سے فرمایا: ان لوگوں کو بھی وہ بات سنا دو۔ اس نے جو واقعہ دیکھا تھا من وعن سب بیان کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ سچ کہتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک ہرگز نہیں آئے گی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں اور جاندار تو درکنار آدمی کے چابک کا پھندا اور اس کے جوتے کا تسمہ بھی اس سے باتیں کرے گا بلکہ خود انسان کی ران یہ بتائے گی کہ اس کے جانے کے بعد اس کی بی بی نے کیا کیا ہے۔ (مسند احمد)

Marfat.com

(182)

ایک صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق آموز واقعہ

عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی، انہیں عبدان بن عثمان نے، انہیں عبداللہ نے، انہیں یونس بن یزید نے، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، انہیں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ وہ (یعنی ابراہیم) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (فرماتے ہیں کہ) میں مقصورہ (ان کی خاص جگہ) میں داخل ہوا۔ وہاں شامی لوگوں کی مجلس تھی۔ میں انہیں سلام کر کے ان کے درمیان بیٹھ گیا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھے کہا نوجوان آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ہوں۔ وہ کہنے لگا اللہ تمہارے والد پر رحم فرمائے، مجھے فلاں (نام لے کر) نے بتایا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ملوں گا اور ان کے زمانے کی یاد تازہ کروں گا اور میں ان سے بات کروں گا چنانچہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ عبدالرحمٰن بن عوف کے علاوہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوئی۔ مجھے پتہ چلا کہ وہ مقام جرف میں اپنی زمین (کی دیکھ بھال کرنے) گئے ہیں۔ میں سوار ہو کر ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ اپنی چادر رکھے اور بیلچہ ہاتھ میں لئے پانی بھر رہے ہیں۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھ سے شرما کر بیلچہ ایک طرف رکھ دیا اور اپنی چادر اٹھا لی۔ میں نے ان کو سلام کیا اور عرض کیا: میں ایک ضروری کام کے لئے آیا ہوں مگر میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب بات دیکھ رہا ہوں۔

دنیا کے بارے میں سوال و جواب

کیا جو احکامات ہمارے پاس آئے ہیں وہی تمہارے پاس بھی آئے ہیں؟ تمہیں بھی

Marfat.com

ان کا علم ہے جن کا ہمیں علم ہے؟

عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا: ہمارے پاس بھی یقیناً وہی احکامات آئے ہیں جو تمہارے پاس آئے ہیں اور ہمارے پاس بھی وہی علم ہے جو تمہارے پاس ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: پھر کیا وجہ ہے، کہ ہم تو دنیا سے بے رغبتی کر رہے ہیں اور آپ لوگ اس میں رغبت ظاہر کر رہے ہو۔ ہم لوگ جہاد کے لئے فوراً نکل کھڑے ہوتے ہیں اور آپ لوگ اسے بار گراں سمجھتے ہو حالانکہ آپ تو ہمارے اسلام اور ہم میں سب سے بہتر اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہو۔ عبدالرحمٰن بن عوف فرمانے لگے (واقعتہً جو کچھ اوامر ہمارے پاس آئے وہ تمہارے پاس بھی آئے اور جو علم ہمارے پاس ہے وہ تمہارے پاس بھی ہے) مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم لوگ تنگی کے وقت آزمائے گئے' تو ہم نے صبر کیا اور جمے رہے۔ اب وسعت اور خوشحالی میں ہماری آزمائش ہوئی تو ہم جم نہ سکے۔

(کتاب الزہد لابن مبارک' 519 والترمذی وقال حدیث حسن صحیح)

Marfat.com

(183)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام ونسب انس بن مالک بن ابی عامر اصحی اور لقب ''امام دارالہجرۃ'' اور وطن مدینہ منورہ ہے۔ 93ھ میں پیدا ہوئے اور 189ھ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

کسی بزرگ نے آپ کی پیدائش ووفات کی تاریخ کو اس قطعہ میں نظم کیا ہے۔

فَخْرُ الْاَئِمَّةِ مَالِكٌ
نِعْمَ الْاِمَامُ السَّالِكُ
مَوْلِدُهٗ نَجْمُ هُدًى
وَفَاتُهٗ فَازَ مَالِكٌ

۹۳ ۱۷۹

لفظ ''نجم'' سے تاریخ پیدائش اور ''فاز مالک'' سے تاریخ وصال ظاہر ہوتی ہے۔ نوسو مشائخ سے علم حدیث پڑھا جن میں سے تین سو تابعین تھے اور آپ کے بے شمار شاگردوں میں سے حضرت امام شافعی جیسے امام الحدیث وصاحب مذہب مجتہد بھی ہیں جو علم وفضل میں آپ ہی کے ہم پلہ ہیں۔ ان کے علاوہ معن بن عیسیٰ وعبداللہ بن مسلمہ قعنبی وعبداللہ بن وہب وغیرہ بھی آپ ہی کے شاگردوں میں سے ہیں جو امام بخاری وامام مسلم وامام ابوداؤد وامام ترمذی وامام احمد بن حنبل وغیرہ کے اساتذہ ومشائخ حدیث ہیں۔ آپ کو علم طلب کرنے کی خواہش بلکہ حرص بہت زیادہ تھی حالانکہ زمانہ طالب علمی میں مفلسی کا یہ عالم تھا کہ مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیوں کو بیچ کر کتابیں وغیرہ خریدتے تھے مگر اس کے بعد آپ پر

Marfat.com

دولت کا دروازہ کھل گیا اور کثرت سے بڑی بڑی فتوحات شروع ہو گئیں۔

درسِ حدیث کا اہتمام

آپ درسِ حدیث کا بڑا اہتمام واحترام فرماتے تھے۔ غسل کر کے باوضو بہترین پوشاک پہن کر خوشبو لگا کر ایک چوکی پر نہایت عجز وانکسار کے ساتھ بیٹھتے اور جب تک حدیث کا درس رہتا عود ولوبان کی انگیٹھی جلتی رہتی۔ درس حدیث کے دوران کمال ادب کی وجہ سے پہلو نہیں بدلتے تھے بلکہ جس حالت اور نشست کے ساتھ اول بیٹھتے آخر تک اسی ہیئت وحالت پر بیٹھے رہتے۔ ایک مرتبہ درس حدیث کے دوران آپ کے پیرہن میں بچھو گھس گیا اور اس نے چند مرتبہ آپ کو ڈنک مارا وا آپ کے چہرے کا رنگ بدلتا رہا مگر آپ نے احترامِ درس حدیث کی وجہ سے نہ سبق بند کیا نہ پہلو بدلا۔

مدینۃ الرسول کے احترام کا یہ عالم تھا کہ تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے مگر زمانہ بیماری کے سوا کبھی شہر کے اندر قضائے حاجت نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ حرم کے باہر جنگلوں اور میدانوں میں رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتے۔ بادشاہوں نے تحائف میں بہترین گھوڑے آپ کو نذر کئے مگر آپ حرم مدینہ میں کبھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے اور یہی فرماتے رہے کہ مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو اپنے چوپایہ کے پاؤں سے کس طرح روندوانا گوارا کروں گا جس زمین کے چپے چپے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کا فخر وشرف حاصل ہوا ہے۔

ابو عبداللہ نامی ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ مسجد میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے مشک رکھا ہوا ہے اور آپ مٹھی بھر بھر کر امام مالک کو عطا فرماتے ہیں اور امام مالک تمام حاضرین پر وہ مشک چھڑکتے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر میرے دل میں یہی آتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حدیثیں بارگاہ نبوت سے امام مالک کو عطا ہوئیں اور پھر آپ کے ذریعے ساری امت کو یہ حدیثیں پہنچ رہی ہیں۔

آپ کی مجلس کی برکات

حضرت سفیان ثوری جن کی علمی جلالت وشہرت محتاج تعارف نہیں ایک دن امام

Marfat.com

مالک کی مجلس میں تشریف لائے تو مجلس کی عظمت اور انوار و برکات کی کثرت کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور امام مالک کی شان میں مدح کا یہ قطعہ نظم فرمایا:

يَأبَى الْجَوَابَ فَلَا يُرَاجَعُ هَيْبَةً
وَالسَّائِلُوْنَ نَوَاكِسُ الْأَذْقَانِ

اگر وہ (امام مالک) جواب نہ دیں تو آپ کی ہیبت سے دوبارہ کوئی سوال نہ کر سکے اور سب سائل سر جھکائے بیٹھے رہیں۔

اَدَبُ الْوَقَارُ وَعِزُّ سُلْطَانُ التُّقٰی
فَهُوَ الْمُطَاعُ وَلَيْسَ ذَا سُلْطَانٖ

وقار آپ کا ادب کرتا ہے اور تقویٰ کی بادشاہی آپ کی عزت کرتی ہے۔ ساری دنیا آپ کی اطاعت کرتی ہے حالانکہ آپ کوئی بادشاہ نہیں ہیں۔

خلیفہ ہارون رشید آپ کی بے حد تعظیم کرتا تھا۔ مدینہ منورہ حاضر ہوا تو بہت گراں قدر نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کو بغداد لے جانے کی انتہائی کوشش کی مگر آپ نے صاف انکار کر دیا اور ارشاد فرمایا: مجھے مدینۃ الرسول کی جدائی کسی قیمت پر بھی گوارا نہیں ہے۔

آپ کی کرامت

درسِ حدیث کے بعد تلاوت قرآن مجید آپ کا بہترین شغل تھا اور اتنی بار کلام اللہ ختم کیا کہ شمار نہیں ہو سکا۔ آپ بہت ہی صاحب کرامت بھی تھے۔ مدینہ منورہ میں ایک پارسا عورت کا انتقال ہوا۔ غسل دینے والی عورت نے اپنی کسی دشمنی کی وجہ سے اس پارسا و صالحہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ فرج کس قدر زنا کار تھی۔ فوراً ہی غسل دینے والی عورت کا ہاتھ شرم گاہ سے ایسا چمٹ گیا کہ ہزاروں کوششوں کے باوجود ہاتھ شرم گاہ سے جدا نہیں ہوا۔ تمام علمائے مدینہ اس کا سبب اور تدبیر معلوم کرنے سے عاجز رہے لیکن امام مالک نے اپنے کشف و کرامت سے معلوم کر لیا اور فرمایا کہ غسل دینے والی عورت کو حد قذف (وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے مقرر کی ہے) لگائی جائے۔ چنانچہ

Marfat.com

آپ کے ارشاد کے مطابق جب اس کو اسی کوڑے لگائے گئے تو خود بخود اس کا ہاتھ شرم گاہ سے جدا ہو گیا اور سب کے دلوں میں امام مالک کی امامت و کرامت کا نور جگمگانے لگا۔

آپ کی تصنیف کردہ کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور کتاب موطا امام مالک ہے جس کو تقریباً ایک ہزار محدثین نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر تحریر کیا ہے۔ یوں تو موطا کے سولہ نسخے پائے جاتے ہیں مگر سب سے زیادہ مشہور و رائج یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی کا نسخہ ہے۔

آخری وقت کا کلام

یہی یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں: امام مالک کی وفات کے وقت آخری ملاقات کے لئے ایک سو تیس فقہاء و محدثین حاضر تھے اور سب اسی انتظار میں کھڑے تھے کہ شاید اس آخرت وقت میں امام کی کوئی نظر کرم مجھ پر پڑ جائے اور میری دنیا و آخرت سدھر جائے۔ اس حالت میں امام مالک نے آنکھیں کھولیں اور یحییٰ بن یحییٰ کو مخاطب کر کے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی وَاَمَاتَ وَاَحْیٰی یعنی اس خدائے عزوجل کے لئے حمد ہے جس نے ہمیں کبھی خوشی دے کر ہنسایا اور کبھی غم دکھلا کر رلایا۔ ہم اسی کے حکم سے زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان قربان کرتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: اب موت سر پر کھڑی ہے اور خداوند تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے امام اس وقت آپ کا کیا حال ہے؟ ارشاد فرمایا: الحمد للہ میں اولیاء اللہ کی صحبت کی وجہ سے بہت خوش ہوں اور میں اہل علم ہی کو اولیاء سمجھتا ہوں۔ یاد رکھو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کو علماء سے زیادہ عزیز کوئی مخلوق نہیں ہے۔ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور میں بے حد مسرور و خوش دل ہوں کہ میری تمام عمر علم دین کی تحصیل و تعلیم میں بسر ہو گئی۔ سن لو! میں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے اعمال کی اصلاح کر دینا یا کسی عالم سے ایک مسئلہ پوچھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کر لینا ایک سو حج نفل اور ایک سو جہاد سے بہتر سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد آپ کی آواز دھیمی پڑ گئی اور پھر چند منٹ کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

(اکمال و طبقات و بستان المحدثین)

Marfat.com

(184)

جیسا جینا ویسا مرنا

ایک بدکردار انسان مر گیا۔ جب اس کے لئے قبر کھودی گئی تو اس میں بہت بڑا سانپ نکلا۔ لوگوں نے اس کو قبر میں بند کر دیا اور دوسری قبر کھودی مگر اس میں بھی وہی سانپ نکلا۔ اسی طرح اس شخص کے لئے تیس قبریں کھودی گئیں مگر سب میں وہی سانپ نکلا۔ لوگوں نے جب سمجھ لیا کہ رب تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہیں سکتا تو مجبوراً ایک قبر میں اسے دفن کر دیا اور یہ سانپ دراصل اس کا برا عمل تھا۔

☆...... شیخ ابواسحاق فزاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک آدمی آیا کرتا تھا جو اپنا نصف چہرہ ہر دم چھپا کر رکھتا۔ شیخ نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے راز داری کا عہد لینے کے بعد بتایا۔

میں ایک کفن چور تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت کی قبر پر کفن چرانے گیا۔ رات کا وقت تھا۔ قبر کی اینٹیں نکالنے کے بعد میں نے پہلے اس کی چادر کھینچ لی۔ پھر کفن کھینچنے لگا۔ ادھر سے مردہ عورت کھینچنے لگی۔ میں نے کہا: تو مجھ سے طاقتور نہیں۔ بالآخر میں اپنے دونوں گھٹنوں سے زمین پر زور دے کر زور سے کھینچنے لگا۔ اتنے میں قبر سے عورت نے میرے گال پر ایک زناٹے دار تھپڑ مارا جس سے میرے رخسار پر اس کی پانچوں انگلیوں کے نشان بن گئے۔ شیخ نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی انگلیوں کے نشان ظاہر تھے۔ شیخ ابواسحاق: اس کے بعد پھر کیا ہوا؟۔

کفن چور اور اہل قبور

اس کے بعد میں نے اس کا کفن واپس کیا۔ قبر کی اینٹیں درست کیں۔ مٹی برابر کر دی

اور دل میں یہ پختہ عہد کر لیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کبھی پھر یہ غلط کام نہیں کروں گا۔ شیخ ابواسحاق فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو میں نے من وعن شیخ اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا تو انہوں نے فرمایا: ”ذرا اس سے یہ تو پوچھو کہ تم اہل توحید مردوں کے کفن چرانے جاتے تھے تو ان سب کا رخ قبلہ ہی کی جانب ہوتا تھا؟“ اس نے جواباً کہا بہتیروں کے منہ قبلہ سے منحرف ہوتے تھے۔

شیخ ابواسحٰق نے شیخ اوزاعی کو جب اس کا یہ جواب لکھا تو شیخ نے جواب میں تین بار یہ لکھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یاد رکھو جس کا منہ قبلہ سے پھر گیا یہ وہ ہوگا جسے غیر سنت پر موت آئی۔

امام یافعی فرماتے ہیں اس سے مراد دین حق کی مخالفت ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ کبائر کا ارتکاب انسانوں کو کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی کو قرآن نے فرمایا ہے۔

برائی کرنے والوں کا انجام یہ ہوا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کا مذاق اڑایا۔

حمام منجاب کا واقعہ

ایک شخص عالم نزع میں تھا۔ لوگ اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کر رہے تھے مگر وہ بار بار یہ شعر پڑھ رہا تھا:

یارب قائلۃ یوما وقد تعبت

این الطریق الی حمام منجاب

اصل واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک عورت حمام جاتی ہوئی راستہ بھول گئی۔ یہ شخص اپنے دروازے پر کھڑا تھا۔ عورت نے اس سے حمام کا پتہ پوچھا۔ اس نے اسے اپنے گھر کا راستہ دکھایا کہ حمام یہی ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہوگئی تو اس نے اندر مکان کا دروازہ بند کر لیا۔ عورت ہوشیار تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ اس نے مجھے اپنے فریب میں لے لیا تو اس نے مسرت وشادمانی کے انداز میں اس سے کہا۔ اگر تم مجھ کو چاہتے ہو تو ذرا کچھ خوشبو وغیرہ تو لاؤ تاکہ میں اپنے جسم پر لگالوں۔ مرد فوراً خوشبو لینے بازار چلا گیا اور دروازہ کچھ کھلا چھوڑ دیا۔

Marfat.com

عورت دروازہ کھلا پا کر بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئی۔ جب یہ بازار سے فسق وفجور کی نیت لئے گھر لوٹا تو گھر خالی دیکھ کر بدحواس ہو گیا اور مذکورہ شعر زور زور سے پڑھنے لگا۔ اس حمام کا نام ''حمام منجانب'' تھا۔ اب جب اس کا آخری وقت آن پہنچا موت کی سختی کے وقت بھی اس کی زبان پر کلمہ طیبہ کے بجائے وہی شعر تھا۔

بوقتِ وفات تلاوتِ آیات

ایک گھاس بیچنے والے کے بارے میں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عالم نزع میں اسے کلمہ شریف پڑھایا جاتا تو وہ کہتا ایک پیسے میں ایک گٹھر۔ ایک دوسرے مرد صالح کو تلاوت کا بے حد شوق تھا۔ وقت اخیر لوگوں نے کہا: کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ تا آیت مبارکہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى پھر لوگ کلمہ شریف کی تلقین کرتے تو پھر اس کو پڑھنے لگتے۔ اسی حال میں انتقال کر گئے۔

شیخ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان جس حالت میں زندگی بسر کرتا ہے اسی لحاظ سے وفات پاتا ہے اور اسی حالت میں اس کا حشر ہوگا۔ رب تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رحیم وکریم پروردگار سب کو اسلام اور اہل سنت وجماعت پر خاتمہ بالخیر کی سعادت بخشے۔'' آمین (روض الریاحین)

Marfat.com

(185)

جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

اس کا اس دنیا میں کوئی نہ تھا۔ سسرال میں نہ میکے میں، وہ اکیلی تھی۔ گود کا ایک بچہ ہی اس کی کل کائنات تھا۔ اس کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے پیچھے ایک چھوٹے سے مکان کے علاوہ کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ مکان بھی قیمتی نہ تھا۔

شوہر کے انتقال سے صرف ایک مہینہ پہلے اس کی گود ایک خوبصورت بچے سے بھری تھی۔ چنانچہ شوہر کی وفات کے بعد اس کی ساری توجہ اپنے ننھے بچے کی طرف مرکوز تھی۔ ماں کی تمام تر کوششیں صرف اس مقصد کے لئے وقف تھیں کہ کسی طرح اپنے بچے کو پڑھا لکھا کر بڑا آدمی بنائے۔

وقت کے ساتھ ساتھ اس کا بچہ کچھ بڑا ہوا اور سکول میں داخلہ لینے کے قابل ہو گیا۔

وہ دن اس کے لئے انتہائی خوشی کا دن تھا جب وہ اپنے بچے کو پہلی دفعہ سکول لے کر گئی۔ دن گزرتے رہے اور ماں نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے ننھے بچے کو سکول پہنچاتی رہی۔ بالآخر وہ دن بھی آ گیا جب بیٹے نے پرائمری تعلیم مکمل کر کے سرٹیفکیٹ ماں کے ہاتھ پر لا کر رکھ دیا۔ ماں کو اس دن جو خوشی ہوئی اس کا اظہار زبان و بیان کے کسی بھی اسلوب میں ممکن نہیں۔

ایک وقت آیا کہ اس کا اکلوتا بیٹا کالج کی تعلیم سے بھی فارغ ہو چکا تھا۔ کالج کی ڈگری اس نے اپنے ملک کے دارالحکومت کے ایک مشہور کالج سے حاصل کی تھی۔ اتفاق سے وہ اسی شہر میں رہتا تھا۔ ایک غریب ماں کے لئے واقعی یہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ اس کا بیٹا گریجویٹ ہو گیا۔ بیٹے کی خواہش تھی کہ وہ آگے بھی اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھے۔ اس کے

Marfat.com

نمبر بھی ماشاء اللہ اتنے اچھے تھے کہ سرکاری طور پر اسے بیرونِ ملک تعلیم حاصل کرنے کی پیش کش کی جا چکی تھی۔

بیٹے کی اعلیٰ تعلیم پر ماں کی خوشی

اس کی ماں بھی اپنے لخت جگر کو بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجنے پر راضی ہوگئی۔ ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا پڑھ لکھ کر بڑے سے بڑے عہدے پر فائز ہو۔ ایسی صورت میں اعلیٰ تعلیم ہی انسانی زندگی کی معراج ٹھہرتی ہے۔ آخر وہ دن آ گیا جب بیٹے کی فلائٹ روانہ ہونی تھی۔ ٹیکسی دروازے پر کھڑی تھی۔ ڈرائیور ہارن بجا رہا تھا۔ ماں اپنے لخت جگر کو تیار کر کے دروازے سے باہر نکلی۔

ٹیکسی کا دروازہ بند ہوا اور پھر چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ٹیکسی ماں کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر ہوائی اڈے چلی گئی۔ ماں کو بیٹے کی جدائی سے بے حد صدمہ پہنچا۔ وہ گھر کے اندر گئی۔ بستر پر لیٹ گئی اور سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

بیٹا بیرون ملک پہنچ چکا تھا۔ اس زمانے میں ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کی سہولتیں نہیں تھیں۔ دور پردیس میں بسنے والے لوگوں کے لئے اپنے وطن یا گھر سے رابطہ کی فقط ایک ہی سہولت تھی یعنی ڈاک۔ ماں کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا۔ وہ پڑوسیوں کی منت سماجت کر کے بیٹے کے نام خط لکھواتی۔ بیٹے کا جواب آتا تو پڑوسیوں ہی سے لکھواتی۔

وقت بھی اڑان بھر کر کتنی تیزی سے گزر جاتا ہے۔ دن سے ہفتہ، ہفتے سے مہینہ، مہینے سے سال، زندگی کے لیل و نہار لمبے لمبے ڈگ بھر کر اسی طرح گزرتے چلے گئے۔ ایک دن بیٹے کا خط پڑوسی کے گھر آیا۔ اس میں بیٹے نے اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگری کا تذکرہ کیا تھا۔ ماں نے جب یہ خبر سنی کہ بیٹا پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر چکا ہے تو اس کی خوشی کا کیا پوچھنا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ ایک بار دو بار تین بار...... ماں گہری نیند سو رہی تھی۔ برسوں بعد اسے آج اچھی طرح نیند آئی تھی۔ دستک کی ہلکی ہلکی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچ پائی۔ اس نے پہلے کی نسبت زور سے دستک دی جسے سن کر اچانک ماں کی آنکھ کھلی اور وہ بے تابی سے دوڑتی ہوئی دروازے پر پہنچی۔ دروازہ کھلا تو سامنے ایک نہایت خوبرو نوجوان

Marfat.com

انگریزی لباس میں ملبوس کھڑا تھا۔ ماں نے یک دم بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ پھر کیا تھا؟ بیٹا بھی آنسو بہا رہا تھا اور ماں کے آنسو تو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

کچھ ہی دیر بعد ماں بیٹا گھر میں بیٹھے چھ برس کی لمبی جدائی اور پھر اس دوران رونما ہونے والے حالات و واقعات پر بے صبری سے باتیں کر رہے تھے۔ ماں اپنے بیٹے سے طرح طرح کے سوالات کر رہی تھی۔ بیٹا بھی بوڑھی ماں کو جدائی کے ماہ و سال کی سرگزشت سناتا رہا۔

جھونپڑی سے بنگلے میں

اب حالات نے پلٹا کھایا۔ بیٹے کو مناسب نوکری مل گئی۔ اس کی ماہانہ آمدنی بھی کافی تھی۔ پڑھنے لکھنے کے بعد بیٹے کا مزاج اپنی بوڑھی ماں سے یکسر مختلف ہو چکا تھا۔ چند مہینے اسی ٹوٹی پھوٹی موروثی رہائش گاہ میں گزارنے کے بعد بیٹے نے ماں کی اجازت سے مکان فروخت کر دیا اور شہر کے ایک اچھے علاقے میں ایک خوبصورت بنگلہ خرید لیا۔ اس کے بعد ماں بیٹا اس بنگلے میں منتقل ہو گئے۔ ماں کو اب بیٹے کی شادی کی فکر تھی۔ دورانِ گفتگو اس نے ایک لڑکی کا نام لیا جو انتہائی خوش اخلاق، باکردار، خوش رنگ، خوش شکل، فرماں بردار، اطاعت گزار اور خدمت گزار تھی۔ کئی ماہ سے ماں نے اس لڑکی کو اپنی نگاہ میں رکھا ہوا تھا اور دل ہی دل میں اسے اپنے بیٹے کے لئے منتخب بھی کر لیا تھا مگر وہ لڑکی ماڈرن زمانے کی طرح زرق برق لباس کی شوقین اور بازاروں میں گھومنے پھرنے والی نہیں تھی بلکہ وہ شرم و حیا کی پتلی تھی۔ چنانچہ ماں نے بیٹے کے سامنے اپنی تمنا کا اظہار کر ہی دیا۔

بیان ماں کا انتخاب جان کر بے پروائی سے بولا ''چھوڑو بھی ماں! آخر شادی کی اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ ابھی وقت ہے، کہیں نہ کہیں شادی ہو ہی جائے گی۔''

وقت گزرتا گیا۔ ماں بیٹا ایک چھت کے نیچے زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن بیٹے نے ماں سے اپنی شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس نے ماں کو ہونے والی بیوی کے بارے میں بتایا جس کا اس نے خود انتخاب کیا تھا۔ یہ لڑکی ایک بڑے باپ اور نامور خاندان کی بیٹی تھی۔ چنانچہ شادی دھوم دھام سے ہوئی اور بنگلے میں حسن کی ملکہ جلوہ افروز ہو گئی۔

Marfat.com

شادی کے بعد

لڑکی بڑے باپ اور نامور خاندان کی ہونے کی وجہ سے اسی مزاج کی حامل تھی جو عام طور پر ایسے خاندان کی لڑکیوں کا ہوتا ہے۔ غرور، تکبر، دوسروں کو حقارت آمیز نگاہ سے دیکھنا۔

بیٹا جب بھی بوڑھی ماں سے اپنی بیوی کے بارے میں پوچھتا کہ بیوی کا اس کے ساتھ کیسا رویہ ہے؟ وہ میری عدم موجودگی میں تمہاری خدمت کرتی ہے یا نہیں؟ ماں کا صرف ایک ہی جواب ہوتا ''اچھی بہو ہے بیٹا، میرے ساتھ عزت واحترام سے پیش آتی ہے۔'' ماں بیٹے سے بہو کے بارے میں یہ سب کچھ اس لئے کہتی تاکہ بیٹے کے جذبات کو ٹھیس نہ لگنے پائے اور گھر کا ماحول خراب نہ ہو۔

یہ سلسلہ چلتا رہا۔ بیٹا بھی اب ماں سے زیادہ دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ آفس سے آتا، بیوی سے بات چیت کرتا، کھاپی کر سوجاتا اور صبح ڈیوٹی پر روانہ ہو جاتا۔ یہی اس کا روزانہ کا معمول تھا۔ آہستہ آہستہ اس کے دل سے ماں کی محبت زائل ہوتی گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اسے رات دن میں کبھی ماں کا خیال بھی نہیں آتا تھا۔ ایک دن وہ آفس سے دوپہر ہی کو واپس آ گیا۔ اس دن بیوی کی سہیلیاں اس کے گھر ضیافت پر آنے والی تھیں۔ اس کی نگاہ ماں پر پڑی جو باتھ روم میں اپنے کپڑے خود اپنے ناتواں ہاتھوں سے دھو رہی تھی۔ وہ باتھ روم کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ ماں کپڑے صاف کرنے میں مشغول تھی۔ اس کی بیوی بھی اس کے پیچھے اپنی زلفیں لہرا رہی تھی۔ اس نے ماں سے مخاطب ہو کر کہا:

- ''میں تم سے یہ کہنے کے لئے آفس سے آیا ہوں کہ میری بیوی کی سہیلیاں گھر آنے والی ہیں، ہمارے گھر ان کی دعوت ہے، اس لئے تم میری بیوی کی شان وشوکت کا خیال رکھتے ہوئے آج کوئی اچھا لباس پہن کر ان کا استقبال کرنا، اور ہاں! ہال میں ان کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش نہ کرنا، یہ میری اور میری بیوی کی عزت کا سوال ہے۔''

بیٹے کی ماں کے ساتھ سخت لہجے میں گفتگو

ماں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ آج

Marfat.com

اسے اپنے اسی بیٹے سے کیا کچھ سننے کو مل رہا ہے جس کی تعلیم و تربیت میں نجانے اس نے کتنا خون پسینہ بہایا تھا۔ اس نے اپنے چند کپڑے پلاسٹک کی ایک تھیلی میں رکھے اور گھر سے باہر نکل گئی۔ بنگلے پر الوداعی نظر ڈالی۔ اس کے آنسو ٹپک پڑے۔ پھر اس کے دل سے آہ اور زبان سے یہ جملہ نکلا:

''اللہ تجھے معاف کرے بیٹا! اللہ کی قسم! میں نے تیرے اور تیری بیوی کے لئے ہمیشہ بھلائی کا کام کیا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یاد نہیں کہ میں نے تیری بیوی کو کبھی کسی قسم کی کوئی تکلیف دی ہو۔ اللہ تم سب کو معاف فرمائے بیٹا۔'' اور پھر وہ کسی نامعلوم منزل کی طرف چل پڑی۔

کئی مہینے بیت گئے' بوڑھی ماں کبھی اس کے در پر' کبھی اس کے در پر' کبھی ایک کے گھر کبھی دوسرے کے گھر اپنی زندگی کے دن گزارتی رہی۔ وہ گاہے بگاہے لوگوں سے اپنے بیٹے کی خیریت بھی دریافت کرتی رہتی تھی۔

ماں آخر ماں ہوتی ہے

دن گزرتے گئے۔ بہو بیٹا ماں کی یاد سے غافل ہوتے چلے گئے۔ اب انہیں بھول کر بھی ماں یاد نہیں آتی تھی۔ اس واقعے کو کئی سال گزر چکے تھے۔ اچانک بیٹے کو کوئی بیماری لاحق ہو گئی۔ دیکھنے میں تو یہ عام سی بیماری لگ رہی تھی۔ ایک کلینک کا ڈاکٹر علاج میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے اسے ہسپتال میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ بیوی نے اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ ادھر ماں کو کسی نے بیٹے کی نازک حالت کے بارے میں بتلایا تو وہ تڑپ اٹھی۔ اس نے فوراً ٹیکسی کرائے پر لی اور ہسپتال پہنچ گئی۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے۔ ماں کی ممتا اور اس کی محبت کی مثال اس دنیا میں کہاں مل سکتی ہے؟ بیٹے کی بیماری کے بارے میں جب اس نے سنا تھا بے چین ہو گئی تھی اور بیٹے سے ملاقات کے لئے تڑپ رہی تھی مگر بہو کے کہنے پر ہسپتال کے سٹاف نے اسے بیٹے سے نہ ملنے دیا۔

ایک مدت تک ہسپتال میں علاج چلتا رہا پھر ڈاکٹروں نے کہا: مریض کو گھر لے جائیں اور وہیں علاج کریں۔ گھر میں علاج چلتا رہا مگر علاج میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔ جب اس کا بینک بیلنس ختم ہو گیا تو گھر کی اشیاء فروخت کرنے کی نوبت آ گئی۔ ادھر

Marfat.com

بیوی بھی خدمت کرتے کرتے پریشان ہوگئی۔ وہ بات بات پر شوہر پر ٹوٹ پڑتی اور جلی کٹی باتیں سناتی تھی۔ لاچار شوہر' بستر پر پڑا بیوی کی باتیں برداشت کرتا رہتا تھا۔

ایک دن بیوی نے غصہ میں آ کر کہا: ''بس بہت ہو گیا' جب سے میں نے تمہارے گھر میں قدم رکھا ہے' مشکلات اور پریشانیوں کی چکی میں پس رہی ہوں۔ کچھ دنوں تک تمہاری ماں کو جھیلتی رہی اب تمہاری بیماری جھیل رہی ہوں۔ اب میرا اور تمہارا ساتھ نہیں نبھ سکتا۔ مجھے طلاق چاہئے۔ تم نے سنا نہیں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں' مجھے طلاق چاہئے آج اور ابھی طلاق چاہئے۔'' بیوی کی باتیں سن کر یوں لگا جیسے اس نے میرے چہرے پر آہنی تھپڑ رسید کر دیا ہے۔

بیوی ساتھ چھوڑ گئی

اس نے بیوی کے مطالبے پر فوراً طلاق نامہ تیار کرایا اور طلاق ہو گئی۔ طلاق کے بعد اس کی صحت دن بدن گرنے لگی۔ اب اسے اپنی ماں کی یاد ستانے لگی۔ گرتی ہوئی صحت اور مفلسی کی حالت میں اسے اپنی ماں کی ضرورت بہت شدت سے محسوس ہوئی۔ روئے زمین پر صرف ایک ہی ہستی تھی جو اسے زندگی کی طرف لا سکتی تھی اور وہ اس کی ماں تھی۔

لیکن ماں...... اللہ جانے وہ کہاں گم ہو چکی تھی۔ عرصہ دراز سے لوگوں کو اس کے بارے میں کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ ماں کی تلاش میں سرگرداں شہر کے گلی کوچوں کی خاک چھانتا رہا۔ دردر جاتا اور ''ماں' ماں'' کی رٹ لگاتا۔ ایک دن وہ ایک محلہ کی مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا۔ مغرب کا وقت آن پہنچا۔ وہ اسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے رک گیا۔ مسجد میں داخل ہوا تو دروازے پر اس کی نگاہ ایک بوڑھی خاتون پر پڑی جو ہاتھ میں کاسۂ گدائی لئے کھڑی تھی اور نمازیوں سے بھیک مانگ رہی تھی۔ یہ اس کی وہی ماں تھی جس نے اسے پال پوس کر بڑا کیا تھا اور اعلیٰ تعلیم دلانے کے لئے نہ جانے کتنی مصیبتیں جھیلی تھیں۔ وہ ماں جس نے بیٹے کو پڑھا لکھا کر بڑا افسر بنایا تھا اور یہ تصور کر بیٹھی تھی کہ اس کا بیٹا بڑا آدمی بن جائے گا تو اس کے درد کا درماں ثابت ہوگا لیکن آج وہ حالات کے دوراہے پر کاسۂ گدائی لئے کھڑی تھی اور مسجد کے سامنے بھیک مانگ رہی تھی۔

Marfat.com

ماں کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی دیکھ کر

بیٹے کو بڑا جھٹکا لگا۔ وہ فوراً ماں کے قدموں میں گر گیا اور رو رو کر معافی مانگنے لگا۔ پھر اس نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور گھر روانہ ہو گیا۔ وہ راہ چلتا جاتا تھا اور باآواز بلند کہتا جاتا تھا:

''اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی پھٹکار ہو ایسی بے وفا بیوی پر جس نے مجھے ماں جیسی عظیم ہستی سے جدا کر دیا۔ لعنت ہو میری پی ایچ ڈی کی ڈگری پر جس نے میرے دل سے ماں کی محبت نکال دی۔ لعنت ہو اس بنگلے پر جس نے مجھے ماں سے بے گانہ کر دیا۔ لعنت ہو میری بھاری تنخواہ پر جس نے میرے دل کو اندھا کر کے ماں کی عظمت شناسی چھین لی۔''

گھر پہنچ کر وہ ہچکیاں لے کر رونے لگا۔ اس نے ماں کے پاؤں پکڑے اور معافی مانگی۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے' اس کے جذبۂ محبت کی مثال کہاں مل سکتی ہے۔ اس نے بیٹے کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا اور کہنے لگی ''نہیں بیٹا! کوئی بات نہیں' مجھے تم سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔''

(اس واقعے کی تفصیل کتاب قصص ومآس من عقوق الوالدین' ص 68' 74 میں دیکھی جا سکتی ہے)

الكلمة الطيبة صدقة

Marfat.com

(186)

والدین کے ساتھ بھلائی کرنا

سیدنا ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ قبیلہ کا ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو والدین کی وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ، اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا ۔

''ہاں، ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کے لئے مغفرت مانگنا اس کے بعد کے (کیے گئے) عہد پورا کرنا اور ان کے رشتوں کو جوڑنا جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔''

(سنن ابی داؤد، الادب، باب فی برالوالدین، 5142، سنن ابن ماجہ، 3664، وسندہ حسن۔ اس حدیث کو امام ابن حبان، 2030 نے صحیح کہا ہے)

☆...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں جنت دیکھی وہاں میں نے قرآن پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ حارثہ بن نعمان ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كَذٰلِكَ الْبِرُّ كَذٰلِكَ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ ۔

''نیکی کا یہی بدلہ ہے، نیکی کا یہی بدلہ ہے، یہ اپنی ماں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا۔''

(مسند احمد، 2/151، 25376، صحیح ابن حبان، 15/479، سلسلۃ الصحیحۃ، 913)

جہاد سے بڑھ کر کام

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ کا بڑا خیال رکھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ان کے لئے کپڑے خریدتے تو نرم کپڑے خریدتے۔ اگرچہ مضبوط نہ بھی ہوں۔ ان کی والدہ رنگے ہوئے کپڑے پسند کرتی تھی لہٰذا ہر عید کو ان کے لئے رنگین کپڑے لے جاتے تھے۔

آپ کی ہمشیرہ حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں: میں نے اپنے بھائی محمد بن سیرین کو کبھی بھی امی کے ساتھ اونچی اور زوردار آواز میں گفتگو کرتے نہیں سنا۔ آپ امی کے ساتھ اس طرح گفتگو کرتے جیسے کوئی سرگوشی کر رہا ہو۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد' 198/7 'اسنادہ صحیح بحوالہ مقالات' جلد 3 'از زبیر علی زئی)

☆......سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر کا طالب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

فَهَلْ مِنْ وَّالِدَيْكَ اَحَدٌ حَیٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ: فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ' فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا .

''تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے جواب دیا ہاں' بلکہ دونوں ہی زندہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کی اچھی طرح خدمت کر۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس تو ان کی خدمت کی کوشش کر۔'' (صحیح بخاری' الجہاد' باب الجہاد باذن الابوین' 3004' مسلم' 2549)

☆......ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے عرض کیا: میری بیوی ہے میری ماں اسے طلاق

Marfat.com

دینے کا حکم دیتی ہے (میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ، فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ ۔

"والد جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے پس تو اگر چاہے تو اس دروازے کو ضائع کر دے یا اس کی حفاظت کر۔" (سنن ترمذی' 1900' سنن ابن ماجہ' 2089' وسندہ حسن۔ اس حدیث کو امام ابن حبان' 460' امام حاکم' 216/2' 169/4 نے صحیح کہا ہے)

مرنے کے بعد اعمال کا سلسلہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ ۔

"انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔"

مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ ۔ "صدقہ جاریہ۔"

اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ ۔ "ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں۔"

اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ ۔ "نیک وصالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔"

(صحیح مسلم' الوصیۃ' باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد المیت' 3116' الادب المفرد للبخاری' 38)

☆..... سیدنا ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟" تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ ہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ۔

Marfat.com

''اللہ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''سنو! جھوٹی بات کہنا' جھوٹی گواہی دینا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا: کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔

(صحیح بخاری' الادب' باب عقوق الوالدین من الکبائر' 2654' مسلم' 87)

ماں باپ کو گالی دینا

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ! قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ .

''کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔'' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آدمی اپنے ماں باپ کو گالی بھی دے دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے؟ وہ پلٹ کر اس کے باپ کو گالی دیتا ہے' اسی طرح وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔'' (یوں گویا وہ اپنے والدین کو گالی دلانے کا سبب بنا)۔

(صحیح بخاری' الادب' اجابۃ دعاء من بر والدیہ' 5973' مسلم' 90)

غار والوں کی مشکل ٹل گئی:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (ایک ساتھ کام کے لئے) چلے حتیٰ کہ وہ رات کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اور وہ تینوں اس میں داخل ہو گئے۔ (اتفاقاً) ایک پتھر پہاڑ سے لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا تو انہوں نے کہا: اس پتھر سے ہمیں کوئی چیز

نجات نہیں دے سکتی۔ نجات کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے نہ تو اپنے بچوں کو دودھ پلاتا تھا اور نہ لونڈی غلاموں کو۔ ایک دن اتفاق سے کسی کام میں مجھ کو دیر ہو گئی حتیٰ کہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ سو چکے تھے لہٰذا میں نے ان کے لئے شام کا دودھ دوہا اور برتن ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس آیا تو میں نے ان کو سوتا ہوا پایا تو مجھے یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ میں ان سے پہلے اپنے گھر والوں کو اور لونڈی غلاموں کو دودھ پلاؤں اس لئے میں ٹھہر گیا اور (دودھ کا بھرا ہوا) پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ تب وہ دونوں بیدار ہوئے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ صبح کے وقت پیا۔ **فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّى فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا**۔

اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو اس پتھر کی وجہ سے ہم پریشانی میں ہیں اس سے ہمیں نجات دے۔

نیک عمل کے ذریعے دعا کرنا

چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا مگر وہ ابھی اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اس سے بُرے کام کی خواہش کی مگر وہ نہ مانی حتیٰ کہ ایک سال جب قحط پڑا تو اس کو کچھ ضرورت پیش آئی تو وہ میرے پاس آئی اور میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ وہ مجھے اپنی ذات پر برائی کا موقع دے گی۔ اس نے اس (شرط کو مجبوراً مان لیا) حتیٰ کہ جب مجھے اس پر کنٹرول حاصل ہو گیا تو وہ کہنے لگی کہ میں تیرے لئے اس بات کو جائز نہیں سمجھتی کہ تو مہر (پردۂ بکارت) کو ناحق توڑے، اے اللہ پاک! میں نے یہ سن کر اس کے ساتھ ہمبستری کرنے کو گناہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہو گیا حالانکہ وہ تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی اور میں نے جس قدر اشرفیاں اس کو دی تھیں وہ بھی واپس نہ لیں۔ اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ہو تو جس

مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کردے۔ وہ پتھر مزید ہٹ گیا مگر اب بھی وہ اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔ اب تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا تھا اور انہیں ان کی مزدوری دے دی تھی۔ سوائے ایک شخص کے کہ اس نے اپنی مزدوری نہ لی اور (ناراض ہو کر) چلا گیا تو میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا' حتیٰ کہ بہت مال اس سے حاصل ہو گیا۔ وہ کافی عرصے کے بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے اس سے کہا: جس قدر اونٹ اور گائیں' بکریاں اور غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری مزدوری کے ہیں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ میں نے کہا: میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا تو اس نے وہ تمام چیزیں لے لیں اور ان کو ہانک کر لے گیا۔ ایک چیز بھی ان میں سے نہ چھوڑی۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ چنانچہ وہ پتھر بالکل ہٹ گیا اور وہ اس طرح سے باہر نکل گئے۔

(بخاری' احادیث الانبیاء' باب حدیث الغار' 3465)

اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت سے نواز دے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرکہ تھی۔ ایک دن میں نے اس سے مسلمان ہونے کو کہا تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات کہی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کی کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ نہیں مانتی۔ آج اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجھے وہ بات کہی جو مجھے ناگوار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ .

''اے اللہ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما۔''

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر آیا اور دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی تو کہا کہ ذرا ٹھہر ارہ۔ میں نے پانی

Marfat.com

کے گرنے کی آواز سنی۔ غرض میری ماں نے غسل کیا اور اپنا لباس پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور کہا کہ اے ابوہریرہ:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خوشی سے دوڑتا ہوا آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خوش ہو جایئے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کی اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِىْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

''اے اللہ! اپنے بندے یعنی ابوہریرہ اور ان کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔''

پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت نہ رکھی ہو۔ (صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، باب فضل ابی ہریرۃ الدوسی، 6396)

ماں میں حضور کا دامن نہیں چھوڑ سکتا

☆...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کی والدہ نے کھانا پینا ترک کر دیا اور فاقے کرنے لگی اور سعد رضی اللہ عنہ کے ایمان کا امتحان لینے لگی اور کہا جب تک تو اپنا دین نہیں چھوڑتا میں اسی حالت میں رہوں گی لیکن حضرت سعد

Marfat.com

بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جو اپنی والدہ کو جواب دیا وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ انہوں نے کہا:

يَا أُمَّاهُ لَوْ كَانَتْ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِيْنِيْ هٰذَا فَإِنْ شِئْتِ فَكُلِيْ وَإِنْ شِئْتِ فَلَا تَأْكُلِيْ .

"اے میری ماں! اگر تمہاری سو جانیں ہوتیں اور وہ (سب بھی میرے سامنے) ایک ایک کر کے نکل جاتیں تو پھر بھی میں اپنا یہ دین نہ چھوڑتا۔ اگر تم چاہو تو کھاؤ اور اگر چاہو تو نہ کھاؤ۔"

چنانچہ اس نے استقامت سعد رضی اللہ عنہ دیکھ کر کھانا شروع کر دیا۔

(تفسیر قرطبی 291/13)

Marfat.com

(187)

ایک ناشپاتی سے چار دن کی بھوک جاتی رہی

حضرت سیدنا سعید بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دن ہم حضرت سیدنا محمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ کی بارگاہ میں اس وقت زاہدوں اور محدثین کی کثیر تعداد موجود تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے ''ایک دن میں نے روزہ رکھا اور ارادہ کیا کہ اس وقت تک کوئی شے نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بالکل حلال ذریعے سے حاصل کی گئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔

اس طرح میرا ایک دن گزر گیا لیکن ایسی کوئی شے نہ ملی پھر دوسرا دن گزر گیا لیکن میں نے کوئی چیز نہ کھائی یہاں تک کہ تین دن گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز نہ کھائی۔ صرف چند گھونٹ پانی پی کر گزارا کیا۔ چوتھے دن میں نے کہا: آج میں اس عظیم ہستی کے ہاں کھانا کھاؤں گا جس کے رزق کو اللہ تعالیٰ نے حلال وطیب رکھا ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔'' چنانچہ میں حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تھے۔ میں نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد سب نمازی چلے گئے۔ ہم دونوں کے علاوہ صرف ایک اور شخص مسجد میں باقی رہا تو حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے طوسی۔'' میں نے کہا: ''حضور میں حاضر ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے طوسی تو اپنے بھائی کے پاس اس لئے آیا ہے کہ وہ تیرے ساتھ عیش وعشرت کی زندگی گزارے۔'' میں نے دل میں کہا میں نے تو چار دنوں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور بھوک سے میری حالت خراب ہو رہی ہے۔ میرے پاس رات کے

Marfat.com

کھانے کو کچھ بھی نہیں۔

اولیاء کرام کرامات کو چھپاتے ہیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: ''میرے قریب آؤ۔'' میں بڑی مشکل سے اٹھا' کمزوری کی وجہ سے اٹھنا مشکل ہو رہا تھا بہر حال میں قریب چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرا سیدھا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی الٹی آستین میں داخل کیا تو مجھے وہاں ایک ناشپاتی جیسا ایک پھل ملا جو کچھ سخت تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے دانتوں سے چبایا گیا ہو۔

میں نے وہ پھل کھایا تو اس میں مجھے بہترین قسم کا ذائقہ محسوس ہوا۔ وہ پھل اتنا لذیز تھا کہ اس کا ذائقہ بیان سے باہر ہے۔ اسے کھاتے ہی میری بھوک ختم ہوگئی اور پانی کی بھی حاجت نہ رہی۔ یہ دیکھ کر مسجد میں بیٹھے ہوئے اس اجنبی شخص نے کہا: ''کیا تم ہی ابوجعفر ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں میں ہی ابوجعفر ہوں اور میں نے آج تک کبھی بھی ایسا لذیز اور خوش ذائقہ پھل نہیں کھایا جیسا آج کھایا ہے۔ پھر حضرت سیدنا محمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب تک میں دنیا میں زندہ ہوں تم میرے اس واقعے کی ہرگز تشہیر نہ کرنا۔'' (عیون الحکایات)

Marfat.com

(188)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے‘ یہ قبیلہ خزرج کے انصاری اور مدینہ منورہ کے باشندے ہیں۔ یہ ان ستر خوش نصیب انصار میں سے ایک ہیں جن لوگوں نے ہجرت سے بہت پہلے میدان عرفات کی گھاٹی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اسلام کی تھی۔ یہ جنگ بدر اور اس کے بعد تمام جہادوں میں مجاہدانہ شان سے شریک جنگ رہے۔ حضوِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا تھا اور حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو ملک شام کا گورنر بھی مقرر کر دیا تھا جہاں انہوں نے 18 ھ میں طاعون عمواس میں علیل ہو کر اڑتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ بہت ہی بلند پایہ عالم‘ حافظ‘ قاری‘ معلم اور نہایت ہی متقی و پرہیز گار اور اعلیٰ درجے کے عبادت گزار تھے۔ بنی مسلمہ کے تمام بتوں کو انہوں نے ہی توڑ پھوڑ کر پھینک دیا تھا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں ان کا لقب ''امام العلماء'' ہے۔

(اکمال‘ ص 616‘ واسد الغابہ‘ ج 4‘ ص 378)

☆...... حضرت ابوبحریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ''حمص'' کی مسجد میں دیکھا۔ وہ گھنے اور گھنگھریالے بالوں والے بہت خوبصورت تھے۔ جب وہ گفتگو فرماتے تو ان کے منہ سے ایک نور نکلتا جس کی روشنی اور چمک صاف نظر آتی۔ (تذکرۃ الحفاظ‘ ج 1‘ ص 20)

Marfat.com

(189)

چاند اشارے سے ہو چاک

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی فرمائش کی کہ آپ ان لوگوں کو کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے ان کو چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھایا یہاں تک کہ انہوں نے کوہ حرا کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (متفق علیہ)

☆...... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو گواہ رہنا۔ (بخاری)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے جہاد کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی فوج سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا میرے ساتھ وہ شخص نہ چلے جس نے نکاح کیا ہو اور ابھی تک اس نے اپنی بی بی سے صحبت نہ کی ہو اور وہ شخص بھی نہ چلے جس نے مکان بنایا ہو اور ہنوز اس کی چھت نہ ڈالی ہو اور وہ شخص بھی نہ چلے جس نے بکریاں اور گابھن اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے جننے کا منتظر ہو (اس لئے کہ ان لوگوں کا دل ان میں پڑا رہے گا وہ صحیح اور اطمینان سے جہاد نہ کر سکیں گے) یہ کہہ کر وہ پیغمبر جہاد کے چلے اور عصر کے وقت یا عصر کے قریب اس بستی کے پاس پہنچے (جہاں ان کو جہاد کرنا تھا) تو پیغمبر نے سورج سے کہا: تجھ کو غروب ہونے کا حکم ہے اور مجھ کو جہاد کا حکم۔ اے اللہ! تھوڑی دیر کے لئے تو اس کو غروب ہونے سے روک دے تا کہ ہفتہ کی رات نہ آ جائے کیونکہ ہفتہ کو جنگ کرنا ان کی شریعت

Marfat.com

میں درست نہ تھا اور یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی تھی چنانچہ سورج ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب فرمائی پھر لوگوں نے مال غنیمت ایک جگہ لا کر جمع کر دیا۔ حسب دستور اس کے جلانے کے لئے آسمان سے آگ آئی لیکن اس نے نہ جلایا۔ اس پر اس پیغمبر نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص نے اس مال میں خیانت کی ہے' جب ہی تو مال غنیمت قبول نہ ہوا لہٰذا تم میں سے ہر قبیلہ کا ایک آدمی مجھ سے آ کر بیعت کرے چنانچہ سب نے بیعت کی۔ ایک شخص کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ سے لگا تو ان کے ہاتھ سے چپک گیا۔ پیغمبر نے کہا: چوری تم میں سے کسی نے کی ہے۔ اس پر انہوں نے بیل کے سر کے برابر سونا لا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد آگ آئی اور اس کو جلا کر رکھ دیا۔

(بخاری و مسلم)

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام صہبا میں ظہر کی نماز پڑھی اور نماز عصر سے فارغ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی) جب وہ آئے تو آپ نے ان کی گود میں اپنا سر مبارک رکھا (اور آپ کی آنکھ لگ گئی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرنا پسند نہیں کیا یہاں تک کہ آفتاب قریب الغروب ہو گیا (اور عصر کی نماز کا وقت جاتا رہا) تو آپ نے دعا فرمائی خدایا تیرا بندہ علی رضی اللہ عنہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا (اور اس کی عصر کی نماز جاتی رہی) تو تو آفتاب کو پھر مشرق کی جانب لوٹا دے۔ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آفتاب اتنا لوٹ آیا کہ اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پھر پڑنے لگی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور وضو کیا اور نماز ادا کی اس کے بعد آفتاب غروب ہوا۔ یہ واقعہ مقام صہباء کا ہے۔ (مشکل الآثار)

Marfat.com

(190)

کہیں تم دنیا میں کھو نہ جاؤ

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن عباس نے خبر دی' انہیں عبدان نے' انہیں عبداللہ نے' انہیں ابن لہیعہ نے' انہیں یزید بن ابی حبیب نے' انہیں ابوالخیر نے' وہ فرماتے ہیں کہ انہیں عقبہ بن عامر جہنی نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ سال بعد شہداء احد پر اسطرح نماز جنازہ پڑھی کہ گویا زندوں اور مردوں کو الوداع فرمارہے ہیں۔ اس کے بعد ممبر پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں' تم سے ملنے کی جگہ حوض ہوگا اور اب میں یہاں کھڑے ہوئے اسے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے' مگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم کہیں دنیا کی رغبت نہ کرنے لگو۔ (مسند احمد' 149/4) عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دیدار تھا۔ (کتاب الزہد لا بن ابی الدنیا)

☆..... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے قاسم بن ہاشم نے خبر دی' انہیں عبدالعزیز قرشی نے' انہیں علی بن حزور نے' وہ ابومریم سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر سے سنا' وہ فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا میں اللہ تعالیٰ کی زہد سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں کی گئی۔ (کنز العمال' 6176)

جو موت کی انتظار رہے گا

☆..... عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اسمٰعیل بن اسحٰق نے خبر دی' انہیں اسمٰعیل بن حکم بن عوانہ نے' انہیں عتبہ بن حمید نے' وہ ان سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے ان سے بیان کیا' وہ قبیصہ بن جابر سے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

جو دنیا میں زہد اختیار کرے گا وہ مصیبتوں میں ہلکا پھلکا رہے گا اور جسے موت کا انتظار ہو گا وہ نیک کاموں میں عجلت کرے گا۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆...... عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن اسحٰق ثقفی نے خبر دی کہ بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے فرمایا: تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ بلکہ تمہیں کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ جب کہ موت کا منادی انتہائی دبے پاؤں تمہارے در پئے ہے اور ارواح کو فنا کے گھر سے نکال کر بقا کے گھر کی طرف جمع کرنے میں مصروف ہے اور ناز و نعمت میں پڑے ہوئے جسموں کو بڑی عجلت کے ساتھ ویران کر رہا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء 151/10)

Marfat.com

(191)

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ 131ھ یا 132ھ یا 135ھ میں آپ کی ولادت شہر واسط میں ہوئی اور کوفہ میں پرورش پائی۔ آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے بہت ہی خاص الخاص و محبوب شاگرد رشید ہیں اور آپ ہی نے اپنی کتابوں کے ذریعے سب سے زیادہ حنفی مذہب کی اشاعت فرمائی اسی لئے فقہائے حنفیہ کی تاریخ میں آپ کا لقب محرّر المذہب (مذہب کا لکھنے والا) ہے۔ آپ نے نوسو سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جو سب علوم دینیہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے علاوہ دوسرے بہت سے مشائخ سے بھی آپ نے علم حدیث کی تحصیل فرمائی جن میں مسعر بن کدام وسفیان ثوری و عمرو بن دینار و مالک بن مغول و امام مالک و امام اوزاعی و قاضی ابو یوسف وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ کو طلب علم کا انتہائی شوق تھا چنانچہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو اپنے والد کی میراث میں سے تیس ہزار درہم ملے تھے ان میں سے پندرہ ہزار میں نے علم نحو و شعر و ادب و لغت وغیرہ کی تعلیم و تحصیل پر خرچ کیے اور پندرہ ہزار حدیث و فقہ کی تکمیل پر۔

آپ کے تلامذہ اس قدر بے شمار ہیں کہ ان کی تعداد کا شمار انتہائی دشوار ہے۔ جب آپ کوفہ میں موطا کا درس دیتے تھے تو آپ کے درس میں اس کثرت سے طلبہ و سامعین آتے تھے کہ کوفہ کی سڑکیں اور راستے بند ہو جاتے تھے مگر آپ کے چند خاص خاص شاگردوں کی فہرست میں حضرت امام شافعی و ابوحفص کبیر و ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوز جانی و ہشام بن عبداللہ رازی و علی بن مسلم طوسی و خلف بن ایوب و ابوعبید قاسم بن سلام وغیرہ انتہائی نمایاں و درخشاں ہیں۔

Marfat.com

امام محمد کا فیضانِ علمی

آپ نے حضرت امام شافعی کی والدہ سے نکاح فرمالیا تھا اور اپنا سارا مال واسباب اور کتابیں امام شافعی کو سونپ دیا تھا۔ امام شافعی خود فرماتے ہیں کہ میں ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر امام محمد کی کتابیں اپنے ساتھ لایا اور ان کی کتابوں سے برابر علمی استفادہ کرتا رہا۔ امام شافعی یہ بھی فرماتے تھے کہ علم فقہ میں مجھ پر سب سے بڑا احسان امام محمد کا ہے۔ امام حربی ناقل ہیں کہ میں نے امام احمد حنبل سے دریافت کیا کہ آپ ایسے ایسے دقیق مسائل کہاں سے بیان فرماتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب امام محمد کی کتابوں کا فیض ہے۔

خلیفہ بغداد ہارون رشید نے آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا تھا چنانچہ آپ نے اپنی مشہور کتاب ''رقیات'' کی تصنیف رقہ میں فرمائی پھر بعد کو آپ عہدۂ قضا چھوڑ کر رقہ سے بغداد چلے آئے۔

ہارون رشید جب پہلی مرتبہ ایران گئے تو امام محمد کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے اور ایران ہی میں آپ کی وفات ہوئی۔ عجیب اتفاق ہے کہ امام محمد بن حسن شیبانی اور امام ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی دونوں کی ایک ہی دن ایران میں وفات ہوئی اور ہارون رشید دونوں کے دفن میں شریک ہوئے اور نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہا کہ ہائے میں نے آج فقہ وعربیت دونوں کو ایران کی زمین میں دفن کر دیا۔

امام محمد اپنی علمی جلالت وعلوم دینیہ کی مہارت وامامت کے علاوہ کثرت عبادت میں بھی اپنے دور کے بہت بڑے عابد وزاہد شمار کئے جاتے تھے اور اس قدر باکرامت وصاحب ولایت تھے کہ عام طور پر لوگ ان کو اولیائے ابدال میں سے سمجھتے تھے اور ان سے فیض حاصل کرتے تھے۔ (تبصرۃ الدرایہ ومناقب موفق وغیرہ)

وفات کے بعد کا حال

قاضی ابن رجاء نے محمویہ سے (جو اولیاء کے طبقہ ابدال میں شمار ہوتے تھے) روایت کیا ہے کہ میں نے امام محمد بن حسن کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا: آپ پر کیا گزری؟ انہوں نے فرمایا: مجھ سے حق تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: اگر میں

Marfat.com

تم کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا تو میں تم کو علم کا خزانہ نہ بناتا۔ یہ فرما کر حق تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی پھر میں نے دریافت کیا کہ امام ابو یوسف کا حال کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ ''فوقی'' وہ تو مجھ سے بالاتر ہیں۔ پھر میں نے حضرت امام ابو حنیفہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: فوقہ بطبقات وہ ابو یوسف سے بھی بدرجہا طبقات اوپر ہیں۔ (تاریخ بغداد للخطیب) 189ھ میں آپ نے وفات پائی۔

محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

(192)

ایصال ثواب کا فائدہ

باہیہ نامی ایک صالح خاتون کا واقعہ ہے کہ جب اس کے انتقال کا وقت آیا تو اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا کی۔ ''میرے پروردگار! میرا ذخیرہ اور توشہ سب کچھ تو ہی ہے۔ موت اور زندگی ہر حال میں میں نے صرف تجھ ہی پر بھروسہ کیا۔ اب جب کہ میرا وقت اخیر آیا تو مجھے رسوا نہ کرنا اور وحشت قبر سے بچانا۔''

اس کا انتقال ہو جانے کے بعد اس کے بیٹے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ہر جمعرات و جمعہ کو ماں کی قبر پر جاتا اور کچھ قرآن شریف تلاوت کر کے اپنی ماں اور قبرستان کے تمام مدفونین کی ارواح کو ثواب پہنچاتا۔ ان کے حق میں دعا و استغفار کرتا۔ اس نے بیان کیا کہ ایک بار میں نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا۔ سلام کرنے کے بعد میں نے دریافت کیا پیاری ماں! آپ کس طرح ہیں؟ جواب دیا موت کی تکالیف اور سختیاں تو بہت ہیں لیکن میں رب تعالیٰ کے فضل و احسان سے آرام میں ہوں۔ عالم برزخ میں میرے لئے فرش بچھا ہوا ہے اور سندس واستبرق کے گاؤ تکئے لگے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کو کسی شے کی ضرورت ہو تو بتائیں۔ انہوں نے کہا: نور چشم! تم جو میری زیارت کو آیا کرتے ہو اور قرآن مجید پڑھ کر دعا کر جاتے ہو اسے ترک نہ کرنا۔ اے میرے بیٹے! جمعرات و جمعہ کو ہمیں تمہارے آنے کی بہت خوشی ہوتی ہے۔ جب تم میرے پاس آتے ہو تو تمام مردے میرے قریب اکٹھے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے باہیہ! تمہارے بیٹے کے آنے سے ہم سب مسرور ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے اس معمول پر اور زیادہ پابندی سے عمل کیا اور اپنی والدہ نیز تمام مردوں کے لئے دعا کرتا رہا۔ پھر ایک بار اور میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس بہت

Marfat.com

سے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون لوگ ہیں اور میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ جواب ملا ہم اس قبرستان کے رہنے والے ہیں اور تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں اور تم سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنا وہ عمل خیر نہ چھوڑنا۔

ایک صاحب نظر کا خواب

ایک صاحب نظر اہل علم نے خواب دیکھا کہ قبروں کے مردے باہر نکل کر زمین سے کچھ چن رہے ہیں جیسے لوگ پھل وغیرہ چنتے ہیں۔ انہی مردوں میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو ایک طرف مطمئن بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ متعجب ہوئے اور اس شخص سے پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟

اس نے جواب دیا مسلمان جو کچھ تلاوت' دعا' صدقہ وغیرہ ایصال ثواب کرتے ہیں یہ لوگ اسی کو لے رہے ہیں مگر تم ان سے الگ تھلگ بے نیاز کیوں بیٹھے ہو؟ اس نے جواب دیا "میرا بیٹا مجھے ایک ختم قرآن مجید کا ثواب خود پہنچا دیتا ہے وہ فلاں بازار میں رہتا ہے۔"

صبح ہوئی تو عالم اس بازار میں گئے اور اس شخص کے بیٹے کو دیکھا کہ ایک طرف وہ تجارت کرتا تھا اور دوسری طرف اس کے لب ہل رہے تھے۔ عالم صاحب نے پوچھا تمہارے لب کیوں ہل رہے ہیں؟ اس نے کہا: میں روزانہ ایک قرآن شریف پڑھ کر اپنے مرحوم باپ کو ایصال ثواب کرتا ہوں۔

اس عالم ربانی نے عرصہ دراز کے بعد وہی خواب پھر دیکھا اور اس نوجوان کے باپ کو بھی تمام مردوں کے ہمراہ کچھ چنتے ہوئے دیکھا۔ اسی صبح جب انہوں نے بازار جا کر تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان تاجر کا انتقال ہو چکا ہے۔

نوازش کرم شکریہ مہربانی

ایک خاتون نے اپنی فوت شدہ سہیلی کو خواب میں دیکھا۔ وہ ایک تخت پر بیٹھی ہے اور اس کے نیچے ایک نورانی برتن ڈھکا ہوا رکھا ہے۔ اس نے پوچھا اس میں کیا ہے؟ اس کی سہیلی نے جواب دیا اس میں وہ تحفہ رکھا ہے جو کل رات میرے شوہر نے میرے لئے بھیجا ہے۔ بیداری کے بعد عورت نے اپنی سہیلی کے خاوند سے دریافت کیا کہ تو نے اپنی بیوی کو شب

Marfat.com

گزشتہ کیا ہدیہ روانہ کیا تھا؟ اس نے کہا: میں نے قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا تھا۔ عورت نے اپنے خواب کا واقعہ اسے بتا دیا۔

شیخ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ملک شام میں ایک شخص نے اپنے دوست کو جس کا انتقال ہو چکا تھا' خواب میں دیکھا۔ اس نے کہا: ''ذرا میرے فلاں دوست کو میرا سلام کہہ کر شکریہ ادا کر دیجئے گا کہ مولا کریم انہیں بہترین جزا سے نوازے۔ انہوں نے میرے لئے قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب بخشا ہے۔''

موت کے بعد مان گئے

بعض علماء نے تحریر فرمایا ہے کہ شیخ امام عزالدین بن عبدالسلام کو لوگوں نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو سوال کیا کہ آپ تو قرآن مجید کے ایصال ثواب کو نہیں مانتے تھے اب اس بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: ''میں نے یہاں (عالم برزخ) میں اپنے گمان کے خلاف دیکھا۔''

موت کے بعد بھی اپنوں سے تعلق مت کاٹ
جس قدر ہو سکے کر ان کو بھی ایصال ثواب
آج تو ان پہ احسان کرے گا اے دوست
کل تری قبر کو اللہ کرے گا شاداب

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جمعہ کی شب میں جامع مسجد کے ارادے سے نکلا کہ نماز فجر وہاں ادا کروں۔ راستے میں میرا گزر ایک قبرستان سے ہوا۔ میں تھوڑی دیر کے لئے ایک قبر کے نزدیک بیٹھا رہا۔ اتفاقاً مجھے وہیں نیند آ گئی۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ تمام مردے قبروں سے نکل کر حلقہ وار بیٹھے ہیں اور باہم گفتگو کر رہے ہیں۔ ان میں ایک نوجوان شخص بھی ہے جس کے کپڑے صاف ستھرے نہیں ہیں اور ایک جانب الگ تھلگ اداس بیٹھا ہے۔ اتنے میں کچھ نورانی طبق لئے ہوئے فرشتے آئے اور جن جن کے لئے تھا انہیں دے دیا اور وہ سب مردے طبق لے کر اپنی اپنی قبروں میں واپس چلے گئے۔ صرف وہ ایک نوجوان عالم مایوسی میں خالی ہاتھ اپنی قبر میں واپسی کے لئے اٹھا تو

Marfat.com

میں نے پوچھا تم غمگین کیوں ہو؟ اور یہ جو میں دیکھ رہا ہوں اس کی حقیقت کیا ہے؟

زندوں کی طرف سے مُردوں کے لئے تحائف

اس نے کہا: ''جو نورانی طبق تم نے دیکھے وہ زندوں کی طرف سے مردوں کو بھیجے جانے والے ثواب (تلاوت، دعا، ذکر، صدقات) ہیں۔ ان کے پاس ہر شب جمعہ اور جمعرات کو پہنچتے ہیں۔'' اس کے بعد نوجوان نے طویل گفتگو کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میری ایک ماں ہی ہے مگر وہ بھی دنیادار ہو کر مجھے بھول گئی ہے، اس نے نکاح کر لیا اور مجھ سے غافل ہو گئی۔ اب مجھے یاد کرنے والا کوئی نہیں۔ میں نے اس کی ماں کا پتہ دریافت کیا۔ صبح کو میں اس کی ماں کے گھر گیا۔ پردہ کی آڑ سے اس نے بیٹے کا سب حال سنا اور خوب روئی۔ پھر بولی اے صالح! وہ میرا بیٹا میرا لخت جگر ہے۔ میں نے جس کے لئے اپنے شکم کو مکان، اپنی چھاتیوں کو مشک اور اپنی آغوش کو بازی گاہ بنایا، بھلا اسے کیوں کر بھول سکتی ہوں۔ اب میں اس کے لئے دعا و صدقہ کرتی رہوں گی اور یہ لو ایک ہزار درہم، اس کے لئے میری طرف سے خیرات کر دو۔ میں نے اس کی طرف سے درہم خیرات کر دیئے۔ دوسری شب جمعہ کو پھر میں جامع مسجد کے ارادے سے نکلا اور اسی قبرستان میں آ لیٹا اور خواب میں پھر وہی منظر دیکھا کہ اہل قبور اپنی اپنی قبروں سے نکل رہے ہیں۔ انہیں میں وہ نوجوان بھی تھا مگر اب اس کے جسم پر سفید لباس تھا اور وہ بھی اوروں کی طرح خوش تھا۔ میرے قریب آیا اور کہا: ''اے صالح! اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے جزائے خیر دے۔ میرے پاس بھی ماں کا ہدیہ پہنچ گیا۔ میں نے پوچھا کیا اہل قبور بھی جمعہ کو جانتے ہیں؟ اس نے کہا: بے شک ہوا کے پرندے تک اس دن کو جانتے ہیں اور السلام السلام لیوم صالح کہتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ اس مبارک دن کی برکتیں ہم پر بار بار لائے۔ (روض الریاحین)

Marfat.com

(193)

مشرک والدین سے کیا سلوک کیا جائے؟

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ مکہ کے رہنے والے یہ قریشی نوجوان اپنی والدہ کے نہایت اطاعت گزار تھے۔ والدہ سے بڑی محبت کرنے والے تھے۔ جب ان کی قسمت جاگی تو انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کر کے مسلمان ہونے کا شرف حاصل کر لیا۔ اب یہ مسلمان تھے اور ان کی والدہ کافرہ تھیں۔ جس قدر یہ اسلام میں پختہ اور جذبہ توحید سے سرشار تھے' اتنا ہی ان کی والدہ بتوں کی پجارن اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن تھیں۔

جیسا کہ چند واقعات سے پہلے گزر چکا کہ جب ان کی والدہ کو معلوم ہوا کہ سعد نے اسلام قبول کر لیا ہے تو اپنے بیٹے سے کہنے لگیں کہ سعد تم نے کون سا دین قبول کر لیا ہے؟ کیا تم نے اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ دیا ہے؟ میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس نئے دین کو چھوڑ دو' پھر دھمکی دیتے ہوئے کہنے لگیں کہ اگر تم نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا تو پھر میں مرتے دم تک کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی' پھر اہل عرب تمہیں زندگی بھر طعنہ دیں گے کہ تم اپنی والدہ کے قاتل ہو۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اماں جان! کھانا پینا چھوڑنے کا کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ میں اپنے اسلام کو چھوڑنے والا نہیں۔

حضرت سعد کا اپنی ماں کو کھرا کھرا جواب

ان کی والدہ نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اس پر نقاہت طاری ہو گئی۔ ایک دن اور ایک رات گزر گئی۔ اس کی حالت غیر ہونے لگی۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی

Marfat.com

ماں کو اس حالت میں دیکھا تو کہا اللہ کی قسم! اگر تمہاری سو جانیں بھی ہوں اور یکے بعد دیگرے تمہاری ساری جانیں چلی جائیں تب بھی میں اپنے دین کو چھوڑنے والا نہیں۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ کھانا کھاؤ یا نہ کھاؤ۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اس دوٹوک گفتگو کے بعد ان کی والدہ کو یقین ہو گیا کہ سعد اپنی بات کا پکا ہے۔ میری بات ماننے والا نہیں۔ تب اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندے پر پیار آ گیا اور قرآن کریم میں آیات نازل فرما دیں۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ (لقمان 31:15)

''اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا' ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا۔'' (صحیح مسلم' فضائل الصحابۃ' حدیث 1748' بعد الحدیث' 2412' وجامع الترمذی' تفسیر القرآن' حدیث 3189' ومسند احمد' 1/185' 186)

Marfat.com

(194)

اولاد کے حقوق

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

ایک مسکین عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ میرے پاس آئی۔ اس نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے انہیں ایک ایک کھجور دی اور تیسری کھجور کھانے کے لئے منہ سے لگائی تو اتنے میں اس کی بچیوں نے اس سے وہ کھجور بھی کھانے کے لئے مانگی تو اس نے اس کھجور کے، جسے وہ خود کھانا چاہتی تھی دو ٹکڑے کر دیئے اور دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیئے۔

مجھے یہ حال دیکھ کر تعجب ہوا چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ أَوْ أَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ.

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس پر جنت واجب کر دی ہے، یا اس عمل کی وجہ سے اس کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔"

(صحیح البخاری، الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، 5995، صحیح مسلم، 6694)

☆...... سیدنا عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.

"اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس

Marfat.com

سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں اس پر مارو اور ان کے بستر جدا جدا کر دو۔"

(سنن ابوداؤد، الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ، 495، احمد/187، وسندہ حسن)

بچوں کو روزہ رکھنے کی عادت ڈالنا

سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ إِلٰى قُرَى الْأَنْصَارِ (مَنْ أَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ) قَالَتْ فَكُنَّا نَصُوْمُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ الْعِهْنِ فَإِذَا بَكٰى أَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ أَعْطَيْنَاهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ۔

عاشوراء کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا "صبح جس نے کھالیا ہو وہ دن کا باقی حصہ پورا کرے جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے۔" ربیع نے کہا: پھر بعد میں بھی رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو بھی رکھواتے تھے ہم انہیں اون کا کھلونا دے کر بہلائے رکھتے جب کوئی کھانے کے لئے روتا تو وہی دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آ جاتا۔

(صحیح البخاری، الصوم، باب صوم الصبیان، 1960، صحیح مسلم، 1136)

نابالغ کے حج کا ثواب

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّوْحَاءِ فَلَقِيَ رَكْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: (مَنِ الْقَوْمُ) فَقَالُوْا: الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالُوْا: فَمَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَتْ إِمْرَأَةٌ صَبِيًّا

Marfat.com

فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ (نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ) .

(صحیح مسلم، الحج، باب صحۃ حج الصبی واجر من حج بہ: 1336، ابوداؤد: 1736، احمد: 219/1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام روحاء پر تھے کہ آپ کو ایک قافلے والے ملے آپ نے انہیں سلام کہا اور پوچھا کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔'' انہوں نے پوچھا: آپ کون لوگ ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو ایک عورت نے جلدی سے اپنے بچے کو بازو سے پکڑا اور اپنے ہودج سے باہر نکالا اور بولی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! اور تیرے لئے اجر ہے۔''

نیز سیدنا سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ حُجَّ بِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ .

''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا اس وقت میری عمر سات سال تھی۔'' (صحیح بخاری، الحج، باب حج الصبیان: 1858)

بچوں کو کھانا کھانے کے آداب سکھاؤ:

1-- بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا جائے۔
2- دائیں ہاتھ سے کھانا کھایا جائے۔
3- اپنے آگے سے کھایا جائے۔

سیدنا عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طُعْمَتِیْ بَعْدُ)

Marfat.com

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں گھوم رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لڑکے' اللہ کا نام لو یعنی بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اپنے آگے سے کھاؤ اس کے بعد میرا کھانے کا طریقہ ہمیشہ یہی رہا۔''

(صحیح بخاری' الاطمعۃ' باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین' 5376' مسلم' 2022)

حضور کا تبرک اور ایک بچے کا جذبۂ محبت

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے پیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو تمام لوگوں میں چھوٹا تھا اور معمر بوڑھے سب آپ کے بائیں طرف تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اے بچے! کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ پیالہ ان بڑوں کو دے دوں؟'' اس نے کہا: ''واللہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اوثر بنصیبی منک احد'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا بچا ہوا اپنے سوا کسی کو نہ دوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اسی کو دے دیا۔

(صحیح بخاری' المظالم' باب اذا اذن لہ او احلہ ولم یبین کم ھو' 2451' صحیح مسلم' 2030)

☆......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے مانگتی ہوئی آئی میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا۔ میں نے اسے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہیں کھائی اور پھر وہ اٹھی اور چلی گئی۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنی بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے آڑ بن جائیں گی۔''

(بخاری' الزکاۃ' اتقوا النار' 1418' صحیح مسلم' 2629)

Marfat.com

یہ زیادتی ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں:

میرے والد نے مجھے (کوئی چیز) بخشش کی۔ میری والدہ نے کہا: میں تب راضی ہوں گی جب تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ بنالو گے۔ میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے ایک بیٹے کو غلام دیا ہے۔ اس کی والدہ نے مجھ سے کہا: اس پر میں آپ کو گواہ بناؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم نے ایسی ہی بخشش اپنے تمام لڑکوں کو کی ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی تمام اولاد کے درمیان انصاف قائم کرو اور ظلم پر مجھے گواہ نہ بناؤ میں ظلم وجور کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا۔''

(بخاری الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا باب الھبۃ للولد 2586)

إِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا

Marfat.com

(195)

گدڑی میں لعل

حضرت سیدنا احمد بن بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ سفر کرتے ہوئے میں ایک ویران جنگل میں پہنچا۔ کچھ دور بانس کی بنی ہوئی ایک جھونپڑی نظر آئی۔ میں اسی طرف چل دیا۔ وہاں میں نے ایک بوڑھا شخص دیکھا جو کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا اور کیڑے اس کے جسم کو کھا رہے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے اس پر بہت ترس آیا۔ میں نے کہا: ''اے بزرگ! اگر آپ چاہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ آپ کو صحت عطا فرمادے؟'' میری یہ بات سن کر جب اس بزرگ نے اپنا سر اٹھایا تو معلوم ہوا کہ وہ نابینا ہے۔ پھر اس نے کہا: ''اے یحییٰ بن معاذ! اگر تجھے اپنی دعا کی قبولیت پر اتنا ہی ناز ہے تو اپنے لئے دعا کیوں نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل سے اناروں کی محبت نکال دے؟'' اس بزرگ کی یہ بات سن کر میں بہت حیران ہوا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ نفسانی خواہش کی خاطر کبھی بھی کوئی چیز نہ کھاؤں گا بلکہ جس چیز کی نفس تمنا کرے گا اسے ترک کردوں گا لیکن مجھے انار بہت پسند تھے۔ انہیں ترک کرنے پر میں قادر نہ ہوسکا۔ اس بزرگ نے میری اس حالت کو جان لیا اور کہا: ''پہلے اپنے لئے دعا کرو' میں اس بیماری کی حالت میں بھی اپنے رب سے راضی ہوں۔'' پھر اس بزرگ نے مجھ سے کہا: ''جاؤ اور کبھی بھی اولیاء کرام رحمہم اللہ سے فکر نہ لینا۔''

(عیون الحکایات)

Marfat.com

(196)

خالق کا بندہ خلق کا مولیٰ کہوں تجھے

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار جمعہ کے دن منبر پر بیٹھے اور لوگوں سے فرمایا: تم سب بیٹھ جاؤ۔ عبداللہ بن دورہ جو محلہ بنی غنم میں تھے، وہ کہتے ہیں: انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو وہیں اپنی جگہ بیٹھ گئے۔
(بیہقی)

عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام منیٰ میں ہم کو خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے۔ دوسری روایت ہے: پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیئے یہاں تک کہ ہم اپنے اپنے گھروں میں رہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سن لیا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک انصاری نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اجازت ہو تو میں آپ کے لئے کوئی چیز (یعنی منبر) تیار کرا دوں جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ دیا کریں کیونکہ میرا ایک غلام ہے جو بڑھئی کا کام کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو تیار کرالو۔ جب جمعہ کا دن آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر بیٹھے جو آپ کے لئے تیار کیا گیا تھا تو کھجور کا درخت جس پر سہارا لے کر آپ پہلے خطبہ دیا کرتے تھے ایسا چیخ چیخ کر رونے لگا گویا غم کے مارے پھٹ جائے گا۔ اس کے نالہ وبکا پر آپ منبر پر سے اترے اور آپ نے آ کر اس کو گلے لگایا تو وہ اس طرح سسکنے لگا جیسے روتے ہوئے بچے کو بہلا کر خاموش کرتے ہیں اور وہ سسکیاں لینے لگتا ہے یہاں تک کہ بالکل خاموش ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

Marfat.com

گوشت پتھر کیسے بن گیا؟

☆...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک مولیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے گھر گوشت کا ایک ٹکڑا کہیں سے بطور ہدیہ آیا چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت مرغوب تھا اس لئے انہوں نے گھر کی خادمہ سے کہا: اس کو حفاظت سے رکھ چھوڑ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور اس کو تناول فرمائیں۔ خادمہ نے گوشت کا وہ ٹکڑا اٹھا کر ایک طاق میں رکھ دیا۔ اتفاق سے ایک سائل آ نکلا اور دروازہ پر آ کر صدا دی' کچھ صدقہ دو اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ عرب کے دستور کے مطابق جواب ملا اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ (جب کسی وجہ سے فقیر کو نہ دینا ہو تو یہ کہہ دیا جاتا ہے) یہ سن کر سائل واپس چلا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام سلمہ! تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہوگا؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں اور خادمہ کو حکم دیا کہ فوراً جائے اور وہ گوشت لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے۔ وہ گوشت لینے گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہاں تو ایک پتھر کے دو ٹکڑے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ جب یہ ماجرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ گوشت پتھر کا ٹکڑا بن گیا کیونکہ تم نے اس کو سائل کو نہیں دیا تھا۔ (کتب حدیث)

(197)

ایک صحابی رسول ﷺ کا عجیب خواب

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے حمزہ نے خبر دی، انہیں عبدان نے، انہیں عبداللہ نے، انہیں یونس بن یزید نے، وہ زہری سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ عبداللہ بن سعدی بیان فرماتے ہیں، یہ بنو عامر بن لوی سے تعلق رکھتے ہیں اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں۔ اچانک اس امت کا ایک بہت بڑا گروہ ظاہر ہوا جس نے آسمان کے کناروں کو بھر رکھا تھا۔ جب وہ میرے قریب ہوئے تو ان پر ایک بہت بڑی گھاٹی نمودار ہوئی جس میں دنیا کی ہر قسم کی زیب وزینت کا سامان تھا۔ وہ گروہ اس گھاٹی کے پاس سے اطمینان سے گزر گیا اور کسی نے بھی اس زیب وزینت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ ان کے گزرنے کے بعد وہ گھاٹی اپنے ساز وسامان سمیت غائب ہوگئی۔ میں اسی حالت میں وہاں جتنی دیر اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد پھر ایک دوسری جماعت نمودار ہوئی جس نے پہلی جماعت کی طرح آسمان کے کناروں کو بھر رکھا تھا۔ جب یہ جماعت پہلی جماعت کی جگہ پہنچی تو پہلے کی طرح وہ گھاٹی دنیا کے ساز وسامان سے بھری ہوئی ظاہر ہوئی تو بعض نے اس میں سے چلتے چلتے کچھ سامان لیا اور بعض نے نہیں لیا۔ جب یہ جماعت بھی اس گھاٹی سے گزر گئی تو وہ تمام زیب وزینت کا سامان پھر غائب ہوگیا۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد تیسری جماعت ظاہر ہوئی۔ یہ جماعت جب سابقہ دو جماعتوں کی جگہ پہنچی تو پھر وہی گھاٹی اپنے پورے سامان آرائش سمیت ظاہر ہوئی تو ان میں سے پہلے سوار نے اپنی سواری بٹھالی اور پچھلا کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔ سب کے سب وہاں اتر کر دنیا پر ٹوٹ پڑے۔ اب میں ان لوگوں میں پھنسا ہوا ہوں جو دنیا میں ٹوٹ پڑے ہیں سوار تو آگے جا نکلے۔ (کتاب الزہد لابن مبارک، 506)

(198)

اُمت کے محسن، محدثین کرام

حضرت مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا نام عُمر بن ہارون ہے۔ یہ بلخ کے رہنے والے بہت بڑے امام فقہ واستاد حدیث ہیں اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص بھی ہیں۔ حافظ ذہبی نے ان کو حافظ وامام وشیخ خراسان لکھا اور امام بخاری وامام احمد بن حنبل وامام یحییٰ بن معین وامام ذہلی جیسے اماموں نے ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا ہے۔ امام بخاری نے اپنی بیشتر ثلاثی حدیثوں کو ان ہی سے روایت کیا ہے۔

یہ پہلے ایک تاجر تھے۔ ان کو علم حاصل کرنے کی رغبت حضرت امام ابوحنیفہ ہی نے دلائی تھی۔ یہ ایک مرتبہ امام ممدوح کی خدمت میں ملاقات کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا: مکی! تم تجارت تو کرتے ہو مگر تجارت کے لئے بھی علم کی ضرورت ہے جب تک علم نہ ہو تجارت میں بھی بڑی خرابی رہتی ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کی اس پرخلوص نصیحت کا مکی کے دل پر بہت بڑا اثر ہوا اور انہوں نے فقہ وحدیث کا علم پڑھنا شروع کردیا یہاں تک کہ ان دونوں علوم میں امامت کا درجہ حاصل ہوگیا۔

یہی وجہ ہے کہ مکی کو اپنے استاد امام ابوحنیفہ سے انتہائی گہرا اور روحانی تعلق اور بے پناہ والہانہ عقیدت تھی چنانچہ ہر مجلس بالخصوص نماز پنجگانہ کے بعد امام ابوحنیفہ کے لئے دعائے خیر کرتے اور فرماتے تھے کہ ان ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے علوم کا دروازہ کھولا۔

ایک مرتبہ درس حدیث کی مجلس میں روایت شروع فرمائی اور حدثنا ابوحنیفۃ فرمایا: ایک طالب علم نے چلا کر کہا کہ آپ ابن جریج کی احادیث بیان کیجئے۔ ابوحنیفہ کی

Marfat.com

روایت بیان نہ کیجئے تو آپ کو اس قدر غصہ آ گیا کہ چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: ہم بے وقوفوں کو حدیث نہیں سناتے تو میری مجلس سے اٹھ جا تیرے لئے مجھ سے حدیث لکھنا حرام ہے۔ چنانچہ جب تک اس طالب علم کو مجلس درس سے نکال نہیں دیا گیا آپ نے حدیث نہیں بیان فرمائی اور جب اس کو نکال دیا گیا تو پھر حدثنا ابو حنیفۃ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

علم و فضل کی جلالت کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت میں بھی صاحب کرامت تھے۔ ساٹھ حج کیے اور دس برس تک حرم کعبہ میں معتکف رہ کر عبادت میں مصروف رہے۔

(تذکرۃ الحفاظ و مناقب الامام الاعظم از صدر الائمہ)

ساری کمائی راہِ خدا میں لٹا دی

حضرت محمد بن سوقہ غنوی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوبکر، وطن کوفہ اور لقب عابد ہے۔ یہ تابعی ہیں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور تابعی محدثین میں سے سعید بن جبیر و ابراہیم نخعی سے بھی علم حدیث میں بہت زیادہ علمی فیض اٹھایا ہے اور ان کے حلقہ درس کے شرکاءِ خاص میں سفیان ثوری و سفیان بن عینیہ و عبداللہ بن مبارک وغیرہ بہت نامور ہیں۔

حسین بن حفص کا بیان ہے کہ سفیان ثوری نے اپنی درس گاہ میں طالب علموں سے فرمایا: میں کوفہ میں سب سے بہترین محدث کی کتاب نکالتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے محمد بن سوقہ کی کتاب نکالی۔ سفیان بن عینیہ فرمایا کرتے تھے کہ کوفہ میں تین آدمی ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک سے کہہ دیا جائے کہ تم کل ہی مرنے والے ہو تو وہ جتنا عمل صالح کرتے ہیں اس سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ اور یہ تین شخص محمد بن سوقہ، عمرو بن قیس ملائی اور ابوحیان تیمی ہیں۔ محمد بن سوقہ ریشمی کپڑوں کے تاجر تھے۔ انہوں نے تجارت سے ایک لاکھ درہم کمائے تھے لیکن مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو فرمایا: اس مال کے جمع ہونے میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور پھر سارا مال خیرات کر دیا۔ پابندیٔ سنت و کثرت عبادت میں اپنے زمانے کے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ ابن حبان و نسائی و دار قطنی وغیرہ نے ان کو ثقہ و عابد و فاضل و دیندار و سخی اور کوفہ کا سب سے نیک آدمی بتایا ہے۔

(تہذیب التہذیب)

Marfat.com

عبادت کے دوران بھڑوں کا چھتہ سر پر آ گرا

حضرت معلیٰ بن منصور رازی رحمۃ اللہ علیہ فقہائے حنیفہ میں بہت بلند مرتبہ اور اعلیٰ درجے کے امام حدیث ہیں اور امام ابو یوسف وامام محمد (شاگردان امام ابوحنیفہ) کے مایہ ناز وقابل فخر شاگرد ہیں۔ امام بخاری نے بھی ان کی مجلس حدیث میں حاضر ہو کر کچھ احادیث کی سماعت کی ہیں۔ حافظ ذہبی نے ان کے بارے میں فرمایا: کان من اوعیۃ العلم یعنی یہ علم کے بھرے ہوئے برتنوں میں سے تھے۔ عجلی کا قول ہے کہ یہ ثقہ ومعتمد وصاحب عزت ہیں۔ بارہا ان کو عہدۂ قضا کے لئے طلب کیا گیا مگر انہوں نے اپنے زہد وتقویٰ کی وجہ سے کبھی بھی قاضی کا عہدہ قبول نہیں فرمایا۔

انتہائی عابد وزاہد اور صداقت شعار وپرہیزگار بزرگ تھے اور نمازوں میں ان کا خضوع وخشوع تو کرامت کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ یہ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک بھڑوں کا چھتہ ان کے سر پر گر پڑا مگر یہ انتہائی استغراق کے ساتھ نماز میں مشغول رہے۔ کیا مجال کہ ذرا توجہ ہٹ جائے۔ آخر اسی حالت میں نماز ختم کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں نے دیکھا تو بھڑوں کے ڈنک سے ان کے تمام سر میں ورم آ گیا تھا۔ آپ کا اصلی وطن رے ہے مگر بغداد آئے تو یہیں کے ہو کر رہ گئے اور 211ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(تہذیب التہذیب ومیزان الاعتدال وتذکرۃ الحفاظ)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت محمد بن عبداللہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو عبداللہ اور وطن بصرہ ہے۔ یہ امام بخاری وامام مسلم وامام نسائی وغیرہ محدثین کے استاد ہیں۔ امام ذہلی نے ان کو مضبوط علم والا اور عجلی نے ان کو سچا وقابل اعتماد محدث وصاحب عقل عبادت گزار لکھا ہے۔ ان کے لئے عام طور پر یہ بات مشہور تھی کہ یہ روزانہ چار سو رکعت نماز نفل پڑھا کرتے تھے۔ امام بخاری وغیرہ کا قول ہے کہ ان کی وفات 220ھ میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب)

☆...... ابو عبداللہ بن بیکندی ماوراء النہر کے نہایت بلند مرتبہ محدث ہیں۔ امام مالک

Marfat.com

وعبداللہ بن مبارک وعبداللہ بن ادریس وغیرہ اکابر محدثین کی درس گاہوں میں علم حدیث کی تعلیم حاصل کی اور امام بخاری وامام دارمی نے ان کے مدرسے میں علم حدیث پڑھا۔

ان کا بیان ہے کہ میں نے چالیس ہزار درہم علم حدیث کی تحصیل میں اور چالیس ہزار درہم علم حدیث کی نشر واشاعت میں خرچ کیے۔ ان کی مجلس حدیث میں طلبہ کا ہجوم بہت زیادہ رہتا تھا یہاں تک کہ جنات بھی درس میں شریک ہوتے تھے۔

چنانچہ علی بن حسن محدث کا بیان ہے کہ ایک دن محمد بن سلام کی مجلس میں ایک بوڑھا شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اے ابوعبداللہ! میں جنوں کے بادشاہ کا قاصد ہوں۔ ہمارے بادشاہ نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ آپ کی درس گاہ میں انسانوں سے زیادہ جنوں کا ہجوم رہتا ہے آپ اس کا خیال رکھیں۔

ان کے زمانے کے علمائے حدیث ان کا انتہائی احترام کرتے تھے اور امام احمد بن حنبل تو ان سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے چنانچہ ابوعصمہ سہل بن متوکل کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کی خدمت میں حاضر ہو کر احادیث سننے کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے میرا وطن دریافت کیا۔ میں نے جب بخارا کا نام لیا تو امام موصوف نے فرمایا: کیا تم نے محمد بن سلام سے حدیث نہیں سنی؟ اگر تم ان سے حدیث کی سماعت کر لیتے تو پھر تم کو کسی سے حدیث سننے کی حاجت ہی نہ ہوتی۔ (عینی وتہذیب التہذیب)

وہ محدث جس کی چالیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی

حضرت محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبین یعنی امام ابویوسف وامام محمد کے بہت ہی نامور شاگرد ہیں اور امام لیث بن سعد ومعلی بن خالد وغیرہ سے بھی علم حدیث حاصل کیا ہے۔ علامہ صفی الدین خزرجی نے خلاصہ "تذہیب تہذیب الکمال" میں ان کو حافظ ومنصف وصاحب اجتہاد لکھا اور محدث ضمیری نے بھی ان کو حافظ وثقہ بتایا۔ 192ھ میں یہ بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور ایک مدت تک اس منصب پر فائز رہے لیکن نگاہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے مستعفی ہو گئے۔

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ یہ فرماتے تھے کہ چالیس برس تک کبھی میری تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی لیکن جس روز میری والدہ کا انتقال ہوا اس دن ایک

Marfat.com

وقت کی جماعت چھوٹ گئی تو میں نے اس خیال سے کہ جماعت کی نماز کا پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے اس نماز کو اکیلے پچیس مرتبہ پڑھا۔ اسی درمیان میں مجھے غنودگی آ گئی تو کسی نے خواب میں آ کر کہا کہ پچیس نمازیں تو تم نے پڑھ لیں مگر فرشتوں کی آمین کا کیا کرو گے؟ حدیث شریف میں آیا ہے کہ امام جب ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ موافق ہوتی ہے اس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو اس فضیلت کو تم بغیر جماعت سے نماز پڑھے ہوئے کس طرح حاصل کر سکتے ہو۔ 233ھ میں محمد بن سماعہ کا وصال ہوا۔

(تہذیب التہذیب وغیرہ)

طلب حدث، حج اور جہاد

حضرت محمد بن عبدالجبار قرشی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب سندولا ہے۔ یہ عبداللہ بن مبارک وسفیان بن عیینہ ویزید بن ہارون وغیرہ محدثین کے شاگرد اور امام ابوداؤد وغیرہ کے استاد ہیں۔ نہایت مرد صالح وثقہ محدث ہیں۔ شیرویہ نے ''طبقات الھمدانین'' میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ ہمارے شہر کے سب سے عبادت گزار عابد تھے۔ انہوں نے چالیس مرتبہ سے زیادہ حج کیا اور پینتالیس جہادوں میں شامل ہوئے۔

محمد بن حسین محدث کا بیان ہے کہ ان کی وفات کے دوسرے دن ان کے مکان کی وہ محراب پھٹ گئی جس محراب میں یہ نفل نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ جب محمد بن عبدالجبار ہمدانی بغداد میں گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو یحیٰی بن معین ان کے گھوڑے کی رکاب تھام لیتے تھے۔ لوگوں نے یحیٰی بن معین سے کہا: آپ امام المحدثین ہو کر ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں بھلا ایسے شخص کے گھوڑے کی رکاب کیوں نہ پکڑوں جو صرف تین ہی مقصدوں کے لئے سفر کرتا ہے۔ علم حدیث کی طلب میں، یا حج میں یا جہاد میں۔ محدث ابونعیم جب محمد بن عبدالجبار کو دیکھتے تو کہا کرتے تھے کہ یہ کتنا مبارک شخص ہے کہ ہمیشہ یا تو حج کے سفر میں رہتا ہے یا جہاد کے سفر میں۔ (تہذیب التہذیب)

Marfat.com

پچاس برسوں میں ایک کام بھی خلافِ سنت نہیں کیا

ابوالحسن محمد بن اسلم بن سالم طوسی شہر طوس کے رہنے والے تھے۔ حدیث میں یزید بن ہارون (شاگرد امام ابوحنیفہ) و جعفر بن عون و یعلی بن عبید وغیرہ مشائخ خراسان کے شاگرد ہیں اور ان کے شیوخ میں سے بڑے نضر بن شمیل ہیں جو ابن خزیمہ و ابوبکر بن داؤد کے بھی استاد تھے۔ علمائے فاضلین و اولیائے کاملین میں ان کا شمار ہوتا تھا اور عام طور پر لوگ ان کو اپنے وقت کا ابدال سمجھتے تھے۔ محمد بن رافع کا بیان ہے کہ میں نے ان کی زیارت کی ہے۔ علم وعمل میں بالکل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نمونہ تھے۔ ایک دن کسی نے اسحاق بن راہویہ سے پوچھا: **علیکم بالسواد الاعظم** (سب سے بڑی جماعت کو لازم پکڑو) اس حدیث کے مصداق کون لوگ ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ اس زمانے میں محمد بن اسلم طوسی اور ان کے متبعین ہیں کیونکہ میں پچاس برس سے ان لوگوں کو بڑی گہری نظر سے دیکھ رہا ہوں مگر کبھی ان لوگوں سے بال برابر کوئی حرکت خلافِ سنت صادر نہیں ہوئی۔

اہل خراسان کو ان سے بے حد عقیدت تھی اور یہ لوگ ان کو امام احمد بن حنبل کا ہم پلہ سمجھتے تھے۔ وفات کے بعد دس لاکھ آدمیوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ محرم 242ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (بستان المحدثین)

☆...... ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ عدنی نے محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت سے علم حدیث حاصل کیا اور ان کے تلامذہ کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے جن میں امام مسلم و امام ترمذی و امام ابن ماجہ جیسے باکمال محدثین بھی ہیں۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ بہت ہی مرد صالح و باکرامت بزرگ تھے۔ امام ترمذی نے فرمایا: محمد بن یحییٰ نے پیدل چل کر ستر حج کیے۔ امام بخاری کا قول ہے کہ 243ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (تہذیب التہذیب)

Marfat.com

(199)

مومن کا دل اور مقامات قبر

قبرستان بصرہ کے قریب حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک جنازہ کو محض چار اشخاص لئے جا رہے ہیں۔ ان کو پانچواں سہارا دینے والا کوئی نہیں ہے۔ حضرت مالک بن دینار جا پہنچے۔ بھئی! کیا بات ہے صرف آپ ہی لوگ' پانچواں کوئی نہیں؟ جواب: یہ شخص نہایت بدکار اور گنہگار تھا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں کے ساتھ مل کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا اور تدفین کے بعد قریب ہی ایک درخت کے سائے میں جا بیٹھے۔ غنودگی چھائی اور اس کی قبر کا سارا ماجرا ملاحظہ فرمایا۔

دو فرشتے قبر شق کر کے اندر داخل ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ''اہل جہنم میں لکھو۔ اس کا کوئی عضو بدن گناہوں سے بری نہیں ہے۔'' دوسرے نے کہا: ''ذرا اس کی آنکھوں پر غور کرو۔'' اس کی آنکھیں عمل حرام اور بدنظری سے لبریز ہیں اور کان؟ کان منکرات اور حرام سننے کا ارتکاب سے بھرے ہوئے ہیں۔ ذرا زبان پر بھی توجہ دو۔ زبان بھی حرام خوری کی تلویث سے پر ہے اور اس کے ہاتھوں کا کیا حال ہے؟ بدکاری کی ظلمت ہاتھوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ آخری حصہ بدن پاؤں بھی دیکھ ڈالو؟ اس کے تو پاؤں بھی ناپاک رخ پر جانے کے عیب سے وزنی ہیں۔ اب پوچھنے والا فرشتہ خود مردے کے قریب آ کر اس کے دل پر غور کرنے لگا اور اس سے کہا: ''مگر اس کا دل تو ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ اس کو مرحوم اور نیک لکھنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس کی مصیبتوں اور غلطیوں کو محو فرما دے گا۔''

امر و مشیت پہ حد بندی کون کر سکتا ہے؟

اس مضمون پر یہ دو شعر کہے گئے ہیں:

لما راوہ معبدا عن طاعتی   حکموا بانی لاجود برحمتی

حلمی اجل ولن یضیق علی الوریٰ   من ذا یحد اوامری ومشیتی

جب لوگوں نے بندے کو میری اطاعت سے دور دیکھا تو حکم لگا دیا کہ میں اپنی رحمت سے اسے نہیں بخشوں گا۔ میرا حکم بہت عظیم ہے اور مخلوق پر حکم کا دروازہ تنگ نہیں ہے۔ امر و مشیت کی حد بندی کون کر سکتا ہے؟

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس شخص کو یہ سب اللہ تعالیٰ کی سابقہ عنایت سے حاصل ہوا۔ اس سے فریب خوردہ ہونا مناسب نہیں کیونکہ ہر شخص کو یہ مقام حاصل نہیں۔ گنہگار اس خطرہ سے محفوظ بالکل نہیں ہیں بلکہ اطاعت گزاروں کو پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے کیا درپیش ہو؟ ہم رب تعالیٰ سے دارین کی عافیت و مغفرت اور مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ اور دین کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ مولا کریم قبول فرمائے۔ آمین (روض الریاحین)

اہل اللہ کے احوال کے درجات

مقبولان بارگاہ حق میں سے بعض نے حضور صمدیت میں دعا کی کہ مولا! موت کے بعد کے مقامات مجھے دکھا دے۔ چنانچہ ایک شب انہوں نے خواب میں یہ مناظر ملاحظہ کئے۔ ''قیامت قائم ہے' قبریں شق ہیں' ان قبروں میں کوئی فرش سندس پر' کوئی حریر پر' کوئی فرش دیباج پر' کوئی شاندار تخت پر' کوئی پھولوں کی سیج پر آرام کر رہا ہے۔ کسی کا حال یہ ہے کہ رو رہا ہے اور کوئی خوشی سے ہنس رہا ہے۔ صاحب خواب بزرگ نے عرض کیا مولا! اگر تو چاہتا تو سب کو یکساں اعزاز و اکرام سے نوازتا۔ اسی وقت اہل قبر میں سے ایک نے چیخ کر کہا: اے فلاں! یہ جو تو دیکھ رہا ہے' اعمال کے درجات ہیں۔ اچھے اخلاق والے اور نیک حضرات فرش سندس پر ہیں۔ حریر و دیباج پر جنہیں دیکھ رہے ہو وہ شہیدان ملت ہیں۔ پھولوں کی سیج پر آرام فرما روزہ دار حضرات ہیں اور تم جنہیں ہنستے ہوئے دیکھ رہے ہو یہ سچی توبہ والے ہیں

Marfat.com

اور یہ جو رو رہے ہیں یہ گنہگار ہیں اور بلند درجات میں وہ حضرات ہیں جو خدا کے لئے باہم محبت رکھنے والے ہیں۔''

حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کی توضیح میں طویل اور علمی تقریر فرمائی ہے۔اسی میں ہے کہ ترمذی کی حدیث میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رضائے رب کے لئے آپس میں محبت کرنے والے

المتحابون فی اللہ لھم منا بر من نور یغبطھم النبیون والشھداء

''خدا واسطے محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر رکھے جائیں گے، جس پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔''

اور موطا میں ارشاد رب العالمین ہے:

وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتز اورین فی والمتباذلین فی ۔

''جو لوگ میرے لئے محبت کرتے ہیں، میرے لئے مل کر بیٹھتے ہیں، میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میرے لئے خرچ کرتے ہیں، ان پر میری محبت واجب ہے۔''

ان دونوں احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ اصحاب مراتب سے مراد تخت نشین حضرات ہیں۔یہ عظیم درجہ ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ خوش عیشی اور رب تعالیٰ کا قرب اور جمال ربانی کی رویت بھی ہے (جو یقیناً تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے) اللہ تعالیٰ ان کی نعمتیں فزوں تر کرے۔آمین اور یہ سوال کہ یہاں ''متحابین'' کا تخت پر ہونا اور حدیث میں منبر نور پر ہونا مذکور ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ منبر قیامت میں ہوں گے اور تخت قبر میں ان شاء اللہ العزیز۔(ایضاً)

☆...... پرہیزگار اور صاحب نظر حضرات میں سے ایک نے بیان کیا کہ میں نے ایک قبر کھودی تو دیکھا کہ بغل میں قبر کے اندر ایک شخص تخت پر بیٹھا تلاوت قرآن کر رہا ہے اور جس تخت پر وہ بیٹھا ہے اس کے نیچے ایک نہر جاری ہے۔اس منظر کو میں دیکھ کر بے ہوش

Marfat.com

ہو گیا۔ مجھے کئی روز بعد ہوش آیا تو میں نے لوگوں کو سارا ماجرا سنایا۔ ایک شخص نے کہا: مجھے اس قبر تک لے چلو مگر جب میں اس کے بعد شب میں سویا تو صاحب قبر نے خواب میں آ کر ڈانٹا کہ خبردار! جو کسی کو میری قبر کا پتہ بتایا۔ میں نے اپنے ارادے سے توبہ کی اور کسی کو اس قبر کے بارے میں نہیں بتایا۔ (ایضا)

(200)

اندھے منکر دیکھ لے برکت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال اس حال میں ہوا کہ میرے یہاں الماری میں کوئی چیز نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے۔ بس صرف تھوڑے سے جو رکھے ہوئے تھے تو اسی میں سے کھاتی رہتی یہاں تک کہ رات گزر گئی۔ پھر میں نے ایک دن انہیں ناپ لیا تو اسی دن وہ برکت ختم ہوگئی۔ (بخاری)

☆...... حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں: ان کے والد شہید ہو گئے اور ان پر کچھ قرض تھا۔ وہ چھ بیٹیاں چھوڑ گئے تو جب کھجور توڑنے کا زمانہ آیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد میں میرے والد شہید ہو گئے ان پر بہت قرض تھا' میں یہ چاہتا تھا کہ (آپ میرے کھجوروں کے ڈھیروں کے پاس چلیں اور) قرض خواہ لوگ وہاں آپ کو دیکھ لیں (تو مطالبہ میں کچھ نرمی کریں گے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کے ڈھیر الگ الگ لگا دو۔ جب قرض خواہوں نے ان ڈھیروں کو دیکھا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا) تو اس وقت یک بارگی میرے خلاف وہ لوگ مشتعل ہو گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اسی پر بیٹھ گئے۔ پھر مجھ سے فرمایا: جاؤ اپنے قرض خواہوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ناپ ناپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد پر جو قرض امانت تھی وہ سب ادا کر دی اور میں اس پر بھی راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ بس میرے والد پر جو قرض ہے وہی ادا کرا دے خواہ میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی بچا کر نہ لے جا سکوں کچھ پروا نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اللہ

Marfat.com

نے وہ سب کے سب ڈھیر بچا دیئے اور جس ڈھیر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اس کو تو میں نے یہ دیکھا کہ گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہونے پائی۔ (بخاری)

حضور کے باغ میں ٹہل کر چلنے کی برکت

اور دوسری روایت میں ہے کہ ان کے والد پر تیس (30) وسق کھجوریں ایک یہودی کی قرض تھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس قرض خواہ سے کچھ مہلت لے لیں۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جابر رضی اللہ عنہ یہ کہنے آئے کہ ذرا اس یہودی سے آپ کچھ مہلت دینے کی سفارش کر دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی کے پاس گئے اور اس سے کہا: جتنا تمہارا قرض ہے اس کے عوض تم ایک درخت کی کھجوریں لے لو۔ اس نے منظور نہیں کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور کچھ ٹہلے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کھجوریں لے کر اس کا پورا قرض ادا کر دو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے۔ جب جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ناپ کر تیس وسق کھجوریں دے دیں اس کے بعد بھی اس کے پاس ستر وسق کھجوریں بچی رہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس ماجرے کی خبر دینے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کو کھجوروں کے بچ جانے کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اس کی اطلاع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بھی کر دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ میں چہل قدمی فرمائی تھی میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ حق تعالیٰ اس میں ضرور بالضرور برکت دے کر ہی رہے گا۔

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ام مالک کا دستور تھا ایک کپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھی مدینہ بھیجا کرتی تھیں پھر جب ان کے لڑکے آتے اور کچھ سالن مانگتے اور ان کے یہاں سالن کے قسم کی کوئی اور چیز نہ ہوتی تو بی بی ام مالک اس کپی کی طرف بڑھتی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھی بھیجا کرتی تھیں تو برابر ویسا گھی پاتیں۔ راوی کہتے ہیں: عرصے تک برابر وہ سالن مہیا کر دیا کرتی تھی۔ پس ایک دن انہوں

Marfat.com

نے اس کپی کو اچھی طرح پونچھ لیا اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں (اور نچوڑنے کا ذکر کیا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ارے کیا تم نے اس کو نچوڑ کر صاف کر دیا۔ کہنے لگیں جی ہاں! فرمایا اگر تم اس کو ویسے رہنے دیتی تو برکت قائم و باقی رہتی۔

(مسلم شریف)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس کے بعد بھی راوی ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کھانے کو کچھ مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تھوڑے جو مرحمت فرمادیئے۔ عرصے تک وہ آدمی اور اس کی بیوی اور ان دونوں کے آئے گئے مہمان اس میں سے کھاتے رہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ اس نے وہ جو ناپ ڈالے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش! تم نے ان کو نہ ناپا ہوتا تو تم اس میں سے برابر کھاتے رہتے اور وہ اسی طرح باقی رہتے۔

(مسلم)

تھوڑا سا حلوہ اور تین سو سے زائد کھانے والے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شادی فرمائی اور اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ شب باشی فرمائی تو ام سلیم نے حریرہ پکا کر اپنے پتھر کے ایک برتن میں رکھ دیا اور کہا کہ اے انس! اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ (تو وہ اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے) اور کہا کہ میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ ہدیہ بھیجا ہے اور کہا ہے کہ یہ ہماری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک حقیر ہدیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا اسے رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ اور بھی چند آدمیوں کا نام لیا اور فرمایا: جو شخص بھی تمہیں ملے اسے بھی بلا لاؤ۔ راوی کہتے ہیں: جس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا ان کو اور جو مجھے ملے ان کو بھی بلا لیا۔ اس پر جعد (راوی کا نام) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ان سب کی تعداد کل کتنی ہو گی؟

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ سب کچھ اور تین سو آدمی تھے۔ پھر مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے انس! وہ برتن تو لاؤ پھر وہ مہمان آنا شروع ہوئے تو

Marfat.com

پھر پورا صفہ اور وہ حجرہ شریف سب بھر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھیں اور ہر شخص اپنے سامنے ہی سامنے سے لے کر کھائے۔ راوی کہتے ہیں: ان دسوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا۔ اس طرح ایک ٹولی کھا کر نکلتی اور دوسری ٹولی اندر جاتی یہاں تک کہ سب نے ہی کھا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اب اسے اٹھاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں کچھ نہیں بتا سکتا کہ جب میں نے وہ پیالہ لا کر رکھا تھا جب وہ زیادہ تھا یا جب اس کو اٹھایا (یعنی جوں کا توں رہا) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ اسی موقع کا واقعہ ہے کہ کچھ لوگ کھا کر وہیں بیٹھ گئے اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور آیات حجاب کا نزول اسی موقع پر بیان کیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

دودھ کا ایک پیالا اور پینے والے ستر سے زائد

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس سے پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ سخت بھوک کے عالم میں تھے۔ دودھ کا ایک پیالا کسی نے ہدیہ پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب ساتھیوں کو بلا لو' حالانکہ دیکھنے میں ایک آدمی کے لیے بھی کافی نہ تھا' آگے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے سنیئے' فرماتے ہیں:

میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور آپ کی دعوت پہنچا دی تو وہ سب لوگ آ پہنچے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے دی۔ وہ لوگ مکان میں آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کے لہجے میں فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے کہا: جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا: یہ لوگ ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے وہ پیالہ لے کر ہر ایک آدمی کو باری باری دیا اور وہ اس کو پی لیتا اور وہ خوب سیر ہو جاتا۔ تب وہ شخص پیالہ مجھے واپس کرتا یہاں تک کہ میں اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر پہنچا۔ بقیہ لوگ سب سیر ہو کر پی چکے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ لے کر اپنے دست مبارک پر رکھا اور پھر میری طرف دیکھا اور مسکرائے۔ فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے عرض کیا جی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور تم ہی باقی رہ گئے۔ میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹھو اور تم پیو میں بیٹھ گیا اور میں نے پیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے جاتے اور پیو اور آخر میں

Marfat.com

میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا۔ مجھ میں اور اتنی گنجائش نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا تو لاؤ مجھے پلاؤ۔ میں نے وہ پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تعریف کی، بسم اللہ پڑھی اور بقیہ دودھ پی لیا۔ (بخاری شریف)

اعلیٰ حضرت نے اسی موقع کے لئے ہی کہا ہے:

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

ایک بکری کی کلیجی اور اس قدر کھانے والے

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم 130 لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کے پاس کچھ کھانے کی چیز بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص کے پاس صاع (ساڑھے تین سیر) جو کا آٹا ہے تو اس نے اسے گوندھا۔ اتنے میں ایک شخص جس کے بال بکھرے ہوئے اور کشیدہ قامت تھا کچھ بکریاں ساتھ لے کر آیا تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا قیمت سے دو گے یا ہدیہ یا عطیہ کے طور پر دو گے؟ اس نے کہا: نہیں میں قیمت کے طور پر دوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی اور ذبح کی۔ وہ بنائی گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیٹ کی کلیجی دل گردہ وغیرہ کو بھوننے کا حکم دیا اور اللہ کی قسم 130 آدمیوں میں سے کوئی ایک شخص بھی نہیں بچا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی اور دل گردہ میں سے نہ دیا ہو۔ اگر وہ موجود ہوتا تو اسے دے دیتے اور جو موجود نہ ہوتا اس کے لئے رکھ لیتے اور اس سے ایک پیالہ بھر کر رکھا تو سب لوگوں نے اس میں سے کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔ اس کے بعد دو پیالے بچ گئے اور ہم اسے اونٹ پر لاد کر لے گئے۔ (رواہ الشیخان)

حضرت انس، ابوطلحہ اور اُمّ سلیم کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم سے کہا: آج میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز (مبارک) سنی تو بہت کمزور

Marfat.com

تھی۔ مجھے اس میں بھوک کی شدت کا اثر محسوس ہوا۔ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں ہے۔ اس کے بعد انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں۔ پھر انہوں نے اپنی ایک اوڑھنی نکال کر اس کے ایک حصے میں روٹیاں لپیٹ دیں پھر اسے میرے کپڑوں کے نیچے چھپایا اور اس کے ایک حصہ کو مجھے اوڑھا دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ میں اسے لے کر گیا۔ میں نے دیکھا آپ مسجد میں بیٹھے ہیں اور آپ کے ساتھ بہت سے لوگ بیٹھے تھے تو میں نے ان کو سلام کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کچھ کھانا دے کر بھیجا ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو فرمایا اٹھو، چلو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں بھی آپ کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ میں ابوطلحہ کے پاس پہنچا اور میں نے ان کو خبر دی تو ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا: ارے سنو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سب لوگوں کو ہمراہ لئے آ پہنچے ہیں اور ہمارے پاس تو کچھ ہے نہیں جو سب کو کچھ کھلا سکیں۔ وہ بولیں اب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کو خوب سمجھتے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔

تھوڑا سا کھانا اور ستر اَسّی افراد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا: اُمّ سلیم (رضی اللہ عنہا) لاؤ دیکھیں تمہارے پاس کیا ہے؟ تو وہ وہی روٹیاں سامنے لے آئیں۔ آپ نے ان روٹیوں کو توڑ کر چورا چورا کیا اس کے بعد ام سلیم گھی کی کپی (شیشی) لے آئیں اور ان روٹیوں پر گھی لگا دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کچھ پڑھا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے پڑھوایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دس آدمیوں کو اندر بلا لاؤ۔ ان کو آنے کی اجازت دی تو انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس آدمیوں کو اور بلا لاؤ، وہ بھی پیٹ بھر کر چلے گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس آدمیوں کو اور بلا لاؤ۔ وہ بھی بلا لئے گئے یہاں تک کہ پوری جماعت نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ اس وقت اس جماعت میں ستر یا اسی آدمی تھے اور بخاری میں اسی کی تعداد ہے۔ ایک اور

Marfat.com

دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوطلحہ' حضرت انس رضی اللہ عنہما نے ام سلیم رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا پھر بھی جو اس میں سے بچا رہا اپنے پڑوسیوں کے پاس ہدیہ بھیجا۔

چودہ سو افراد نے کھانا مگر کھانا اتنا ہی رہا

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم غزوۂ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔آپ نے ہم کو حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے توشہ دانوں میں ہے یعنی کھجوریں اس کو ایک جگہ جمع کر دیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کا دستر خوان بچھایا اور اسی پر ہمارے توشہ دانوں کا سامان انڈیل دیا۔راوی کہتے ہیں: میں نے گردن اونچی کی اور اس ڈھیر کو دیکھا تو میرے اندازے میں وہ ڈھیر بکری کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا اور ہم لوگوں کی تعداد 1400 سو تھی تو ہم سب نے کھایا۔اس کے بعد پھر میں نے گردن اٹھائی تو میرے اندازے میں وہ ڈھیر اب بھی بکری کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا یعنی جوں کا توں تھا۔

☆...... حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں کچھ کھجوریں لے کر آیا اور عرض کیا: میرے لئے اس میں کچھ برکت کی دعا فرما دیجئے تو کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سامنے تہہ بہ تہ لگایا۔ان کو خوب ملا ملا کر رکھ لیا۔ کہتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی پھر مجھ سے فرمایا: اس کو اپنے توشہ دان میں ڈالو اور دیکھو انہیں اپنا ہاتھ ڈال ڈال کر نکالتے رہنا۔پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس میں سے اتنے اتنے وسق کھجوریں تو اللہ کی راہ میں بانٹیں اور خود بھی کھائیں اور دوستوں کو بھی کھلائیں اور وہ تھیلی میرے تہہ بند کے ساتھ بندھی رہا کرتی تھی۔جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ تھیلی میرے پاس سے ٹوٹ کر جا پڑی۔(ترمذی)

☆...... حضرت دکین بن سعید مدنی کہتے ہیں: ہم لوگ 440 تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانے کی چیزیں مانگنے پر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ ان کو دے دو۔انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تو بجز چند صاع کھجوروں کے اور کچھ نہیں۔موسم گرما میں میرے بچوں کے لئے بھی کافی نہ ہوگی۔آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ ان کو دے دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی بہت اچھا۔ راوی کہتے ہیں: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کنجی اپنے حجرے سے نکالی اور دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کھجوروں کا اتنا بڑا ڈھیر ہے جیسے کہ دودھ پیتا چھوٹا جانور کا بچہ بیٹھا معلوم ہوتو انہوں نے ہم سب سے کہا: لیتے جاؤ تو ہم میں ہر ایک نے جتنا اللہ نے چاہا صاع لے لیا۔ پھر میں دوبارہ متوجہ ہوا اور میں ان سے آخری شخص تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں کی۔ (احمد)

انگلیاں ہیں فیض پر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم تو معجزات کو برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو خوف کی چیز سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے' پانی کی کمی ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلاش کرو کسی کے پاس کچھ پانی بچا ہو تو لے آؤ۔ ہم ایک برتن لے آئے جس میں ذرا سا پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں دست مبارک ڈالا اور فرمایا: چلو اور وضو کا پانی اور اللہ کی برکت لو۔ میں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح پھوٹ رہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ ہم کھانا کھایا کرتے تھے اور کھانے کی تسبیح اپنے کھانوں سے سنا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

☆...... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لئے چلے۔ آپ سفر میں دو نمازیں ملا ملا کر ادا فرماتے تھے۔ پہلے ظہر وعصر کی نمازیں پڑھیں اس کے بعد اندر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لا کر مغرب وعشاء ملا کر پڑھیں۔ اس کے بعد فرمایا: ان شاء اللہ کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے اور اس وقت تک نہیں پہنچو گے جب تک کہ دن چڑھ نہ جائے تو جو شخص بھی وہاں پہنچے وہ تاوقتیکہ میں نہ آلوں پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ ہم سے پہلے دو شخص تبوک کے چشمے پر پہنچ چکے تھے جب ہم پہنچے دیکھا تو چشمہ دھاگے کی طرح باریک بہہ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا تم نے اس پانی کو ہاتھ تو نہیں لگایا؟ انہوں نے عرض کی جی لگایا تو ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار ناگواری فرمایا۔ اس کے بعد صحابہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہم نے چلو بھر بھر کر اس چشمے سے تھوڑا پانی جمع کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا دست مبارک اور چہرہ مبارک دھویا اور وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا۔ اسی وقت وہ ایک بڑے چشمے کی طرح بہہ پڑا اور لوگوں نے خوب پانی پیا۔ اس کے بعد فرمایا: معاذ رضی اللہ عنہ تمہاری زندگی دراز ہوگی، اتنا پانی دیکھو گے کہ اس سے باغات پر ہوں گے۔ (مسلم)

ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس کو عبادہ بن ولید رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اس کے آخر میں مذکور ہے کہ ہم اپنے لشکر میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا جب نہ ملا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لشکر میں تلاش کرو۔ میں نے عرض کی قافلہ بھر میں ایک قطرہ پانی بھی مجھ کو نہیں ملا۔ انصار میں ایک شخص تھے جو خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی مشکوں میں پانی ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پاس ہی جا کر دیکھو اس کی مشک میں کچھ بھی باقی ہے۔ میں گیا تو ان کی مشک میں بھی اتنا سا پانی ملا کہ اگر میں اس کو انڈیلتا تو جو حصہ اس کا خشک تھا وہ اس کو پی جاتا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ان کی مشک میں صرف اتنا ہی پانی ہے کہ اگر میں اس کو انڈیلوں تو وہ اس کے خشک حصے میں جذب ہو کر رہ جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور وہی لے آؤ۔ میں اس کو لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دست مبارک میں لیا اور کچھ پڑھنے لگے۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ نے کیا پڑھا تھا اور اس کو اپنے ہاتھ سے ملنے لگے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی کے پاس اتنا بڑا پیالہ ہو جو پورے قافلے کے لئے کافی ہو جائے اس کو آواز دو۔ میں نے اعلان کر دیا کہ جس کے پاس بھی ایسا پیالہ ہو وہ لے آئے۔ چنانچہ اتنا بڑا ایک پیالہ پیش کیا گیا جس کو لوگ اٹھا کر لائے۔ میں نے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا دست مبارک ڈال کر اپنی انگلیاں پھیر دیں اور اس کو طشت کے اندر رکھ دیا اور فرمایا: جابر لو اور بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر ڈالو۔ میں نے بسم اللہ کہہ کر پانی ڈالا۔ میں نے دیکھا کہ انگلیوں کے درمیان سے پانی امنڈا پھر پورے پیالہ میں پانی جوش سے چکر لگانے لگا حتیٰ کہ پیالہ پانی

Marfat.com

سے لبریز ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جابر اعلان کر دو جس کو پانی کی ضرورت ہو وہ آ کر لے لے۔ یہ بیان کرتے ہیں: لوگ دوڑ دوڑ کر آتے رہے اور پی پی کر سیراب ہوتے گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں میں نے کہا: کوئی ایسا شخص اور ہے جس کو پانی کی ضرورت ہو؟ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ سے اپنا ہاتھ باہر نکال لیا اور پیالہ تھا کہ جوں کا توں بھرا کا بھرا تھا۔ (مسلم)

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔ ہم ساری رات چلتے رہے۔ صبح کے قریب آرام کے لئے اترے اور (ایسے غافل ہو گئے) کہ ہماری آنکھ نہ کھل سکی۔ یہاں تک کہ آفتاب چمک اٹھا جو شخص ہم سب میں پہلے بیدار ہوئے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمارا دستور یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتے میں جگایا نہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی بیدار نہ ہو جاتے کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ نئی بات کیا ہے جو بحالت خواب آپ کو پیش آ رہی ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاگ اٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر اٹھایا اور دیکھا کہ آفتاب چمک اٹھا ہے تو فرمایا یہاں سے نکل چلو اور ہم کو لے کر روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ اب دھوپ میں سفیدی آ گئی تھی (یعنی کراہت کا وقت نکل گیا تھا) آپ نے اتر کر ہم کو نماز پڑھائی۔ ہمارے ساتھ ایک شخص تھا کہ وہ علیحدہ جا کر بیٹھ گیا اور اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر اس سے سوال کیا ہمارے ساتھ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟ اس نے عرض کی کہ مجھ کو غسل کی ضرورت پیش آ گئی تھی اور پانی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: مٹی سے تیمم کر لے وہ تیرے لئے کافی ہے۔ اس نے تیمم کیا اور نماز ادا کی پھر ہم کو سخت پیاس لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کی تلاش کے لئے ایک قافلہ جو آگے جا رہا تھا اس کی طرف جلدی سے ہم کو روانہ کیا۔ ہم چل دیئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنی چھاگلوں کے درمیان اونٹنی پر پیر لٹکائے جا رہی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہو گا۔ اس نے کہا: ایک دن رات تو

Marfat.com

ہم نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل۔

رسول اللہ کس کو کہتے ہیں؟

اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کو کہتے ہیں؟ ہم اس کے ساتھ کوئی اور بات نہ کر سکے۔ پس اس کو ساتھ لے کر چل دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر اس کو پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے متعلق اس سے دریافت کیا۔ اس نے بھی آپ کو وہی جواب دیا جو ہم کو دیا تھا حکم ہوا کہ اس کی اونٹنی بٹھا دی جائے چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی۔ آپ نے اس کی چھاگلوں کے اوپر دہانے میں دہن مبارک سے کلی کر کے پانی ڈال دیا اور اس کی اونٹنی کو کھڑا کر دیا (تا کہ نیچے کے دہانے سے پانی پیا جا سکے) اس وقت ہم چالیس شخص تھے اور سب پیاسے تھے۔ سب نے شکم سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے اپنے پانی کے اونٹ اور مشکیزے اور جتنے برتن تھے سب پانی سے بھر لئے اور ہمارے اس رفیق نے غسل بھی کر لیا مگر صرف اتنا کیا کہ اپنے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا لیکن چھاگلیں تھیں کہ پانی کے جوش کے مارے پھٹی جا رہی تھیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تھوڑا بہت کچھ کھانے کا سامان تمہارے پاس ہو تو اس کے لئے لے آؤ۔ ہم نے اس عورت کے لئے کچھ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک تھیلی میں ڈال کر اس سے کہا: جا یہ اپنے بچوں کو کھلا دے اور یہ یاد رکھنا کہ ہم نے تیرے پانی کا کچھ نقصان نہیں کیا ہے۔ جب وہ اپنے گھر آئی تو اس نے کہا: میں نے ایسا بڑا جادوگر کوئی نہیں دیکھا ورنہ تو تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ شخص سچا نبی ہے۔ جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے۔ اس نے یہ کرشمے دکھائے اور روای بیان کرتے ہیں: اس عورت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس قبیلے کو ہدایت نصیب فرمائی چنانچہ وہ اور اس کا سب خاندان مسلمان ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

پانی سب کو مل گیا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: تم لوگ آج شام اور ساری رات سفر کرنے کے بعد کل انشاء اللہ چشمہ پر جا پہنچو گے۔ بس لوگ چل پڑے اور ایک دوسرے کی طرف کوئی توجہ

Marfat.com

نہ کرتا تھا۔ بس سفر طے کرنے میں مشغول تھے۔ اس کے بعد وادی میں پہنچے اور وہاں غفلت کی نیند سو جانے کا قصہ بیان کیا۔ اس کے بعد یہ کہتے ہیں: وضو کے پانی کا جو برتن میرے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منگوایا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی سے مختصر سا وضو فرمایا او جو بچا اس کے متعلق فرمایا اس کو محفوظ رکھنا' آئندہ چل کر اس سے ایک بڑا معجزہ ظاہر ہوگا۔ یہ کہتے ہیں: جب صبح ہوگئی تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ اس پر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا: یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ فرمائیں اور پھر اس کا خلاف کریں۔ لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے ہیں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم جیسے اصحاب موجود ہیں اگر ان کی رائے پر عمل کرو گے تو کامیاب ہوگے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں سے اس وقت آکر ملے جب کہ دن چڑھ چکا تھا اور آفتاب کی تمازت سے ہر چیز جلنے لگی تھی۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو پیاس سے مرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ یہ کہہ کر اپنے وضو کے پانی کا برتن منگوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتن سے پانی ڈالتے تھے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ لے کر لوگوں کو بلاتے جارہے تھے۔

تقسیم کرنے والا سب سے آخر میں

لوگوں کا برتن کے پانی کو دیکھنا تھا کہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اخلاق درست رکھو۔ تم میں سے ہر ہر فرد پانی پی کر سیراب ہوگا چنانچہ فوراً لوگوں نے تعمیل ارشاد کی اور آپ بدستور پانی ڈالتے رہے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ لے کر لوگوں کو پلاتے رہے یہاں تک کہ مجمع بھر میں میرے اور آپ کے علاوہ کوئی نہ رہا۔ آپ نے فرمایا: تم بھی پی لو۔ میں نے عرض کی جب تک آپ نہ پی لیں میں کیسے پی سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: طریقہ یہی ہے کہ جو تقسیم کرنے والا ہوتا ہے اس کا نمبر سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے پانی پی لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نوش فرمالیا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر لوگ (اگلے روز) چین سے پانی پر پہنچے اور وہ خوب سیراب تھے۔ عبداللہ بن رباح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس حدیث کو جامع مسجد میں بیان کر رہا تھا کہ دفعتہً عمران بن حصین رضی اللہ

Marfat.com

عنہ نے مجھ کو ٹوکا اور فرمایا: ذرا سوچ کر حدیث بیان کرو کیونکہ اس شب کے قافلہ میں میں بھی شریک تھا۔ میں نے عرض کی آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: تم کس قبیلے کے آدمی ہو۔ میں نے کہا: انصار میں سے۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنی حدیث کو بہتر جانتے ہو۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس شب میں میں بھی شریک تھا اور مجھ کو یہ خیال نہ تھا کہ اس واقعہ کو جس طرح تم نے محفوظ کیا ہے اس طرح کسی اور نے محفوظ کیا ہوگا۔ (شیخین)

کنواں پانی سے بھر گیا

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس میں امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے اتنا اضافہ اور نقل کیا ہے جس کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا کنواں ہے جب جاڑوں کا موسم آتا تو یہ اس کا پانی ہم کو کافی ہوتا ہے اور ہم اس کے گرد آباد ہو جاتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو اس میں پانی بہت کم رہ جاتا ہے اور ہم اپنے اردگرد کے پانیوں پر پھیل کر متفرق ہو جاتے ہیں اور ہمارے چاروں طرف ہمارے دشمن آباد ہیں۔ آپ ہمارے کنویں کے لئے دعا فرما دیجئے کہ اس کا پانی ہمیشہ ہم کو کافی مل جایا کرے اور ہم کو ادھر ادھر متفرق ہونے کی ضرورت نہ ہو۔ آپ نے سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو اپنے ہاتھ میں ملا اور ان پر کچھ دعا پڑھی اور فرمایا: اچھا ان کنکریوں کو لے جاؤ اور جب اپنے کنویں پر جانا تو ان کو بسم اللہ کہہ کر ایک ایک کر کے ڈالنا۔ صدائی بیان کرتے ہیں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی تو کنویں میں اتنا پانی ہو گیا کہ ہم کوشش کر کے بھی اس کی تہہ کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

جس کو پانی چاہیے آ کر لے لے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لشکر میں کسی کے پاس پانی نہ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے پاس پانی نہیں رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہارے پاس کچھ پانی ہے؟ اس نے کہا ہے۔ فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ ایک

Marfat.com

برتن میں لے آیا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں برتن کے اوپر پھیلائیں۔ یہ بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں میں سے پانی کے چشمے ابل پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آواز دے دو کہ وضو کے لئے برتن کا پانی لے لیں۔ (مسند امام احمد)

چند قطرے پانی اور چودہ سو افراد

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اسی طرح ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غزوہ میں تھے تو ہمیں بھوک سے تکلیف ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ہمارا ارادہ یہ ہوا کہ اپنی ایک آدھی سواری کے اونٹ کو ذبح کر دیں۔ تب ہم کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم سب اپنے اپنے ناشتہ دانوں کو اکٹھا کریں تو ہم نے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھایا اور سب لوگوں کا توشہ اسی دستر خوان پر اکٹھا ہوا تو میں نے گردن اٹھائی کہ اس کا اندازہ کروں کہ کل ملا کر کتنا جمع ہو گیا تو میں نے اندازہ کیا کہ وہ کل کتنا ہو گا۔ جیسا کہ بکری کی ٹھیک ہوتی ہے (یعنی اس کی نشست گاہ) اور ہماری تعداد 1400 تھی۔ راوی کہتے ہیں: ہم سب نے کھایا اور پیٹ بھر بھر کر کھلیا پھر ہم سب نے اپنے اپنے توشہ دان بھی بھر لئے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہیں کچھ پانی نہیں؟ راوی کہتے ہیں: ایک شخص ایک برتن لے آیا جس میں چند قطرے پانی تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک برتن میں انڈیل لیا تو ہم سب چودہ آدمیوں نے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر وضو کیا۔ اس کے بعد آٹھ آدمی اور آئے اور انہوں نے پوچھا: کچھ اور پانی وضو کے لئے بچا ہے یا نہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس اب پانی ختم ہو گیا۔ (بخاری)

افضل ترین پانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم مقام زوراء میں تھے۔ یہ مدینہ طیبہ میں بازار کے پاس ایک مقام کا نام تھا اور وہاں مسجد بھی تھی۔ آپ نے پیالہ منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹ کر ابلنے لگا یہاں

Marfat.com

تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہمراہیوں نے وضو کر لیا۔ میں نے پوچھا اے ابوحمزہ رضی اللہ عنہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کے ان ساتھیوں کی تعداد کتنی ہو گی؟ انہوں نے جواب دیا تقریباً تین سو کے قریب صحابہ رضی اللہ عنہم ہوں گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ پانی اتنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں بھی اس میں نہ ڈوبتی تھی۔ (رواہ الشیخان)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھا میں نے دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا اور ہمارے پاس پانی نہیں ہے صرف جو کسی کے پاس بچا کھچا رہ گیا تھا بس وہی تھا تو وہ ایک برتن میں ڈال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں۔ اس کے بعد فرمایا: لوگو چلو اور وضو کا پانی اور اللہ کی طرف سے برکت لوٹو۔ میں نے دیکھا کہ پانی تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر آپ کی انگلیوں سے ابل رہا تھا حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو بھی کر لیا اور خوب پی بھی لیا اور میں نے جتنا پانی میرے پیٹ میں سما سکتا تھا وہ پوری طرح پی ڈالا کیونکہ میں جان چکا تھا کہ یہ برکت ہی برکت کا پانی ہے۔ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اس وقت تم کتنے صحابہ تھے تو انہوں نے کہا: ایک ہزار اور چار سو۔ (رواہ الشیخان)

ہم اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہمیں کافی ہو جاتا

یہ روایت بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح ہے کہ صلح حدیبیہ میں ہم کو پانی نہ مل سکا اور ہم کو سخت پیاس لگی۔ آپ کے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پانی لے کر وضو کیا پھر کیا تھا لوگ پانی دیکھ کر بے تابی کے ساتھ آپ کی طرف لپکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کی ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے۔ بس یہی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تھیلے میں اپنا دست مبارک ڈالا۔ بس پانی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چشمے کی طرح ابل ابل کر نکلنے لگا۔ ہم نے خود پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا تم کتنے تھے؟ یہ بیان کرتے ہیں: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کا یہ عالم

Marfat.com

تھا کہ ان کو بھی کافی ہوتا مگر اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔ (رواہ الشیخان)

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم لوگ تو فتح مکہ کو فتح عظیم کا مصداق سمجھتے ہو اور کسی شک وشبہ کے بغیر وہ بڑی فتح تھی لیکن ہم تو بیعت الرضوان کو جو صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوئی تھی بڑی فتح سمجھتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور حدیبیہ وہاں ایک کنواں تھا جس کا پانی ہم نے سب کھینچ کھینچ کر نکال لیا تھا حتیٰ کہ اس میں پانی کا ایک قطرہ تک باقی نہیں چھوڑا تھا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر آ کر بیٹھ گئے اور ایک برتن میں کچھ پانی منگوایا اور وضو فرمایا اور کلی کر کے وہ پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ ہم نے کچھ زیادہ دیر بھی نہیں کی تھی کہ اس میں اتنا پانی بڑھ گیا کہ جتنا ہو سکا۔ ہم نے خود پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو بھی پلایا۔ اس وقت ہماری تعداد چودہ سو ہو گی یا اس سے کچھ زیادہ۔

(بخاری شریف)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پانی طلب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کشادہ پیالہ پیش کیا گیا اور لوگوں نے اس سے وضو کرنا شروع کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اندازہ لگایا تو کوئی ستر اسی کے درمیان لوگ تھے۔ (شیخین)

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اصحاب صفہ تہی دست لوگ تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو اسے چاہئے کہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو اسے چاہئے کہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو اپنے ساتھ (کھانا کھلانے) لے جائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو ساتھ لے کر گھر آئے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو ہمراہ لے کر چلے اور خود ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی رات کا کھانا نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے یہاں کھالیا پھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھ لی گئی پھر نماز سے لوٹے اور اتنی دیر ٹھہرے رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رات کا کھانا کھالیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کا اتنا حصہ گزرنے کے بعد گھر پہنچے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا: اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر آپ اتنی دیر کہاں رک گئے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ بتاؤ کہ تم نے ان کو کھانا کھلا دیا یا نہیں؟ کہنے لگیں کہ ان لوگوں نے کہا: اس وقت نہ کھائیں گے جب تک تم نہ آ جاؤ گے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو کھانا نہیں کھاؤں گا تو ان کو بی بی نے بھی قسم کھا کر کہا کہ پھر میں بھی کھانا نہ کھاؤں گی۔ اس پر ان مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ پھر یہ بھی کھانا نہ کھائیں گے۔ اب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تنبہ ہوا اور فرمانے لگے کہ یہ سب کچھ شیطان کی وجہ سے ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے کھانا منگوایا اور خود کھایا تو مہمانوں نے بھی کھانا کھایا تو یہ حال تھا کہ جب وہ لوگ ایک لقمہ اٹھاتے تھے تو اس کے نیچے اس سے زیادہ کھانا از خود اضافہ ہو جاتا تھا تو انہوں نے اپنی بی بی سے فرمایا: اے بنو فراس کی خاتون دیکھو یہ کیا ہے؟ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ارے یہ پہلے سے تین گنا زیادہ ہو گیا ہے تو ان سب نے خوب کھایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھجوایا۔ راوی کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس میں سے کھایا۔ (رواہ الشیخان)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَطَرَ الْاَرَضِیْنَ وَالسَّمٰوٰتِ ○ اَلْكَرِیْمُ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ ○ اَحْمَدُهٗ سُبْحٰنَهٗ حَمْدًا یَمْلَاُ الْكَآئِنَاتِ ○ وَاَشْكُرُهٗ عَلٰی سَوَابِغِ نِعَمِهِ الْمُتَوَاتِرَاتِ ○ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهُ الَّذِیْ خَصَّ اَحْبَابَهٗ بِالْكَرَامَاتِ ○ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَاحِبُ الْاٰیَاتِ الْبَاهِرَاتِ ○ اَلْهَادِیْ اِلٰی طُرُقِ الْخَیْرَاتِ ○ اَلْمُحَذِّرُ مِنْ طُرُقِ الضَّلَالَاتِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ ○ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

Marfat.com

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری کی واقعات پر دیگر تصانیف

ناشر
اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
Ph 042 - 37352022

Marfat.com